

حزب سربلے، ۱۰۷۷

الوارعہ

مدیر الوداعین لکھنؤ کا نو ماہ علمی سال

حزب سربلے مجلہ الاسرار (حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام)

مجلہ

حکیم شید قاسم علی ضوی لکھنؤ کی امداد الانسانی

بہار سام دارو غریبہ و غریبہ

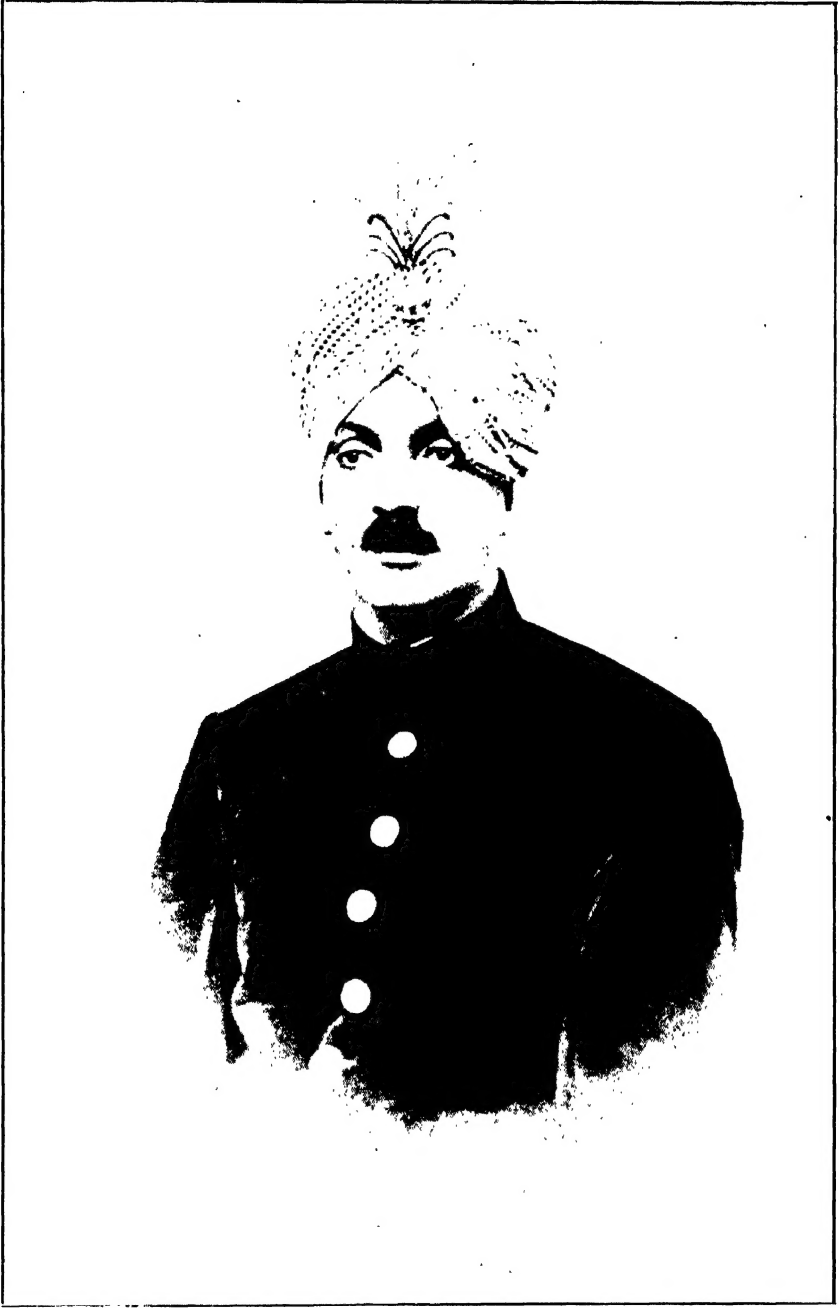
مجلہ الاسرار (الوارعہ) لکھنؤ کا نو ماہ علمی سال

مدیر الوداعین لکھنؤ کا نو ماہ علمی سال

لکھنؤ کا نو ماہ علمی سال

مفتی محمد رفیع الرحمن

- (۱) یہ رسالہ بالفعل براہِ انجیری ماہ (۱۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھ کر
- (۲) پیغمبر اسلام کا افضل نخلِ اُمّی ہونا کی احزبی تاریخ میں شائع ہوا اگر مضمون لکھا جائے در نہ درج نہ
- (۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور (۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال ہو سکے گا
- اسکی جامعیت کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا (۲) مضامین عوام مختصر ہونا چاہئیں
- (۴) اسلامی اخلاق و آداب کی فضیلت (۳) نمونہ کا پرچہ ہر کٹ اڈیٹر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا
- (۵) اسلامی تمدن کی فوقیت آنے پر روانہ ہو سکتا ہے اختیار ہوگا
- (۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت (۴) جواب طلب امور کیلئے (۳) عبارت حتی الامکان سلیس
- (۷) مہم طلبین کے کمالات و اہلیت جوابی کارڈ یا کٹ آجائیے اور عام فہم ہو
- (۸) سلف صالحین کے اربعہ حالات (۵) ہفتہ شمارت کی اجرت بذریعہ (۴) مضامین صاف خط میں تحریر
- (۹) قرآن مجید کا افضل الکتاب ہونا خط و کتابت طے ہو سکتی ہے کیے جائیں اور عبارات عربیہ پر
- (۱۰) اثبات اصول اسلام بلا لائل (۶) علمی معاملات کے متعلق خط و اعراب لکائے جائیں نیز
- عقائد و تعلیم کتابت ارسال مضامین بنام عربی عبارت کا دوسرے
- (۱۱) غلط فہمی جدیدہ اور دیگر مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام کالم میں ترجمہ ہونا چاہئے،
- (۱۲) ذرا بکے مقابلہ میں حمایت منجر ہونا چاہیے (۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا
- دارالاشہادات (۷) شرح قیمت :- کا حوالہ دیا جائے
- (۱۳) اکتشافات جدیدہ و حقائق رساؤ و ایان ملک سے جو مرحمت (۶) تا قابل اشاعت مضمون پس
- اسلام فرامیں عام خریداران سے دے نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب
- انجاء علیہ پیغمبر الودیعہ و الودیعہ مضمون کو کٹ بھیجنا چاہئے



جناب معلى القاب راجه سيد اكبر عليخا نصاحب بهادر آف پندراول ضلع عليگده
صدر اجلاس دهم مدرسه الواعظين لكهنؤ



الفرقان

نمبر ۱۹۳۱ء مطابق شعبان ۱۴۱۱ھ (۹) حصہ

فہرستِ مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	شد ذات	۲
۲	محمد قاتل محمد کا تبلیغی اسوہ حسنہ	۸
۳	بابی و بہائی و قادیانی مذہب کا تطابق	۲۲
۴	معواتِ مستمرہ	۲۳
۵	آریہ مسلم گفتگو	۳۶
	مضمون نگار	
	مدیر	
	لبض فضلاء بخت اشرف	
	جناب مولیٰ اشیعہ نداحسین صاحب قبلہ	
	فاروقی صدیقی، عثمانی،	
	جناب مولوی سید نذر حسن صاحب	
	کاشف گو پالپوری	



شیتے ذیل

جناب مولوی شہد اطہار محسن صاحب ضلع رانچی وغیرہ میں
گذشتہ مہینہ میں جناب مدوح کے کلامہ آجڑا گت سقمہ و سبکٹا ہڑ کیے جا چکے ہیں اس مبصر میں ہی سلسلہ
سے بعد کے حدیث پیش ہیں،

لوہڑو کا ضلع رانچی یکم ستمبر ۱۹۰۹ء کو جناب مدوح یہاں پہنچ کر جناب عبدالقادر صاحب دہلی چیمبر میں
کے ہمان ہوئے اور چھ ستمبر تک تین جلسے منعقد ہوئے جن میں علاوہ مولانا دلسلطہ و نسل کج کے مدرسہ الواخطین کا
نقارت بھی کرادیا مسعین شاہزادہ و محظوظ ہوئے اور بعض حضرات نے الواخط کی خریداری بھی منظور فرمائی،
رانچی کی واپسی ۲۹ ستمبر کو رانچی واپس ہوئے اور ۱۲ ستمبر کو دہلی غلطہ کے منعقد ہوئے جن میں
علی التریب آئیہ خطیب کی تفسیر اور سیرت امیر اور حقوق زن و شوہر کو تفصیل سے بیان کیا،

رانچی میں قادیانی بھی اپنا مرکز بنائے ہوئے ہیں اور اسٹریٹ ڈی پال امرتسری ایسا لکھنؤ اس مذہب
کی اشاعت میں بہت کوشاں رہتے ہیں اور ایک اچھی خاصی تعداد کتابوں کی ان کے پاس ہو موصوف نے
۱۰ ستمبر کو جناب غلطہ کو نہایت پر تکلف دعوت دی فراغ طعام اور تبارک مولیٰ کے بعد مائیت مرزا کے قادیانی
اور حضرت عیسیٰ اور حیات و موات حضرت عیسیٰ پر گفتگو شروع ہوئی جبکہ غلطہ صاحب نے یہ ہے :-

جناب غلطہ - جناب مرزا صاحب کو حضرت عیسیٰ سے کیا مائیت تھی زن ابن مریم نے بے پردہ ابرار اکہ
دار برص اور اجیار اموات پر قادر؟

جناب اسٹر صاحب - حیات کے دو معنی ہیں، مرد کو زندہ کرنا اور حقیقی مرن یعنی کافر و گمراہ کو ہدایت کر کے
حقیقی حیات بخشنا، مرزا صاحب نے بہتوں کو ہدایت فرمائی اور یہ کام خاص انبیاء کا ہے،
جناب غلطہ - ہدایت خلق تو ہر نبی کا کام ہے جناب عیسیٰ سے مائیت کی کیا خصوصیت ہو؟
جناب اسٹر صاحب اگر حیات ظاہری ہی مقصود ہو تو حضرت مسیح قادیانی کی دعا ہے اکثر لوگ جو قریب ہلاکت
اور گویا مردہ تھے اچھے ہو گئے

جناب غلطہ - جناب عیسیٰ نے تو خلق کا بھی دعویٰ فرمایا تھا کیا حضرت صاحب نے بھی کسی چیز کو خلق فرمایا تھا،
جناب اسٹر صاحب خلق و حیات کا ذکر تو خود انکی کتاب انجیل مقدس میں ہو نہیں،
جناب غلطہ - کیا قرآن پر اعتبار نہیں ہے۔ انجیل موجود تو ہمارے اعتقاد میں بمقادیر جو خفوت

الکلم عن مواضعه محرف ہو اور قرآن مجید میں اَفَى اخْلَقَ مِنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَانْفَرَفِیْ
فَیْلَکُون طَیْرًا بِإِذْنِ اللّٰهِ دَابِرَتِیْ الْأَصْحَمَ وَلَا بَرَصَ وَاحْتِی الْمَوْتِیْ بِإِذْنِ اللّٰهِ موجود ہے
(دیکھو پیل ۳۷)

جناب ماسٹر صاحب خلق کے کوئی اور معنی ہوں گے جسکو میں نہیں جانتا۔
جناب واعظ - واضح اور متعل لفظ ہوا اور اگر کوئی اور معنی ہوں بھی تو اسکی تحقیق کرنا چاہیئے دینی معاملہ
میں غفلت دینے پر دانی مناسب نہیں،

جناب ماسٹر صاحب جب حضرت صاحب بنی ہیں کیونکہ موصوف سے اکثر و بیشتر معجزات و کرامات ظاہر
ہوئے تو اگر کوئی بات خاص طور سے نہ بھی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں،

جناب واعظ - نبوت تو ہمارے نبی پر ختم ہو گئی، ماسکان محمد اباحد من دجالک و لکن
رسول اللہ و خاتم النبیینؐ پھر حضرت صاحب کس قاعدہ سے نبی ہو گئے کیا دہی جو حضرت نے ارشاد
فرمایا تھا کہ ہر سر صدی پر ایک مجدد آئے گا؟

جناب ماسٹر صاحب - جی ہاں اسی ارشاد کی تصدیق میں حضرت صاحب آئے،
جناب اعظم حضرت صاحب تو تیرہویں صدی میں تشریف لائے انکے قبل کے مجدد و انبیاء کون کون تھے
ان کے نام کہیں مل سکتے ہیں اور کیا ان انبیاء و مجددین کے بھی کچھ پیرواد و معتقد ہیں؟
جناب ماسٹر صاحب حضرت صاحب بارہویں صدی میں آئے انکے قبل گیا رہ اور آچکے ہیں جسکے نام
تمام کتابوں میں موجود ہیں اور انکے پیرواد و معتقد ہم لوگ ہیں۔

جناب واعظ - میں تو کسی تفسیر اور حدیث میں انکے نام نہیں پائے اور نہ انکا کوئی گرن ملا آپکو نام معلوم
ہوں تو ارشاد فرمائیے اور یہ بھی بتائیے اگر نندہ جو مجدد ہو گا اسکا بھی کوئی نام موجود ہے یا نہیں،

جناب ماسٹر صاحب (جز و اول کا جواب چھوڑ کر) ۱۳ یا ۱۴ صدی میں جب بنی ایک کتاب اسکا نام ظاہر
ہو گا اور ہم لوگ اسکے آئے پر ایمان رکھتے ہیں۔

جناب واعظ - اسوقت کون ہے؟

جناب ماسٹر صاحب - حضرت صاحب کے خلیفہ،

جناب واعظ - تا دیانوں میں تو دو فرقہ ہو گئے ہیں۔

جناب ماسٹر صاحب ہاں اب تو دو فرقہ ہو گئے ہیں اور دو خلیفہ گر ہم لوگ اس دوسرے گرن کو قادیانی
نہیں مانتے،

جناب واعظ تو کیا خود حضرت صاحب اخیلفہ آدل نے دوسرے کو خلیفہ مقرر کر کے نص کر دی تھی، جناب شہر صاحب نہیں بلکہ جماعت نے منتخب کیا تھا۔

جناب واعظ۔ تو جس طرح آپ کی جماعت نے آپ کے خلیفہ کو منتخب کیا تھا، اسی طرح اُس جماعت نے اپنے لیے ایک خلیفہ منتخب کیا کوئی وجہ نہیں کہ جسے آپ منتخب کریں وہ توحید اور جسے وہ منتخب کریں وہ باطل ہو اگر خود حضرت صاحب اخیلفہ آدل مقرر کر جاتے، تو تمام احمدیوں پر ان کی اطاعت واجب ہوتی اور جب ایسا نہیں ہے تو وہ لوگ کیوں باطل مت ہو سکتے ہیں،

جناب شہر صاحب انھوں نے اکثر تعلیمات و ارشادات حضرت صاحب کے ترک کر دیا اور اُس کے غائب نہ رہے،

جناب اعظم اچھا اب حیات و مات حضرت علی کے متعلق کچھ کیا خیال ہے آپ کے حضرت صاحب انزال الاولام میں وفات حضرت عیسیٰ کے متعلق ایک دایت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ امت کے متعدد معنی ہیں، مارنا، بیوش ہونا، غافل ہونا، سو جانا، وغیرہ وغیرہ پر معنی اول کی تحقیق کے لیے کوئی مہم ہونا چاہیے،

جناب شہر صاحب ساکت و صامت اور کوئی جواب نہیں،

اس مناظر کے بعد ۲۹ ستمبر تک ایک مجلس عزاء بقرینہ تجر خوانی حضرت قدوۃ العلماء اعلیٰ الشہداء و تلمائہ جناب سید صاحب حسین صاحب ڈسٹرکٹ جہڑار پر اور ایک مجلس غلط و لغت جناب علامہ بن علی بڑی صاحب ڈپٹی کمشنر پر منعقد ہوئی جس میں علی الترتیب فضائل علماء اعلام اور حضرت قدوۃ العلماء کے اوصاف حمیدہ اور مضائب تہ الذہار اور حقوق والدین و اولاد بیان فرمائے،

ٹائماں مگر ضلع عکبہ میں ۲۳ ستمبر کو شب ٹائماں مگر ہو چکے جناب سید علی مرتضیٰ صاحب ڈسٹرکٹ انجمن کے وائیکو پر ہمارے اور، راکو برس ۲۰۲۰ تک تین مجلسیں دو تلمائہ جناب سید علی مرتضیٰ صاحب جناب سید ابن جن صاحب اور جناب سید علی مرتضیٰ صاحب پر منعقد ہوئیں اور دو جلسہ غلط کے وائیکو جناب سید ابن جن صاحب اور عیشید پورا سکول میں اور ایک محفل سیلاباتہام جناب سید ابن جن صاحب اعلیٰ پیمانہ پر منعقد ہوئی جن میں علی الترتیب توحید خدا و مذمت آل اور اعجاز قرآن مجید اور ایمان کی اہمیت اور ایمان حضرت سلمان و ابوذر اور حضرت امیر اذغیر سورہ وائیکو وائیکو سالت وقرامت کے فضائل و حالات اور حقانیت اسلام اور دیگر مذاہب پر اسکا تفوق اور ترفیع تعلیم و تجارت پر غلط فہمیاں آخری جلسہ میں ایک مدرسہ دینیہ کی تحریک فرمائی یہ تمام تقریریں کافی اثر سے روٹناں ہوئیں اور جناب سید علی مرتضیٰ صاحب نے

مبلغ ۷۷۰ ماہوار چندہ مقرر فرما کر چار ماہ کا چندہ ادا کر دیا،
 رائجی کی واپسی ۱۰ تا ۱۲ اکتوبر کو پھر رائجی واپس آکر ۱۲ اکتوبر سے ۲۹ اکتوبر تک فرائض تبلیغ ادا کرتے
 رہے بعض لوگوں کو اعمال و عبادات واجبہ کی تلقین و تعلیم فرمائی بعض کو اختلاف فرق اسلامیہ پر تنبیہ و تکرار
 صراطِ مستقیم کی رہنمائی فرمائی دو مجلسیں بھی حسبِ معمول منعقد ہوئیں بعض تعلیم یافتہ حضرات کو عربیت کی طرف
 متوجہ کیا،

چائے با صلیح سنگھ نوم ۲۳ اکتوبر سے ۲۹ اکتوبر تک کو یہاں پہونچا جناب عبدالحق صاحب ٹھیکہ دار کے ہمان ہو
 اور ۲۸ اکتوبر سے ۲۹ اکتوبر تک تین جلسہ و خطا کے ۲۴، ۲۵، ۲۸، ۲۹ اکتوبر سے کو منعقد ہوئے جنہیں علی الترتیب
 مدرسہ کائنات، اتفاق و اتحاد کی خوبی، یومِ جمعہ کی فضیلت، نماز کی فضیلت، احکامِ خدا و رسول پر عمل
 و اس کی تاکید، ضرورتِ تعلیم و تجارت، اصلاحِ معاشرت، احکامِ زوجین و اولین، عدل و مساواتِ اہل
 اور دیگر مذاہب میں عورتوں کے ساتھ سلوک اور ان کے حقوق کے مقابلہ پر تقریریں فرمائیں جو کافی اثر
 سے روشناس ہوئیں،

جنگنا تھ پور صلیح سنگھ نوم - یکم نومبر کو جنگنا تھ پور پہونچا مگر مرزا عبدالحق بیگ صاحب کے ہمان ہوئے اور اسی
 روز جلسہ و خطا کے صبح و شام منعقد ہوئے اور چونکہ یہاں کے کل مسلمان ولابی ہیں اسوجہ سے ۲ نومبر کو
 یہاں کے مولوی صاحبان سے حیات و تنظیمِ رسول پر گفتگو رہی جسے لوگوں نے بہت دلچسپی سے سنا،
 چمپوا صلیح سنگھ نوم - ۲ نومبر کو یہاں پہونچا جناب حاجی محمد سید صاحب کے دو تھانہ پر قیام کیا مگر چونکہ
 یہاں تعصب زیادہ ہے تقریباً تمام مسلمان ولابی ہیں اسوجہ سے ۴ نومبر کو بعض ہمدردوں کے مشورے سے
 زیادہ قیام مناسب جانکر جگہ پر چلے آئے،

جناب مولوی مرزا یوسف حسین صاحب کے تبلیغی کارنامہ

جناب ممدوح ۱۸ اگست کو ککنو سے روانہ ہو کر آخر نومبر ۲۹ تک جن جن مقامات پر تشریف لے
 گئے انکی تفصیل حسبِ ذیل ہے۔

شمس آباد صلیح فرخ آباد یہاں کے اکثر لوگ انعم اور نجدہ ہیں ایک انجن بھی اہل تشیع کی قائم ہے
 حکناام ضیاء الاسلام ہے وہیں جناب ممدوح نے قیام فرمایا اور دورانِ قیام میں چار جلسہ و خطا کے منعقد
 ہوئے جنہیں علی الترتیب ”صلحِ عمل“ توحیدِ باری تعالیٰ محاسنِ تعلیمِ اسلام، سیرتِ انصرت پر تقریریں
 فرمائیں جو کافی سے زیادہ موثر ہوئیں، یہ تمام جلسہ بزرگانِ اہلسنت کی مسجد حاج میں منعقد ہوئے اور
 مجمع کی تعداد بعض جلسوں میں ہزاروں تک پہونچ گئی،

اگر یہ ضلع مراد آباد ۵ ستمبر کو امر دہسہ پونچر لکڑوں کے کام ہارڈ میں فروکش ہوئے پسہ کو مجلس منعقد ہوئی جس میں ایک گنڈہ سے کچھ زیادہ "محبت و مودت" پر تقریر فرمائی جو نہایت مؤثر ہوئی، موضع بنی شاہ ضلع ملتان ۶ ستمبر کو امر دہسہ سے روانہ ہو کر گنڈہ اور دہاں سے ۱۲ ستمبر کو لاہور ۱۲ ستمبر کو بہاول اور ۱۴ ستمبر کو موضع بنی شاہ سے مرور کرتے اور تپ شدید کے مصائب جھیلنے ہوئے بکلیالی پہنچے اور وہاں کے مناظر میں شرکت فرما کر ہر بنی شاہ واپس ہوئے،

موضع بہل - ۲۶ ستمبر کو بنی شاہ سے بھکر دہاں سے دریائے سندھ کے سیلاب و طغیانی اور ان اطراف میں غام تباهی کی خبریں معلوم کر کے دورہ کو غیر مفید ادب سے موقع سمجھ کر موضع بہل میں تشریف لائے یہاں سیلاب کے بعد بخاری طغیانی تھی تاہم ۲۸ ستمبر سے ۲ اکتوبر تک ستفارسائل کا سلسلہ جاری رہا اور ہرگز کو جلسہ و غلط منعقد ہوا جس میں ادلی کاٹھ کی تعیین پر تقریر فرمائی ختم تقریر کے بعد بھادل خاں بلوچ بہت دیر تک موقع کے مطالبہ کیجے سمجھتے رہے اور تحقیق حق کے بعد صراطِ مستقیم کے رہروں گئے

ڈیرہ اسماعیل خان کی واپسی ۶ اکتوبر کو بہل سے روانہ ہو کر راہ کے مصائب غیظہ برداشت کرتے ہوئے ڈیرہ اسماعیل خان میں واپس آئے یہاں مولوی خادم حسین شاہ صاحب داغط موجود تھے جن کے اصرار سے انکے دو تنخانہ پر ۱۹ اکتوبر کو جلسہ منعقد ہوا جس میں احترام بیت اللہ پر ایک گنڈہ کا مل تقریر فرمائی اور اس کے بعد علم تجوید اور ترجمہ قرآن مجید کی تعلیم ہوتی رہی،

ریاست جموں (دکشمیر) ۱۱ نومبر تک رسالہ سرائے اخلاق اور گلستہ اخلاق جناب تید مہدی حسن صاحب ترمذی منجور امیر کتب خانہ لاہور کی فرمائش ہے مالیف کے موصون کو روانہ کیے اور ۱۰ نومبر کو جموں سے دو سرا خط پہنچنے کے بعد جموں روانہ ہو گئے جہاں ۱۲ نومبر کو پونچر جناب تید الطاف علی شاہ صاحب صد انجن سادات جموں کے دو تنخانہ پر قیام فرمایا اور ۱۹ نومبر تک چھ جلسہ عظمیٰ کے پیر مٹھا شاہ صاحب کے دربار اور جناب صد انجنی و جناب ولی شاہ صاحب کے دو تنخانہ اور جامع مسجد برادران اہلسنت میں منعقد ہوئے جن میں علی الترتیب شان امیر المؤمنین اور مصائب تید الشہداء اور شان جناب سرور کائنات اور محاسن قیلم اسلام اور اصلاح علی اور عصمت انبیاء خصوصاً عصمت حضرت آدم اور عظمت قرآن مجید اور جات حضرت مسیح اور ختم نبوت اور شان انبیاء پر تقریریں فرمائی کافی سے زیادہ خوشہ میوں اور فریقین اسلام نہایت سرور و غلظت مذکورہ بالا جہوں میں اگرچہ ہر طبقہ کے لوگ شریک ہوتے رہے اور مجمع بھی اچھا خاصہ ہوتا مگر کین چٹا جلسہ حاصل ہوتا ہے منعقد ہوا ہر فریق کے لوگ کافی تعداد میں موجود تھے، تقریر ایسے مکمل و متقن دلائل مآل تھی کہ تمام حضار نے تسلیم کر لیا۔ آج کے جلسہ میں یہ بھی فرمائش تھی کہ غلط کچھ حصہ لسانی زبان میں بھی

بیان کیا جائے چنانچہ اس فرائن کی بھی تعمیل کی گئی اور دغط ایسا کامیابیت ہو کہ غلام محمد صاحب داکٹر بساط خانہ نفع عام میں علانیہ اظہار کیا کہ آج سے پہلے میرے عقائد مزرائیت کی طرف مائل تھے اور اسی طرز پر عمل درآمد بھی شروع ہو گیا تھا اگر آج مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ زائد ہیں اور سرور کائنات پر نبوت و رسالت ختم ہو گئی اور مرزا صاحب ہرگز نبی نہیں ہو سکتے، ختم و غلط کے بعد جناب مدوح نے بعض شکوک بھی پیش کیے جنکا انھیں اطمینان بخش جواب دیدیا اور انھوں نے مذہب حق اختیار کر لیا اور بعض اور لوگوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اگر انہی نام معلوم نہ ہو سکے،

جنون کے اطراف و جوانب اور کشیدہ گلٹ و لڈخ و عینہ میں ایک تھقل و اغط کی ضرورت ظاہر کی جاتی ہے اور امداد اعانت مدد رس کے خیالات ممبران انجمن سادات میں اچھی طرح موجود ہیں اور بساط سچھ اسباب بھی کوشش سے تیار ہو سکتے ہیں،

کوٹلہ حاجی شاہ تحصیل لیٹ ۲۸ نمبر کو جنون سے روانہ ہو کر ۲۱ نمبر کو ٹلہ پونچر سید کرم حسین شاہ صاحب کے مہمان ہوئے اور تین چار دن مقیم رہے مگر تمام بستی تھیل دیگر اطراف کے بخانگی وجہ سے پریشان تھی ہوجہ سے کوئی تبلیغی کارروائی ممکن نہ ہوئی،

جناب خادم حسین شاہ صاحب دغط کے کارنامہ

جناب مدوح علاقہ سندھ کے تبلیغی خدمات کے لیے عرصہ سے امور میں اور جو خدمات اپنے انجام پہلے ہیں اور جس حسن دغوبی سے مجالس دروغط اور مناظرات کی منزلیں ملے کی ہیں اور معامی ضروریات کے لیے مختلف مقامات پر نہیں قائم کی ہیں وہ سب آپ کے حسن خدمات پر کافی روشنی ڈال رہی ہیں یہی سلسلہ میں آپ اس علاقہ کا دورہ کرتے ہوئے خیر پور میں بھی تشریف لے گئے جہاں آپ نے چار مواعظ فرمائے اور ترک رسوم نامشروع میں تبلیغ کوشش فرما کر پوری کامیابی حاصل کی اور پانچ دن رہا اسمہ نے شادی اور غمی اور عزائے حضرت سید الشہداء کے مواقع پر ان ذرا اسمہ کے ترک کا عہد کر لیا اور بعض تقریبات جو مدوح کی موجودگی میں ہوئے ان میں ان رد اسمہ مذمومہ ہے اجتناب کیا گیا،

جناب مولوی سید اسماعیل حسین صاحب لمبی میں -

جناب مدوح ایک عرصہ سے بمبئی میں تشریف فرما ہیں وہاں اپنے فرائض کمال حسن دغوبی سے ادا کر رہے ہیں دوسرے قوم میں سلسلہ تقریر کا جاری ہونا بایوں کی سوسائٹی میں پونچر سلسلہ عینائی کرنا پارسیوں کی جلالت میں کام کرنا مالک آباد اور نماہاں مقام پر ہفتہ میں دو بار مذہب و ملت کی موجودگی میں تھانیت اسلام کو واضح کرنا گجراتی زبان میں رسد کی طرف سے ایک ہزار پچھ کا جاری کرنا آپ کے حسن خدمات پر کافی روشنی ڈال رہا ہے

ناچیز مدوح
اور تمام ان کے کوششوں پر انہاں نے ستم و قہر کیا ہے خاص شکر اراکرسہ ہیں۔

مَقَالہ

محمد آل محمد کا تیلنی حوہ سنہ

فرضیہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی دایمی کتبیتیں نظر

مدرسۃ الواعظین لکھنؤ کا دسواں سالانہ اجلاس

سادات رفیع الدرجات امروہہ کے روایات اولوالعزمی کی تجدید

یہ ایک حقیقت ہے کہ تبلیغ اسلام و احکام اسلام اور فرضیہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حقیقی عامل کابل وہی حضرات قدسی صفات تھے جنہیں خود خدا نے واحد قدوس نے اس خدمت کے لیے منتخب و اس خطاب کا پہلا مخاطب قرار دیکر وحی و الہام کے مشرف سے مشرف اور فاصدع ہما توہما کے واجب الانتہال خطاب کے مخاطب اور اتنا امانت مند و مکمل قوم ہاد کے ارشاد پر سدا سے یا دفرما تھا وہ حضرات اپنے اپنے زانوں میں حسب مقتضیات وقت و ضرورت جیسے مافوق القصور عنوانوں سے ان فرائض کو جانکا مصیبتیں جھیل کر اونا قابل برداشت امور کو خارج از امکان جبر و قہر کے ساتھ برداشت کر کے صحیح معنوں میں اپنے ذوات قدسیہ کو اٹکا اہل ثابت کر گئے انکی مثال انبیاء سابقین میں عدیم الوجود ہے چہ جائیکہ ہم ایسے محدود و المسماعی اور قاصر الہمت لیکن کچھ شبہ نہیں کہ مرتبہ ثانیہ میں ہماری ناقص ذاتیں بھی اس خطاب کے تعلق سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتیں اور یہ فرضیہ بشرطاد ضرورت ہماری ذاتوں سے بھی ضرور متعلق ہے، ہر خیر کہ ہم اور ہماری تبلیغ آفتاب امت کے سماج غیبت میں مستور ہونے سے اسکا الاعمالی بیہ السراج کا مصداق ہو لیکن محمد آل محمد کا اموہ حسنہ انکے تمام تمسین کو بالعموم اور ان کے ناسبان عام حضرات علماء کرام کچھ بالخصوص اس اہم بالشان خدمت کے ادا کرنے کی دعوت دے رہے ہیں چنانچہ اسی نظر سے کہ پیش نظر رکھ کر حضرت جلالہ مقتدی الانام سرکار صمد الشریعہ آقا سید نجم الحسن صاحب اوام اللہ علیہ السلام نے جامعہ مدینہ العظمیٰ قائم کر لیا اور وہ فرما کر حد من ناہی کی آواز بلند کی اور سرکار دولتمدار سرکار ہمارا جہ صاحب بار و الی محمد باد کی عالی ہستی اور بلند حوصلگی نے اس مقدس مگدولہ و آواز پر لبیک کہہ کر چھ ہزار روپیہ سالانہ سے انکی تادی تیس فرما کر اس رقم کو سات ہزار تک پہنچا دیا اور دیگر شایان تبلیغ کو بھی شرکت عمل کی اجازت مرحمت فرمائی بہت افراد قوم نے کمر بستہ چلت کر کے اپنی روایتی ایشار کی تجدید کی عہدہ قائم ہو گیا عمارت بھی خرید لی گئی

استقبالیہ کی تہ

ہم چار پانچ روز تک سادات امروہہ کے مہمان رہے اور استقبالیہ کمیٹی کے ممبروں اور مہمانوں کی فہرست کے خواہاں رہے لیکن ان حضرات کی مصروفیتوں نے انھیں اتنی مہلت نہ دی کہ وہ ان فہرستوں کو باطینان محل کر دیتے، بلکہ حقدور دریافت کرنے سے معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ،

جناب ستاب علی القاب حکیم سید محمد صاحب قبلہ رئیس امروہہ اس کمیٹی کے صدر تھے اور خیاب خضر حسین صاحب رئیس امروہہ جنرل سکریٹری اور اکابر و علماء سادات امروہہ اس کمیٹی کے اراکان تھے، ان کی بچا فانی میں انکو انٹری آفس اور محکمہ راولڈاک اور دیگر ضروری دفاتر بھی تھے اور یہی حضرات مہمانوں کے فوری کرنے اور انکی توضیح و ضیافت کے بھی منظم تھے، ان سب حضرات نے اپنے فرائض کو باحسن وجہ انجام دے کر پُرورد شکر یہ کا استحقاق حاصل کر لیا اور تمام شکر کا جلسہ ان حضرات کے حسن خدمات و استقبال و انتظام سے نہایت سرور و محفوظ رہے کسی کو کوئی موقع کبھی طرح کی شکایت کا نہیں ملا،

جماعت رضاکاران

امروہہ میں تین مدرسہ سادات کی جانب سے قائم ہیں نور الدار، میر الدار، امام الدار جنہیں سے اکثر الذکر کرامی اسکول کے درجہ تک پہنچا دیا گیا ہے اور یکم جنوری سنہ ۱۴۰۲ کو اسکاٹنگ بنیاد رکھا گیا ہے اور ایک کھیل گورنمنٹ کی جانب سے قائم ہے رضاکاران کی جماعت نطا ہر انھیں مدارس کے طلبہ سے مرتب کی گئی تھی اور کچھ حضرات ان کے علاوہ بھی اس جماعت میں داخل معلوم ہوتے تھے،

مہمانوں کے قیام و طعام کا بندوبست

اسٹیشن امروہہ پر استقبالیہ کمیٹی کے ممبروں اور رضاکاروں کی کافی تعداد استقبال کے لیے موجود رہتی تھی جو کمال احترام سے مہمانوں کو ادا کرنا کرنا لگوں اور گاڑیوں پر سوار کر کے فرود گاہوں تک پہنچاتی تھی سادات عظام کے کامات مہمانوں کے لیے کثیر تعداد میں پنڈال کے قریب خالی کر دیے گئے تھے جنہیں ہر طرح کی راحت و آرام کے اسباب بھرم پہنچا دیے گئے اور عند الضرورت موجود کر دیے جاتے تھے، کما تا تمام مہمانوں کو جناب سید نور الحسن صاحب مرحوم بائی مدرسہ نور الدار کے امام بارہ میں بیک وقت ایک دسترخوان پر نہایت تکلف کے ساتھ کھلا باجا اور ہر چیز کافی سے زائد موجود رہتی تھی اور پر تکلف کمانے کے ساتھ معزز مہمانوں

کی انتہائی تواضع و انکسار انھیں دیسی ہی پرنسپل شکر یہ کامنتی ثابت کر رہی تھی جس خلوص اور جوش سے وہ لوازم ممبرانی کو ادا کر رہے تھے،

پنڈال

آبادی سے بالکل ہی متصل ایک کسے میدان میں نہایت پر تکلف پنڈال تقریباً پندرہ سو آدمیوں کی نشست کے لئے بنایا گیا تھا جو سلیقہ شعار تنظیم کے حسن انتظام اور سلیقہ شکاری کی خود داد دے گا تھا کہ سیدوں کی نشست عتی دس بھی نہایت پر تکلف تھا جو علماء اعلام اور روسائے عظام اور واعظین و مبلغین اور دیگر اکابر و علماء قوم کے لیے مخصوص تھا، ڈائیں کے وسط میں ایک پر تکلف زر و زری شانینا کے نیچے جو تقریباً چوبیس پرستادہ تھا خباب صدر اجلاس کی کرسی تھی اور ان کے برابر صدر استقبالی کمیٹی کی کرسی عتی اور داہنے بائیں حضرات ملائے کرام اور روسائے عظام اور اکابر قوم کی کرسیاں تھیں جنرل سکریٹری مدرسہ اور سکریٹری استقبالی کمیٹی خباب صدر اجلاس کے سامنے داہنی جانب اور وائیں و مقررین کی تقریروں کے لیے بائیں جانب جگہ دی گئی تھی،

ممانوں کی تعداد

بائیں کرنے والے حضرات جو مالک متحدہ اگرواد و وہ اور پنجاب اور دہلی اور صوبہ سرحدی اور چٹا اور دیگر حصص ملک رفیق افروز تھے جن کے تعداد بالا ۷۰۰ کے قریب ہوئی تھی وہ سب ہماری بہترین شکر یہ کامنتی میں لیکن حضرات دہلی جن کا نام و نشان حکم معلوم ہو سکا وہ خصوصیت قابل ذکر ہیں،

- | | |
|---|--|
| (۱) عالیجناب شیخ الحداد الشریعہ آقائے آقا الید | (۷) عالیجناب لوی محمد عبود صاحب قبلہ شکارپور |
| (۲) بحکم اکن صاحب قبلہ دام ظلہ کھنڈ | (۸) عالیجناب لانا الیہ سلطان صاحب قبلہ ٹونا |
| (۳) عالیجناب لانا مفتی الیہ احمد علیہ صاحب | (۹) عالیجناب لانا شیر حسین صاحب قبلہ راجپور |
| (۴) عالیجناب شیخ الحداد لانا الید بن حسن صاحب قبلہ | (۱۰) عالیجناب لانا الید انصار حسین صاحب |
| (۵) عالیجناب شیخ الحداد مولانا الید سید حسن صاحب قبلہ | (۱۱) عالیجناب مولانا سلج اکن صاحب قبلہ ٹونا |
| (۶) عالیجناب لانا الشیخ انجاء حسن صاحب قبلہ | (۱۲) عالیجناب عزیز انجاء حسن صاحب قبلہ |
| (۷) عالیجناب لانا الید ابن حسن صاحب قبلہ کانپور | (۱۳) سکریٹری مدرسہ الواعظین کھنڈ |

(۱۵) عالیجناب مولوی سید سرور حسین صاحب (۱۶) عالیجناب سید ممتاز حسین صاحب تحصیلدار پشاور
 مبلغ مدرسۃ الوداعین (۱۷) عالیجناب سید آل احمد صاحب نعیم۔
 بہر حال ۳۰ دسمبر ۲۹ء سے جلسہ شروع ہوا اور ہر روز صبح و شام دو جلسہ ہوتے رہے جنہیں شہر کا
 کے تعداد بتدریج ۵۰۰ تک ٹھینٹا ہوا بچوں کی تھی،

اجلاس اول

۳۰ دسمبر ۲۹ء وقت صبح

۸ بجے صبح سے لوگ ۱۱ بجے تک مجتمع رہے مگر چونکہ جناب صدر اجلاس دام آقبالہ العالی کی وجہ سے
 اس وقت تک رونق افروز امیہ نہ ہو سکے لہذا اعلان کر دیا گیا کہ اس وقت کا جلسہ جناب صدر کے رونق افروز
 نہ ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے امید ہے کہ جناب صدر غفر رب تشریف لے آئیں گے ٹھیک ۲ بجے جلسہ شروع ہو جائیگا

اجلاس دوم

۳۰ دسمبر ۲۹ء وقت شام

(۱) عالیجناب حافظ امجد علی صاحب نے تلاوت کلام اللہ فرما کر سامع حاضرین کو منور فرمایا۔
 (۲) عالیجناب حکیم سید محمد صاحب قبلہ صدر استقبالیہ کمیٹی نے اپنے پرزور خطبہ میں (جو جہاں پر تقسیم کر دیا
 گیا تھا) مدرسۃ الوداعین کی اہمیت اور قومی التفات توجہ کی ضرورت پر کافی روشنی ڈالتے ہوئے حضرات
 ذوقدار و معانان عالی مقام کو بالخصوص خیر مقدم اور پر جوش شکریہ ادا فرما کر تحریک فرمائی کہ اس اجلاس
 کی کرسی صدارت عالی جناب مولی القاب راجہ سید اکبر علیخان صاحب بہادر آف پٹنہ اول ضلع علیگڑھ
 کی خدمت فیضد رحمت میں پیش کی جائے عالیجناب مولانا الہ رحمہ صاحب قبلہ نے امید فرمائی اور
 تمام حضار ذوقدار نے نعرہ صلوٰۃ سے اپنے اتفاق رائے کا اظہار کیا اور مدد و کرسی صدارت پر
 رونق افروز ہوئے،

(۳) عالیجناب سید ممتاز حسین صاحب تحصیلدار پشاور نے گوڈ کے نہایت پر تکلف ہار جناب صدر اجلاس
 اور جناب صدر استقبالیہ کمیٹی کو پہنائے

(۴) عالیجناب شمس العلام صدر الشریعہ آقائے آقا الہ بنحہ محسن صاحب قبلہ دام ظلہ العالی نے ارشاد
 فرمایا کہ ابتداً جب اس مدرسہ کا افتتاح ہوا ہے تو رنج الاول سلسلہ ہجری کی تاریخ بتی

جور و ولادت باسعادت بجلہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور آج جب کہ وہ پہلے پہل اوتار
رفیع الدرجات اور ہر کی طلب کے موافق اپنے مولد و نشاے باہر نکلا کہ اس سرزمین پر اٹھ سالانہ
اجلاس منعقد کر رہا ہے تو رجب شمسہ کی ۲۷ تاریخ ہے جو روزِ بعثت جناب سرور کائنات علیہ
والہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات ہے اور اسلئے اسید ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
فیوض و برکات باطنی اس مدرسہ کو اُسکے قاصد کے اعلیٰ ترین مدارج تک پہنچا دیں گے،

(۵) عالیجناب احمد صاحب بہادر الباقم صدر اجلاس نے اپنے خطبہ صدارت میں اپنے منتخب کیے جانے
کا شکریہ ادا فرما کر مدرسہ کی اجمالی تاریخ اور اُسکے تمام شعبوں پر روشنی ڈال کر حضرات معاونین اور قوم
اعانت کا تذکرہ فرماتے ہوئے پر جوش الفاظ میں قوم کے باہمت اور تطیع حضرات سے اعانت و اُرد
کی پزیرا پیل فرما کر اپنی جانب سے ایک ہزار نقد کمشت اور دواہی سرور دہشت لائے کے وظیفہ کا
اعلان فرمایا جبکہ پزیر و نعرہ صلوٰۃ سے استقبال کیا گیا،

(۶) جناب مولوی سید اظہار العین صاحب مبلغ مدرسۃ الواعظین نے ضرورت بشت انبیاء کے موضوع پر
نہایت متین و متقن اُدمل و مہرین تقریر فرما کر بشت جناب سرور کائنات علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ
والکمل التحیات پر بہت تیز روشنی ڈالتے ہوئے سخنِ نبوت کی رود فرمائی،

(۷) جناب مولوی محمد عارف صاحب اور مولوی محمد بشیر صاحب متعلمان مدرسہ نے ایک فرضی مناظرہ کا
منظر اثبات و ابطال تنازع و اثبات معا دجہانی کے متعلق پیش کیا اول الذکر نے گویا
آریوں کی وکالت میں تنازع کا اثبات کیا اور آخر الذکر نے اسلام کی وکالت کا فرض ادا کر کے
تنازع کے ابطال اور معا دجہانی کے اثبات پر کافی روشنی ڈالی اور یہ مصنوعی مناظرہ جو اپنی نوعیت
میں بالکل جدید تھا کمال توجہ سے سماعت کیا گیا اور سامعین نے محسوس کر لیا کہ مدرسہ کس
پیمانہ کے داعظین تیار کر رہا ہے،

اجلاسِ سوم

۳۱ دسمبر ۱۳۲۹ عریق وقت صبح

(۱) جناب مفتی سبطین احمد صاحب نے تلاوت کلام مجید سے کانفرنس کے قلوب کو مشور فرمایا،

(۲) جناب سید آل احمد صاحب نعیم نے اپنی دلچسپ نظم سے قلوب سامعین کو مسرور و مخطوط فرمایا۔

(۳) جناب مولوی سید سرور حسین صاحب مبلغ مدرسۃ الواعظین نے مسئلہ غلامی اور درجہ انسان پر تلبیہ

مثلاً دبیر بن تقریر فرما کر واضح فرمایا کہ غلامی کا مسئلہ اسلام سے مخصوص نہیں ہے یہ امت ہائے سابقہ میں بھی پایا جاتا تھا اور قبل ظہور خبابؓ سالکابؓ یا مہابلیت میں بھی موجود تھا اسلام نے اسکو بصلح عدیدہ یک ظلم موقوف نہیں کیا لیکن غلاموں کا درجہ دوسری ملتوں کے آزادوں سے بہتر کر دیا اور قانون مساوات اسلامی نے غلام اور آقا میں کوئی فرق نہیں دکھایا رہا عورت کا درجہ تو واضح ہو کہ قبل طور اسلام ترکی کی ولادت حویہ ننگ عار کھچی جاتی تھی اور وہ زندہ دفن کر دی جاتی تھی اور اگر کسی صورت سے بچ بھی گئی تو ذلیل سی لیل حالتیں بسر کرنا اس کے لئے لازمی تھا اسلام نے اس ننگ عار کو برطرف کر کے اس کے لئے حقوق قرار دیئے مگر کہ چار دیواریں کھٹکا کر گویا بے باج کی ملک بنادیا اے حیاتا انسانی کا شرف کیا رہے دبیر منیرؒ کا جہد عظیم بنادیا۔

(۴) جناب مرزا عالم جنس انصاحب رئیس لکھنؤ انگریزی جنرل سکریٹری مدرسۃ الوداعین نے اپنی سالانہ رپورٹ سنائی جس میں مدرسہ کے ہر شعبہ پر کافی روشنی ڈالی گئی تھی اور ہر شعبہ کا حساب آمدنی و خرچ و بقایا نہایت وضاحت سے دیکھا گیا بات ثابت کر دی گئی تھی کہ خسرات معطیان کے عطایا ان کے منشا کے موافق کس حسن و خوبی و امانت و دیانت سے صرف کیے گئے،

(۵) جناب مولوی مرزا احمد علی صاحب امرتسری نے ختم نبوت اور رد مذہب قادیانی پر ایک بسیط و مفصل اور پرزور تقریر فرما کر موضوع مذکور پر انتہائی تیز و روشنی ڈالی،

(۶) رزولوشن منبر ذیل کے الفاظ میں منجانب صدارت پیش کیا گیا،

مدرسۃ الوداعین کا یہ سالانہ جلسہ اس بزدلانہ حملہ کو جو منبر اکیسنسی والسنسی ہند پر کیا گیا اپنے دلی افسوس کا باعث سمجھتے ہوئے حضور مدوح کے مخطوطات بہت پر خدائے تعالیٰ کا پر خالص شکر یہ ادا کر کے اپنے جذبات و فاداری کو پیش کرنا انخارج حاصل کرتا ہے،

اجلاس چہارم ۳۱ دسمبر ۱۳۱۷ء وقت شام

(۱) جناب قطانوار احسن صاحب نے ملاوت کلام معبد سے حاضرین کے گلوب کو سنو روروشن فرمایا،

(۲) جناب مولوی سید اظہار رحمن صاحب مبلغ مدرسۃ الوداعین نے ایک مختصر خطبہ ادبیت کے بعد اس مطلب کو واضح کیا کہ:-

میں منجانب مدرسہ صوبہ بہار اور ایسے میں فرائض تبلیغ ادا کر رہا ہوں جب میں اس صوبہ میں پہنچا ہوں تو جناب سرکار صدر الشریعہ و ائمہ طہا العالمی کا ایک خط چنہ تعمیر کتب خانہ کی بابت موصول

پاس تھا جس میں یہ اپیل کی گئی تھی کہ اگر بارہ حضرات بارہ ہزار روپیہ کے اعانت فرمادیں تو مدرسہ کے لیے ایک کتب خانہ کی تعمیر مکمل ہو سکتی ہے جس کی شد ضرورت ہے جب میں اس خط کو لکھے تھے رانچی پہنچا اور جناب تیر علی مرتضیٰ صاحب اسٹیشنر جمشید پور نے اسکو ملاحظہ فرمایا تو ممدوح نے ایک ہزار نقد کتب خانہ کے لیے عطا فرمائے اور دس روپیہ اہوار مدرسہ کی اعانت میں دیا پھر دوسرا ہزار ایک طالب علم کا وظیفہ مقرر فرمایا،

(۳) جناب مولوی محمد تقی علی صاحب حیدری مبلغ مدرسۃ الواعظین نے "مذہب اور تمدن" کے موضوع پر ایک بڑی تقریر ایشاد فرمائی جس میں واضح فرمایا کہ اسلام اور اسلامی تمدن میں کوئی تفرقہ نہیں ہے، (۴) جناب خواجہ غلام حسین صاحب فاضل پانی پتی نے قرآن اور مطالعہ کائنات پر ایک ضلالتہ تقریر میں واضح کیا کہ قرآن مجید نے تمام کائنات کا مطالعہ کر کے معرفت الہی حاصل کرنے اور عبادت خدا کو اصل مقصد حیات انسانی قرار دینے کی تعلیم دی ہے اور اسی ضمن میں اپنے مسئلہ تنازع کی بھی رد فرما کر ایک باب معلومات اسلامیہ کا منکشف کر دیا۔

(۵) ذیل کے رزلوشن پیش ہو کر باتفاق آراء پاس ہوئے، رزلوشن نمبر ۱۔ مدرسۃ الواعظین کو کایہ سالانہ جلسہ حضور پر نور نظام الملک صف جاہ سراج آباد دکن خلد اللہ ملک و اقبالہم کے اُن توجہات خسروانہ کا پر خلوص شکریہ تسلیم سے ادا کرتے ہوئے جو حضور ممدوح نے تبلیغ اسلام کے متعلق ظاہر فرما کر تمام اہل اسلام کو مخلصانہ شکریہ کا موقع مرحمت فرمایا،

منجانب صدارت

رزلوشن نمبر ۲۔ مدرسۃ الواعظین کا یہ سالانہ جلسہ خطبہ شریف کو اس ادارہ کا فریضہ مذہبی خیال کھاتا ہو اور سارا ایکٹ کو داخلیت فی المذہب یقین کھاتے ہوئے سخت لغت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور گورنمنٹ کے قانون آزادی مذہب کو پیش نظر رکھ کر حضور گورنر جنرل اجلاس کونسل سے مدعی ہے کہ وہ اہل اسلام کو اس قانون سے مستثنیٰ قرار دیکر شکریہ گزاری کا موقع مرحمت فرمائیں،

محرم جناب مولیٰ اعلیٰ الشیخ محمد اعجاز حسن متقابل برائے
مؤید جناب لوی محمد ہمدانی لیکن بی بی ال ال بی کی پیشکش

رزلوشن نمبر ۳۔ مدرسۃ الواعظین کا یہ سالانہ جلسہ حضرات حجت الاسلام سرکار شریعتیہ ائمہ قدوۃ العلماء مولانا الید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد العصر اعلیٰ اللہ تعالیٰ کی وفات حسرت آیات کو دیوار اسلام کا ناقابل اللہ اور خستہ تصور کرتے ہوئے اپنے دلی مدح و دلال کا اظہار کرتا ہے، اور جناب مرحوم کی اخلاص سے بہرہ

رکھتا ہے۔ - محرک جناب الحاج الحاج محمد امجد حسن صاحب فاضل برابو فی

مؤید جناب مرزا عابد حسین خان صاحب جنرل سکریٹری مدر

رزولوشن نمبر ۵ مدرستہ الواعظین کایہ سالانہ جلسہ جناب مولوی السید محمد تاج صاحب قبلہ بانی مدرسہ جوادین بنارس کے انتقال پر لال پر اپنے دلی رنج و ملال کا اظہار کرتا ہے اور جناب مرحوم کے اخلاف سے دلی ہمدردی رکھتا ہے،

محرک جناب مولانا السید محمد صاحب قبلہ

مؤید جناب خواجہ غلام احسن صاحب قبلہ

اجلا پیہ بنس

یکم جنوری سنہ ۱۳۳۷ عر وقت صبح

(۱) جناب علی محمد جعفر خوجہ آغا عشری حکم مدرسہ باب العلوم نو گاؤں ضلع مراد آباد نے ملاوت کلام مجید سے اہل جلسہ کے قلوب کو منور و روشن کیا۔

(۲) جناب مولوی سید علی صاحب فاضل مدرسہ الواعظین نے بنگال میں اہمیت تبلیغ ۱۱ پر ایک پمپ

تقریر ارشاد فرمائی جسکا خلاصہ یہ ہے کہ میں ۲۷ جنوری سنہ ۱۳۳۷ ع سے بنگال میں مقرر کیا گیا اور اب

تک میں کام کر رہا ہوں لیکن جہاں پر ان کی مخالفت میں علما کو چیلنج دینے کی تجویز پاس کی جائے

وہاں جب قدر کا مایابی ہو سکتی ہے واضح ہے تاہم میں نے سب سے پہلے کلکتہ میں ایک مدرسہ و منیہ کا

افتتاح کیا جسکے لیے میں نے افریقہ سے ۲۵ روپیہ ماہوار کی اعانت حاصل کی اور ۲۵ روپیہ ماہوار نذر

علیہما فاضل متولی وقف نے دینے کا وعدہ کیا اب میں نے سندربن کی طرف توجہ کی جو کلکتہ سے

۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے اور جہاں پچاس میل کے اندر ۲۰ ہزار نام نہاد شیعوں کی آبادی ہے یہ

لوگ ڈیرہ سو برس سے وہاں آباد ہیں مگر چونکہ انکی کوئی خبر لینے والا نہ تھا اس وجہ سے پوری

مردی کا طریقہ انہیں رائج ہو گیا سنیوں کے طرز عمل پر عاقل ہو گئے مگر اپنے کوشیعہ کہتے ہیں

احباب علی پیر نے ایک کتاب تحفۃ الاحباب بنگلہ زبان میں تصنیف کی جتنی اسی پر انکا عمل آ رہا

ہے۔ موجودہ پیر یہ مطلوب علی ہیں کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ محمدی و علیہ السلام

سید مطلوب علی کی جتنی ہے اور ب کی طرف ذبیحہ کرتے ہیں اور ب کی طرف سجدہ کرتے

ہیں، میں اپنے ہمراہ ایک ترجمان لیتا گیا تھا کیونکہ وہ لوگ اردو بالکل ہی نہیں یا بہت کم جانتے ہیں

اُسے کس ذریعہ سے حب ذیل سوال وجواب ہوئے؟

س تم پورب کی طرف ذبیحہ اور سجدہ کیوں کرتے ہو؟

ج خدا ہر جگہ ہے۔

س خدائے تو کبہ کی طرف سجدہ کر کیا حکم دیا ہے،

ج حضرت اسماعیل زچ کے لیے کس طرف لٹائے گئے تھے ہم بھی اس طرف ذبیحہ کرتے ہیں،

س وہ حکم بعد کو منسوخ کر دیا گیا اور ہمارے رسول کے زمانہ میں کبہ کی طرف سجدہ اور ذبیحہ کا حکم دیا گیا تم

حضرت کی امت ہو کیوں ایسا کرتے ہو؟

ج زمین گھومتی ہے پورب کی طرف موڑ کر میں گے تو پچھم کی طرف ہو جائیگا اور اگر پچھم کی طرف نہ

کرینگے تو پورب کی طرف ہو جائیگا،

س رسول دو چیزیں چھوڑ گئے تھے قرآن و اہلبیت لہذا انھیں کے ارشادات پر عمل کرنا چاہیے،

ج سید مطلوب علی اہلبیت میں داخل ہیں،

س تو بہر ہم بھی اہلبیت میں داخل ہیں کیونکہ ہم بھی سید ہیں ہاں کھنے پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ ہاں تو

اہلبیت سے مراد ان کے معصومین ہیں،

بہر حال بہت کچھ سمجھا یا بچھا یا بظاہر راہ امت پر آئے مگر مطلوب علی کے پاس جا کر ہر لپٹ گئے اور اپنے

سمجھ لیا کہ بچہ زبانی میں کتابیں شائع کرنے کے کوئی چارہ نہیں ہے تاہم مطلوب علی کے پاس گیا اور

انکو سمجھا بچا کر آدھ کیا کہ کل تمام قوم کو بلا کر کہہ دو کہ وہ ان عقائد سے باز آئے لیکن جب تمام قوم حج

ہوئی تو صرف انا کا کہنا جو کچھ مولانا کہتے ہیں اُسے سن لو جسے سن کر وہ مذکورہ بالا کلمہ پڑھتے ہیں

چلے گئے! میرے پاس کوئی سرمایہ نہ تھا کہ جس سے میں کتابیں چھپوا سکتا لہذا میں احباب اذلیقہ کو

تکلیف دی، اور ان حضرات نے چار سو اٹھ روپیہ سے اس امر خیر میں اعانت فرمائی جس کے بعد ترجمہ

کی دقتیں پیش آئیں اور میں حضرت جنت اللہ سے طالب امداد ہوا اور حضرت ہی کے فیوض باطنی سے

حسب ذیل چھ کتابیں ترجمہ بھی ہو گئیں اور طبع بھی ہو گئیں اور سب سے پہلے ترجمہ کرنے والا ہی راہ امت

پر آگیا۔ کتاب الطہارۃ، کتاب الصلوٰۃ، کتاب الصوم، کتاب النکاح، احکام اموات، تعلیم الاطفال

یہ کتابیں شائع ہو گئیں اب شریعت الاسلام اور البنوۃ والخلافۃ کا ترجمہ اور چھپنا باقی ہے جس میں تین

صوف ہو گا۔

اس قوم میں دو جماعتیں ہیں ایک مطلوب علی کے موافق اور دوسری مخالف میں برنار انتخاؤ ورن

شکر پور پہنچ کر مولوی سید الطاف حسین صاحب کے ذریعہ سے مطلوب علی کے خالص ملا اور ان کو جو پیش کیا، اور ایک انجمن اور مدرسہ کے قائم کرنے کی خواہش کی اور عربی کے مدرس کی خواہ وہ نیسے کا خود وعدہ کیا اور بنگلہ زبان میں مدرس کی خواہ اور مدرسہ کی جگہ کا اسنے مطالبہ کیا، چنانچہ انجمن جعفریہ قائم ہو گئی،

اس تقریر کے ختم پر جناب صدر نے رقم مطلوبہ (مبلغ تین سو روپیہ) کے عطا فرمانے کا اعلان کیا اور مبلغ پانچ روپیہ آخر حسین صاحب نے اور ایک ایک روپیہ قاری علی حسین خاں صاحب اور بزم حق نامی جانب کے دیا گیا،

(۳) جناب مولوی سید محمد صاحب تسکین بی اے ال ال بی وکیل فیض آباد نے مقصد حیات انشا پر ایک پر مغزو متین اور معرکہ آلا تقریر فرما کر واضح کر دیا کہ اقوام سابقہ اور موجودہ اقوام میں مقصد حیات کیا سمجھا گیا ہے اور اہل اسلام کا مقصد حیات کیا ہے، یہ تقریر حبیبی لطیف قابل ستائش تھی دینی ہی تو جسے سنی گئی اور اپنی نوعیت میں بشیل ثابت ہوئی،

(۴) جناب مولوی سید محمد صاحب واعظ نے تقیہ اور اسلام پر ایک فاضلانہ تقریر ارشاد فرما کر واضح کر دیا کہ آج دنیا میں اسلام کی اشاعت صرف تقیہ کا نتیجہ ہے۔

(۵) سید آل احمد صاحب نعیم نے اپنی دوسری نظم ارشاد فرمائی جسکے بعد طلبہ درخواست پڑھا،

اجلاس ششم

پچم جنوری سنہ ۱۳۵۷ء وقت شام

(۱) حافظ محمود خاں صاحب نے تلاوت کلام مجید سے قلباً و سیراً کو سنو فرمایا،

(۲) جناب زیری جنرل سکریٹری صاحب نے وہ ٹیلیگرام اس پڑھ کر سنائے جو بعض ممبروں و عوام کی جانب انھیں وصول ہوئے تھے اور جنہیں شریک اجلاس نہ ہونے پر انھوں نے اور مدرسہ سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا تھا،

(۳) جناب مرزا عبد الکریم صاحب قزلباش کی جانب مرزا غلام رضا صاحب قزلباش نے مدوح کا ایک خواب بیان کیا کہ انھوں نے انوار مقدسہ حضرت امیر اور انھیں کی حضوری میں انھیں سرکارِ صدر الشریعہ کی زیارت کی اور جناب سید الشہداء علیہ السلام نے مدوح کی پشت پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ ہم تمھارے تبلیغی خدمات سے بہت خوش ہیں،

(۴) ذی کے رزلویشن پیش ہو کر پاس ہوئے۔

رزلویشن مینسٹری درستی الواعظین کا یہ سالانہ جلسہ خراب مولیٰ التیہ محمد سجاد صاحب قبلہ مرحوم کی آخری وار
شاندازی کا ریمینی مونسہ جوادہ بنارس کے خدمات کا اعتراف کرتا ہے اور انکو درستی الواعظین کا دست
و باز و قصور کرتے ہوئے انکی اعانت فہم رومی کے لئے پر زور اپیل کرتا ہے

محرم مولوی سید محمد رضا صاحب بی لہ ال ال بی بکلیں نہیں

مؤید۔ مولوی سید مسرور حسین صاحب واعظ۔

رزلویشن مینسٹری درستی الواعظین کا یہ سالانہ جلسہ مختلف فرق اسلام کے مذہبی اداروں سے استعدا کار
ہے کہ موجودہ دور ابتلا میں ان پیہم حلقوں کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے جو اسلام پر ہمدرد ہیں فرقہ
وارانہ نزاعات کا حتی الامکان سد باب کریں اور اسلام کی محافظت کی طرف تمام تر توجہ مبذول فرمائیں
اور اس طرح ان حملات کی مداخلت کا یہاں ایک متحدہ محاذ پر مخالفین ملت خیف کے سامنے پیش کیے
انصار اللہ میں شامل ہوں،

محرم مولوی محمد رضا صاحب بی لہ ال ال بی بکلیں نہیں

مؤید۔ مولوی محمد قاری علی صاحب اعظ حیدری۔

(۵) جناب شمس العلماء مولانا السید ساجد صاحب نے امیر المؤمنین علی بن ابیطالبؑ کے قول مبارک ”در حقہ
من علمہ لستہ من این جملہ و این بیذاہبہ“ کی شرح میں ایک بسوط اور مفصل تقریر فرما کر تمام
حاضرین کو ایسا مخطوطہ تیار فرمایا کہ زبان ظلم انکی تصویر کشی سے عاجز ہے۔

(۶) مولوی سید محمد صاحب قبلہ کے صاحبزادہ حبیب جن نے اپنی دلکش نظم ارشاد فرمائی،

(۷) مولوی سید قائم رضا صاحب نے اپنی نظم ارشاد فرمائی،

(۸) جناب سرکار صد الشریعہ اعظم علماء العالی نے ایک عالمانہ تقریر میں خلاصہ ارشاد فرمائی، کہ درستی الواعظین

کی تاسیس میں مدد انکا قیام بڑے غور و فکر کا نتیجہ ہے اور انکی غرض وہی ہے جو بانی اسلام علیہ اسکہ
اقبل الصلوٰۃ والسلام کی تھی مجھے اہمیت تبلیغ کے متعلق وہ وقت یاد آ رہا ہے کہ جب آنحضرتؐ نے

امیر المؤمنین کو دعوت اسلام کے لیے جانب مین روانہ فرمایا ہے تو ارشاد فرمایا کہ جب تم وہاں پہنچو

تبلیغ اسلام کرنا اور وہاں کے لوگ اسلام قبول کر لیں تو انکو نماز کی تاکید کرنا اور بتلانا کہ تم اپنے مال

کی زکوٰۃ اپنے یہاں کے ارباب حقائق پر تقسیم کرو اور دیا علی تم تبلیغ کے لیے جا رہے ہمارے تمہاری ہدایت

ہے اگر شخص بھی مسلمان ہو گیا تو اسکا اسلام لانا انکی چیز دے تب ہی خیر امتا تبلیغ ہوا اور جہاں تب

ہوا، اسطرح جناب امام حسن عسکری علیہ السلام کے زمانہ کالیک واقعہ ہے حضرت اپنے دولت سربراہ
تشریف فرما ہیں بنی ہاشم بھی حاضر موجود ہیں کہ دفعۃً دروازہ سے ایک شخص داخل ہوا جو بظاہر مولیٰ
حیثیت کا آدمی تھا مگر کہنے اسکا استقبال کیا اپنی جگہ پر بٹھایا، بنی ہاشم شاکر ہوئے فرمایا کہ آج یہ ایک
مخالف ہے ساجستہ میں غالب کیا ہے، دیکھئے ہلکے رسول اور امام نے مبلغین کی کیسی قدر افزائیاں فرمائی
ہیں۔ آپ بھی انکی اسی میں اس مدرسہ کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں اور ہمارا سخن اعانت فرماتے ہیں نہ
صرف یہاں بلکہ اپنے مقام پر پہونچ کر بھی کچھ کیونکر اسکا اعانت ہو چکا اچھا ہے یہ امر آپ کی مرضی پر منحصر ہے
بعد اسکے سورہ پیر نواب شیخ حسین صاحب نے ۱۲ ردیہ سید غلام نجف صاحب نے اور پانچویں سید سبک
رضا صاحب نے عطا فرمائے،

(۹) جناب مولوی سید محمد صاحب قبلہ امجدی نے منجانب استقبالیہ کیستی ہمازوں کا شکریہ ادا کیا۔

(۱۰) جناب مولوی سید محمد نصیر صاحب بی اے ال ال بی نے ہمازوں کی طرز سے مغز میراؤں کا شکریہ ادا کیا۔

نوٹ ہم بوجہ ملت مضمت مضفل کارردائی شائع نہ کر سکے لیکن اگر مضفل کارردائی شائع ہو گئی ہوگی
بہ نسبت سالانہ گذشتہ اسال زیادہ امید ہے تو ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے کہ تمام تقریریں کقدر پندو
دستین اور تمام رپورٹیں کقدر دل چسپ تھیں۔
(ناچیز مدیر)

انگریزی ترجمہ ضخیم کلام

کلام الامام امام الکلام

علی ثانی یا آدم ثالث ہمام چہارم حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کجاہ کلام بلافت نظام جو تحت
کلام الخاق ذوق کلام الخلاق کا مصلوق اور ذوق تصور انسانی علوم و کمالات کا مدکن و رابطہ عبدیت و ربوبیت
کلیں معانی کا خزینہ و دعا و دعا جات کے علی ترین طلق کا علم مدرسہ الوداعین کے کافی وقت اور درسیہ کے صرف اگر
میں ترجمہ ہو گئے ہوں اور اہل اللہ کے سخت تعلق سے پہلا حصہ و کاوش پتھول در ۹۹ صفحہ پر ختم ہوا ہے شائع بھی ہو گیا
ایک صفحہ پر اصل عبارت عربی ہے اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہر جلد نہایت عمدہ انگلش فیشن قیمت غیر
یہ ترجمہ کیسا ہے اور اسکے کیا خصوصیات ہیں؟ ایک دہ پرست جو منی اسکو دیکھ کر کہتا ہے کہ اگر خدا ایسا ہی
جیسا اس کتاب میں تھلا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں، انھوں ہاتھ کل رہا ہے جلد منگو لیتے
ایسا نہ ہو کہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے،

بابی بہائی فتادیاںی فہرست کتابین

..... مثلہ واحدہ

تمام مسلمانوں کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ اسلام کے تین اصول ایسے ہیں جنہیں سے اگر کسی ایک کا بھی کوئی شخص منکر ہو تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے (پہلے) خداوند عالم کی الوہیت اور اسکی وحدت کا اقرار و اعتقاد (دوسرے) حضرت سرور کائنات محمد بن عبد اللہ کی نبوت و رسالت کا اقرار اور یہ کہ چکچک اپنے خدا کے یہاں سے اُبل ہو ہے وہ حق ہے اور قرآن کریم جزو مسلمانوں کے درمیان میں تو اتر کا درجہ رکھتا ہے یہ خدا کی کتاب اور اسکی وحی ہے جو اس کے سچے اور امانت دار رسول پر نازل ہوئی ہے اور ان سب باتوں کا اعتقاد (تیسرے) خدا و جہانی کا اعتقاد اور یہ کہ خداوند عالم تمام اموات کے اجسام کو بعد امتداد زمانہ کے زندہ کرے گا اور ان کے جسم میں روح واپس لائے گا اور انکو نیک و باعمل کی جزا و سزا دے گا (چوتھی) و خروقی فی الجنۃ و خروقی فی السعیر (جیسا کہ قرآن مجید نے تصریح کے ساتھ اسکا ذکر فرما دیا ہے اور اولہ و براہین کے ساتھ اسکو ثابت کرتے ہوئے منکرین کی کافی زجر و ملامت کی گئی ہے۔

لیکن انوس ہے کہ موجودہ صدی یا اس کے کچھ پہلے سے بعض اشخاص ایسے پیدا ہوئے جو اپنے بعض اقوال کے اندر اگرچہ ان اصول کے اقرار کا اظہار کرتے ہیں لیکن اگر ان کے عقائد کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت ان اصول کے منکر ہیں لیکن سادہ لوح اور ناعم افراد کا دام غریب میں لانا مقصود ہے اور اعلیٰ افراد کے سبب سے وہ فائدہ نیت سے مذاہب کا ظہور ہوتا رہتا ہے اور ہر ایک اپنے لیے ایک مخصوص نام کو پسند کر کے ملت اسلامیہ میں رخسار اندازی کا باعث ہوتا ہے۔ ان اشخاص کے اقوال یا ان کے اتباع کے تصریحات پر اگر نظر کیا جائے تو انکا آئندہ بالذکر بالا اصول کے انکار ہی کی طرف راجع ہے۔

اصل اقل کی مخالفت تیسریں صدی ہجری میں "علی محمد شریازی" کا نشو و نما ہوا جن کا نام باب قرار دیا گیا اور ان کے اتباع بامیہ کہلاتے ہیں، اس شخص نے الوہیت کا ادعا کیا اور اس کے تصریحات جو اس بارے میں کتاب البیان اور کتاب الاوارح کے اندر موجود ہیں وہ کتاب فصل فی الہدی (مطبوعہ ہندوستان ۱۳۳۳ھ صفحہ ۶۶) میں درج کر دیے گئے ہیں،

اس کے بعد حسین علی "حکیم" کے اتباع بہار کے لقب سے یاد کرتے ہیں اور اپنے عقیدے میں بہائی کہتے ہیں اس نے بھی اگر آپنویکا دعویٰ کیا اور اس کے کفریہ کلمات بھی اس دعویٰ کے ثبوت میں فصل فی الہدی صفحہ ۱۰۲ میں موجود ہیں۔

ان کی دیکھا دیکھی پنجاب میں غلام احمد قادیانی کا نشو و نما ہوا، وہ اپنی کتاب ”خطبہ عید اضحیٰ“ میں جس کے
بین السطور فارسی وارد ترجمہ بھی موجود ہے صفحہ ۹۰ء میں حسب ذیل الفاظ لکھتے ہیں۔

و بعد ذلک یکجہا ل انسان الکامل حلتا اسکے بعد انسان کامل کو اس بارگاہ سے خلافت کا حلہ
الخلافت من الحضرة و یصنم یصنم صفات پیدا یا جاتا ہے اور وہ صفات الوہیت کے رنگ میں
اللوہیتنا رنگا ہے۔

مرزا صاحب نے الوہیت اور اسکے صفات کو بالکل ارزاں بنا دیا ہے اور اس حساب ایک وقت
میں ہزاروں شخص الوہیت کے صفات سے رنگے ہوئے پیدا ہو سکتے ہیں۔ کیا جو شخص الوہیت کے صفات میں رنگا
ہوا ہو وہ اگر نہیں ہے؟ پھر توحید اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی تصدیق کہاں رہ گئی؟
اسی کتاب کے صفحہ ۲۱ میں لکھا ہے۔

لیری بی رفی من بعض صفاتہ للجلالیہ خدا کے بعض صفات جلالیہ اور جالیہ
والجمالیہ کو دیکھنے لگے۔

ذرا اہل توحید سے اس وحشت خیز کلام کے معنی پوچھو اور سمجھاؤ کہ دھول و اتحاد کے اتناغ پر نظر کرتے ہوئے
مذکورہ بالا کلمات کا اندازہ کرو کہ یہ معیار توحید اور تقاض بشریہ سے خداوند عالم کی تعزیر کے میزان میں کُل تر
نیکے قابل ہیں یا کفر و شرک کی میزان میں ان کے سختی ہیں۔

کتاب البرہ صفر ۲۹ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

رائیت انی عین اللہ میں نے دیکھا کہ میں خود خدا بن گیا ہوں (نعود با اللہ من ذلک)

اور کتاب ہتھکڑیا ضخیمہ حقیقۃ الوحی صفر ۵ء میں اپنے تئیں نظر خدا قرار دیا ہے اور صفحہ ۸۰ میں بزم خود

خداوند عالم کی طرف نسبت دیتے ہوئے اپنے متعلق حسب ذیل خطاب تحریر کیا ہے۔

یا قمر یا شمس انت منی ولنا صدق اے آفتاب اے آفتاب تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں

ذرا غور کرنا چاہیئے کہ براہمہ اور بودہ مذہب اور نصاریٰ نے شرک، ایتلیت میں اس حد تک اتفا کی کہ کہا

برہما اور بودہ اور مسیح خدا ہے پیدا ہوا ہے لیکن قادیانی کے جرات کی انتہا نہیں رہتی وہ کبھی تو لوگوں پر یہ ظاہر کرتا

ہے کہ براہمہ اور بودہ اور نصاریٰ شرک و تلیت پرست ہیں اور کبھی خود ایسے ایسے کلمات لکھتا ہے جو مذکورہ

بالا مذکورہ کلمات سے زیادہ شرناک اور وحشت انگیز ہیں اور ایسی جرات کو جائز سمجھتا ہے جو ہماری واقفیت کے

حدود میں کسی مشرک نے اس کے قبل نہیں کی،

کسی مشرک یا بت پرست سے کہہ دو کہ یہ لو کہ خدا غلام احمد قادیانی یا کسی اور نئے سے ہے۔ دیکھو وہ تصدیق

کرنے پر تیار تو ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ مسلمانوں کی طرح وہ بھی کانوں پر ہاتھ رکھنے لگے گا۔ استفادہ کے صفحہ میں بھی تادیبانی نے خداوند عالم کی طرف نسبت دیتے ہوئے حسب ذیل کلمات لکھے ہیں۔

انا نبشركم بعلامه يظهر الحق والعلیٰ كان الله هم تم كد بشارت دیتے ہیں ایسے فرزند کی جو منظر حق نزل من السماء۔ دہندی ہے، اگر با خدا آسمان سے اتر آیا ہے

خود تادیبانی مذہب کے افراد سے پوچھنا چاہیے کہ ان کے پیش رو کا ایسے الفاظ سے کیا مطلب ہے؟ کتاب تہفتار کے صفحہ ۸۶ میں خدا کی طرف نسبت دی گئی ہے کہ وہ فرمایا ہے

انی مع الرسول جیب اخطی واصیبل میں رسول کے ساتھ جواب دیتا ہوں کبھی غلطی کرتا اور کبھی ٹھیک کہتا ہوں۔

تادیبانیوں کو بتلانا چاہیے کہ خدا غلطی کیوں کر کرتا ہے؟

انی مع الرسول اقوم اظہر واصوم۔ میں خدا کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں افطار کرتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔

یہ امر تحقیق طلب ہے کہ خداوند عالم جل شانہ کس زمانہ میں روزہ رکھتا ہے کیا بندوں کے مثل اور مضامین میں یا جاڑوں کی راتوں میں اور کون سی چیز سے افطار ہوتا ہے اور افطار کے وقت کو کتنا خاصہ سننے لایا جاتا ہے؟

ولن ابرج الارض الا لوقتہ المعلوم اور میں مقررہ زمانہ تک زمین پر نہیں جاؤں گا۔ وہ کونسا وقت معلوم ہے جس میں خدا زمین سے ہجائیگا اور وہاں سے ہٹ کر کہاں جائیگا؟ اسکے علاوہ کتاب تہفتار کے صفحہ ۸۶ میں تادیبانی صاحب لکھتے ہیں۔

فی ذلک الوقت خاطبہ الله تعالى وقال انت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی۔ اور وقت (مرزا صاحب سے) خدا نے خطاب کی اور انت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی۔ فرمایا اگر تم مجھ سے بمنزلہ میری توحید اور تفرید کے ہو۔ اور اسی کے قبل صفحہ ۲۶ میں بھی درج ہے نیز صفحہ ۸۶ میں لکھا ہے:-

انت منی بمنزلہ توحیدی وتفریدی انت تو مجھ سے بمنزلہ میری توحید و تفرید کے ہے تو مجھ سے منی بمنزلہ ہر شئی انت منی بمنزلہ دلیدی بمنزلہ میرے عرش کے ہے تو مجھ سے جیسا کہ میرے فرزند کے جیسے کیسے خستہ ناک کلمات ہیں اور یہ اشتراک کے دائرہ میں داخل ہیں یا اسلام میں جگہ دیے جانے کے مستحق ہیں، بعض ظریف الطبع اشخاص نے ان کلمات کو نہ کہ کمال معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب نے خود اپنے منہ سے بزدگواری سے وہ نسبت نہ جتنی جو ایک فرزند کو اپنے باپ سے ہوتی ہے۔

حاشا و کلاً کہ خدا کے لئے کوئی فرزند یا بجائے فرزند ہو (افی یكون لہ ولد)
 معلوم ہوا کہ قادیانی صاحب کی نسبت خدا کے ساتھ ایک غلط کفر و شرک کی نسبت تھی جس سے خدا کو نام
 کو مبتلا و ہنزہ بھنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

افس ہے کہ ہمارے پاس حرزا صاحب قادیانی کے کفر آمیز تحریرات میں سے تین کتابوں سے زیادہ
 یہ تعین اور اگر دیگر کتابیں موجود ہوتیں تو شاید اس سے زیادہ اذال کو بدیہ ناظرین کرتے۔

اصل دوم (رسالہ) حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا حضرت طاہری اقرار و صورتیکہ
 کی مخالفت آپ کی شریعت کے وہ نبیوی مسائل جو ضروریات دین میں داخل ہیں معوض الگھوں لئے
 جارہے ہوں کسی طرح کافی نہیں ہے بلکہ ایسے ضروریات کا انکار و حقیقت حضرت کی رسالت و نبوت کا
 انکار ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی رسالت کا طاہری طور پر اقرار مخصوص وقتی مصلح پر مبنی ہے۔ علی محمد باب
 اور حسین علی بہار و کونو طاہریں رسالت آپ کی رسالت کے معترف ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ فرقہ جو مسلمانوں کے
 درمیان میں متواتر ہے یہی خدا کی کتاب ہو، نصاب الہدی کے صفحہ ۱۰۱ میں وہ عبارتیں نقل کر دی گئی ہیں
 جن سے اس اعتراض کا پتہ چلتا ہے اور مرزا صاحب قادیانی بھی طاہریں اس کے معترف ہیں جیسا کہ حاتمہ
 البشری صفحہ ۴۰۹ و خطبہ عید الاضحیٰ صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲، ۱۹۶، ۱۹۷ اور کتاب الاستغفار صفحہ ۱۰۷ و ۱۰۸ میں مذکور
 لیکن ان تینوں نے اسلام اور قرآن کے اہم ضروری مسائل کا انکار کیا ہے جن میں سے ایک ختم نبوت
 ہے جسکی تصریح قرآن مجید میں ہا کا ان محمد ابداً احد من دجالہ و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین
 کے الفاظ میں موجود ہے۔

علی محمد باب اور حسین علی بہار کا ایڈ علی نبوت و رسالت اور اس بات کا اظہار کہ ان پر وحی و کتاب
 نازل ہوئی ہے نصاب الہدیٰ صفحہ ۱۰۱ میں مذکور ہے اور قادیانی نے بھی نبوت اور نزول وحی کو دعویٰ
 کیا ہے اور یہ کہ خداوند عالم اس سے خطاب و کلام کرتا ہے۔ دیکھو کتاب الاستغفار صفحہ ۱۰۷۔

ان اللہ متما فی فیئاً بوجہہ، و کذاک سمیت یعنی خدا نے وحی کے ذریعہ سے میرا نام بنی رکھا کہ
 من قبل علی لسان رسول، محمد المصطفیٰ اور اُس کے قبل رسول خدا محمد مصطفیٰ کی زبان سے میرا
 نام ہی قرار دیا گیا ہے۔

اور اکثر مقامات پر مرزا صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ خدا نے انکو مبعوث لہر روانہ کیا ہے جیسا کہ
 حاتمہ البشری صفحہ ۳۵۱ و ۳۵۲ میں اور خطبہ عید الاضحیٰ صفحہ ۳۵۱، اور استغفار صفحہ ۱۰۷ میں مذکور ہے نیز کہ
 خداوند عالم نے اسی طرح وحی نازل کی اور کلام کیا جیسا کہ خطبہ عید الاضحیٰ صفحہ ۱۱۹ اور استغفار صفحہ ۱۱۹، ۱۲۰

۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۰ میں مذکور ہے اور صفحہ ۶۹، ۷۰، ۷۱ میں کھلمت ذکر کیے گئے ہیں جبکہ متعلق نسبت دی گئی ہے کہ خداوند عالم نے اُنکے ساتھ حکم فرمایا اور یہ کہ خداوند عالم کے دیگر کتب کی طرح اُن پر اعتقاد ضروری ہے اور اسی قسم کے کلمات میں ہے یہ ہے کہ صفحہ ۸۵ میں اپنے وقت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ لوگ کھتے ہیں یا نبی اللہ کھنت لا احرثک اورن خود ان لوگوں سے کھتا ہوگا لا متشابہ علیکم الیوم اور یہ کہ خدا فرما رہا ہے۔

انت فیہم جمنزل تھک موسیٰ تم ان لوگوں میں بجائے نبی کے ہو۔ اور فرما رہا ہے:-
انا امسلنا الیکم رسولاً شاهد علیکم ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا ہے جو تمہارے
کما امسلنا الی فرعون رسولاً اعمال کا گواہ ہے جس طرح فرعون کی طرف ہم نے رسول بھیجا تھا
اور صفحہ ۸۷ میں اس آیت کو اپنے اوپر منطبق کیا گیا ہے۔

یس والقوان الحکیم انک لمن المرسلین یس قسم قرآن کی تم پیغمبر نہیں سے ہوا رہا ہست کے
علی صراط مستقیم نذیل لغزیز الرحیم۔ اوپر بھی خدا کے نزدیک منزل ہے۔
اور صفحہ ۸۸ کے اس مآشیہ میں جو عید اضحیٰ سے تعلق رکھتا ہے لکھا ہے:-

فارسل رسولاً کما جرت سننہانی خدا نے اپنا رسول بھیجا جس طرح سابقہ قدون میں
قدون اولیٰ فذلک هو المسیح خاتم الخلق ہم نے انبیاء روانہ کیے تھے، یہی رسول مسیح خاتم الخلق
وان اللہ تبارک و تعالیٰ احمد و عیسیٰ بن مریم ہے اور خدا نے اسکا نام احمد رکھا ہے نیز عیسیٰ بن
مریم کا نام رکھا گیا ہے۔

خاص ہے کہ ان عبارت کے غلام احمد کا مقصد خود اپنی ذات سے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبی
دیگر انبیاء کے اپنی رسالت کے بھی مدعی ہیں۔

اب انصاف سے کہنا چاہیے کہ قادیانی نے ختم نبوت کی جکاؤ کو قرآن میں ہے کوئی وقعت باقی رکھی
باوجودیکہ خود مرزا صاحب قادیانی نے اعتراف کیا ہے کہ ارشاد باری تعالیٰ و خاتم النبیین کے معنی
یہی ہیں کہ نبوت خباب رسالت کا پختہ ہو گئی ہے۔ دیکھو صفحہ ۹۴ کتاب حاتمہ البشر، اور حاشیہ صفحہ ۱۶
استغفار اور مرزا صاحب اُن متواتر احادیث کے بھی معترف ہیں جنہیں کہا گیا ہے کہ حضرت سرور کائنات
کے بعد کوئی نبی نہیں ہے ملاحظہ ہو استغفار صفحہ ۱۲۸ اسکے باوجود ان دعویٰ کو قرآن مجید اور سنہ تواتر
سے غماص کے سوا کسی چیز پر محمول کیا جاسکتا ہے۔

مشہور ہے کہ ایک عورت نے نبوت کا دعویٰ کیا، لوگوں نے کہا کہ رسالت اکابر نے فرمائی ہے لانی ہیک

اُس نے جواب دیا کہ بے شک مردوں میں سے بنی نہیں ہو سکتا لیکن یہ تو نہیں فرمایا ہے لایبتہ بعدی میرے بعد عورتوں میں سے کوئی متیہ نہوگی۔

ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور پناہ لے کر کہا جیسا گیا کہ رسول فرماتے ہیں لایبتہ بعدی اُس نے کہا کہ بالکل درست ہے، میرا نام لاہے اور رسالت آج نے میری ہی نبوت کی خبر دی ہے مطلب یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں لیکن لا میرے بعد بنی ہوئی لاہے،

مرزا صاحب کے تاویلات بھی کچھ اس سے ملتے جلتے ہیں کبھی تو وہ اسی قسم یا اس سے زیادہ مضحکہ خیز انداز کے ذریعہ سے اپنی نبوت کو تسلیم کرنا چاہتے ہیں اور کبھی بالکل دغلے نبوت سے کھا لکرتے اور کہتے ہیں کہ انہیں انشرا بانہ لگایا ہے تاکہ مسلمان ان پر ہفت کریں اور کافر کھیں جیسا کہ صفحہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ کتاب حاتمہ البشیری میں مذکور ہے۔

اصل سوم اسلام کے اصول میں سے کہ جیسا علی محمد باب حسین و علی مبار اور مرزا غلام احمد قادیانی معاد کا انکار نے انکار کیا ہے معاد جہانی ہے اور درحقیقت اس مسئلہ کے انکار سے ان تمام آیات کی مخالفت ہوتی ہے جنہں صراحتہً اُن کفار و مشرکین کو تہدیک کی گئی ہے جو معاد جہانی کا انکار کرتے ہیں اور انکے مقابل میں آتہ قائم کر کے انکی حماقت و کفر کو ثابت کیا گیا ہے کئی اور دینی و دنیوی قسم کے سٹوں میں چالیس آیتوں سے زیادہ موجود ہیں بلکہ یہ مسئلہ قرآن مجید کا سب سے اہم نصب العین معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ بار بار استعاذہ کر کے کیا گیا اور لہ قائم کیے گئے ہیں، ملاحظہ ہو۔

و نفخ فی الصور فاذا هم من الاجداث الی
رجعہم ینساون ۵ قالوا یا ولینا من بعثنا
من مرقدنا هذا ما وعد الرحمن وصدق
المرسلون ۵ سورہ یٰسین آیت ۵۱ و ۵۲
وعدہ کیا تھا اور پیغمبروں نے سچ کہا تھا۔

اولم ینزلنا انسانا من نطفہ فاذا
هو خصیم مبین ۵ و ضرب لنا مثلا و نسی نحفر
قال من یحیی العظام وھی رمیم فل یمحیہا اللہ
انشاھا اول قراءہ وھو بکل خلقی علیم ۵
سورہ یٰسین آیت ۷۷ و ۷۸

کیا انسان نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اسکو نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ یکا یک کھلی کھلی غاصت کرنے لگا اور ہمارے لیے باتیں بنانے لگا اور اپنی خلقت کو بھول گیا کہنے لگا کہ جب یہ ہڈیاں خاک ہو جائیں گے تو کون انھیں زندہ کرے گا (اے رسول کہہ دو کہ انھیں وہی

زندہ کرے گا جسے انھیں پہلے زندہ کیا تھا اور ہر طرح کی پیدائش سے واقف ہے،

انظر كيف ضربوا لك الامثال فضلوها فلا
يستطيعون سبيلاً وقالوا اذا كنا عظاماً
ورفائاً اننا لمبعوثون خلقاً جديداً فلو
كونوا جازفاً واحديداً او خلقاً مما يكرهون
صدوركم فيقولون من يعيدنا ذل الذي
فطركم اذن عايناهم يومنا هذا (سورہ اسراء ۷۸-۷۹)

تم نے خیال میں اس سے بھی زیادہ سخت ہو تو یہ لوگ عنقریب تم سے کہیں گے کہ کون ہیں دوبارہ زندہ کرے گا تم کو کہ وہی جس نے پہلی مرتبہ پید کیا تھا،

يا ايها الناس ان كنتم في ريب مما نزلنا
خلفنا لكم من تراب ثمون نطفة ثم من علقه
ثم من مضغاً مخلطاً وغير مخلط لنبين لكم
وقرأ في الارحام ما نشاء الى اجل مسمى ثم
نخرجكم طفلاً ثم انشأوا اشدكم ومنكم من
يتوفى ومنكم من يرجع الى ارضه ليعمر لحي لا
يعلم بعد علمه شيئاً وترعى الارض هامداً فاذا
انزلنا عليها الماء اهتزت وربت وانبتت من
كل زوج عجم (۱) ذلك بان الله هو الحق وانما
يحيي الموتى وانزع على كل شئ قدير (۲) وان
الساعة اتيه لا ريب فيها وان الله يبعث من
في القبور (سورہ احق ایت ۷۵)

ابھنے لگتی ہے اور خوش ناچیں ادا گاتی ہے، یہ اس لیے کہ تم معلوم کرو کہ خدا ابرحق ہے اور یہ کہ وہی مردہ کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے اور یقیناً قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں اور بیشک جو لوگ قبروں میں ہیں ان کو اللہ دوبارہ زندہ کر کے اٹھلے گا،

اذا امتنا ذكنا تراباً وعلماً اننا لمبعوثون
بلا حجب ہم مرجائے گئے اور خاک اور ڈھیاں جائیں گے

تو کیا ہم اپنے آپ کے اگلے باپ و دادا پر دوا روزہ کر کے
قبروں سے اٹھائے جائیں گے؟ (رسول اکرم کدو کہ

اور ابائنا الازلون (۱۴) قل نعم وانتم
داخرون (سورہ العنکبوت آیت ۲۴، ۲۵)

ہاں (مضروب) اور تم ذلیل ہو گے،

انھیں جہکائے ہوئے اس طرح قبروں سے نکلیں گے گویا
پھیلی ہوئی ہڈیاں ہیں۔

خشعا البصائر ہمیں مجروحوں من الاجداث
کاظم جراد منتشرہ سورہ قمر آیت ۲۷

اس روز یہ لوگ قبروں سے ٹھکرا کر تیزی سے
وڑیں گے کہ گویا وہ کسی جہڑے کی طرف دوڑے
پلے جاتے ہیں اپنی آنکھیں جہکائے ہوئے دلت و
روای انہر جہاں ہوئی یہ وہی دن ہے جکاں ہے

یوم یخرجون من الاجداث سراعا کاظم
الی نعرب یوفعونہ خاشعۃ البصائر ہم
ترہقہم ذلک ذلک لیوم الذی کان یوعدون
(سورہ صافات آیت ۲۲، ۲۳)

دورہ کیا جا آتا تھا،

اور قیامت کے دن ہم اُن کو ان کے مونہ کے بہل
(اور نہ ہے) اندام اور گونگا اور بہر قبروں سے اٹھائیں گے
اکٹھا ٹھکانا جہنم ہے جب کبھی اُنکے بچنے کی توہم ہو
اور بہر کلاویں گے، یہ سزا اُن کی اس وجہ سے ہے کہ انھوں
نے ہماری آیتوں کا انکار کیا اور کھنے کے لیے کیا جب ہم
دورہ کے بعد محض ہڈیاں اور ریزہ ریزہ رہ جائیں گے تو از سر نو روزہ کر کے اٹھائے جائیں گے؟

ونحشرہم یومہ الفیامۃ علی وجوہہم
عمیاء وکما دھما ما وہم جہنم کلما جنت
زدناہم سعیراۃ ذلک جزاؤہم باہو کفرا
بایا تاتوا لوالئذ انکنا عظاما ورفا تاتوا انشا
لمبعوثون خلفا جدیداً (سورہ الزمر آیت ۱۰۹، ۱۱۰)

پھر اُنکے بعد قیامت سب لوگوں کو مڑا ہے، پھر اُنکے
بعد قیامت کے دن تم سب دباؤ فرما کر کے اٹھائے جا
ئے (رسول اکرم کدو کہ خدا ہی تم کو روزہ پیدا کرتا ہے
پھر وہی تم کو موت دیتا ہے پھر وہی تم سب کو قیامت

نشر انکم بعد ذلک لمیتون ثم انکم یوم
القیامۃ تبغونہ (سورہ مومن آیت ۱۶، ۱۷)
قل اللہ یمیتکم ثم یمیتکم ثم یمیتکم الی
یوم القیامۃ لا ریب فیہ سورہ جاثیہ آیت ۲۵

کے دن ہمیں کوئی شک نہیں ہے اٹھا کرے گا،
لا اقسو یوم القیامۃ ولا اقسو بالنفس للو
ایحسب الانسان ان لن یجمع عظامہ ابلی
قاد مرین علی ان نسوی بنا فمررتنا تینا (۲۴)

میں روز قیامت کی قسم کھاتا ہوں اور برائی پر
لامت کرنے والے نفس کی قسم کھاتا ہوں کیا انسان
یہ سمجھتا ہے کہ ہم اُنکی ہڈیوں کو (پوسیدہ ہونے کے
بعد) اکٹھا نہ کریں گے ہاں ضرور کریں گے ہم اس پر قادر ہیں کہ اُنکی پور پور درست کر دیں،

معنی قولہ الی یوم یبعثون فان هذا البعث موعده الاولون ولا المسلمون السابقون یوم یبعثون کے کیونکہ یہ ایسا بعث و نشور ہے جس کو سابق کے لوگوں نے نہیں دیکھا اور گزشتہ پیغمبر اور تمام انبیاء کی نظر سے بھی نہیں گزرا۔

اور خطبہ عید الاضحیٰ صفحہ ۱۸۹ و ۱۹۰ میں اپنے زمان دعوت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:-
والیہ اشارہ فی قولہ تعالیٰ ونفخ فی الصور اسی کی طرف اشارہ کیا ہے خدا نے اپنے اس قول نبیعام جمعا وھوھا دن بعث المسیح الموعود میں صورت پڑھ دیا اور تمام لوگوں کو ہم نے پورے طور یامعشر العاقلین۔ پر جمع کیا اور یہی معنی ہیں مسیح موعود کی بعثت کے اسے قلعہ لوگوں،

اور یہ معلوم ہے کہ مسیح موعود ہونیکا دعویٰ خود مرزا صاحب کو تھا لہذا اس کلام سے اشارہ خود اپنی زمانہ ظہور کی طرف ہوا اور ایسی ہی لفظیں صفحہ ۱۹۲ میں بھی موجود ہیں اور اسکے بعد والے صفحہ میں لکھا ہے
ثم لنبرقبعولہ ونفخ فی الصور یجمع بعد خدا نے اپنے قول کے ساتھ کہ صورت پڑھ دے گی کیا اشارہ
النفور فلا یكون هذا الجمع الا فی ما عدا البعث دی اس امر کی تفرقہ کے بعد اجتماع حاصل ہو جائیگا
پس یہ اجتماع نہ ہوگا لیکن ماتہ البدر میں،

اور ماتہ البدر سے مراد جو ہوں صدی پجری ہے جس کے اوائل میں انھوں نے اپنی دعوت کا اظہار کیا جسکی تصریح صفحہ ۱۸۲ خطبہ عید الاضحیٰ میں موجود ہے اور صفحہ ۱۸۲ خطبہ مذکورہ میں لکھا ہے کہ میں چھ ہزار کے آخری اوقات میں خلق ہوا ہوں یعنی ثلاث آدم کے بعد سے چھ ہزار سال گزرے ہوئے ہیں اور اسکے بعد والے صفحہ میں ہے۔ فانما صاحب الزمان کا دماغ بعدی، میں صاحب الزمان ہوں میرے بعد کوئی زمانہ نہیں اور اسکے بعد لکھا ہے قد مضی ما خولفنا لستادس یعنی چھ ہزار کا آخری زمانہ گزر چکا ہے اور حاشیہ متعلقہ خطبہ عید الاضحیٰ صفحہ ۱۸۲ میں ہے۔

”خدا نے زمانہ یعنی خلقت آدم سے چھ ہزار سال بعد تک کے چھ حصہ کیے ہیں، زمانہ ابتدا زمانہ تزیادہ و زوال، زمانہ کمال و انتہا، زمانہ انحطاط، زمانہ موت طرح طرح کی گمراہیوں سے زمانہ بعثت بعد موت اور یہ بات بھی مقرر کر دی تھی کہ تمام لوگ سوائے کم افراد کے چھ ہزار سال میں گمراہ ہو جائیں گے اسی وجہ سے شیطان نے کہا تھا کہ میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا اور چونکہ معلوم تھا کہ خداوند عالم ان تمام ازمینہ کے بعد زمانہ بعثت و ہدایت کو ظاہر کرے گا اسلئے کہا گیا تھا الی یوم یبعثون حاصل کلام یہ ہے کہ آخر زمانہ بعثت کا زمانہ

پس خدا نے چھ ہزار سال کوچہ زانوں پر تقسیم کیا اور ساتویں زمانہ کے بعض حصوں کو قیامت کے ساتھ محفوظ کیا اور جبکہ چھ ہزارہ کہ جو بخت کا دوازہ ہے اگیا تو خدا نے دیکھا کہ اب تو بخت کا زانہ اگلیہے اور موت انتہا درجہ تک پہنچ چکی ہے لہذا اپنے رحل کو بھیجا جینا کہ سابقہ زانوں میں اُسکا قاعدہ رہا ہے تاکہ اُسکے سبک مردوں کو زندہ کرے، یہی پیغمبر مسیح ہے خاتم خلفاء ہے اور خدا نے اُسکا نام احمد رکھا ہے اور نیز اُسکا نام نبی بن مریم بھی رکھا ہے اس سے مراد خود مرزا صاحب کی ذات شریف ہو۔

غور کر کے دیکھنا چاہیے کہ قرآن میں جو بخت و قیامت، نفع و ضرر، حیات و اموات کا ذکر ہے اُسکو کس طرح باریچہ اطفال نبایا ہے اور اس سب کی غرض یہ ہے کہ حشر و معاد جہانی وغیرہ کی حقیقت کا انکار کیا جائے، یہ معلوم ہوا کہ مرزا صاحب فادیانی نے اپنی نبوت و رسالت کے ادعا کے ساتھ معاد جہانی کا انکار کر کے ہوسے قرآن و رسول خدا کی تذبذب کی ہے اور اس سے قبل توحید کے متعلق بھی اس شخص کے کفر آریہ خیالات کا تذکرہ ہو چکا ہے لہذا یہ شخص اسلام کی تینوں اصول کا منکر ہے اور قرآن و احادیث متواترہ کو اپنی فحش کے موافق دور از کار و ادبیات کا جامہ بنانا کسی طرح سود مند نہیں ہو سکتا کیونکہ اس سے صرف اپنے کفر کو غلط اور مضحکہ خیز ادبیات کے پردے میں چھپانا مقصود ہے اور ان ادبیات کی وقت علی محمد باب حسین علی بہاء کے غلط و بیجا ادبیات سے زیادہ نہیں ہے تعالیٰ اللہ عتقا بقولہ علو اکبیرا



اعجاز الہدایہ یہ رسالہ سلسلہ تبلیغ اعجازی کا ساتواں رسالہ ہے جس میں مصنف علامہ جناب فیاض الحج فی عجم اعجاز حسن صاحب فاضل دیونی مدرس مدرسہ الوافین دامت اناواتم نے جو دو باب و المادین و آیہ الوجود پر دلائل عقلیہ قائم کر کے مادیین اور آریہ کے توہمات کے ابطال کی کم نظیر کتب رقم کوشش فرمائی ہے، مادہ کی حقیقت اور دیمقراطیس کا واپس اور اسکا ازالہ، نیوٹن کا خیال اور اسکا ابطال، ایقورس کا منصوبہ اور اسکا ازالہ، دیگر مادیین کے توہمات اور اُنکے جوابات، طبقات مادیین کے اتوال اور اُنکی رد نیچریوں کے واپس اور اُن کا ذبیحہ فناء عالم پر مختصر دلیل مادہ کو قدیم بننے کے وجہ اور اُن کا ابطال، تناسخ کے برے نتائج، دلائل کا اتفاق براہین کا استحکام اعتراضات کی چٹکی طرز استدلال کی قنات اس رسالہ کے وہ خصوصیات ہیں جو اس موضوع کے خالقین کو اُنکے مطالبہ پر مجبور کرتے ہیں مصنف علامہ سے ایک آنہ کا ٹکٹ بھیج کر بلا قیمت یا سیرنگ یا ایک روپیہ کے قیمتی ہدیہ کی اجازت دیکر طلب فرمائیے

معجزاتِ مستمر

عرصہ ہوا کہ میرا ایک مضمون تنوّلِ معجزات کے سلسلہ پر رسالہ مقدسہ الشہید میں چھپا تھا جو علامہ غفرلہ فیہ الرحمۃ کو بہت پسند آیا چنانچہ انھوں نے اگست ۱۹۷۷ء کے الواظف میں اسے نقل فرما کر اپنی سخنِ نبوی اور حبِ طبعی کی داد دیدی، اور حقیقت یہ سلسلہ تنوّلِ معجزات کا ایک حد تک نہایت اہم مسئلہ ہے اور مجھ سے پیشتر غالباً اسکی طرف کسی نے توجہ بھی نہیں کی حالانکہ ضرورت تھی اور بہت تھی جسے میں اُس مضمون کی ابتدا میں دکھا بھی دیا تھا، اُس زمانہ میں میں نے اس مضمون کو معجزات متواترہ پر ختم کر دیا تھا کیونکہ اسوقت تک یہی خیال تھا کہ معجزات کی تنوّل انھیں اقسام میں منحصر ہے مگر الحمد للہ کہ چند روز کے بعد یہ خیال غلط ثابت ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ استغراق نام نہ تھا بلکہ ناقص تھا اور ابھی ایک خاص قسم اور باقی ہے جو اسوقت خیال میں نہیں تھی ابھی لہذا اس قسم سے بھی ناظرین کو مطلع کرنا ضروری ہے اور قسّم معجزاتِ مستمرہ کی ہے، اور مراد ان معجزات سے یہ ہے کہ ان کا تعلق کسی خاص وقت اور زمانہ سے نہیں ہے بلکہ زمین و آسمان کے بقا اور زمانہ کے قیام و وجود کے ساتھ ہی ساتھ بطور لزوم اُن کا وجود بھی وابستہ ہے مثلاً آیام حج میں زمین ہنسی یا زمین خانہ کعبہ اور اللہ عزّوجلّ اور شرفِ آفا مشاہد مقدسہ خصوصاً شاہِ نجف اشرف و کربلائے معلیٰ کا اتساع جو مخصوصوں کے زمانہ میں ہوا کرتا ہے اور عالم کے مشاہدہ میں آیا کرتا ہے مگر حجاج و زائرین کا خیال اس طرف نہیں جاتا اور یہ کچھ تعجب کی بات نہیں ہے آفتابِ گرِ غروب نہ ہو تو کیونکہ اُسکے اُن فوائد کا جو اُس سے وابستہ ہیں ہرگز احساس نہ ہو، اتساعِ زمین کا مجبورہ زمین سے متعلق ہے اور ان مقامات مقدسہ کی زمین میں پروردگارِ عالم نے ربّنا رحمہ ماور کی خاصیت عطا فرمائی ہے اور وہ ہمیشہ ربّنا رحمہ ماور کی طرح خستہ برتر رہتی رہتی ہے اسوجہ سے لوگوں کو خیال نہیں ہوتا کہ اسقدر محدود و جگہ میں گویا نامحدود تعداد لوگوں کی ایک وقت میں کیونکر ٹھوسا سکتی ہے،

ازنی حسانی کی تاریخِ مکرمینے پڑھی ہے یہ دوسری صدی اسلامی کی تصنیف ہے مصنف غالباً حضرت امام رضا علیہ السلام کا سوا صدی بعد از وفاتِ و ایچ میں بہت بڑے پایہ کا شخص تھا جو حاکمِ مازنی اور ابو علانہ اسفرائینی سے ائمہِ حرج و قعدیکہ تلامذہ و شیخ تھا ابو عوانہ کا قول ہے کہ ازنی نے سلسلہ ہجری میں وفات پائی مگر حاکم کا قول ہے کہ سلسلہ میں وفات پائی، اس تاریخ کے مطالبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ میدانِ مثنیٰ کے متعلق صدی اسلام میں یہ تعجب تھا کہ اتنے محدود قطعہ زمین میں اتنی گنجائش کیونکر پیدا ہو سکتی ہے کہ اتنی بڑی تعدادِ حاجوں کی اپنی متعدد قریبوں سمیت اُس میں سلسلے خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب حجاج اپنی ذات کے

علاوہ اپنے اعز و اقارب و احباب کی طرف سے بھی متعدد قربانیاں لیکر آئیں، قربانیاں اکثر اذیتوں کی ہوتی ہیں اور اکثر گائے اور مینہ ہوں کی اور درہوں کی بھی ہوتی ہیں، غرض ہر شخص اپنی حیثیت کے موافق بڑی اور پیش قیمت ہی قربانیاں کر سکتے ہیں۔ پھر ان قربانیوں کے علاوہ اتنے کثیر التعداد حاجیوں کی گنجائش میدان منی میں کہ جو تکمیل سکتی ہے، از رتی نے اپنے زمانہ کے مروجہ حساب مساحت سے خانہ کعبہ یا میدان منی کی جو پیمائش کی یا ابن جبریل لکھی نے اپنے مفسر نامہ میں لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میدان منی کا طول صرف ایک میل اور عرض نصف میل سے زائد نہیں ہے۔ یہ آیت محرم کو کہ بعد تفصیل کے ساتھ اپنی کجا ذہب عقل میں بیان کیا ہے اور ان کے دعوہ (عبارت) پر کافی طور سے روشنی ڈالی ہے، از رتی کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ خود محمد رسول صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تھا تو اپنے فرمایا کہ منی کی زمین رحم مادر کی خاصیت رکھتی ہو کہ حسب ضرورت بڑھتی ہے اور پھر برابر بڑھتی ہے افسوس کہ از رتی کی کتاب اس وقت میرے پاس نہیں ہو گئی تھی خود کئی سال اس طرف اسکا مطالعہ کیا تھا، کہ بلائے متلی کا حال اس بھی زیادہ عجیب و غریب زائرین کی کثرت کا حال روشن ہے کہ صد ہا قافلہ روزانہ آتے ہیں اور جاتے ہیں، مگر یہ حالت چند روز سے ہوئی ہے درہ ایک زمانہ وہ تھا کہ جب زائرین زیارت کے جرم میں قتل کیے جاتے تھے زمین کو بلا ویران پڑی ہوئی تھی مگر امیر المومنین علیہ السلام نے اسکی آبادی کی خبر ان الفاظ میں دیدی تھی،

کافی بالقبور وقد شہدت حول قبر الحسين
لا تذهب للتي والايام حتى يصاد اليها
من الافاق (مومن اخبار الرضا للشيخ الصدوق)
گو یا میں چند قبروں کو دیکھ رہا ہوں جو گرد قبر حسین
بنائی گئی ہیں بہت زمانہ گزرنے پایکا کہ تمام لوگ
اسکی جانب ٹوٹ پڑیں گے،

عمران اخبار الرضا کا قلمی نسخہ آٹھویں صدی کا لکھا ہوا میرے پاس ہے اس میں یہ پیشین گوئی بیٹے دیکھی
تھی جناب شیخ نے بند صحیح اسکو اخراج کیا ہے، ناظرین غور فرمائیں تو معلوم ہوگا کہ یہ پیشین گوئی جن عظمت
و جلالت کے ساتھ اب پوری ہو کر ہمارے شاہدہ میں آ رہی ہے اتنی جناب صدوق کے زمانہ میں ہرگز
نہ آتی ہوگی اسلئے کہ صدوق علیہ الرحمہ کا زمانہ تیسری صدی کی ابتدا کا زمانہ ہے جو نبی عباس کی خلافت
و سلطنت کے عروج و کمال کا وقت ہے اور ابھی چند ہی سال گزرے ہیں کہ متوکل کو بلائے متلی کو دریائے پانی
کاٹ کر کھیتی کر کے ویران بلکہ میدان کر چکا تھا پھر کیا سو برس سے کم میں یہ پیشین گوئی امیر المومنین کی عظمت
و جلالت کے ساتھ پوری ہو چکی ہے لہذا اللہ جلل طوق بشری و طوق فطرۃ سے بالکل خارج ہے نہایت ہے
کہ صدوق علیہ الرحمہ کے زمانہ میں کہ بلائے متلی ایک ویران غریب کی حالت میں پائی جاتی ہوگی اور اگر میری

یا دغلی نہیں کرتی تو میرے اُستاد مرحوم بنغور خباب مولوی سید حبیبی صاحب علی اللہ مقامہ اپنے ایک
 ثقہ رفیق کی زبانی (جنہوں نے غازی الدین حیدر بادشاہ اودھ کے زمانہ میں کربلا کا سفر کیا تھا) نقل
 فرماتے تھے کہ اس زمانہ تک کربلا کی یہ حالت تھی کہ گرد و پیش کے دیہات میں جو دیہاویاں رہتی تھیں جیب
 وہ اپنا دیہی بچپن کو کربلا آتی تھیں تو جو دیہی نہ کتا تھا یا خراب ہو جاتا تھا اسے بوقت واپسی قریب شہر حسینی
 یا شہد حضرت ابی الفضل العباس ایک اونچے ٹیلہ پر جہاں کوڑے کا انبار لگا رہا تھا اس کا دوا کر دیتی تھیں،
 یہ حال غازی الدین حیدر تک کے زمانہ تک رہا مگر اب وہی کربلا ایک عظیم الشان شہر کی صورت میں نظر آتی
 ہے اور اب وہی انکی یاد آؤ تا بڑھتی جاتی ہے تا ایچہ ایک دوسرا شہر آباد ہو رہا ہے جو شہر نو کمالا ہے اور زائرین
 کی وہ کثرت ہے کہ الفطرت شہر حرم مقدس امام حسین کی صحیح پائش مجھے معلوم نہیں مگر اتنا قطع ہے کہ ایسا وسیع
 بھی نہیں جسکی وسعت معمولی وسعت سے زیادہ ہو بظاہر ایک ہزار آدمی کی گنجائش نہایت دقت سے نکلتی
 ہے مگر عمر ۱۹۱۹ء کے پانیزکے کسی پرچہ میں امرنگار اخبار مذکور کا جو اطبع ہوا تھا اس کے پڑھنے سے معلوم ہوا ہے
 کہ امسال عرفہ کی مخصوصی میں جو ہر سال ہوا کرتی ہے زائرین کی اتنی کثرت تھی جو اس سے پیشتر کبھی نہیں
 ہوئی عموماً شہر انہی ہزار آدمی ہر مخصوصی میں ہمارے تھے اس سے کم نہیں، بلکہ کچھ زیادہ ہی ہوتے تھے
 مگر اب کی مرتبہ حرم مقدس میں دو لاکھ زائرین بروز مخصوصی حاضر تھے اب غور کرنا چاہیے کہ جس حرم قمر
 میں ایک ہزار آدمی بوقت کڑے ہو سکیں ان میں اتنی گنجائش کیونکر مکمل کسکتی ہے کہ دو لاکھ آدمی بقرات
 زیارت پڑھ سکیں، بڑے بڑے تعلیم یافتہ روشن خیال حضرات زائرین مثلاً میرے معزز غایت فرما کا صاحبی سید محمد
 طاہر صاحب سینا پوری بی ای ال بی وکیل ہای کورٹ جو اپنی حدت ذہن دینی غفاری و روانی تھیں
 کی وجہ سے انجمن میاں کے قریب مشہور ہیں اور نہایت نامور و کلاسیک محبوب ہیں بیان کرتے ہیں کہ حرم عمر
 میں کتنا ہی عجیب کیوں نہ ہو مگر شاید سے شانہ نہیں لگتا اور لوگ بقرات چلتے پھرتے ہیں میں کہتا ہوں کہ یہ امر
 بالکل میدان منی کی خاصیت سے مشابہت رکھتا ہے، میدان منی کا طول یک میل و عرض نصف میل سے زیادہ
 نہیں ہے مگر کیا حرم محترم امام حسین کا طول و عرض بھی اتنا ہی ہے جس میں دو لاکھ آدمی بیک وقت آسکتے ہوں
 لا اللہ یہ عجیب حسینی یہ ہے نہ تو قدرت الہی، لوگوں نے درخت سد کو جس سے قبر امام حسین کا بنے
 لٹا تھا کاٹ ڈالا تھا تا کہ نشان قبر امام حسین باقی نہ رہے لیکن فکر ہر کس بقدر ہمت اوست نہیں کیا خبر
 تھی کہ اسی قبر مطہر کی زمین و ظہر آیات ہونے والی ہے قطعاً اوست جہالت میں انھیں جو کچھ کرنا تھا اگر گذرے

و سيعلموا انهم منقلب ينقلبون ۛ

میں اپنی کتاب ہب قتل میں تسلع میدان منی و دیگر آیات حرم کے ساتھ پکافنی طور سے غور کر لیا ہے

وہاں حاجوں کی تعداد بیک وقت کر بلائے متلی کے زائروں کی تعداد سے زیادہ ہوتی ہے چنانچہ فقیر الدین رازی کی تفسیر کبیر سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ میں چوتھی تعداد چھ لاکھ تھی اور ان کے بعد کے معبرین بھی یہی تولد لکھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ دنیا کی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے گھٹنے کی کوئی سبیل نہیں یہی وجہ ہے کہ زوی اشیاء کا نرخ روز بروز گراں ہوتا جاتا ہے اسے حکیم دارد ہوم کا ایک خاص مضمون پڑھا ہے جس میں اس نے ثابت کیا ہے کہ دنیا سابق میں کم آباد تھی مگر بعد از اس قدر زمانہ استعد و بڑھ گئی اور بڑھتی رہے گی اور لہذا اس حساب کے جو اس نے جوڑ دیا ہے فقیر الدین رازی کے زمانہ سے اب تک کم از کم نو سو لاکھ تعداد حاجوں کی ہونا چاہیے تو اس بخیر تعداد کے لیے بیک وقت خانہ کعبہ میں کیوں کر گنجائش مل سکتی ہے مگر یہ شکل میدان نبیؐ کے بلائے متلی کے آئیں بھی رڑیا رحم اور کی خاصیت ہو،

اس قسم کے ہجرات کو میں ہجرات متفرقہ لکھا یہ ہجرات بھی از تبیل تکیہ شراب و شراب ہیں فرق یہ ہے کہ آخر الذکر ہجرات فانیہ میں شمار ہوتے ہیں اور اول الذکر ہجرات باقیہ ہیں،

کہاں ہیں نیا زنجوری اور مولوی سلیمان ندوی دو کیریڈان شبلی نعمانی دا تبیل غلام احمد قادیانی یا دیگر کور باطن مرعیان اسلام و شیعہ و چشم منکران ہجرات خیر الانام و آیات خاللات حضرت امہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یہاں آئیں اور ان ہجرات باہر ت کے احوال کے لیے تادیل و تسویل کی جدوجہد فرمائیں یہ ہجرات نہیں ہیں جبکہ احوال کافی شہادت نہ ہونے کی وجہ سے حکماء فرنگت بلاد یورپ کر دیا کرتے تھے کیونکہ ان ہجرات میں شہادت کی ضرورت ہی نہیں ہے یہ ہجرات برای العین ہر وقت و ہر ساعت مشاہدہ ہیں آسکتے ہیں جن تک زمین و آسمان قائم ہیں یہ ہجرات بھی قائم و دائم رہیں گے، مگر اور کر بلائے متلی کا جو اگر شہادت کا محتاج ہو سکتا ہے تو ان ہجرات کے لیے بھی شہادت درکار ہوگی، ذیل میں نقشہ تین ہجرات کا حاضر کرتا ہوں، وہ یہ:

الغفل لحمدہ و لا ینہایما،

ہجرت

فانیہ شیعہ باقیہ	باقیہ	فانیہ شیعہ باقیہ
مجموعات متواترہ	مجموعات متواترہ	مجموعات متواترہ
مجموعات متواترہ	مجموعات متواترہ	مجموعات متواترہ

ان ہجرات کی طرف سے مضمون سابق میں اشارہ کر دیا ہے اور تعریف ہر قسم کی ذکر کر دی ہے نظر بصیر کا فرض ہو کہ ان ہجرات کی تطبیق کسی خاص قسم پر کر کے ان کو اسی قسم میں وضع کر لے جس میں اسے سید کا کتاب مذہب عقل و تصدیق لائے اندر سے کافی مدد مل سکتی ہے صرف بہت درکار ہو سوا ہجرات فانیہ کے سبب قیہ

خاصی فدا حسین صدیقی نادر قادیانی

بنا اور اس الامین شامی ہیں اسے جس نے ہجرت متفرقہ میں شریعت کے سبب قیہ

اس منتر سے ثابت ہوا کہ جزایا سزا کی دنیا میں آدمی کو مل جاتی اور حق بھی یہی ہے،
مسلم جناب ہند صاحب اپنے حق ہونا تو کہہ دیا اور ہماری پہلی تقریر کو فراموش کر دیا، ہم نے جبکہ
آپ کو آپ کی کتابوں سے فضیلت کا جاہل ہوا اور عیب کے کام کرنا دکھادیا تو پھر انھیں رشیوں کے بنا
ہوے و میر کو ہم سچ کہہ کر رکھ سکتے ہیں؟ اور تجھے کہ آپ نے بھی رشیوں کی حالت اپنی کتابوں سے
انکے تعلیم دیے ہوئے وید کو حق کیسے کہہ دیا؟

آریہ ہاں بیشک اپنے رشیوں کے حالات واضح تو ضرور کیے اچھا! اب چند اشکال جو مجھے عقلی حیثیت
مسئلہ معاذ بطلان اور آدالوں کی تائید پر واقع ہو گئے ہیں انھیں دفع کر دیجئے تو میں جانوں؟

ہم اشکال تمام جاہل زور کو پیدا ہونے کے وقت سے برابر مرنیکا خون رہتا ہے پس معلوم ہوا کہ
جو کئی جسم پاپ ہے اگر گذشتہ جنم میں مرنیکا بھرتہ ہوا ہوا تو اس کا کوئی اثر یا خیال ہونا چاہیے۔

مسلم بہتر تو یہی ہو کہ آپ اشکال بیان کرتے جائیں مرنیکا اب تیلما کی لہذا اس شبہ کا جواب سن لیجئے
مرنے کا خوف ہونا یہ کیونکر اگلے جنم کی دلیل ہو سکتی ہے کیونکہ ہم لوگوں کو جب چند دنوں پہلے کی بات یاد
نہیں رہتی تو اگلے جنم کی بات کیا یاد رہ سکتی ہے۔

آریہ (درمیان ہی سے بات کاٹ کر) آپ کیونکر کہتے ہیں کہ چند دنوں پہلے کی بات یاد نہیں رہتی! ہم نے
تو ہیرے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو مہینوں اس طرح بیمار رہے رہتے ہیں کہ انھیں بند ہاتھ پاؤں بیکار گواہم
اعضا سطل صرف ایک سانس چلتی رہتی ہے آخر کار انکا علاج کیا گیا اچھے ہوئے اور تین چار مہینہ بعد
جوانے پوچھے تو پہلے کی تمام باتیں انھیں اسی طرح یاد ہیں! اور اگر آپ اسے نہ مانیں گے تو اول تو یہ برہمن
کا انکار ہو گا! انیالا رام! کیا اگر کوئی کسی علم کا عالم بیمار ہو جائے تو پھر پھر طفل کتب پڑھیں؟ کیوں جناب مسلم
صاحب کیا ایسا نہیں ہے؟

مسلم نہیں نہیں! جبکہ آپ نے فرمایا، صبح ہے اور یقیناً یہ روزمرہ کی باتیں ہیں لیکن من تمام صبح کے بعد
یہ ارشاد ہو کہ جب مریض آدمی تین تین چار چار مہینہ بیمار اور بیکار محض رہنے کے بعد بھی اپنے کب کرو
علوم کو نہیں بھولتا ہے، تو پھر آخر مرنے کے بعد جب بن دوسرے جنم میں آتا ہے تو اسے پہلے کی اچھائی
یا برائی کیوں یاد نہیں رہتی کیا آپ میرے اس شبہ کا جواب دے سکتے ہیں،

آریہ دہلیت درجہ تیسرے گردن (لاکر) جناب والا! بکایا اعتراض تو بہت سخت ہے اگر ہم اسکے جواب
کے لئے اس وقت تیار نہیں ہیں اور وقت بھی بہت آگیا ہے زور دے تو آئندہ ملاقات میں عرض
کرینگے، (باتی آئندہ)

(کاشف گوپال ہودی)

سیاستِ لبو

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی عن صلافت طاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی صورت لگنا ہو گئی ہے اس پر نظر کر کے اکثر ناواقف کو تاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات لکھوئی صفحات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ نہ موجود تھا جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیئے اس خلوت واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رفیع صاحب رنگی پوری تلمین حضرت قدس اللامین مولانا السید خمداد و نصاحب مرحوم مغفور رنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جدوجہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں رسالہ کم نظیر ملکہ سعید منظر ہے فاضل مدبر نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر و داغ میں نہیں لکھتی اور انھیں رسول میں دین و دنیا دونوں کی صلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیلئے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اسکے مطالعہ سے درنیغ نہ کرنا چاہیئے قیمت علان محصول ڈاک باء آء ۱۲

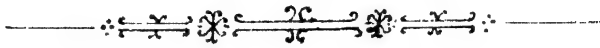
ملانی صاحبزادہ منیر الوداعظمی لکھنؤ

اربع و نوبت ۱۰۰

الوارعہ

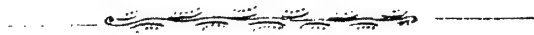
مدیریت العظیمین لکھنؤ کا نوبل اعلمیہ

زیریتما صحیحہ الامام (حضرت العظیمین) نظام العظمیٰ

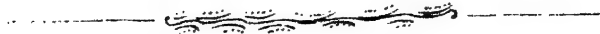


مکہ

حکیم سید قاسم علی ضوی لکھنؤ امینہ الامینہ



بہارنامہ دارو غنی مجروحہ جہد فساد مجروح



مصحف الامام (الوارعہ) لکھنؤ

مدیریت العظیمین لکھنؤ سے شایع ہوا

لکھنؤ جہد فساد مجروحہ جہد فساد مجروحہ

مفتاح فلاحی ہمارا

- تذیب اسلام کا مکمل لایوان ہونا۔ (۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ (۱۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھ کر
- (۲) بغیر اسلام کا افضل انجلائی ہونا کی آخری تاریخ نہیں شائع ہوا اگرچہ مضمون لکھا جائے در نہ درج نہ
- (۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور (۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال ہو سکے گا
- اسکی جامعیت کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا (۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں
- (۴) اسلامی اخلاق و آداب کی فضیلت (۳) نمونہ کا پرچہ ہم کے ٹکٹ ڈیڑھ کو تغیر و تبدل و اصلاح کا
- (۵) اسلامی تمدن کی فوقیت آنے پر روانہ ہو سکتا ہے اختیار ہوگا
- (۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت (۴) جواب طلب امور کیلئے (۳) عبارت حتی الامکان سلیس
- (۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایات جوابی کار و ایکٹ آجائیے اور عام فہم ہو
- (۸) سلف صالحین کے اربعہ حالات (۵) اشتہارات کی اجرت بذریعہ (۴) مضامین صاف خط میں تحریر
- (۹) قرآن مجید کا افضل الکتاب ہونا خط و کتابت طے ہو سکتی ہے کیے جائیں اور عبارات عربیہ پر
- (۱۰) اثبات اصول اسلام بلا لائل (۶) علمی معاملات کے متعلق خط و اعراب لگائے جائیں نیز
- عقاید تعلیمی کتابت ارسال مضامین بنام عربی عبارت کا دوسرا
- (۱۱) خلیفہ قدوسیہ جدیدہ اور دیگر مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام کالم میں ترجمہ ہونا چاہئے
- (۱۲) ذرا ہر یکے مقابلہ میں نمایاں منبج ہونا چاہیے (۵) حتی الامکان کتب منقول عنما
- ذرا لے ثبات (۷) شرح قیمت :- کا حوالہ دیا جائے
- (۱۳) اکتشافات جدیدہ و حقائق رسا و دالیان ملک جو حرمت (۶) ناقابل اشاعت مضمون اس
- اسلام فرامیں عام خریداران سے اسے نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب
- انجاء علیہ پیغمبر الودیعہ ستر الودیعہ لکھنؤ مضمون کو ٹکٹ بھیجا چاہئے



هٰذَا كَيْفَ قَالَ لِّلنَّبِيِّ هِمْ عِظَمُ الْمُؤْمِنِينَ

سورہ آل عمران

الْوَعْدِ

نہایت ہر ذی سہ مطابقت ہر مضامین

نہایت ہر مضامین

نہایت ہر مضامین	مضمون	نہایت ہر مضامین	مضمون
۱	شذرات	۱	نہایت ہر مضامین
۲	اسلام سیاسی نظر میں	۲	نہایت ہر مضامین
۳	ارض تسعین میں روزہ کی بحث	۳	نہایت ہر مضامین
۴	امیر المؤمنین کی پرستار شہادت	۴	نہایت ہر مضامین
۵	مذہب اور سیاست	۵	نہایت ہر مضامین
۶	الحرب والاسلام ضمیمہ الواغظ	۶	نہایت ہر مضامین
۷	اسرار عیسوی ضمیمہ الواغظ	۷	نہایت ہر مضامین

تذکرہ

جناب مولوی سید سلطانی صاحب اعظم مالک افریقہ میں
نمبر سجدہ بابت ماہ مارچ ۱۹۲۵ء میں عرض کیا گیا تھا کہ جناب ممدوح لامت مہاسہ داپس اگر ۲۸ اکتوبر
کو نیرولی روانہ ہو جائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تاریخ مذکورہ سے ماہ اپریل لکھنؤ میں جن مقامات پر آپ تشریف
لے گئے انکی تفصیل حسب ذیل ہے:-

نیرولی۔ پگنڈہ ایسٹ افریقہ

۲۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو مہاسہ سے روانہ ہو کر ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء کو نیرولی پہنچ گئے جہاں کمال احترام سے
آپ کا استقبال کیا گیا اور سید نور علی بھائی دہن جی نے اپنا ہاتھ لگایا، یوم درود زحمت سفر کے خیال سے کوئی
جلسہ منعقد نہیں ہوا مختلف سوالات پیش ہوتے رہے جس کے اطمینان بخش جوابات دیدیے گئے ۲۹ اکتوبر
۱۹۲۵ء کو نیرولک ۱۰ مجلس جناب جمال الدین صاحب، جناب نور علی بھائی دہن جی، نے منعقد فرمائیں جن میں علامہ
شبہات کے حقیقت مذہب حق کے دلائل، عصمت حضرت انبیاء خصوصاً عصمت حضرت آدم منی ترک اولیٰ اور
لفظ غولی اوعصیٰ کی تاویل تفسیر آیات تعلقہ حضرت آدم مسئلہ امت، خدا کی جانب سے امام کا انتخاب جامع حجت
نہ ہوا، اور اجماع سے غلطیہ کا تقریر ہو سکتا دلائل حجت اجماع کا ابطال، امام کے اوصاف اور اسکی ضرورت
طرق معرفت امام، صدق مدعی امامت کا معیار، قرآن والہ بیت کی معیت اور اس کے فوائد ذریت طاہرہ میں
امامت کا انعقاد، حضرت حجت عملی لکھنؤ فرجہ کی امامت اور آپ کا امام دمان ہونا، آپکی غیبت کے وجہ اور انبیاء
سابقین سے آپکی تطبیق، زمان غیبت میں غلو قات الہی کا آپ سے تنفیض ہوا، زمان ظہور میں آپکی عقلی شناخت
آغا خانی شہادت و اعتراضات کے جوابات مسئلہ عدالت باری وجہ تکلیف عباد و خلقت فیضان کا موجب عبرت و
نصیحت ہونا و حجت باطنی عقل اور ظاہری انبیاء و ائمہ کا تقرر اور آپکی پیروی کے فوائد، ترغیب تعلیم میں اور
اس کے فوائد اور جب اس مدرسہ دینیہ کی تحریک، فروع دین و عبادات کی اہمیت خصوصاً نماز کی تاکید انسان و
حیوان میں عقلی فرق اور انسانی مراتب کی تفصیل، اور مراتب انبیاء اور انیس سے ایک کا دورے سے فہم ہونا اور
انصافیت کے وجہ بہت تیز روشنی ڈالکر تمام حاضرین کو بے انتہا محظوظ و متاثر فرمایا اور یہ تحریک سید محمد حسین
صاحب چار سوشلنگ مدرسہ کی اعانت میں وصول نمونہ جو حاجی محمد جعفر صاحب کے پاس مہاسہ روانہ کر دیے گئے
مذکورہ بالا مجالس کے طالع برائوت گفتگو میں بھی رہیں اور جو شہادت و اعتراضات پیش کیے گئے ان کے

اطمینان بخش جوابات دیدیے گئے، یہ شہادت و اعتراضات وہی تھے جو اکثر اوقات دہریوں اور آریوں اور یونانیوں کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں اور بعض ایسے بھی تھے جو محض غلط فہمی کا نتیجہ تھے جو جوابات پانے کے بعد برقع ہو گئی، تفصیل موجب تطویل ہے مگر ناظرین کی دلچسپی و آگاہی کے لیے بعض شہادت اور اس کے جوابات لجا طریب استفسار بطور سوال و جواب جب ذیل میں :-

س چنانچہ قرآن موجود کے جامع حضرت عثمان تھے اس لیے قابل عمل نہیں ہو سکتا؟

ج قرآن موجود کلام خدا ہے حضرت عثمان تو حضرت عثمان تھے اگر کوئی کافر کے ہاتھ سے بھی لپی تو کلام خدا ہونے سے خارج نہ ہو گا اور واجب العمل بیگا کیونکہ ہمارے ائمہ کے ارشادات شاہد ہیں کہ قرآن موجود خدا کا کلام ہے اور واجب العمل ہے اور کسی غیر کلام اس میں شامل نہیں ہے ورنہ پھر معجزہ الہی نہ رہتا،

س امیر المؤمنین نے جو قرآن جمع کیا تھا ان اپنے ہم خلافت میں کیوں نہ جاری فرمایا؟

ج اُس قرآن اور اس قرآن میں صرف ترتیب کا فرق ہے اگر حضرت اپنے زمانہ میں اسکو رائج فرماتے تو دوسروں کو بھی اسکی حیات ہو جاتی اور مثل کودیت و زبد و انجیل کے قرآن کے بھی متعدد نسخہ دون ہو کر جامعین کی طرف منسوب ہو جاتے اور قرآن کا ایجاد اور اسکا کلام خدا ہو بلکہ یہ الکی جانب اسکا انتساب اور قرآن و اسلام کی حقانیت کچھ بھی ثابت نہ ہو سکتی،

س روایات متبعونے اہل بیت سے کہ حضرت علی بن ابی طالب نے جو قرآن جمع کیا تھا وہ اپنے دربار خلافت

میں پیش کیا مگر جب خلیفہ نے اس کے تبدیل کرنے سے انکار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اب تم اسکو قیامت تک

نہ دیکھو گے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت نے اسکو جعلیت خاص جاری نہیں فرمایا یہ بھی ہم تسلیم کرتے ہیں

کہ قرآن موجود کلام خدا ہے اگر اسی کے ساتھ یہ امر بھی یقینی ہے کہ حضرت نے جو قرآن جمع فرمایا تھا وہ یقیناً

کامل ہو گا اور اُن میں کوئی فرد گداشت نہ ہوگی ورنہ حضرت کو اس کے پیش کرنے کی ضرورت کیا تھی

ج جب حضرت نے قرآن موجود پر عمل کر لیا حکم فرمایا تو اُس سے یہ ثابت ہو گیا کہ جن چیزوں کی عمل کرنے میں کو

ضرورت ہو سکتی ہے وہ اس قرآن میں موجود ہیں اب اگر بغرض محال کسی بھی تجویز کو لپی جلتے تو ہمارے

لیے مسخر نہیں اور علان اس کے چنانچہ ہم حبسنا کتاب اللہ کے قائل نہیں ہیں بلکہ موافق حکم رسول کے

قرآن و الہدیت دونوں سے متمسک ہیں لہذا اس صورت میں بھی قرآن جمید کا بغرض محال، ناقص

ہونا ہمارے لیے مسخر نہیں ہے اور جو حضرت مصدقین صلوٰۃ اللہ وسلوٰۃ علیہم اجمعین جو خدا کی کتاب

ناطق اور اسکی کتاب صامت کے معلم حقیقی ہیں ہمارے لیے کافی و دانی ہے حضرت اسکی انہیں

لوگوں کو پہنچا سکتی ہے جو حبسنا کتاب اللہ کے بھی قائل ہیں اور قرآن جمید کا ناقص ہونا بھی نہیں

کے کتب معتبرہ سے ثابت ہے،

میں ستانہ (آکاگوں) کے بطلان کی کیا دلیل ہے اور اس میں کوئی عقلی قباحت ہے؟

ج جزاؤں کا فائدہ ہر ایک عامل کے نزدیک یہی ہے کہ جسکو جزا یا سزا دینے کے لئے اسکا جسم بھی ہو کیونکہ اگر اسکا
ہو تو جزاؤں کا سزا الکل بیکار ہی، جو لوگ تلخ کے قائل ہیں اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم پہلے جہنم میں کیا تھے اور
کہاں تھے اور کیسے تھے اور اب جو تم میں اس حالت میں ہو تو پہلے جہنم کی کس، بھائی یا بھائی کی وجہ سے ہو تو کوئی
اسکا جواب نہیں دے سکتا لہذا معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ خلاف عقل و خلاف مشاہدہ ہے۔

س واقعات کے یاد نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جزا یا سزا باجزا علی ہے نہ پہلے جہنم کی نہ ہو کہ مں بچوں سے جو حرکت
بچپن میں ہوتے ہیں ان میں وہ بالکل بھول جاتے ہیں اور نہیں بتا سکتے اور یاد دلاؤ تو انکار بھی نہیں
کر سکتے اسی طرح ہم اپنے پہلے جہنم کی باتوں کو بھول جاتے ہیں لہذا کیا خرابی ہے اور کیوں یہ طریقہ چلے؟
ج یہ درست ہے مگر ہمارے بچپن کے واقعات کے شاہد ہمارے والدین ہیں یا وہ لوگ جنہوں نے بچپن میں کو
دیکھا تھا موجود ہوتے ہیں اور ان تصدیق کرتے ہیں اسوجہ سے ہم انکار نہیں کر سکتے مگر اسل واگوں کے طریقہ
میں ہمارے پہلے جہنم کے واقعات کا کوئی شاہد نہیں ہے جو ان حرکات کی تصدیق کر سکے لہذا ثابت
ہوا کہ یہ امر خلاف عقل ہے، اور جو طریقہ جزاؤں کا اسلام نے مقرر کیا ہے وہی موافق عقل بلکہ عین عقل ہے
میں پرچھوٹے چھوٹے بچے طرح طرح کی بیاریوں اور تکلیفوں میں کیوں مبتلا ہوتے ہیں اس سے تو یہی معلوم ہوتا
ہے کہ یہ ان کے پہلے جہنم کی بدکاریوں کی سزا ہے۔

ج مضموم بچوں کی بیاریاں اور انکی تکلیفیں اس امر کی دلیل نہیں ہو سکتیں کہ یہ ان کے پہلے جہنم کی بدکاریوں
کی سزا ہے بلکہ انکی بیاری کے دعوے اکثر ایسے ہیں جو ہم خود سمجھ سکتے ہیں مثلاً اکمل نے پینے میں والدین کی
بے اعتدالی، غذا کا زیادہ ہوجانا، دودھ پلانے والی کا ایسے غذا کا استعمال کرنا جو بچہ کے مزاج کے موافق
نہ ہو پھر بعض امراض ایسے بھی ہوتے ہیں جو ماں یا باپ یا ان کے اسلاف میں ہو چکے تھے یا موجود ہیں لہذا
ان نطفہ کے ذریعہ سے بچہ میں آجاتا ہے اور اس سے طرح طرح کی بیاریاں پیدا ہو جاتی ہیں اور یہ مسئلہ
ایسا ہے جس پر تمام اطباء اور ڈاکٹر متفق ہیں لہذا ثابت ہوا کہ بچوں کی بیاریاں ان کے پہلے جہنم کی سزا
نہیں ہیں اور وجہ عقلی انکی بھی وہی ہے جو بیٹے پہلے عرض کی،

میں اچھا بچہ لئے، لنگڑے کالنے، انہ سے ناقص خلقت کیوں پیدا ہوتے ہیں۔

ج وجہ مذکورہ اس میں بھی جارہی ہو سکتی ہیں اور اسلامی نقطہ نظر سے مختلف وجوہ عقلی اور مصالح موجود
ہوتے ہیں، کبھی انکا ذاتی فائدہ کبھی دوسرے کا نفع کبھی لوگوں کی عبرت کبھی انہاں قدرت وغیرہ وغیرہ،

یہ جوابات کافی سے زبان مؤثر ہوئے اور خجاب و اغما اپنے دہرہ و قیام نیز بی کے بعد میالی کی طرف اڑا ہوئے اور حضرت نیرودی نے کمال احترام کے ساتھ دوبارہ آئینکا وعدہ لیکر رخصت کیا۔

نیرودی کے ضرر مری معالجات

ہیاں تقریباً پچاس نفرا شامسری آ!اد ہیں جنہیں دگر خواجہ حضرات کے ہیں باقی سب پنجابی ہیں کو ہی سجدہ الالبازہ باومینی مدرسہ نہیں ہے مالی حالت بھی صرف دو صاحبوں کی اوسط درجہ کی ہے ایک سٹھ نور علی بھائی دہن جی دوسرے جمال الدین صاحب تاجر پنجابی باقی حضرات ملازمت پیشہ ہیں مذہبی اخلاقی حالت غنیمت ہے، عیسائی اور آریہ اور قادیانی اور آغانانی مشنری کثرت ہیں لیکن یہاں کے مقامی قانون کسی کو حکم نامہ بیعہ اور عام جلسوں کی اجازت نہیں دیتے ہندوستانی لوگ صرف ہندوستانیوں میں تبلیغ کر سکتے ہیں وہ بھی اپنے مخصوص مکانات میں عام مقامات پر کسی کو مذہبی بیان کی اجازت نہیں ہے، میالی۔ یوگنڈہ۔

۸ نومبر ۱۹۳۸ء کو نیرودی سے روانہ ہو کر ۹ نومبر کی دوپہر کو میالی پہونچ گئے سکرٹری صاحب جماعت مع دگر حضرات کے استقبال کے لئے آئے اور بکال احترام امام باڑہ میں فروکش کیا اور اسی شے نماز جماعت اور مجالس و مواظبات اور بیان مسائل کا سلسلہ جاری ہو کر یکم دسمبر ۱۹۳۸ء تک جاری رہا اور علان محل شہادت اور جواب اعتراضات اور بیان مسائل کے ۲۳ مجلس منعقد ہوئیں جنہیں مباحث اصول دین، اثبات نہجائت مشرکین اور ان کے سبب طوبت اشیار کے استعمال کی حرمت اور خدا کی جانب سے اہتمام طہارت، اہمیت و انضیلت و ضرورت نماز اور اس کے فضائل و فوائد و تأکیدات، حقوق والدین، خوف خدا اور اس کے حکام کی پابندی کی ضرورت، واسعینو ابوالصبر والصلوۃ کی توضیح، تارک صلوۃ کا عقاب و عذاب انسان و حیوان کی مساوات اور صرف پابندی احکام الہی سے انسان کو انسان کھے جانے کا استحقاق، الہیت کی محبت کا درجہ اور اس کے فوائد، ذریت طاہرہ میں الہیت رسول کا انحصار، حقیقت مذہب شیعہ اصول حنہ کے دلائل عقلیہ، عدل کو داخل اصول دین کرنے کے درجہ عقلی و فقیہین اسلام کے اصول کا تفرقہ، عقائد متعلقہ توحید و نبوت کی توضیح، فضائل حضرت الہیت، تجارت دنیوی و آخری اور اس کے فوائد و فائز، است کا اصول دین میں بذیل عقل داخل ہونا، امام کی معرفت حاصل کرنے کا وجوب، آغا خانوں کے شہادت کا وجوب و الباطل خدا کی جانب سے امام کا منصوب ہونا اور اجماعی امام کا حجت نہ ہونا، امام کے عقلی اوصاف، امام کے قرآنی اوصاف ہر زمانہ میں وجوب امام کی ضرورت، آغا خان حکم ترک صوم و صلوۃ کا بطلان اور اس کی امامت کا

ابطال، سچے اور جھوٹے امام میں امتیاز کا طریقہ، امام کو خدا کی جانب سے ملا ہوا اختیار اور قدرت پہنچنے کی ہمت و ضرورت، مدرسۃ الوطنین کے فوائد اور اسکے قیام کی حاجت اور استحکام کی ضرورت اور اس کی کلیاں اتفاق و اتحاد کے فوائد، غیبت و وحد کی مذمت اور ان دونوں کے دینی و مذہبی نقصانات پر بہت تیز روشنی ڈالکر تمام حاضرین کی بے انتہا محفوظ و متاثر فرمایا،

میالی کے زمانہ قیام میں ایک قابل ذکر ضمیمہ میالی سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جہاں امام گوروڑ ۲۰ نومبر کو غلام حسین بھائی کے اصرار سے چند حضرات میالی کی معیت میں وہاں تشریف لے گئے بعد نماز پڑھ کر مجلس جو غلط منقہ ہوئی جس میں خدا کی طرف سے امام کا منصوب ہوا اور اس کی معرفت کا واجب ہوا سچے اور جھوٹے مدعی امامت کا فرق اور جرحہ کا صدق و عوائے نبوت و امامت کی دلیل ہوا اور جھوٹے مدعی امامت کو اس پر قدرت نہ ہونا نہایت واضح طریقہ سے بیان کر کے حاضرین کو محفوظ فرمایا، یہاں صرف یہی ایک گہرائی مجلس کا ہے جو آئنا شری میں آتی دو تین آنکھانی ہیں اور دو تین ہند وہیں کوئی آبادی بھی قریب نہیں ہے محض جنگل ہے،

میالی کے فرائض معلوم ہوا

یہاں ۹ گھنٹہ عشری خوجوں کے ہیں جن میں تقریباً ۲۰ نفر آباد ہیں، تعلیمی حالت بالکل کمزور ہے مذہبی و اخلاقی کمزوری بھی ہے مدرسہ کوئی نہیں ہے صرف ایک امام بارگاہ ہے مالی حالت متوسط ہے صرف ردی کی تجارت ہوتی ہے، آئینہ قادیانی اور عیسائی مشن کام کر رہے ہیں مگر عیسائیوں کے علان کوئی مشن کلیاں نہیں ہے یہاں کے تمام لوگ مشرکین کے ہاتھ سے کھلتے پیتے ہیں مولوی سید علی صاحب غلط کی تحریک سے مسجد میں ایک جوتن بنا دیا گیا ہے اور انتہائی تاکید کے بعد کچھ حضرات متاثر بھی ہوئے ہیں۔ یہاں کے آنے والے کو مسلمان ملازم اپنے ہمراہ رکھنا چاہیے، مالی امداد میں یہاں سے صرف چالیس شلنگ وصول ہو سکتی ہے۔ یوگنڈہ۔

۲۲ دسمبر ۱۹۰۷ء کو میالی سے روانہ ہو کر اسی روز سردی پہنچ گئی یہاں کے مومنین میں باہم نزاع تھی یہ دھڑکتا بھائی کی تحریک سے ہے کہ ایک مجلس منعقد ہوئی جس میں تمام مومنین جمع ہوئے جناب اعظم نے اتفاق و اتحاد کے فوائد اور اتفاق کے نقصانات پر ایک مفصل تقریر فرما کر حاضرین کو متاثر فرمایا اور بعد ختم مجلس مومنین میں باہم مصاحت کرادی اور ۳۰ دسمبر سے نماز جماعت اور مجالس و مواظبت کا سلسلہ جاری ہو کر ۱۰ دسمبر تک جاری رہا اور علان حل شہادت اور جواب اعتراضات اور بیان مسائل کے وہ مجلس جو غلط کی منعقد ہوئیں جن میں اتفاق و اتحاد کے فوائد تعلیم علم دین کی ترغیب مشرکین کی نجات اور ان کے ہاتھ کے منس برطوبت انیسار کے اسل و شبیر

کی حرمت اور اسکی عقلی قباحیت، ایمان بالنبی کی توفیح، نماز کی تاکید، تارک صلوٰۃ کا عقاب و عذاب، عبادت کا وجوب، نماز کی اہمیت و افضلیت، زہد حق کے اصول اور انکے دلائل، حامیان دین کے مدافع اور ان کے اجر و ثواب کو نہایت وضاحت سے بیان فرما کر تمام حاضرین کچھ غلطو و متافرت فرمایا،

اس مقام پر آج تک کسی مبلغ کا گزرنہ ہوا تھا خباب داغطا کی تشریف بری سے یہاں کے مومنین میں مصاحبت بھی ہو گئی اور مدرسہ دینیہ کے اجرائی تحریک بھی نتیجہ خیر ثابت ہوئی اور ممدوح کی روحانی تجدید جاری ہو گیا جس کی اطلاع اکچو خجہ میں دی گئی، اور چونکہ کہنے مناسب مواقع پر مدرسہ الواعظین کا قیام اور اس کے حضرات کا اجمالی تذکرہ اور حج اسلامہ عراق کے ایام رات اور خباب سرکار صدر الشریعہ کی تحریروں کا گجراتی ترجمہ تقسیم کر کے مدرسہ کی اہمیت اور ضرورت دلنیں جاگوں کر دی تھی لہذا سیدھے علی بھائی مہر علی اور سیدھ مولودینا بھائی کی تحریک و امید کو ششش سے چار سو پچاس شلنگ سروٹی سے اور پچیس شلنگ سروٹا سے وصول ہو گئے جو خباب داغطا کی موجودگی میں مدرسہ روانہ کر دیے گئے اور خباب سرکار صدر الشریعہ کا شکریہ بذریعہ تحریروں ادا کیا گیا اور مختلف اخبارات میں بھی اشاعت کی گئی اتنی کامیابی اس مقام پر خلافت امید تھی کیونکہ یہاں مومنین کی تعداد نہایت قلیل ہے مگر خدا کے فضل سے ان لوگوں کے دل و غمیں سر کی ایک خاص محبت پیدا ہو گئی جبکہ انہیں یہاں کے طوفان و جوانب میں بھی پھیل گیا اور لوگوں میں ہمدردی پیدا ہو گئی امید ہے کہ تجارت کے موسم میں یہ لوگ کافی امداد کر سکیں گے،

سروٹی کے ضروری محلات

یہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جہاں اثنا عشری خوجوں کے کل ۷ گھر ہیں اخلاقی اور مذہبی حالت متوسطہ تعلیمی حالت کم زور ہے مگر افہام و تفہیم کا اثر لیتے ہیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں، مالی حالت بھی ان حضرات کی متوسطہ ہے ایک اہم بازار ہے مگر اسکی تعمیر کا کام پیسہ کی کمی سے ناتمام ہے یہاں بھی شہل میانی کے روٹی کی تجارت ہوتی ہے جو جوڑی سے شروع ہو کر جولائی میں ختم ہوتی ہے اور اس لیے یہاں کا دو درخت سے دھربنک ہونا چاہیئے یہ ایک جنگل ہے یہاں کے بعض افرتقی باشندہ ابھی تک شہل حیوانوں کے ہاتھ پر رہتے ہیں اور اکثر صرف ستر عورتیں کر لیتے ہیں باقی تمام جسم زن دھرو کا رہنہ رہتا ہے،

عیسائی مشن بہت بڑا موجود ہے جس لوگوں کو تعلیم دیتا ہے، دی جاتی ہے کھانے پینے کا بھی انتظام کیا جاتا ہے اور ان سے زراعت کا کام لیکر مشن کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں، حالات مذکورہ پر نظر کرتے ہوئے عیسائی ہیل ورجزحات میانی میں ہیں وہی یہاں بھی ہیں اگر یہ اور قادیانی بھی کبھی آجائے میں زاپیز میری

فہرست برتوم اعانت مقررہ وغیر مقررہ بابت ماہ جنوری ۱۳۳۵ء

قسم مقررہ مستقل

قسم غیر مستقل

از ریاست بلبرہ بابت سالنامہ ۱۳۳۵ء	عالمیاتیہ علی مرتضیٰ صاحب انجمنیہ
عالمیاتیہ محمد جلال صاحب بابت ماہ ۱۳۳۵ء	تاناخو جیشہ پور برائے عمارت
عالمیاتیہ مرزا محمد علی صاحب کوکب گلبرگ	عالمیاتیہ موسیٰ عمران صاحب گینہ ضلع پور
حیدر آباد دکن بابت ششماہی تا آخر مارچ ۱۳۳۵ء	عالمیاتیہ بدر قسیمی صاحب پشاور موضع
ریاست عالمیہ رامپور بابت ماہ ۱۳۳۵ء	سر نیل ڈاکٹارہ ہنگشا ضلع سٹی
عالمیاتیہ نواب سید محمد رضا صاحب	عالمیاتیہ سید زلف علی صاحب منچر ضلع پور
چوک لکھنؤ بابت نومبر و دسمبر ۱۳۳۵ء	عالمیاتیہ سید زین العابدین صاحب
عالمیاتیہ مظفر حسین صاحب کیل بذلیہ	دہلی پور
عالمیاتیہ منی احمد صاحبہ الیق بابت ماہ نومبر و دسمبر ۱۳۳۵ء	عالمیاتیہ صادق حسین صاحب ہولپور
عالمیاتیہ محمد محمود صاحب منچر شاہ کبلی	عالمیاتیہ کرم علی بخش صاحب ہورہ
تھانس لکھنؤ بابت ماہ دسمبر ۱۳۳۵ء	ضلع کراچی
	عالمیاتیہ بیٹہ ام دینا دلی محمد صاحب موضع
	برین ضلع منڈہ
	عالمیاتیہ بیٹہ ملا بخش صاحب کٹین ضلع منڈہ
	عالمیاتیہ حاجی عمر علی بیٹہ بھائی جودا
	ضلع راجکوٹ
	قیمت ٹکٹ جلسہ سالانہ مرسلہ خانی پوری
	حافظ کفایت حسین صاحب

۱۳۳۵

نزل کل

۲۹۹۳

بدعاشق حسین انور دی ۱۳۳۵ء

۱۳۳۵

اسلام عیسائی نظموں

منبر

ان یسوعین میں

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہوا الواغظ منبر جلد ۹)

ن رسول جو ہر سفید و سیاہ پر حکمران بنا کر بھیجا گیا اور جسکے حلقہ اطاعت میں مکرور انسانوں کے ساتھ ساتھ جہن کی زبردست اور غمزدہ قومیں بھی داخل ہوئیں اور اسکا کوئی قانون ایسا نہیں جو کسی ایک قوم یا ایک شہر سے خاص ہو بلکہ حکم کے حدود مشرق و مغرب کے اہم حج بھی آباد ہے اسکا سکھت بنانے کو تیار ہیں اور اسلام کی ہر فرد احکام مذہب کو عام ثابت کر چکی لیکن ان سے اور یہ دعویٰ ہے کہ روزہ نماز حج زکوٰۃ جہا جنس کوئی فریضہ ایسا نہیں جو سیاسی یا تمدنی یا حفظ صحت کے لحاظ سے نفع رساں اور حیات بخش ہو۔ صرف ایسے کہ اسکو واجب التعمیل سمجھنے میں کسی قوم کو حذر نہ ہو۔ اور ہر شخص اسلام کو بہترین دستور العمل خیال کرے لیکن پھر انوس سے کہ دنیا کے کو تاہ میں افراد اسلام پر بجا کتہ چینی کر کے کبھی اسکو صرف عرب کے لیے تجویز کرتے ہیں اور کبھی اسکے عالمگیر ہونے سے انکار ہوتا ہے اور کسی حکم کو نشو و ارتقا کامل نہ سمجھتے ہیں غرض یہ کہ انواع و اقسام کے خود ساختہ اور طبعہ و ادنیات کو اعتراض کی شکل میں ترتیب دیکر ہر مسئلہ کن نظر آتے ہیں لیکن یاد رہے جسے انسان کے جان سے ہٹ کر مصیبت کی تاریکی میں لڑی زنی کی بن کتہ پنج نظروں میں کبھی دفع نہ ہو گا بادی غنڈھ صاحب کے بجا غیلات اور غامض فرسائی جو میزان امتی کے صفات میں لفظ غافل سے گزرے تھے گزشتہ تین نمبروں میں حج جواب درج کیے جا چکے ہیں روزہ کے متعلق آپکا یہ خیال ہے کہ یہ حکم قابل برداشت ہے اور دنیا کی ہر آبادی میں پہلایا جائے سکتا اس عرض کو بادی منکث صاحب نے عذر شہ کے بے علم شیعہ کے سامنے پیش کیا تھا اور اپنی نزدیک بہت کچھ الفاظ کو اہمیت دی تھی حکمے الطال پر ارباب تحقیق نے کافی توجہ کی تھی اور قرآن و حدیث سے جواب دینے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا لیکن پھر بھی مطلب پر بہت کچھ مبالغہ بانی تھا جو شاید ناچیز کی عمر میں رنج ہو سکے ایسے کہ میرے سامنے بھی قرآنی آیات اور عقل کی تسبیح ہے جو ایک دوسرے سے دست و گریباں ہے بادی منکث۔

کہتے ہیں:-

جن مالک میں چھ مہینہ تک آفتاب غروب نہیں ہوتا وہاں روزہ کیوں کر رکھا جاسکتا ہو
لہذا معلوم ہوا کہ اسلام عالمگیر مذہب نہیں ہے اور جب اسکے احکام دنیا کے ان مالک میں

بقابل برداشت میں تو ایسی جگہ اسلام کی ترویج بھی نہیں ہو سکتی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شائع اسلام ایسے شہروں سے بے خبر تھا۔

آریوں نے بھی اس اعتراض کو اسلام پر وارد کیا ہے اور عیسائیوں کے، صغیر ہو کر اسلام کو حقیر سمجھا جو انکا فطری تعصب، بیشک ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام عالمگیر مذہب ہے اور بالخصوص روزہ و بہترین عبادت ہے، جسکے فیوض کا درجہ ہر شہر کے رہنے والے کو نفع پہونچا سکتا ہے اور دنیا کے تمام افراد اگر روزہ رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں اور قرآن نے اسکے طرق بتائے ہیں یہاں ہی غلطی کمزوری ہے کہ ہم قرآن کے آیات میں ان احکام کو ڈھونڈہ نہیں سکتے۔

معارضہ قبل اسکے کہ ہم قرآن سے جواب دیں اور ایسے شہروں سے بانی اسلام کی وفیت کا ثبوت دینا عیسیٰ اصحاب کے حکوید پوچھنی کا حق ہے کہ مذکورہ بالا اعتراض صرف اسلام پر وارد نہیں ہے بلکہ دیگر مذاہب جس میں خود عیسائی بھی شامل ہیں اسکے ذمہ دار ہیں، اٹلر کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس میں کچھ مضمون اور تبرک یا م خدا کی بندگی کے لیے مقرر نہ ہوں یودیوں میں ہفتہ کی عبادت اور عیسائیوں میں اتوار کی عبادت ضروری بھی جاتی ہے لہذا جو ہتمام اتوار کی تعین میں نہ کرینگے وہی ہم روزہ کی تحدید میں کر سکتے ہیں گویا جواب آپلا ہے وہی ہمارا ہے اسکے اعلان اگر ہم تسلیم بھی کر لیں کہ ایسی جگہ روزہ کا فرض ساقط ہے تو دیگر احکام کی تبلیغ میں کون مانع ہے لہذا یہ کھنا کہ ایسی جگہ اسلام پھیلا یا نہیں جاسکتا ہے معنی ہے ایسے کہ اگر اسلام نے کسی ذات پر کسی وجہ سے روزہ ساقط کیا ہے تو دیگر احکام ساقط نہیں کئی یہ شبہ پیش کرنا بے اسلامی شریعت سے انتحائی بے خبری رکھتے ہیں اور ایسے ادا تعف افراد کو اسلام پر کتہ جینی کا کوئی حق نہیں۔

شائع اسلام دنیا کے ہر خطہ سے باخبر تھا یہ اہل اسلام کا نہ صرف دعویٰ ہے بلکہ انکے پاس دلیل بھی ہے چنانچہ بانی اسلام نے اپنی سوانح عمری میں ایسے تعامات کی خبر دی ہے جہاں غیر معمولی طویل دن ہوا کرتا ہے دعائے جوئن کبیر کے فضائل میں یہ مطلب موجود ہے:-

اس دعلکے پڑھنے والے کو خداوند عالم حضرت ابراہیمؑ اور موسیٰ اور علیؑ کا ثواب مرحمت کرتا ہے اور ثواب اُن بندگان خدا کا عنایت کرے گا جو پشت مغرب کے ایک وسیع شہر میں رہتے ہیں اُن شہروں میں سیر آفتاب چالیس دن کی ہوتی ہے (مصلح کفعمی)

یہ خیال میں اس محل سے بہتر کڑی دوسرا محل حدیث شریف کے اقتباس کا ہوگا جسکے دیکھنے کے بعد سلام سے اعتراض اوتھسا ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ بانی اسلام دنیا کی جغرافیہ سے واقف تھے ہم اپنی انتہائی ترقی سمجھ کر بن ملکات کا آج پتہ لگاتے ہیں اسکو نہ تیرہ سو برس پہلے بتائے تھے درود بھیج محمدؐ کو اہل محمدؐ پر۔

بالکل ان تمام مقامات پر جہاں آفتاب کی سیر فیہ معمولی موصوم و سلاوۃ کے لیے منظم معمرات کے لحاظ سے
جہاں آفتاب کی سیر معمولی اوقات معین کرنا چاہی یا ایسی جگہ سے ہجرت کرے روزہ بہر حال ساقط نہیں یہ
مخبر حکم فقہاء و فرقان کے آیات سے ماخوذ ہوتا ہے۔

تحدید قرآن حکیم سے وقت معین کرنے کے ثبوت میں اس محل پر ہائے علماء اعلام نے آیۃ لعدا خلفنا
السنوات والادھن فی سبتہ ایتکم متفق للوجہ ہو کر پیش کی ہے اور فرمایا ہے کہ یوم کا وجود آفتاب کے وجود
پر موقوف ہے اور آفتاب کی خلقت آسمانوں کے بعد ہی لہذا جس عالم میں کہ دونوں کا وجود ہو "سبتہ ایتکم"
کی تعبیر تاتی ہے کہ لسان قدرت نے تحدید کی ہے میں اس جگہ ایک دوسرے آیت پیش کرنا چاہتا ہوں جو
ہر پہلو سے مفید مطلوب ہے اور اس سے بہترین طریقہ سے دینی مقدار معین کی جا سکتی ہے چنانچہ وصف جنت میں
جناب احدیث نے وہاں کے رہنے والوں کے لیے جس جگہ تقسیم طعام کا ذکر کیا ہے وہاں تحدید اوقات ذکر
ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ لعمریہ تقیم فیہا بکفۃ وھشیاء اور یہ اپنی جگہ طے ہے کہ جنت میں دن اور رات نہیں
ہے لہذا قدرت کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ جہاں دن اور رات نہ ہوں اوقات محدود ہو سکتے ہیں اب یہی
ہجرت عقلی نقطہ نظر سے انسان کا ہمیشہ کسی ایک جگہ پر ہمارست نہیں ہے اسکی ضرورتیں نقل و حرکت
کی احتیاج پیدا کرتی ہیں کبھی حفظ صحت کے لیے ایک شہر سے دوسرے شہر کا رخ کرنا پڑتا ہے اور کبھی فتن
و فتن میں دن جوڑنے کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور کبھی فکر معاش شاطرا دباس میں شہر و شہروں کے بھرتی ہوا اور
بنوئے انسان کا نصب العین نقل و حرکت ہوا اپنی ضرورت کو دیکھتے ہوئے ازاد ہو کر ان نے ہر جہت میں مختلف ممالک و زمینیں یا دیکھیں تو فواید
ہے فسیح وافی الاراضی اربعہا مشہور زمین کے طول و عرض میں چار مہینہ سیاحت کیا کرادو ایک جگہ فرمایا ہے
ارض اللہ واسعۃ فھما جواد فیہا۔ خدا کی بچھائی ہوئی زمین بہت چوڑی ہے تو اُمین ہجرت کر داسکے
ساتھ انبیاء کرام کی پیڑوں کو ذکر کر کے ہماری لیے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے اور علما نے ایسے ہی آیات کا لحاظ
کر کے ارض تسعین میں موصوم و صلوۃ کے لیے ہجرت کر جانیکا حکم دیا ہے لیکن ہم اس عمومی حکم سے قطع نظر کر کے اس
محل پر بھی اطرین کے افان اور معترضین کی تشفی کے لیے خاص قرآنی حکم سننا چاہتے ہیں جو کہ اسی محل کے
لیے ہے لیکن اسوقت تک عوام کے سامنے پیش نہیں کیا گیا اور ہم اعلان کرتے ہیں کہ دنیا کے تمام لوگ
جو اسلام پر ایسے محل معترض کرتے ہیں سلسلے آئیں قرآن انھیں مالک سے ہجرت کا حکم دیتا ہے ارشاد ہوتا ہے۔
یا عبادی اللذین امنوا ان ارضی واسعتا فابیای لے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو یقیناً میری زمین
فاحبہ و وفہ (سورہ عنکبوت) بہت کشادہ ہے تو خاص میری ہی عبادت کیا کرو۔

قرآن کا مذاق نہ دین یہ ہے کہ جن میں مطلب کو پیش کرتا ہے اسکے لیے ویسی ہی تہیہ و تہا ہے اگر حضرت

مسرد کائنات سے کسی امر کی تبلیغ کا ارادہ ہو تو بجائے نبی کھڑکے خطاب کرنے کے یا ایہا الرسول کہکرات کی اور پکارا و سطرچ ہریان از بسکہ عبادت کا اصول بتانا تھا سیٹے یا ایہا الذین امنوا میں ارشاد وہ المکیہ فرمایا کہ یا عبادی الذین امنوا ان ارضی واسعتہ اور مگر آیت پر ہمراہی یا ایہا الذین امنوا سے مطلب پر گہری روشنی ڈالی اور بتا دیا کہ جہاں عبادت میں مزاحمت ہو وہاں سے ہجرت واجب ہے یعنی دلیل تھی الفاظ آیت سے اور تفسیر میں بھی مفہوم آیت یہ بتایا گیا:-

جب کسی شہر میں مکہ کو عبادت خدا کرنا مسیر ہو تو وہاں سے بھاگ دو اور ایسی جگہ پہنچو جہاں خدا کی عبادت میں کوئی مانع نہ ہو

(الصافی و فقیرہ)

اتجہ مخالفین اسلام خواہ ان آریہ ہوں یا نصاریٰ سب کے خیالات پاؤں ہو گئے اور قرآن نے بتا دیا کہ شارع مقدس قانون اسلام کی وضع کے وقت دنیا کے تمام خطوں سے واقف تھا اور قرآن نے جزا فی حق نظر سے تمام ملک پر نگاہ کر کے احکام پیش کیے ہیں جو ہر جگہ کے لیے ہیں۔

تفسیر اب المہبت آغا مہدی (رضوی)



تشریع المہدی استاذ المہتدین سار المتفقین حجة الاسلام والمسلمین سرکار قاسم آقا السید محمد کاظم الجہاد فی ترجمہ العہودہ الثانی الیزدی طالب فراہ کی مشہور و معروف عربی کتاب جو لمجا ط جامعیت مسائل فقہیہ کے ایک بے مثل و بے نظیر کتاب ہے اور کاظم علمائے عراق و ایران و حج الاسلام فی الانام امنی آقا علی ابوالحسن الاصفہانی و آقا علی آقا میرزا حسین النانینی و آقا شیخ عبدالکریم بزدی ادام اللہ ظلہم کے حواشی علیہ سے مزین ہے جو بحر عمیق الہند کو عام طور پر فیض رسالہ یعنی تفسیر المؤمنین و غیر المؤمنین جناب مولانا الشہید محمد حسین صاحب مبلغ مدرسہ المؤمنین کی سعی مشکور سے مع حواشی منکورہ سلمیں اور با محادہ اردو کے لباس میں آگئی ہے اور فاضل مترجم نے اپنے دیباچہ میں اس کے دقائق و حقائق اور اصطلاحات فقہیہ کو عام فہم زبان میں حل کر دیا ہے قلت وقت کی وجہ سے صرف کتاب المقوم شامل کی گئی ہے بری قطع کے ہر صفحہ کی کتابت کتابت طبع نہایت خوب و مرغوب جلد نہایت خوشنما قیمت علان محمولہ لک ۸۰۰ انچارج بیت الشغل اور وہ ضلع مراد آباد سے طلب فرمائیے



امیر المومنین کی پسندیدہ شہادت

شہادتین اپنے صحیح معنوں میں نیاں لاکھوں بلکہ بیسیوں ہیں مگر میں دعویٰ کرتا ہوں کہ ان کل شہادتوں میں جیسی پر اسرار شہادت امیر المومنین علیہ السلام کی ہوئی ہے ویسی غالباً کوئی نہیں ہوئی ہوگی تو امیر المومنین علیہ السلام کے حالات زمانہ ولادت سے تا زمانہ شہادت اور بعد شہادت حتیٰ کہ دفن و کفن بھی پر کمال رہا ہے چنانچہ ولادت کا پہلا تاریخ و اخبار سے اس قدر واضح و آشکار ہے کہ میرے خیال میں کسی تنبیہ و تلمیح کی کوئی ضرورت نہیں ہے صرف میرا مضمون حضرت کی ولادت باسعادت کے متعلق جو رسالہ مقدسہ الشہید اگر وہ میں اخبار سرفراز سے نقل ہو کر شائع ہوا ہے وہی اس امر کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ یہ ولادت کس قدر پسندیدہ تھی اگرچہ میں پورے طور پر اسکا پر اسرار ہونا نہیں دکھا سکا مگر پھر بھی حقیقت دکھا سکا ہوں اس سے معلوم ہوا جیسا کہ کس قدر پر اسرار تھی، ناظرین کو اگر توفیق ہو تو کس قدر عجیب و کثیر فوائد اس سے حاصل کر سکتے ہیں اور کس قدر مجال کلام اور میدان تحقیق کشاں ہو سکتا ہے مگر انسان میں مذاق تحقیق ہونا شرط ہے میں ناظرین الواغضاسے بار بار اس کے مطالعہ کرنے کی سفارش کرتا ہوں، ولادت باسعادت کے بعد حضرت کے جلد واقعات زندگی جو بعد رسول میں پیش آئے ان سبب سے پر اسرار ہیں کہ نبی نوع انسان قاطبہ ان اعمال و افعال کے بحال نہ سے صرف عاجز ہی نہیں بلکہ انکی حقیقت کے دریافت کرنے اور انکی عظمت و غایت کے سمجھنے سے بھی معذور ہے اور بعد رسول جو واقعات اذیت حضرت خلفائے ثلاثہ میں حضرت کو پیش آئے یا حضرت سے ظہور میں آئے ان میں بھی اس قدر پر اسرار ہیں کہ انکی حقیقت و عظمت کے کماحقہ سمجھنے اور سمجھانے کے لیے عقل انسانی بالکل یکساں ہے اور اگر ان واقعات میں حضرت کے ازاں، اداوی علمی و ادبی سحر و کرم بھی شامل کر لیں تو جو ازمنہ خلفائے ثلاثہ میں حضرت سے ظاہر ہوئے اور جن سے بڑھ کر کوئی دلیل انکی عظمت کے پر اسرار ہونے کی نہیں ہو سکتی تو کہہ سکتا ہوں کہ حضرت کی زندگی خود ہی ایک معجزہ تھی ان میں کسی فعل کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھنا چاہیے بلکہ اس لحاظ سے نظر کرنا چاہیے کہ ان میں کیا کمال و معنی و خواص خداوندی منطوی ہیں، اگر مجھ سے کہا جائے کہ حضرت کے چلے پھرنے کمانے پینے جلانے سونے میں کیا اسرار تھے یا کسی خاص دن کے اعمال میں کیا اسرار تھے تو سو گند بوند جل و جلا ایسا قلیل البضاعت انسان ایک جلد خاص اسکی توضیح و تشریح میں لکھ سکتا ہے مگر انسان میں مذاق تحقیق ہونا چاہیے جسکے لیے غور و فکر کی عادت شرط ہے اور نیز اس کے حقائق اشیاء کا معلوم ہونا دشواری نہیں بلکہ محال ہے ورنہ

و کاتین من ایدہ یحیون علیہا و ہر عنہا بہت سے اسی نشانیاں ان لوگوں کے سامنے آتی
معروضوں ڈ ہیں مگر ان اس روگردانی کرتے ہیں۔

خود عبد خلافت آنحضرت میں جو واقعات پیش آئے اُن سے بھی دنیا کم و بیش واقعات ہجرات کا
ذکر نہیں اُن کو تو براسر اسرار ہوا ہی چاہئے کیونکہ مجھ کو دلکب و ازہے راؤ کم خداوندی سے مگر ساتھ ہی
اُسکے اس امر میں بھی غور کرنا ضروری ہے کہ جن لوگوں میں حضرت متبلا تھے اور جن کے ساتھ حضرت کو
معاشرت کرنا پڑی تھی اُن کی کیا حالت تھی اور انھوں نے حضرت کی براسر رستی کو کیا سمجھا اور حضرت کے
ساتھ بسر کر کے کیا سبق لیا میری خیال میں اس سے بیکار کما کر کہہ رہی ہے کہ باستثناء معدودے چند جو انجیل
پر لکھے جاسکتے ہیں کسی نے کچھ سبق نہیں لیا بلکہ جوں جوں زمانہ گزرتا گیا نفاق انہیں بڑھتا گیا اور بجائے اسلام
و ایمان سے قریب ہونے کے کن یافنا تو دور ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ بعض فرقہ مروجی المسعود من
الومینا کے پورے مصلحت ہو گئے مگر حضرت اپنی محبت اُن پر تمام کرنے رہے لہذا من ہلاک من ہلاک من
دیننا و یحییٰ من حی عن بدیننا زنا کہ جو ہلاک ہوں محبت تمام ہونے کے بعد ہلاک ہوا اور جو زندہ رہے
من محبت و برہان کے بعد زندہ رہے، اس طرح کی حالت اُن لوگوں کی۔ یہی یہاں تک کہ انھیں حضرت کا
وجہ ذیو دشاقت ہونے لگا اور یہ فکر شروع ہو گئی کہ کسی طرح اس شیعہ ہدایت کو گل کر دینا چاہئے اور بالآخر
گل کر ہی دیا، عام طور سے مشہور ہے کہ ابن لجم خارجی ملعون نے حضرت کو شہید کیا بیشاک شہید کیا پھر اس
سے اس حد تک انکار نہیں ہے کہ حضرت اس تھبیت ایاک کی تلوار سے شہید ہوئے مگر کیا یہ فعل خواجہ کا تھا
خوارج تو فنا ہو چکے تھے نہروان کے موقع پر بروایت کل محدثین و مومنین دار باب سیر جو میں ہزار خارجی تھے
سے میں ہزار خارجی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مناظرہ اور ہدایت سے راہ راست پتا چکے تھے اور
انھوں نے حق کی جانب رجوع کر لی تھی اور حسب ایت احمد بن عبدالقادر بکری مجلی شاخی صرف چار ہزار
باقی تھے جن سے جنگ ہوئی جنہیں سے صرف نو آدمی زندہ رہے تھے باقی سب قتل ہو گئے تھے۔ لافینل منکر
عشقر ولا ینجو منہم عشقر (تم میں سے پورے دس قتل نہ ہوں گے اور انہیں سے پورے دس زندہ نہ بچیں گے)
یہ مشین گوئی امیر المومنین کی تواتر لفظی ہے جس سے کوئی ذی ہوش انکار نہیں کر سکتا۔

بہر حال صرف نو آدمی باقی رہے اُن کی کیا ہستی یا انہیں سے کسی ایک کی کیا مجال تھی یا ہو سکتی تھی
کہ امیر المومنین کو شہید کر سکتا، شیب ابن ہجرۃ الاشجعی اھودری کو جب ابن لجم نے اس ہمہ کم سر انجام
دینے کے واسطے اپنے ساتھ ملا نا چاہا ہے تو حافظ ابن کثیر و مشقی اور محمد بن جریر طبری اور دیگر مومنین
رنے اپنی اسناد سے اپنی تاریخوں میں لکھا ہے۔

اور میری شیخ الحدیث مولوی حسن الزمان محمد ترکمانی نے جو اس زمانہ میں کسی طرح علم حدیث و تحقیق اخبار میں حافظ ابن حجر عسقلانی اور حافظ جلال الدین سیوطی سے کم نہ تھے سنتی تھے مگر محبت اہلبیت میں غرق تھے، ائمہ اربعین میں اسے نقل فرمایا ہے اور میں نے خود بھی ان کتابوں کو بلا استیجاب دیکھا اور پڑھا ہے، ابن مرقوم فرماتا ہے: واستمال ابن ملبور رجلاً لخریقال درشبیلین اور ابن لمم نے ایک دوسرے شخص کو جبکہ نام شبیب بنہ الامتجعی العروری وقال هل لك في بن حجر الاسنخی اعرودی تھا اپنے مقصد پر اکل کر اچھا مشافہ الدینا والاخرة قال ما هو قال قتل ہے غیب ہے کہا کہ نہ کیا ہے کہا علی کا قتل شبیب نے علی فقال تمکنتک املک لقد جدت شیثا کہا کہ نرسی ابن تیری سوگ نشین ہو بیشک تو ایک اذکیت فندما علیہ قال لکن لدر فی لمسجد فاذا اخرج لصلوة الغداة مشدحت علیہ سخت و مشکل چیز کا اراد رکھتا ہے بلکہ تو کیونکر اس فقتلنا فان غیوت شفیت انفسا وادکنا پر قادر ہو گا ابن لمم نے کہا کہ میں مسجد میں پھسکر بیٹھ رہوں گا۔ جب صبح کی نواؤں کے لئے نکلیں گے تو اس پر تلے نارخواناوان قتلنا فمعا عند الله خیر کر کے قتل کر ڈالوں گا پھر اگر میں بیچکا تو اپنے نفس کی ابقی ذال و یحک لو غیر خلق دعوتی لہ

کان لعون علی شفا کا باعث ہوا اور اپنے بھائیوں کے خون کا بدلہ چل کر لیا اور اگر قتل ہو گیا تو جو کچھ خدا کے پاس ہے بہتر اور آتی ہے، شبیب نے کہا کہ وائے ہو تجھ پر اگر تو سوا علی کے کسی دوسرے کے قتل کرنے کی مجھے دعوت دیتا تو مجھ پر آسان تھا۔

جب یہ حال تھا تو ابن لمم شقی کو یہ جرات کیونکر ہو سکتی تھی کہ نہ حضرت کو شہید کر سکتا، اگر اسکو ظاہر بنت شحہ بنی سے عشق تھا مگر اس سے شادی کر چکا تھا اور اس کے وصل سے تعلق نہ ہو چکا تھا اور جناب امیر المؤمنین کا قتل ان کے زائد خلافت و شامشاہی میں آسان نہ تھا، ایسا ممکن تھا کہ ایک شخص ایک عورت کے لئے اپنی جان معرض خطر میں ڈالے خصوصاً جبکہ اسکے ساتھ ہم بستری بھی ہو چکا ہو لطف یہ ہے

علمائے اہل سنت میں بہت بڑے بلند پایہ ذہبی رتبہ بزرگ اور عرب خالص تھے عین سے ہو اہل بیت کی نفی ہو کر آئے تھے نواب صدیق حسن خاں نے اپنے تصانیف میں جا بجا ان کا ذکر کیا ہے اور جناب فردوس آب طالب شاہ نے حقائق الانوار میں ان کی کتابوں سے استشہاد و استدلال فرمایا ہے اور منظر آپ کے تصنیفات کے نفع اہل البیت، اذیول مقن نہایت حجم و ضخیم ہیں نواب صدیق حسن خاں صاحب نے بھی اسے اجازہ روایت حاصل کیا تھا اذیہ تصنیفات میں اسے روایت کرتے تھے اور جناب کاتب مضمون نے اگرچہ کثیر علمائے اہل سنت سے اجازہ حاصل کیے میں ان کے اجلہ پر انھیں بھی ناز و افتخار ہے۔

کہ ابن کثیر اور ابن جریر کی تاریخوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیخ عبد الرحمن بن عمرو معروف بابن
لججمدی ثم الکندی اور برک بن عبد اللہ تميمی اور عمرو بن بحر التميمی جو معادیہ اور عمرو عاص اور
امیر المؤمنین علیہ السلام کے قتل پر باہم عہد و پیمان کر چکے تھے قتل نے اپنی لوازل کوڑھ سے بھولیا تھا خاصاً
مناقب مرقضوی یا فنی سے روایت کرتے ہیں کہ معادیہ کے سر پر لوازل کی اور نخی ہو انکو اُس نے طیب
کو بلوایا اور اُس کے علاج سے ن اچھا ہو گیا جس سے معلوم ہوا کہ بلک جس نے معادیہ کے ضرب لگائی تھی
اسکی لوازل پر کوڑہ تھی ورنہ اُس کا زخم ہرگز اچھا نہ ہو سکتا تھا پر یہ بھی مشہور ہے کہ ضرب معادیہ کے
سر پر نہیں بلکہ اسکی تہنگاہ پر لگی تھی اور اُس کے طبیب نے کہا تھا کہ یہ زخم اچھا تو ہو سکتا ہو مگر آپ اولاد کے
قابل نہ رہیں گے معادیہ نے کہا کہ مجھے اولاد کی خواہش نہیں ہے یہ میری جتنی چشم کے لیے کافی ہے یہ واقعہ
اور بھی زبان بے اصل معلوم ہوتا ہے کیونکہ تہنگاہ پر زخم لگنے سے انسان کا قابل اولاد نہ رہنا اسکا کوئی تمک
نہیں ہے بخیر اسکے بالخل خلاف ہے اور کتب طبیبہ میں کہیں بھی اُس کا ذکر نہیں کہ تہنگاہ پر زخم لگنے سے
انسان قابل اولاد ہوتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ معادیہ کے ضرب لگنے کا واقعہ سرے سے بے اصل ہے
پھر سب پر طرہ یہ ہے کہ احمد بن عبد القادر عجمی شافعی نے ذخیرۃ المال میں لکھا ہے:-

فاما البرک فانما راصدا ثلاثا لليلة معاوية اب ربرک توں اس شب کو محراب میں معادیہ کی
فی المحراب فلما دخل معاوية وسجد في تاک لگے را جب معادیہ آ یا اور نماز صبح کے سجد
صلى الصبح ضربه بالسيف فقطع في بعض میں گیا تو اُس نے لوازل لگائی جس نے اُس کے لباس
ثياب و حان قد افاء عليه بالدينار کو کیتھ رکات دیا اور ن اپنے لباس پر دوسرا ریشمی
لباس پہنے ہوئے تھا، اسوجہ سے بچ گیا۔

اب فرمائیے کہ یہ سارا قصہ طبیب کے لہانے کا بے اصل ہوا یا نہیں؟ اور معادیہ کا ریشمی لباس پہننا صحیح
ابن اجماع سے ثابت ہے معلوم ہوتا ہے کہ معادیہ کو کسی وجہ سے معلوم تھا کہ اسکا ہونا لاہ اسوجہ سے اُس نے
ریشمی پوشاک پہن لی تھی اور اوفار کی قلع سے معلوم ہوتا ہے کہ ریشمی رزائی یا لحاف اوپر سے اوڑھ لیا تھا
مگر جمیل نے یہ نہیں لکھا کہ معادیہ نے اُس کے ساتھ کیا سلوک کیا قتل کیا یا چھوڑ دیا یا کچھ تو ہے جس کی پر ن
داری ہے، علان بریں یا فنی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دین شخصوں کے باہم عہد و پیمان
کر چکا اس لیے صبح نہیں ہے کہ جس نے معادیہ کے قتل کا اراد کیا تھا اسکا نام برک نہ تھا بلکہ تھاج بن عبد
ضمیر تھا اور جس نے عمرو عاص کے قتل کا اراد کیا تھا اسکا نام را دیہ الغیری تھا اس اختلاف سے حاکم
ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تین شخصوں کے باہم عہد و پیمان کرنا درحقیقت بے اصل ہے، بات یہ ہے کہ اس سارے

قصہ کی بنیاد اسی پر ہے کہ یہ تینوں شخص ایک مقام پر مجتمع ہوئے اور ہمدردان کے گفتگو کو یاد کر کے اپنے افسوس کر رہے تھے جیسا کہ ابن کثیر اور ابن جریر کی تاریخوں سے ظاہر ہوتا ہے مگر تعجب ہے ان مؤرخوں سے کہ انھوں نے نہ اس مقام کا نام لکھا نہ اس شہر کا نام بتایا جہاں یہ اجتماع ہوا تھا گو صاحب مناقب مرتضوی نے کہ لکھا ہے مگر کسی مؤرخ کا حوالہ نہیں دیا ابن کثیر اور ابن جریر دونوں ساکت ہیں اور کچھ نہیں بتاتے کہ یہ اجتماع کس زمانے میں ہوا اور کس مقام پر ہوا تھا جہاں سے یہ تینوں شخص متفرق ہو کر سترہویں تاریخ تک اہل بیت کی اپنے اپنے منزل مقصود پر کوئٹہ اور شام اور مصر میں پہنچ گئے اور آیا ایک ہی اہل مبارک مضامین میں مقام تبلیغ جسے کہیں بھی ہوا ہو پوچھنا ممکن بھی تھا یا نہیں؟ اسکا کچھ پتہ نہیں چلتا، حالانکہ واقعات کی تحقیق میں سب سے پہلے مکان و زمان کی تعیین ضروری ہوتی ہے اور یہی بڑا معیار کسی واقعہ کی حسیلیت یا عدم حسیلیت کا ہے اکثر روایتیں جو میرزا شیخ الحدیث مولوی حسن الزمان ترکمان نے اپنی کتاب مآثر اہل بیت میں درج فرمائی ہیں اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لمحوں (ابن الحکم بعد واقعہ صفین کے کوئٹہ بن میں رہا اور وہاں سے کہیں نہیں گیا پھر تبلیغ تین شخصوں کا کیا معنی رکھتا ہے زیر بن بکار کی کتاب ہے بھی نہیں معلوم ہوتا کہ یہ اجتماع کس مقام پر کس زمانہ میں ہوا تھا عمر و عاص کا مصر میں بیچ جانے کا بھی عجیب کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو کو کسی وجہ سے معلوم ہو گیا تھا کہ کج کی شب اسکی خبر نہیں ہے اسلئے خارجہ کو اپنے عوض نماز پڑھانے بھیج دیا تھا اور نہ بیچا تو قتل ہو گیا ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:-

فلینھا اذا فدت عمر و انجارجھا فدت علیا باشاءات من البشر

اس قصیدہ میں کہیں معاویہ کا ذکر بھی نہیں معلوم ہوتا، بہر کیف ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جن واقعات مشہورہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شہادت عظمیٰ خوارج کے باہمی عہد و بیان کا نتیجہ تھی نہ کسی طرح قرین قیاس نہیں ہیں بلکہ قرین قیاس یہ ہے کہ معاویہ کو حضرت کا دزدہ رہنا بہت شاق تھا اور حضرت کی حیا کو ان اپنی بقائے سلطنت کے لئے سخت سدا رہ سمجھتا تھا نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنی قوم قبیلہ کی واسطے بھی بالخصوص یزید کی جانشینی کے واسطے اسلئے معاویہ سے شخص سے قطعاً ناممکن تھا کہ ان حضرت کی ہلاکت کی فکر سے غافل رہتا لیکن ظاہر ظاہر بن حضرت کو شہید نہ کر سکتا تھا حضرت کی شہادت حضرت عمر بن محم خزامی یا حضرت عمار بن عبدی رضی اللہ عنہما کی شہادت نہ تھی جو معاویہ کے حلیہ و ذمیر سے خالی نہ تھی یا ام المومنین حضرت عائشہ کی ہلاکت جس میں کلمہ کمال حلیہ و ذمیر حضرت معاویہ کی تھی جیسا کہ نزہۃ القلوب حماد شہرستانی اور برج الابراز مختصری و کامل علامہ حسن بن علی الطبری معروف بہ کامل بہائی و تاریخ حبیب السیر میں تاریخ حاطا کو وغیرہ وغیرہ سے منقول ہے اور نہایت عبرت انگیز واقعہ ہے اور میں تو کہوں گا کہ ان حضرت

دامن خون امام حسن سے بھی پاک نہ تھا، عرض اس..... قسم کے آدمی سے امکان تھا کہ کوئی تدبیر حضرت
اسیر کے شہید کرنے کے اٹھا رکھتا اور اب اس ہمہ اپنے دامن کو اس شہادتِ عظمیٰ کے دماغ سے مٹوٹ ہونے دیتا
اس لیے جو کچھ ہوا ان اس تدبیر سے ہوا کہ سارا الزام خوارج ہی کے سر رہے، ابنِ لممکن ہے کہ قطاعہ بنت شوخہ یعنی
پردہ خیمہ ہو گیا ہو مگر یہ واقعہ ضمنی تھا دراصل اشارہ درغیب معاویہ اور عمرو عاص کی بھی چھانچہ اسکا اقرار ابنِ لممکن سے
منقول بھی ہے زبانِ ترجمان یہ اس خیال کی اسی سے ہوتی ہے کہ کسی مؤرخ نے نہ تو مقامِ اجل عینِ خوارج کا بتلایا
نہ زمانہ اور تاریخِ واقعہ کی تعیین کی اور معاویہ کا ریشمی لباس پہن لینا اور عمرو عاص کا لپے عوض خارجہ کو بھیج دینا اور خود
باہر نہ انہم ولی قرائن اس سازش و کید کے نہیں ہیں، مجھے خود اس امر میں حیرت تھی کہ حسن اتفاق سے حکیم سنائی
سے مشہور و معروف امام اہل سنت رئیس الصوفیہ کی متبادل ثنوی حلیۃ الحقائق میں ذیل کے اشارہ نظر آئے
جنہیں دیکھ کر مجھے پورا یقین ہو گیا کہ میرا خیال بالکل صحیح تھا،

ابیات سنائی

پر لممکن اس سگت میدیں	آں سزدار لعنت و نفریں
بوزن عاشق آن شدہ میثوم	آں نگون ساز تر زراست روم
مرد مغلس چگشت عاشق او	کفر او در میان عاتق او
بود آں سگت ز آل بوسفیاں	منعم و مالدار و خوب جواں
گشت ازیں سر معاویہ آگاہ	مرد را گشت جلد کار تباہ
گفت کار تو با کمال شود	این جنین زن ترا جلال شود
گھر تو در کار خویش شہر دلی	ہست کاہیں چہرہ خون علی
گھر تو فارغ کنی دلم زیں کار	بغزائی بنزد من این کار
زن ترا ہمنزار زینت دذیب	نرساند ترا کسی آسیب
اسپ و مرکب ترا دہم پس ازماں	بڑی در جوار من آساں
مرد بد کار بہر عشق زنی	اذا رنگند در جہاں مجھے
آں چاں اصل و جبل و سنگلی	چہرہ بگزد قتل و خون علی
آں چناں خاک تا بریں مدار	رفت در کوفہ از پئے این کار
این جنم جلد یا علی گفتند	انجین فتنہ هیچ نہفتند

کس بد افعال را بگیرد و بخش
گفت و یحکام بقتل قاتل خویش
اں چنان بیغناطی از سر رسید
میر حیدر رحسوز بہر نماز
مرد را خفتہ دید و گفت ای مرد
سفلہ از خواب گشت چون بیدار
اں سرافراز مرد و حبت بول
رفت و ز جہنی سبک زدش بر سر
خلقی از ہر طرف منہ را رسید
بر گرفتند مرد را و در حال
گو کہ منہ مود متر ایں کار
کہ مرا ایں معاویہ منہ مود
مثکہ کردند مرد را پس ازال
و انکہ منہ مود شادمانہ بر نیت
اں سیرہ دے راستادہ بید
کرد از د مبر زحم خوردن سوال
کرد بر لفظ خویش تن استوار
کار کردم کنوں نہ اورد سید
رفت اور اسوسہ بنیم مال
ایں چہ علم است بارب ایں خوبیت

ظاہر ہے کہ اتنے بڑے قدر المتعین نے یہ رائے کقدر تحقیق و تدقیق کے بعد قائم کی ہوگی اور یہ بھی واضح ہے کہ جو ذرائع تحقیق جو تھی بائیں صدی میں حاصل تھے نہ ہو اس چودھویں صدی میں کیونکر حاصل ہو سکتے ہیں۔

میر کعب خباب امیر المومنین علیہ السلام کسی طرح شہید ہوئے اور معاویہ اور معاویہ کی دلی مراد بر آئی پر اسرار ہوا اس شہادت کا میں اپنی حیثیت کے موافق کافی سے زیان اور بہت زیان دکھا چکا اب میں کہتا ہوں کہ میں اس شہادت عظمیٰ کو صرف اس لیے پر اسرار نہیں کہتا کہ معاویہ کے کمر و تر و پر سے واقع ہوئی بلکہ اس وجہ سے بھی کہ امیر المومنین علیہ السلام ایک طاعت عظیم کے نزدیک معاویہ (نہ خدا) کے خلاف و لا شریک لہ تھے اور اب بھی اس اعتقاد والوں سے دنیا خالی نہیں ہے لاک کے ملک آباد ہو رہی سطح زمین کا ذکر نہیں پڑا بھی لیے لوگوں سے خالی نہیں ہیں ایسے حالت میں کیا یہ شہادت انکی ہدایت کے لیے کافی نہیں ہو سکتی کیا اس سے ایسی مجبوری و لا چاری جو شان عبدیت ہے امیر المومنین سے ظاہر نہیں ہوئی کہ ایسا شاہ خیر گریہ کر افس و جن بلکہ کل کائنات کا حاکم مطلق ایک ذلیل زمین و برتر غفلت

کے ہاتھ سے شہید ہو گیا، سچ یہ ہے ایسے خیر محض کو ایسے ہی شہر محض کے ہاتھ سے شہید ہونا چاہیے
تھا اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا معلوم کیا کیا مفسد دنیا میں پیدا ہوتے اور نظام عالم سب مختل ہو جاتا، گو عبداللہ
بن سبا اس وقت تک مدائن میں زندہ تھا کیونکہ امیر المؤمنین علیؑ نے اُسے کو فدیہ سے شہر بدر کر دیا تھا۔
جب اُسے خبر شہادت معلوم ہوئی تو رن اپنے عقیدہ میں ایسا صلب تھا کہ شاید اس نے قسم کھا کر صاف
صاف کہہ دیا کہ اگر کوئی شخص علیؑ کا دماغ کسی طرف میں دکھادے جب بھی میں اُنکی الوہیت کے اعتقاد سے
نہ پھروں گا، لیکن پھر بھی یہ شہادت مظلومی ہزاروں بلکہ لاکھوں کے لئے موجب ہدایت ضرور ہے خدا کا کام
اتمام محبت ہے، ماننا یا نہ ماننا بندوں کا کام ہے اور لا اکراہ فی الدین اسی کا
اشادہ ہے،

اب میں اسی سلسلہ میں حضرت کے دفن و کفن اور قبر مطہر کو بھی پر اسرار کہہ کر بقدر امکان اُسکے
اثبات میں کوشش کرتا ہوں:-

اہل سنت کے مشہور امام الامام الفقیہ ابو اللیث سمرقندی کی کتاب میں اہل سنت میں بہت مشہور و متداول
ہیں مگر اُنکی کتاب المجالس نہایت نادر الوجود اور کیا ہے اس کا ایک نسخہ عربیہ منوہ کے کتب خانہ میں
مخزون ہے اور ایک نسخہ حسن اتفاق سے جناب فردوس اکب طالب ثراہ کو غالباً سفر عراق میں دستیاب ہوا
تھا اور اس وقت تک میرے شیخ الحدیث رئیس الشریعہ معتزلی الشیعہ حجت آفتہ ثبوت ابو الفضل اسحاق بن ابی
انظر الموسوی النیشاپوری دام عزہ و علماہ کی سرکار شریعت دار میں موجود ہے اُسکے مطالعہ سے مجھے معلوم ہوا کہ
امیر المؤمنین کے دفن و کفن کا انتظام جناب حدیث جلت اسماء نے زمانہ حضرت نوح علی نبینا واکر علیہ السلام
میں قبل از طوفان فرمایا تھا اور صورت اُنکی قوں واقع ہوئی تھی کہ جب پروردگار عالم عوامہ نے حضرت نوح علیہ السلام
کو کشتی بنانا حکم دیا اور انھوں نے اُسکے موافق بلکہ اُنکی نیگوامی میں (جیسا کہ عینا کی نقطہ سے مستفاد ہوتا ہے)
کشتی تیار کی تو اُس سے کچھ تختہ بچ رہے عرض کی کہ رب العزت اب میں ان تختوں کو کیا کروں ارشاد ہوا کہ اگر
زمانہ میں میلک دوست علی پیدا ہو گا ان تختوں کو فلاں مقام پر زمین کو دو کر دے دوں ملا کہ کہ اُس قبر کی
زیارت کا حکم دیتا ہوں۔ حضرت نوح نے موافق حکم ایڑوی اُن تختوں کو زمین کو دو کر دیں مجھ یا جہاں کی نسبت حکم
ہوا تھا چنانچہ فقیہ ابو اللیث کے الفاظ یہ ہیں:-

اقبلی ولیت ایدع بن ایطلب فی آخر الزمان
لا یصلہ ہذہ الا نواح الاقبرہ فاذهب
لیک موضع کذا واحفر ہناک قبرہ وضع
میرالکب دل ہے جو آخر زمانہ میں ہو گا اور جو علی بن
ابی طالب کے نام سے پکارا جائیگا یہ تختہ اُنکی قبر کے
لئے مناسب ہیں تم فلاں مقام پر جاؤ اور وہاں

فیه هذه الاراحه فانی امر الاله لا شک فی
 بزیارة ذلک القبر والعباده فی هنالك
 قبل ان یوضعه فیہ ذلک العالوی فقال یا نوح
 رب اجعل فی شفاعتی ذلک الولی یوم
 الغیامۃ۔
 بعد اسکے فقیہ ابو اللیث تحریر کرتے ہیں:-

و روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما و سلموا انہ
 قال لعلی اعتران عندی ستر اخبرینک
 جبرئیل وانا افشیک لک فان قبرک
 حفرت فی زمن نوح فی موضع لا اعرف انہ لا
 احد من الخلق فاذا قرب اجلک فاوص
 الحسن والحسین یوصیک فقل لہما اذامت
 فافسلا فی وخطائی وکفانی واحملانی
 علی الجماعۃ واشیا خلفی حتی ینفلی الجماعۃ
 الی باب الکفی فثم تخلیا عنہا تذہبانی
 حیث شاءت وارجع انما فقال علی ہما
 عند موتہ فقال یا ابت غشی خلف الجماعۃ
 حتی ینفلی الی ما تم وبقال تخلیا عنہا لا
 اذن لکم الی غیر ذلک۔

کی تو انھوں نے عرض کی کہ آپ ہمیں جوازہ کے پیچھے جانے کا حکم دیتے ہیں! انیکون اس مقام تک پہنچ جائے
 جہاں کا آپ حکم دیتے ہیں فراہم کیا کہ ہاں تم دونوں اسکو چھوڑ دینا تمہیں اسکے علاوہ اذن نہیں ہے
 یہ حدیث گہی و جہوں سے عجیبے والا اسوجہ سے کہ نوع انسانی میں انبیاء بھی گزرتے اور ادھیابھی گزرتے
 یہ اہتمام کسی کے دفن و کفن کا خباب احدیت کی طرف سے گوشت ہونے والے کی خلقت کے قبل نہیں ہوا۔
 دوسرے اس خیال سے کہ حضرت کی قبر کا پتہ حنین علیہا السلام تک سے مخفی رکھنے کا کیا منشا ہو سکتا ہے
 بجز اسکے کہ شہر اسلم عظم اسکو بھی دینا سے مخفی رکھنا کسی حکمت سے منظور ہو تیسرے یہ کہ یہ خبر معارض

اسکی قبر کو وادریہ تختہ اسی میں لگا دو میں بلا کہہ کر
 اس قبر کی زیارت اور وہاں اپنی عبادت کا حکم دوں گا
 قبل اسکے کہ ن ولی تمہیں دفن کیا جائیگا عرض کی
 حضرت نوح نے کہ اسے پروردگار مجھے بوز قیامت اس
 ولی کی شفاعت نصیب کر۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ت روایت کی گئی و
 کہ آنحضرت امیر المؤمنین ت ارشاد فرمایا ہے کہ میرے
 پاس ایک راز ہے جسکی خبر مجھے جبرئیل نے دی ہے
 اور میں تم سے اسکو ظاہر کرتا ہوں اور ن یہ ہے کہ
 تمہاری قبر ان محل میں ایسے مقام پر کو دی گئی تھی
 جس سے زمیں واقف ہوں نہ کوئی دوسرا مخلوق جب
 موت تمہاری قریب ہو تو حسین کو وصیت کرنا اور
 کہنا کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دکن و جنودا کر کے
 جوازہ پر بار کر دینا اور تم دونوں میرے جنازہ کے
 پیچھے پیچھے چلنا! انیکہ جوازہ کو دفن کے دروازہ تک
 پہنچ جائے پھر تم دونوں اسکو چھوڑ دینا کہ جہاں
 چاہے چلا جائے اور تم دونوں بہت آماجہ علیہ المؤمنین
 نے اپنی موت کے وقت ان دونوں سے یہ وصیت

ہے خبرداروں الرشید کے جھکاؤ کر ائمہ اے گالین اگر کچھ وجہ کلام ہو سکتی ہے تو یہ کہ اس حدیث کو مؤثرین نے موضوعات میں شمار نہیں کیا نہ کتب موضوعات میں کہیں اسکا پتہ چلتا ہے اور فقیہ ابو اللیث کی جلالت شان اس کی مقتضی نہیں ہے کہ انھوں نے اسے موضوع سمجھ کر ذیل مجالس کیا ہو اور اسے تنبیہ نہ کی ہو ہاں یہ ضرور ہے کہ فقیہ مذکور نے اسکو حذف الاسناد نقل کیا ہے پس میری رائے میں یہ خبر اخبار احاد سے ہی و خبر الواحد لایوجب علمنا ولا عملاً ایسی حالت میں ہم ہسکو مجبوری سے طرح کرتے ہیں اور اسکا علم ہم جناب احادیث اور ائمہ معصومین کے حوالہ کرتے ہیں لعل اللہ یحدث بعد ذلك امراً مگر قبل اسکے کہ ہم قبر امیر المومنین کی تفتیش و تحقیق کریں ہمیں یہ دکھانا ضرور ہے کہ صدر اول کے مسلمانوں میں حضرت کنی قبر مطہر کی نسبت کیا کیا اختلاف رہے جس سے یہ امر متکشف ہو جائیگا کہ اُس زمانہ میں قبر امیر المومنین کی نسبت کس قدر بے پرواہی کا سلوک روا رکھا گیا تھا کہ کسی ایک کو بھی قبر مطہر کا ٹھیک پتہ معلوم نہ ہوا، اگر ان لوگوں کے دلوں میں حضرت کی کچھ بھی عزت ہوتی تو اسقدر بے پرواہی قبر مطہر کی تحقیق میں نہ کی جاتی اللہ اللہ خداوند عالم کا یہ انتظام کہ اپنے دلی کی خلقت کے قبل اُن کی قبر پٹنے نبی مرسل حضرت نوح سے تعمیر کر لئے اور اُنکا کو اُس کی زیارت کا حکم دے جس سے حدیث من زار قبر بلال مقبور کی موضوعیت منج و آشکار ہو جائے اور ان حضرات کی اُس کی تحقیق میں یہ غفلت فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بہر کیف مؤرخین حضرت کے دفن مبارک میں بہت کچھ مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ دارالارہ میں دفن ہوئے کوئی کہتا ہے کہ حضرت کی لاش ایک راحلہ پر رکھ دی گئی تھی معلوم نہیں کہ ہر چلا گیا کوئی کہتا ہے کہ گونہ بی میں دفن کیے گئے مگر قبر حضرت کی پوشیدہ کردی گئی کوئی کہتا ہے جامع کو نہ میں دفن کیے گئے کوئی کہتا ہے کہ جامع کو نہ کی ایک دیوار کے نیچے کوئی کہتا ہے کہ جناب سیدہ خاتون جنت کے پاس بیچ میں کی کہتا ہے کہ ابجد کے گمر کی ایک ٹہری میں ہی کہتا ہے کہ جب تک کی لڑکی کا گھر کو دگیا تو اُنکی بیویں ایک بوڑھے شخص کی لاش بی جو بالکل تر و تازہ تھی گویا نکل مر رہے اسکو جلانے کا قصد ہوا اگر اللہ نے انھیں اس نصیب سے باز رکھا ہر حصہ کے کپڑوں میں لپیٹ کر خوشبو لگا کر اُسی جگہ چھوڑ دیا اور نہ تمام بھی قبلہ مسجد کے قریب تھا کوئی کہتا ہے کہ حضرت کا جنازہ ایک اونٹ پر رکھا تھا نہ راہ بھولکر نبی طے میں پہنچا انھوں نے پہنچا کہ اس صندوق میں کچھ مال ہوگا۔ اُنس اونٹ کو پکڑ لیا جب کہ و لا تو انھیں ایک بیت بنی جسکو انھوں نے نہیں سچا یا آخر نہ صندوق مع اُس بیت کے زمین میں دفن کر دیا اور کسی کو نہیں معلوم کہ حضرت کی قبر کہاں ہے کوئی کہتا ہے کہ گونہ بی میں دفن کیے گئے اور قبر حضرت کی پوشیدہ کردی گئی مگر اتنا معلوم ہے کہ نہ قصر الارہ کے پاس تھی کوئی کہتا ہے کہ پشت کو نہ میں دفن کوئی گئی اور خوارج کے خوف سے قبر حضرت کی پوشیدہ کردی گئی اور لطف یہ کہ

کہ انہیں سے بعض مؤرخین نے اپنے روایات کو ائمہ اہلبیت تک منہی کیا ہے بلکہ اس اختلاف کا کوئی ٹھکانا ہے کسی معمولی قسم اور درجہ کے آدمی کے ساتھ تو اس کے اعزاء و اقارب یہ سلوک کرتے نہیں جبہ جائیکہ امیر المومنین کے ساتھ حنین یہ سلوک روا رکھتے خوارج کا حلیہ کپڑا جاتا ہے حالانکہ خوارج امیر المومنین کے زمانہ ہی میں فنا ہو چکے تھے اور جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہیں اتنی طاقت نہ تھی کہ ان (معاذ اللہ) قبر امیر المومنین کو کوہود سکتے اور انہیں ان کو کونسا فائدہ حاصل ہو سکتا تھا اور بغرض محال حنین نے ایسا کیا اور خوارج ہی کے خوف سے ایسا کیا تو خود ان کو تو مقام قبر ضرور معلوم ہو گا پھر کیا خوارج کے ساتھ انہوں نے جی اپنی والدہ کی قبر پر طہر کی زیارت اور اس مزار پر انوار پر آنا ترک کر دیا تھا اور ان کے حقوق والدین کو چھوڑ دیا تھا اور اپنی بیس اجاب کو بھی اس شرف سے محروم رکھا تھا؟ حنین علیہا السلام سے محال تھی اس اختلاف کے کیا معنی ہو سکتے ہیں؟ مگر وہی لاپرواہی اس زمانہ کے مسلمانوں کی جس سے ان لوگوں کی دیانت و فاداری اور وجود اہلبیت رسالت کا پتہ چلتا ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ اتنے عرصہ تک قبر امیر المومنین اس بے خبری کی حالت میں پڑی رہتی، اس میں شک نہیں کہ حضرت کا جنازہ علی رؤس الاشہاد دہنیں اٹھا گیا اہل کوفہ سے بجز حضرت کے اہلبیت کے کوئی شریک نہیں ہوا اور رات ہی کو اٹھا اور رات ہی کو دفن ہوا اور اہل کوفہ کی طرف سے کوئی اصرار اس امر میں نہیں ہوا، غرض کہ یہی حالت زمانہ ہارون الرشید تک رہی ہارون اس زمانہ تک کوفہ ہی میں تھا اور بغداد متفرق خلافت نہیں ہوا تھا، تو میری نے جواز الجوان میں ابن خلکان سے نقل کیا ہے کہ ہارون الرشید ایک مرتبہ شکار کو نکلا اور جس مقام پر اس وقت حضرت کی قبر مطہر ہے وہاں تک پہنچ کر کسی شکار پر کچھ چیتوں کو چھوڑا ان چیتے شکار کے پیچھے چلے گئے یہاں تک کہ جب حضرت کی قبر مطہر تک پہنچی تو ٹھہر گئے اور آگے نہ بڑھے ہارون کو تعجب ہوا کہ یہ چیتی آگے کیوں نہیں بڑھتی اہل حیرہ سے ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ یا امیر المومنین اگر میں آپ کے ابن عم علی بن ابیطالب کی قبر کو تباہ دوں تو مجھے کیا انعام ملیگا ہارون نے کہا سبحان اللہ اس سے بہتر کیا بات ہے تیرا بڑا احسان ہو گا اور میں تجھ کو بڑا انعام دوں گا اس شخص نے کہا کہ یہی قبر کچے ابن عم علی بن ابیطالب کی ہے ہارون نے کہا تو یہ علم کیونکر ہوا اس شخص نے کہا کہ میں اپنے باپ کے ساتھ یہاں آیا کرتا تھا وہ حضرت کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے اور وہ کہتے تھے کہ میں ہر فساد حق بنی اللہ عنہ کے ساتھ یہاں آیا کرتا تھا اور وہ اس قبر کی زیارت کرتے تھے اور وہ اپنے والد جو قبر بنی اللہ عنہ کے ساتھ آیا کرتے تھے اور اس قبر کی زیارت کیا کرتے تھے اور محمد یعنی محمد باقر علیہ السلام اپنے والد علی بن حسین زین العابدین کے ساتھ آیا کرتے تھے اور علی یعنی امام زین العابدین علیہ السلام اپنے والد حسین یعنی امام حسین کے ساتھ آیا کرتے تھے اور امام حسین سے بہتر کون واقف ہو گا قبر علی علیہ السلام سے، یہ سن کر ہارون نے

حکم دیا کہ یہاں ایک محبس بنایا جائے چنانچہ حکم بارون کی تعمیل کی گئی اور یہ پہلی نیو اس شہد مقدس کی تھی یہ وقتاً فوقتاً عمارت اسکی بڑھتی گئی اور دولت بنی ساسان اور سلطنت بنی حمدان اور آیام بویہ میں بہت بڑھ گئی اور عہد الدولہ نے شہد نجف اشرف کی تعمیر کر کے وصیت کی کہ نہ خود بھی یہیں دفن ہو۔

میں کہتا ہوں کہ حمد اللہ مستوفی نے زہرۃ القلوب میں یہ بھی لکھا ہے کہ بارون الرشید نے اُس مقام کو کھودا تو حضرت کی قبر میں طعن کر کے زخم کے بالکل تر و تازہ پایا اور جو لوگ اس قبر کو مغیور و شبہ کی قبر بناتے ہیں انکے قلوب کی حقیقت کھل گئی جہلا مغیرہ کو زخم کب لگا تھا اور اُس زخم سے فوت کب ہوا تھا مستوفی نے اگرچہ نہیں لکھا کہ اس خبر کے متعلق اسکے علم کا ذریعہ کیا تھا مگر ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس نے شہر پر بنا کر کے کھدائے اسکے زمانہ میں یہ خبر شہرت پزیر ہو گئی،

مستوفی حضرت شہید ہرادل امام حسین کی نسل سے ہیں اور شاید رستخوار میں پشت میں خباب اسکے دادا ہوتے ہیں علان اسکے ن زیارتیں خباب امیر المؤمنین علیہ السلام کی جو کتب شیعہ میں حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام سے ماخوذ ہیں بڑی دلیل اس امر کی ہیں کہ حضرت شہد نجف میں مدفون ہیں اور دن رات اس شہد مبارک سے محبت کا احوال دہوتے رہنا بھی ایک ایسی دلیل ہے کہ جسکا انکار کسی البصیرت شخص سے محال ہے مگر میں مشہورات پر زبان زد نہیں دیتا جقدر کہ زیارات پر ادویہ ایسے لگان ائمہ علیہم السلام کا وجہ پیش خدا اسقدر بلند ہے کہ جو شیئی انہی طرف منسوب ہو جاتی ہو خواہ اسکی نسبت واقعی ہو یا غیر واقعی نہ مصدر خوارق و معجزات ہو جاتی ہے انھیں امیر المؤمنین علیہ السلام عظیم الشان شہد بلخ میں ہی جو قمار شریف لقب مشہور ہے اور تاریخ روضۃ الصفائیں اسکے برآمد ہونے کا واقعہ زان سلطان خجری سلطوتی میں نہایت شرح و بسط سے مذکور ہے اور میرے پاس سلطان حسین خجری کے زمانہ کا لکھا ہوا رسالہ موجود ہے جو سلطان نہ کوہ کے لیے لکھا گیا تھا اور وہی عمارت مزار شریف بنانے کا سبب ہوا اُس سے جو معجزات و کرامات سرزد ہوتے رہتے ہیں نہ نجف اشرف کے معجزات کلم نہیں ہیں،

میرے پاس سراج الاخبار کے پرچہ موجود ہیں جو کابل کا نیم سرکاری اخبار ہے انہیں اکثر معجزات اس شہد شریف کے چھپتے رہے ہیں اور سلطنت کی طرف سے ان معجزات کی اشاعت کا سخت انتظام ہوتا ہے بلکہ ملا علی قلی جامی کا ایک قصیدہ اُس شہد کی شان میں سلطان حسین ہروی نے اس عمارت میں کندہ کرایا ہے غرض اس مسئلہ خاص پر بہت غور و خوض کیا ہے اور اپنی کتابوں میں اس پر طوفانی بحث لکھی ہے۔ یہ موقع انکی نقل کا نہیں ہے لہذا اُسکی طرف اشارہ ذکر کرنے پر قناعت کرتا ہوں ناظرین الواغظ صرف میری کتابوں کی طرف رجوع کریں یا مجھ سے دریافت کریں خدا مسلمانوں میں مذاق تحقیق پیدا کرے۔ (عامی قدس سرہ)

مذہب و سیاست

اس مضمون کے لکھنے کی بنا حقیقتاً یوں ہوئی کہ میں نے اکثر نئی روشنی کے تعلیم یافتہ لوگوں کو دیکھتے ہوئے سنا کہ صاحب مذہب اور چیز ہے اور سیاست شئی دیگر است اور حقیقتاً یہ محض انکا خیال ہی نہیں ہے بلکہ اسی پر ان کا عمل بھی ہے۔ مگر میں جو تغیرات ظہور پر زیر ہوں سب دنیا کے سامنے موجود ہیں کمال پاشا کی پہنچ اب تک کانوں میں گونج رہی ہے جسکی تائید عصمت پاشا و دریغ علیہم کی بھی کمال پاشا نے کیا کہ مذہب اور سلطنت سے کوئی تعلق نہیں سلطنت اس لئے ہے جس سے مذہب کی بقا ہے اور زمانے کی تاریخ دیکھنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب ہی سارے فساد اور ہمارے کی جرطہ ہے۔ اسلئے منصب خلافت تو دنیا چاہیے اب رہا عراق دہاں کے لوگوں کے حالات سب ہی کو معلوم ہیں مگر وہاں ان کے اقدام کی برکت سے اتنا اثر ضرور باقی ہے کہ اکثر لوگ مذہب کو سب پر مقدم سمجھتے ہیں۔ مصر و ایران بھی بگڑا چلا جاتا ہے ایران میں جو کچھ مذہب کی قدر ہے وہ خراسان میں ہے۔ باقی خیریت ہے کئی سو عطا کا نکالنا لاجا نا سب کو معلوم ہے افغانستان تو اس نے لباس کے پہننے کی خواہش کر کے خون ہی میں نہا لیا اگر امان اللہ خاں رہتے تو یہ ہوئی کے رہتا ہے تمام ممالک اسلام کے حالات مختصراً بیان کر دیے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر یہ تمہیں کیوں ہے۔ مناسب سمجھا ہوں کہ یہاں پر مذہب کے معنی پر روشنی ڈالوں۔ مذہب کیا ہے؟ انسان اپنے خالق کریم کی معرفت حاصل کر کے اپنی پیدائش کی غرض صحیح سمجھے اور اپنے خالق کے احکام پر عمل کرے خالق کے احکام پر پوچھنے کے لئے ایک مبلغ کی ضرورت ہے اور وہی نبی ہے، پھر نبی کے بعد بھی کوئی ایسا ہونا چاہیے جو نبی کے بجائے ہوئے راستہ پر خلقت کو لے جائے اور وہی امام ہے، جب تک کہ اپنے خالق اور نبی اور امام کی معرفت حاصل ہو جائے تو اب جو جو احکام خالق عالم نے بذریعہ نبی بھیجے ہیں ان پر کار بند ہو۔ ظاہر ہے کہ خدا و مد عالم نے اس نیاگو اور انسانوں کو اور دیگر اشیا کو عبث نہیں پیدا کیا۔ و خود حدیث قدسی میں فرماتا ہے کہ میں چھپا ہوا خزانہ تھا میں نے مخلوقات کو اس لئے پیدا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔ کلام مجید میں مختلف مقامات پر فرمایا ہے کہ ہم نے تم کو غرض صحیح کے ساتھ پیدا کیا اب وہ غرض صحیح کیا ہے اسکا جواب اُس نے خود دیا ہے وہ یہ کہ تمہیں تمام جن دانش کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے معلوم ہو گا انسان کی خلقت ہی اس لئے ہوئی ہے کہ ان اپنے خالق کو بچھا کر اس دنیا میں اس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرے اب عبادت صرف روز و نماز ہی نہیں ہے بلکہ ہر کام جو خدا و مد عالم کی خوشنودی اور رضا کا باعث ہو عبادت ہے، میرا دعویٰ یہ ہے کہ اسلام ایک مکمل مذہب ہے یعنی ایک ایسا قانون جس میں دنیا کے ہر جزو کو دل کی تفصیل سے کثرت سے احادیث

دنیا کی ہر بات کے لئے موجود ہیں جس کے مطابق انسان کو زندگی بسر کرنا چاہیئے۔ میں سچ کہتا ہوں اگر دنیا اسلام کے حقیقی اصول کو سمجھ لیتی اور انہیں کاربند ہو جاتی تو تمام عالم میں اس وقت امن و امان کا نشان لہراتا ہوتا۔ بہر حال مذہب کا مفہوم عرض کر دینے کے بعد اب دیکھنا یہ ہے کہ سیاست کا کیا مفہوم ہے؟ سیاست سے مراد ہے امور دنیوی میں انسان کی روش، شیطان بر شمادت قرآن مجید انسان کا اکلا ہوا دشمن ہے اس لئے اُس نے ہمیشہ بندگان خدا کو سیدھے راستہ سے ہٹا دیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ دنیا میں اتنے مذاہب بنے ہیں، اب ہی انسان کی روش احمد دینیوی میں قیام پائی کہ احکام الہی کی تابع ہے تو فوالمردود نہ اہل عقل کے نزدیک قابل اعتنا نہیں۔ اس دنیا میں خداوند عالم نے ہمیشہ انبیاء بھیجے جنہوں نے اُس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنے کے قواعد و ضوابط لوگوں کو تعلیم کئے اس سے ثابت ہوا کہ دین و دنیا دو الگ چیزیں نہیں ہیں، بلکہ حقیقت میں دنیا دین کا پیش خیمہ ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ دنیا موریع آخرتے جیسا یہاں بُدو کے دیسی وہاں کاؤگے یعنی جیسا عمل یہاں کر دے دیسی ہی نتیجہ وہاں ملے گا۔ عقل بھی اسی بات کو قبول کرتی ہے کہ خداوند عالم مبرا عالم اور مبرا امور ہے کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی چیز کو خلق کرے اور اُس کے متعلق احکام نہ کرے اور اُس کے قواعد درست نہ فرمائے۔ دنیا کی جنہی سلطنتیں ہیں اپنے ملک میں اپنے اپنے مصلح کی بنیاد تمام امور کی لئے قواعد بنائے بیٹھے ہیں کیسے ہو سکتا ہے کہ خداوند عالم جو حکیم مطلق ہے اپنی سلطنت کے لئے قواعد درست نہ کرے، یقیناً اُس نے قواعد درست کئے اور انبیاء کی زبانی اُن کو جاری کیا اب اگر انسان اپنی بد اعمالی سے انہیں عمل نہ کرے تو یہ اُس کا قصور ہے لہذا یہ معلوم ہوا کہ اسلام میں مذہب اور سیاست دو الگ چیزیں نہیں بلکہ حقیقتاً ایک ہی ہیں اب چونکہ مذہب سے دنیا والوں کو کوئی تعلق نہیں رہا لہذا انہوں نے اپنے مطلب کے موافق امور دنیوی میں خاص روش اختیار کی نہ ظاہر ہے کہ انسان خاکی اور جاہل ہے وہ کبھی اس بات پر قادر نہ ہو گا کہ تمام دنیا کے خواہشات و مصلح کے مطابق امور دنیوی میں ایک خاص روش اختیار کر سکے، یہ کو خلاق عالم ہی ہے جو اس بات پر قادر ہے اور بیشک اُس نے دنیا والوں کے سامنے ایسے قواعد امور دنیوی کے متعلق بنا کی بھیجے ہیں جنہیں چون و چسپاں کی گنجائش نہیں۔ اگر انسان اس پر قادر ہو تو دنیا میں اسی سیاست کی وجہ سے کیوں اس قدر جنگیں اٹھتے۔ ہر سلطنت کی سیاست پر غور کیئے دیکھئے تو کوئی بھی ایسی ہے جس میں خلقت آسودہ ہو۔ ہر جگہ جنگ بکاڑھی ہو یہود و کیوں جلتے اپنے ہندوستان ہی کی سیاسی حالت پر غور کیئے دیکھئے تو ہر شخص اپنی ذریعہ انیت کی الگ مسجد بنائے بیٹھا ہے کہ نہیں؟ ہندو کانگریس بنائے بیٹھے ہیں۔ مسلمان مسلم لیگ بنائے بیٹھے ہیں اسی طرح ہر فرقہ اور ہر گروہ اپنی اپنی بیہودی کو مد نظر رکھتے ہوئے گورنمنٹ کے آگے چارہم ہے کہ صاحب ہمارا اعلان حق دیئے

اپنے یہ حق تلفی کی دینرو وغیرہ برب کیلئے۔ بات یہ ہے کہ خدائی قوانین اور احکام کو چھوڑنے کا یہی نتیجہ ہے کہ کسی کو کوئی سلطنت خوش نہیں رکھ سکتی۔ اب آجکل دنیا میں سیاست سے مراد مکاری اور خود غرضی ہے اپنا مطلب کمال لینا تاہم دنیا کی سلطنتوں پر نظر کرلیئے دیکھئے تو یہی تعریف سیاست کی صادق آتی ہے کہ نہیں؟ اس خود غرضی اور مکاری کی وجہ سے دنیا میں کوئی شخص آرام سے نہیں ہے۔ لہذا اگر خباب سیاست کا یہ منہم ہے تو بیشک اسلامی نقطہ نظر سے مذہب اور سیاست دو الگ چیزیں ہیں اور اگر سیاست کا یہ منہم ہے جو میں نے اس کے قبل عرض کیا تو بیشک مذہب اور سیاست ایک ہی چیز ہیں جب میں یہ ثابت کر چکا تو اب چند مثالیں دینے کے سوا بچے کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہوں۔ دیکھئے رسول اللہ کے زمانہ کو۔ کیوں خباب حضور کی سیاست کیا تھی اور کیسی تھی زبانِ قلم اُس کی شرح سے عاجز ہیں لیکن اگر اُس مقدس ہستی کی لائف اور اُس ربانی سیاست کو انسان غور سے دیکھے تو عاف معلوم ہو جائے کہ مذہب اور سیاست الگ الگ نہیں ہیں

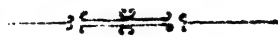
اب آئیے حضرت علی کے زمانہ کے حالات کو ملاحظہ فرمائیے۔ آپ کے زمانے میں ایک عجیب انقلاب اسلام میں آیا ہوا جس کے نتیجے میں پچیس سال تک آپ اپنے خدا داد حق سے محروم رہے پچیس برس کے بعد ہر سخت محنت آپ کے سامنے پیش کیا گیا جس کا آپ نے بشرطِ ما وشرطِ ما قبول فرما کر اسلام کی دین و دنیا کو متحد کر دیا۔ ملاحظہ ہو منج البلاغ میں آپ کا ان خطبہ جو اس خاص واقعہ کے متعلق ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ اگر یہ ضروری نہ ہوتا کہ خلقِ خدا کو ہدایت کر دوں اور مظلوموں کی فرباد رسی کروں اور احکامِ خدا اور سنتِ رسول کو جاری کر دوں تو کبھی یہ سخت خلافت قبول نہ کرتا۔

بہر حال جو زمانہ آپ کی خلافت ظاہری کا تھا۔ اُس میں کچھ روش اپنی رعیت کے ساتھ امورِ دینی میں کیا تھی تاریخ میں ان واقعات سے بہری پڑی ہیں۔ کیا جال کہ ایک امر بھی دینا کا خلاف حکمِ خدا نظر تو اچھے امیر المؤمنین نے پچیس برس کی خانہ نشینی میں جس حکیمانہ روش سے بسکی اور اُس کے ساتھ تبلیغِ احکام الہی اور ہدایتِ خلق کا کام بھی جاری رکھا اُس کی نظیرِ صنوعات تاریخ میں معدوم ہے، اس واسطے کہ شکلِ مسئلہ دینی یا دنیاوی جو بھی ہو یہ آپ کے در پر جہہِ سائی کے چارہ نہیں تھا۔ تواریخ ملاحظہ ہوں آپ نے دینا کو اپنے طرزِ عمل و راہنہ حکیمانہ اقوال و سوجو تعلیم دی وہ کیا تھی اور کیسی تھی زبانِ قلم اُس کی شرح میں کجتراس کے اور کچھ نہیں کہہ سکتی کہ

جہاں اسلام کا ایک حکیم پہلے ہی اپنے طرزِ زندگی سے اسلامِ کامل کو دے چکا ہے، بہر حال آپ کی سیاست عہدِ رسول کے بعد ہر پچیس برس کے عرصہ میں بھی امورِ دینی و دنیاوی دونوں پر احکامِ خدا کو درست چھڑ

رسول کے مطابق رہی اور جب تک تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اسوقت بھی آپ کے طرز عمل میں کوئی فرق غالب نہ ہوا باطل ایک ہی روش ہے اور یہی حال آپ کے بعد آپ کی اولاد و عباد کا رہا جو ہمارے نزدیک خرق عادت کی حد کو پہنچ گیا ہے کیونکہ ایک خاندان کے چار نفوس متحد الفیال متحد العمل نظر نہیں کرسکتے اور یہاں چون نفوس طیبہ ایک علم ایک عمل ایک خیال کے دنیا کو دین و دنیا کی بہترین خوبیوں کا سبق دے رہی ہیں مگر انہوں نے کہ سلاطین اسلام نے جو سیاست ان بزرگواروں کے ساتھ برتی وہ آجکل کی ایسی سیاست یعنی مکاری و خود غرضی جسکی وجہ اور نوآوری الہی سے بے تعلقی تھی اور ظاہر ہے کہ ایسی حالت میں مذہب اور سیاست دو الگ چیزیں معلوم ہونگی، ظہار بنی امیہ میں صرف عمر ابن عبد العزیز ایک سیاستمدار ہے جس کے زمانہ میں واقعی مذہب اور سیاست ایک ہی معلوم ہوا تھا اسکے بعد خلفاء بنی عباس میں امون الرشید نے بھی ابتداء اسی طرز کو اختیار کیا اور ایک نئے نظیر مثال اتحاد مذہب اور سیاست کی قائم کرنا چاہی، خباب الامم رضا علیہ السلام سے اپنی بیٹی ام حبیبہ کی شادی بھی کر دی اور باجوہ انکار باصرار تمام آپ کو اپنا ولعید بھی بنایا اسکے خطبہ میں آپ کے نام جاری کیا اور شہر اطل کی خلافت دوزی کرتے ہوئے آپ کو نماز پڑھانے پر مجبور کیا اور جب آپ اپنے جد امجد کی شان سے مسجد کی طرف روانہ ہوئے تو خلعت کے جوڑ اور نعرہ ہائے تکبیر سے کچھ خائف ہو کر حضرت کو واپس جانے کا حکم دیا اور وہی مطلب والی سیاست ظاہر ہو گئی اور بالآخر امون کا واسن علی بن موسیٰ الرضا کے خون سے صاف نظر آیا اور بعد حضرت کی شہادت کے امام محمد تقی علیہ السلام کے ساتھ اپنی دوسری بیٹی ام الفضل کو منفقہ کیا مگر آخر میں اسی ام الفضل نے آپ کو زہر دیا سے شہید کیا اور ایسا ہی سلوک امام علی النقی اور امام حسن عسکری علیہما السلام کے ساتھ بھی کیا گیا جسکے بعد حجت عصر کو حجاب غیبت میں سکونت اختیار کرنا پڑی اور اب مذہب سیاست کے اتحاد کا انکشاف آپ کے ظہور و افلاس در پر منحصر ہے۔

بس اب آئیں جلد ادا کرنے والے تری راہ مدت سے ہم دیکھتے ہیں
 (مید محمد احمد حسینی اسٹنٹ ماسٹر گورنمنٹ ای اسکول کوئٹہ)
 (ممبر مجلس انتظامیہ مدرسہ الواعظین کھٹو)



قرار دیا کہ جو قیدی مسلمان ہو جائے وہ آزاد سمجھا جائیگا اور اس سے بھی زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انہوں نے حکم دیا کہ آزاد شدہ غلام اسلئے کہ اُسے محنت اور کاوش سے ایک دیندارانہ زندگی بسر کی دلیل منیں ہے، غلاموں کے متعلق یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ نرمی اور ملاحظت سے کام لیا جائے چنانچہ آپسے اپنی آخری اور دوامی خطبہ میں کہا کہ مسلمانو! تم اپنے غلاموں کو دیسا ہی کہنا دیسا ہی کہو اور وجہ یہ کہ تم خود استعمال کرتے ہو کہو کہ نہ بھی خدا کے بندے ہیں انکو سیکھتے نہ۔ ایک غلام جو ایسے قانون اور ایسے اعلیٰ درجہ کے احکام کے زیر اثر ہو، اس سنی سے جو عام طور سے بھی جاتی ہیں غلام نہیں کہا جاسکتا۔ نہ فقط جس کا ترجمہ غلام ہے قرآن میں کہیں نہیں آیا جو جملہ قرآن میں متضمن ہے نہ یہ ہے نہ حق تعالیٰ کے واسطے ہاتھ کے قبضہ میں ہیں، جسکے معنی یہ ہوتے کہ نہ جو ایک واجب طر کے جنگ سے قید ہو کر آئے ہیں۔ اور اس طرح اپنی آزادی کو بیٹھے ہیں۔ ایسے قیدی اگر اسلام لے آئے تھے تو انکے متعلق آزادی کا حکم تھا۔ لیکن اگر اپنے مذہب پر قائم رہیں تو اپنے معتقدوں سے یہ حکم تھا کہ انکو اپنا بھائی سمجھو۔ محمد نے فرمایا کہ جو کوئی مالک اپنے غلام کیساتھ نرمی کرے وہ مقبول خدا ہے۔ جو غلام کو آزاد دے وہ بہشت میں داخل نہ ہوگا۔ ایک شخص نے پوچھا کہ اگر میرا غلام میری ارضانہ بی مول لے تو مجھے کئی بار اسے معفو کرنا چاہیے محمد نے فرمایا کہ ایک بار۔ میں استرار۔ محمد نے ایک شائستہ ریاست کے سردار کی طرح قیدی عورتوں کو حرم بنانا جائز رکھا لیکن عورت جسکے اس طرح پر اولاد ہو جائے نہ اولاد نہ جب انہیں کی جاسکتی تھی اور نہ نہ بھی جاسکتی تھی۔ بلکہ مالک کے بعد آزاد ہوتی تھے۔ انہیں کے انگریزی ترجمہ میں سخت خوفناک الفاظ ہیں کہ گایا ہے کہ غلام اپنے مالک کا روپیہ ہے جس طرح سے چاہئے اسے استعمال کرے۔ غلامی عیسائیت کے ساتھ بیشک ہے لہذا نئے عیسائیت کے دور سے انیسویں صدی تک جو آزاد دعویٰ کیا اور انہیں نے بے شہ کوئی صریح ممانعت غلامی کے متعلق نہیں کیا بلکہ غلامی کو بطور ایک رسم کے تسلیم کر لیا۔ مولوس نے مالکوں کے ساتھ اس طرح غلاموں کے فرائض بیان کیے تھے جیسے مالکوں کے فرائض انکے ساتھ۔

فدیہ اسلام کی اقدار نظر میں

اسلام کے قابل قدر اصلاحات

اسلام نہ تو فدیہ کا موجب ہے اور نہ اسے فدیہ کی رسم کو ترقی دی۔ گذشتہ اقوام دہلی سے طریقہ چلا آ رہے

اسلام نے اسیں ترمیم اور اصلاح کا شرف ضرور حاصل کیا۔ دیگر اقوام نے فدیہ کو دولت و زر کے کہنے کے بجائے نکال دیا تھا۔ مگر اسلام کا مقصد فدیہ سے بھی احسان ہوتا تھا۔ بعض کفار نے جب فدیہ دیکھ اپنی بیس کی سیٹ مانگی تو حضرت نے انکا فرار یا اگر فدیہ سے الی فائدہ ملے نظر ہوتا تو بہ نسبت زندوں کے مردوں کا واپس کر دینا زیادہ سہل و آسان تھا۔ اول سے عام طور پر ایسے منافع کی زبان تر توجع ہوتی ہے مگر انے جس عینکے غریب کو دیکھا اسی عینکے امیر پر نظر ڈالی۔ اہل یمامہ کا رئیس شام بنی اسان تو بچہ باندہ، اگیا تھا آنحضرت جب تشریف لائے تو پوچھا کہ تیسے پاس کیا عذر ہے انے عرض کی اگر آپ مجھے قتل کر سینگے تو میں اسکا سختی ہوں ورا اگر احسان فرمائینگے تو یہ احسان ایک شکر گزار پر ہوگا اور اگر آپ مال و متاع چاہیں گے تو حقد و مطلوب ہوگا حاضر ہو سکیں۔ تین روز تک برابر حضرت ہی سوال کرتے رہے اور دن ہیچ اب تیار ہوا آخر کار آپنے حکم دیا کہ بغیر کسی معاوضہ اور جمانہ کے رہا کیا جائے جب یہ آزاد ہو کر سب سے نکلا ہے تو گھسٹنے کے پہلے پہر ایک بار مسجد رسول میں آکر گلاب و نخل کھچا تھا اور ایک سچا اور پاکیزہ مسلمان ہو گیا تھا۔ اسلام نے احترام جنابات کا قانون استعدروا اور نافذ رکھا جسکی مثال نہیں مل سکتی۔ قیدی واکشمہ جسمانی ایذا سے زبان جذباتی اور روحانی تکالیف سے سلبہ ہوتا ہے اسلام کی فیاضی اور دیادلی دیکھنے کے ادنے اسیروں کے ہر امر کا لحاظ رکھا اور سنے اسیروں کو کپڑے پہنائے، قبیلہ ہواؤن کے چھ ہزار قیدیوں کو کپڑا پہنا کر حضرت نے واپس کیا، طبقات ابن سعد

قصہ اسلام کی بقدر آفتاب ہر چشم عداوت بزرگ تروید است

شبہ کیا جاتا ہے کہ اسلام میں جو قانون قصاص ہے وہ ظالمانہ اصول پر مبنی ہے اگر کوئی شخص کسی کی لبت جان کا باعث ہو تو اسلام قاتل کو بھی اُسکے عوض میں موت کا مزہ چکھا کر نبی نوع انسان کی ایک فرد کے نقصان کا اور بھی باعث ہوتا ہے ایسے ہم اسلام اعد و دیگر مذاہب کے قانون قصاص کی ایک بلکی سی تصویر پیش کرتے ہیں۔

ہنود کے مذہب میں قصاص

اگر کشتی برعین کو چور کہے تو سوپ ڈنڈ دیوے اور اگر دیشہ ہتھیے درجہ کا آدمی ڈیر دیا دو سوپ ڈنڈ دیوے اور اگر شوردر ایس بات کہے تو نعل عضو کے لائق ہے نو سمرتی جیہہ اگر شوردر جاہل خدمتکار عالم سپاہی اور یوہی سے سخت کلامی ہے پیش آئے تو اسکی زبان چید کرنے کے لائق ہوتی ہے نو سمرتی جیہہ جو شوردر اسے تو فلانے برعین ایسا آواز بلند کہے تو اسکے منہ میں بارہا گل کی منج آہنی جلتی ہوئی ڈالنی چاہیے نو سمرتی جیہہ جو شوردر

برہمن کو غور سے دہرم کا پیدائش نصیحت کر لیا اور اس کے منہ اور کان میں گرم تیل راجہ ڈالے منو سمرتی نے
چھوٹا آدمی بڑے آدمی کیساتھ ایک آسن بیٹھے کاغذ صحرانہ پر بیٹھے تو اُنکی کہ میں نشان کر کے بحال رہے خوا
اصطح کر اُسکے چتر کاٹ دے کدن مرنے نہ پائے منو سمرتی نے اپنے غور سے بدن پر تھوکے تو دونوں ہونٹ پھید
ڈالے اور پیشاب کو تو عضو تناسل کو کاٹ ڈالے اور برا کر کے مقعد کاٹ ڈالے منو سمرتی نے اپنے سبیا توں
کے جانے والے منو جی نے جگا دہرم اس شاستری میں کہاں سب پیری ہے منو سمرتی نے

یہوویا و عیسیا یوں کے بہت قصائص

کتاب مقدسہ میں جن سزوں کا تذکرہ ہے وہ دو طرح کی ہیں ایک نسبتہ خفیف اور دوسری سنگین جہاں
خفیف میں ہم چلے آئیں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) تازیانہ عبد یحییٰ و جدید میں اسکا اکثر ذکر آتا ہے ایک دُشمن تینوں کا ہوا تھا جس سے مجرم کو ۱۳ ضربیں لگنے
سے ایک جالیش کے عدد پر سے ہو جاتے تھے (۲) معاوضہ جیسے آنکھ کے بدلے آنکھ، اک کے بدلے اک جان کے
بدلے جان وغیرہ خروج ۲۲ (۳) معاوضہ مال خروج ۲۲ احبار ۲۲ (۴) جبر نقصان (۵) چڑا دی
کی سزا (۶) سزائے قید بیدائش ۲۲ بریاء ۲۲ اعمال ۲۲ میں قید خانوں کے ذکر آئے ہیں ان قید خانوں
میں نہایت مولم اور تکلف و اذیت رسانی ہوتی تھی انھیں خونناک قید خانوں کا ذکر زبور ۹۹ وغیرہ میں
ہے (۷) جلاوطنی کاشفات ۱۶ شرتی ملکوں میں یہ قاعدہ تھا کہ قیدیوں کی آنکھیں بجال لیتے تھے مسلمان
۱۶ (۸) سر کے بالوں کو جھٹک کر کھیر لینا اس کا ذکر تخیا ۵ (۹) میں بھی ہے۔ (۱۰) عجبہ خارج کرنا یا مجرم کو جو
شیطان کرنا دیدوں ۲۲ وغیرہ میں یہ مجرم سے یا مجرم سے دینی و دنیاوی تعلق کے سلسلہ کو منقطع کر دینا اور
ذلتیں دینا۔ یہ سزائیں کچھ خفیف تھیں اب ہم سنگین سزوں کا ذکر چھڑتے ہیں گیارہ قسم کے سنگین سزوں کا کتاب
مقدسہ میں پتہ ملتا ہے۔

(۱) تلوار سے قتل کرنا۔ جلا و آزاد ہوتے تھے کہ جطرح چاہیں تلوار پھیریں۔ قابل قتل کے وارث کے سپرد کر دیا جاتا
تھا کہ وہ جب منشا اُس خون کا جو س نے گنتی ۳۴ (۲) سنگسار کرنا پہلے گواہ پتھر مارتا تھا۔ پھر دوسری ٹوکی لٹکی
عملی تقلید کرتے تھے (۳) زندہ جلا دینا۔ یہ اُن مجرموں کی سزائیں تھیں جکا ذکر احبار ۲۲ ۲۲ و پیدائش ۲۲ وانی ایل
۲۲ میں ہے (۴) سر کاٹ لینا پیدائش ۲۲ متی ۲۲ مرقس ۲۲ در سب سے سید اٹھنک دینا (۵) سلاہین
۲۲ (۶) فرق کرنا متی ۲۲ (۷) اٹھکی میں کلنا (۸) حیر ڈالنا وانی ایل ۲۲ یوہوس کا خط عبرانیوں
کو ۲۲ (۹) مار کر ہلاک کرنا یوہوس کا خط عبرانیوں کو ۲۲ (۱۰) وحشی جانوروں سے پھر ڈالنا وانی ایل

اور کتاب تثنیہ باب ۳ آیت ۶ میں ہے۔

”ہم (موسیٰ) نے ایک عوج کے مرد و عورت اور بچوں سب کو ہلاک کر دیا۔“
کتاب عدد باب ۱۰ آیت ۲۲ میں یہ بھی ذکر ہے کہ یہ واقعات خدا کے حکم سے عمل میں آئے بہت خراب!

کتاب تثنیہ باب ۳ آیت ۱۶، ۱۷ کو ملاحظہ کیجیے کہ خداوند عالم بنی اسرائیل کو حکم دے رہا ہے کہ :-

حیویوں، اموریوں، کنانیوں، فرزیوں، یوسیدیوں کے شر و کفر کو مٹا دینا ہے کہ
انسان اور چوپایوں میں سے کسی ایک جاندار کو بھی زندہ باقی نہ چھوڑیں،
یوش نے بھی اپنی لڑائیوں میں ایسا ہی عمل کیا اور ان لڑائیوں میں مقتول عورتوں
اور بچوں کی تعداد ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے، ملاحظہ فرمائیے کی کتاب -
رفیق الدین اس شریعت کی حماقت انسان کو نہ سہاتی ہے اور اُد کی قساوت انسان کو
رد لاتی ہے۔ بہلا چوپایوں کے قتل سے کیا فائدہ؟ عورتوں کا قتل کس قدر دردناک ہے اور انسان
کو رولا دیتا ہے۔

اباجان! کیا آپ کا دل نانتا ہے کہ عورتوں اور بچوں کا قتل کرنا خدا کی شریعت ہو؟
میں! لہٰذا خدا کی شریعت میں نہ اس رتبہ قساوت و بربریت کبھی تھی اور نہ ہو سکتی ہے لیکن
حضرت پاولیسا صاحب کے موجود ہوتے ہوئے جیسا ہے کہ تم مجھ سے میرا ذاتی عقیدہ معلوم کرو شاید
ہے کہ حضرت پاوی صاحب اسکا سبب و بیان فرمائیں گے،

پاولیسا صاحب۔ اس وقت تک جتنی باتیں ہماری قراست میں آئیں اور جن کو توریت میں لکھ کر
نکوحیرت و تعجب میں ملایم ہوا ہے کہ تم نے سب باتیں بھول گئے ورنہ اس ایک ہی کا
سبب کیا پوچھنا تھا؟

معین الدین جناب عالی! ہاں مجھ کو توجہ ہوئی اب میں ساری ہی باتوں کا سبب پوچھتا ہوں

پادری صاحب معین الدین! ابھی صبر کرو عقرب تم خود ہی اس کا سبب بیان کر دو گے
ہر بات اپنے وقت پر ہوتی ہے، پیارے رفیق الدین! پڑھو!

سفر بنی اسرائیل کی منزلیں اور تورات

رفیق الدین میں قرأت کرتے ہوئے کتاب عدد باب ۳۴ تک پہنچا جہاں حضرت
عبراردن حضرت موسیٰ کی جائے وفات تک بنی اسرائیل کے سفر کی یکے بعد دیگرے
منازل کا تذکرہ ہے اس مقام پر میں نے پادری صاحب سے کہا کہ ذرا غور سے سنئے کہ تورات
بیان کرتی ہے کہ بنی اسرائیل کو طور سینا سے موسیٰ تک پندرہ منزلیں ہوئیں اور حضرت
کے بعد ان کی منزل ابراہیمی یقنان پر مورجد جاو پہر طلیات پہر عربونہ پہر عصبون جاو
پہر بریہ صہین پہر قاذش پہر حیل مور حضرت ہارون کی جائے وفات پہر صلونہ پہر فزول
پہر اوروت پہر خربات عبا یم پہر دہاں سے چوتھی منزل امدن اریجا پہر ہوئی اور تورات یہ
بیان کرتی ہے کہ خدا نے لاوی کی اولاد کو خیمہ اجلع کی خدمت کے لیے طور سینا کی
منزل میں منتخب کیا جیسا کہ کتاب عدد باب ۳۴ میں مذکور ہے اور بلاشبہ عہد
کی دونوں تختیوں کی کتابت اور ان دونوں کا پہلی اور دوسری دفعہ میں حضرت
موسیٰ کو دیا جانا یہ واقعہ بھی کہ جب بنی اسرائیل کا طور سینا میں آؤ تھا اور وہاں بھی کوچ نہیں کیا تھا
پادری صاحب۔ پھر اس گفتگو سے تمہارا کیا مطلب ہے؟

رفیق الدین اس مہم سے میری جو غرض ہے وہ جناب پادری صاحب کو عقرب
معلوم ہو جائیگی میں نے بہ قرأت شروع کی اور کتاب تثنیہ باب ۱ تک پہنچ گیا جس
مقام پر تورات میں دوسری دفعہ عہد کی دونوں تختیوں کی کتابت اور حضرت موسیٰ
کے پہاڑ پر چڑھنے اور پہلی دفعہ کی طرح چالیس دن روزہ رکھنے کے متعلق خدا اور بنی
کا مکالمہ مذکور ہے وہاں یکایک قصے کے بیچ میں بلا ربط و سیاق تورات لکھی ہے۔

اور بنی اسرائیل نے ابار بنی یقنان سے کوچ کر کے موسیٰ میں پڑا دیا وہاں
حضرت ہارون کی وفات ہوئی اور وہیں دفن ہوئے۔ اور انکی بجائے
عازرا بن ہارون کا بہن بنے وہاں سے کوچ کر کے جدو اور وہاں سے
یطیات پہنچے جہاں بانی کی منسبت تھی ہیں،

جناب عالی! منازل کے تذکرہ میں جو کچھ تناقض ہے اسکو بھی جانے دیجئے لیکن
یہ بتلایئے کہ توریت کہیں تو کھیتی ہے کہ ہارون کی وفات جبل ہور میں ہوئی اور کہیں بتلاتی
ہے کہ ہارون کی جائے وفات جبل مور سے اٹھ منزل قبل موسیٰ اور ہیلان باؤنکو جبل سینک کے تختہ تختہ
بنی لاوی کے تختہ کیے جانے کے وقت کے کمان کا ربط بنجاٹا لی بنی اسرائیل نے خدا سے کشتی کی تعمیل
ان کے لئے مقدر ہوا تھا کہ وہ جھل میں حیران سرگرداں مارے پھر یہ تو کیا ہمارے توریت کے
لئے بھی یہ مقدر ہو گیا تھا کہ وہ بھی ربط کلام اسلوب بیان منازل بنی اسرائیل کی رقیب اور
اذن کی جگہ وفات کے مسئلہ میں حیران و سرگرداں رہے۔

پادر یصیا حب۔ رفیق الدین! بالکل ٹھیک کہتے ہو یہ مقام چپیدہ ضرور ہے اور اس میں اور
گزشتہ بیان میں تناقض ہے مگر ہمارے کیا بس کی بات ہے،

رفیق الدین۔ اور طرفہ قریہ کہ ترجمہ بطورہ ۱۸ء نے اس مقام پر پاک بنی ہی توریت
تصنیف کر دی ہے اور اپنی طرف سے عجیب و غریب دیا ہے اس میں ہے

اور جب خدا نے ہارون کے متعلق میری سفارش کو قبول کر لیا تو کھڑا

ہوا یہاں تک کہ بنی اسرائیل نے ابار بنی یقنان اور موسیٰ سے کوچ کیا

اس ترجمہ نے اہل عبرانی سے اتنی عبارت زیادہ کر دی ہے۔ "اور جب

خدا نے ہارون کے متعلق میری سفارش کو قبول کر لیا تو کھڑا ہوا یہاں تک

لیکن مترجم اپنے دل سے آنا بڑا کر بھی خرابی کی اصلاح نہیں کر سکا اور کلام مربوط نہیں

ہوا۔ معلوم نہیں ہمارے علماء ایسا کیوں کرتے ہیں۔

پادری صاحب یہ بات جو کمزور پسند ہے وہ ہی گئی خیر اس کے پڑھو۔

بنی موعود اور نبوت

رفیق الدین میں نے قرأت شریف کی اور کتاب نشینہ باب تک پہنچ گیا جہاں بتایا
بنی اسرائیل میں تبلیغ کر دینے کے لیے حضرت موسیٰ سے وحی خدایان کی ہے

تیرا نبی اسرائیل (خدا خداوند تیرے اقربا میں سے تیرے ہی بہائیوں
میں سے تیرے لیے میری (موسیٰ) مثل ایک بنی مبعوث کر گیا تو اس کی بات سنو
تو سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حوریب میں مجھ کے دن
مارگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں اور
ایسی شدت کی آگ میں پہون کیوں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں مجھ سے خدا نے
کہا کہ انھوں نے جو کچھ کیا چھا گیا میں ان کے لئے ان کے بہائیوں میں
سب سے تجھ سا ایک بنی مبعوث کروں گا اور اپنا کلام اس کے موند میں ڈالوں گا
اور جو کچھ میرا اس سے کہوں گا وہ ان کو بتلائے گا اور جو شخص میری باتوں
کو جب کہ وہ میرا نام لیکر بیان کرے گا میں اس سے باز پرس نہ کروں گا
لیکن وہ بنی ہو گستاخی کہے اور میرے نام سے وہ بات بیان کرے
جس کے کہنے کا میں نے اُسے حکم نہیں دیا ہے اور جو دوسرے خداؤں کے
نام سے بیان کرے تو وہ بنی مر جائیگا۔ اور اگر تو اپنے دلیس کھے کریں
کیونکہ کہ جانوں کہ یہ بات خدا کی کہی ہوئی نہیں ہے تو جب بنی خدا کے
نام سے کچھ کہے اور وہ بات ظاہر نہ ہو اور واقع میں نہ آئے تو وہ بات خدا
کا کہی ہوئی نہیں ہے بلکہ بنی نے گستاخی سے خود کہی ہے تو اس سے سخت

میں نے کہا جناب پادری صاحب اس کلام میں تو معارف کا بڑا ذخیرہ ہے۔ کیا

مکن ہے کہ ہم اُس نبی کو پہچان سکیں جسکی طرف تورات نے اشارہ کیا ہے۔
 پلوریا صاحب۔ بیٹا! اعد جدید تبارا کہ اُس سے مراد مسیح میں نیز بطرس نے تورات کے
 اس کلام سے مسیح کی نبوت پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ جس نبی کی طرف اشارہ ہے وہ
 مسیح ہی ہیں جیسا کہ کتاب اعمال رسل باب ۳ آیت ۲۲ میں ہے یہی استغافوس نے بھی
 کہا ہے جیسا کہ اعمال رسل باب ۷ آیت ۳۴ میں ہے۔ رفیق الدین! کیا تم اسکی تہمتیں منہ
 کرتے ہو؟۔

مسیح اور انجیل

رفیق الدین۔ ہماری مقدس انجیلیں مجھ کو اجازت نہیں کہ میں اسکی تصدیق کروں
 جناب عالی! انجیل متی باب ۱۱ آیت ۱۰ میں مسیح کا یہ فقرہ منقول ہے۔
 ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔

لیکن چاروں انجیلیں یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح جمعہ کی شام اور ہفتہ کی رات اور ہفتہ کے دن
 اور اتوار کی رات کے کچھ حصہ سے زیادہ قبر میں نہیں رہے اسلئے کہ عورتیں اتوار کی مشبہ میں
 صبح سے قبل قبر پر آئیں اور مسیح کو قبر میں نہ پایا اور انکو فرشتہ نے یہ بتلایا کہ وہ مردوں کے درمیان
 سے کھڑے ہو گئے!

جناب! تو اس صورت میں ہماری انجیلیں بول رہی ہیں کہ مسیح نے خدا کے نام سے
 ایک بات کہی اور وہ واقعہ اور ظاہر ہوئی لہذا اسکا جھوٹ ظاہر ہوا اور یہ عداوت خدا سے
 تورات میں جھوٹے نبی کی تباہی ہے جسکا قتل ہوا ضرور ہے لہذا اسوقت میں مسیح ہماری
 انجیلوں کے قول کے مطابق وہ بنی نہیں ہیں جسکا خدا نے وعدہ کیا تھا۔

جناب! نیز ہماری انجیلیں کہتے ہیں کہ مسیح نے دوسرے خداؤں کا نام لیکر بھی کلام کیا
 چنانچہ انجیل یوحنا باب ۱۲ میں ہے کہ یہود نے مسیح سے کہا کہ۔

تو ہے تو انسان مگر اپنے کو خدا اقرار دیتا ہے۔ مسیح نے اُن کو جواب دیا کہ کیا تمہاری تسرعت میں نہیں لکھا ہوا ہے کہ میں نے تم سے کہا کہ تم خدا ہو کیونکہ اُس نے اُن کو جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ لکھا ہوا باطل ہو۔

جناب عالی! اس کلام سے انجیل نے مسیح کی طرف تعدد و الگہ کے قائل ہونے کی نسبت دی ہے اور تسرعت میں لکھا ہوا ہونیکے سند پیش کر کے ہکویہ بتلایا کہ اس سند پیش کرنے والے نے تسرعت کے کلام کو نہیں سوچا سمجھا ہے بلکہ تسرعت پر ایک تہمت لگائی ہے اسلئے کہ مزبور شدہ زبور کا دیکھنے والا جانتا ہے کہ اُس کا یہ فقرہ

”میں نے کہا کہ تم خدا ہو۔“

مقام انکار اور اُن لوگوں کے تنبیہ کے مقام میں ہے جو لوگوں پر اتنی ظاہری حکومت کی ریاست روحانیہ کی صورت دیکر خدا کے متقابل تکبر کرتے تھے،

جناب انیسز ہماری انجیلیں تعدد و ارباب کے عقیدہ کو مسیح کی طرف منسوب کرتی ہیں چنانچہ انجیل متی باب ۲۲، انجیل مرقس باب ۱۲ اور انجیل لوقا باب ۲۰ میں ہے کہ وہ

مسیح نے یہودی کی اس بات کا کہ مسیح داؤد کا بیٹا ہے رو کیا اور اُن کے متقابل میں یہ استدلال کیا کہ داؤد نے مسیح کو وحی کے ذریعہ سے کہا ہے

قال الرب لربنا جلس عن يميني فاذا
كان داود يدعو بالروح ربنا فليقت
يكون ابننا
ربنے میرے رب کے کہا کہ میرے واسطے ہاتھ پر
بیٹھ تو جب داؤد ذریعہ وحی مسیح کو اپنا رب
کہتے ہیں تو پھر مسیح داؤد کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے۔

جناب! اس عبارت کے لکھنے والے نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ جناب عیسیٰ کے متعلق چند اباب کے عقیدہ رکھنے کی بیان کر دیتا بلکہ زبور میں تحریف بھی کی اور اس پر تہمت بھی لگائی اسلئے کہ اصل عبرانی میں مزبور ۱۱ کی تبدیلیں ہے

”نام ریوہ لادی شب لعینی“

جی کا ترجمہ یہ ہے۔

اوی اللہ لسیہ ط جلس لیمنی۔ خدا نے میرے سردار کو وحی کی کہ میرے دانے بیج
تو انہیں لوبی (میرے رب) انہیں لسیہ (میرے سردار) ہے اور سید
مکن ہے کہ انسانوں میں سے ہی ہو بلکہ کہاں سید کے معنی اور کہاں سب۔ اور جب ایسی
تعریف معمولی بات سے تو بتائیے کہ تعریف بیج کو کنسی ہوتی ہے؟

جناب پادری صاحب! غرض ہماری انجیلیں تو ہیکو یہ بتلاتی ہیں کہ مسیح وہ بنی صالح نہیں
ہیں جن کا توریت میں وعدہ کیا گیا ہے بلکہ معاذ اللہ انجیلیوں کا مقصد تو یہ ہے کہ مسیح اس بنی
صالح کی ضد ہیں۔

جناب! ہبلادہ شخص جو خدا اور رب کے قدر کا قائل ہو اور کتب مقدسہ میں تعریف
کرے اور انکی عبارات کو ان کے معانی کے خلاف محمول کرے اور اپنے وہی تباہی مشرکانہ
استدلال پر طمع کرے کہ یہ نئے معنی گڑھے میں کیا وہ صلح ہو سکتا ہے؟

جناب! اور توریت یہ کہتی ہے کہ بنی اسرائیل خدا کا کلام سنا اور انہیں غلطی الکی لکیت
ربانی اور عظیم انسان آگ کے ہولناک مناظر باکمر عوب ہو گئے اور انہوں نے خدا سے بد و نجات
کی کہ اس کا کلام اس روش کے علاوہ کسی دوسرے اسلوب پر ہو خدا نے انکی یہ درخواست
قبول کی اور کہا کہ میں اپنا کلام اس بنی کے منہ میں ڈالوں گا۔

جناب! اور عہد قدیم و جدید کا مقتضی یہ ہے کہ مسیح اور ان سے پہلے جو انبیاء تھے خدا
نے اپنا کلام ان کے منہ میں ڈالا تھا چنانچہ درخت اور پہاڑ کے ذریعہ سے خدا کا کلام آیا
تھا بلکہ مسیح اور ان سے پہلے کے انبیاء الہام کے منہم کو اپنی ہی زبان کے الفاظ میں اکر رہے تھے
جناب! نیز خدا کا کلام توریت میں ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے بایوں میں سے ہو گا نہ
کہ بنی اسرائیل میں سے اور مسیح اپنی ان کے رشتہ سے بنی اسرائیل میں سے اور بنی اسرائیل

کی نسل سے ہیں نہ کہ اُن کے بھائیوں سے،

پاولیسا صاحب - رفیق الدین! اور تم تو ریت کے اس فقرہ کی بابت کیا کر دو گے جو بنی اسرائیل سے خطاب کرتے ہوئے کہ ہے، من وسطك (تمہارے درمیان سے) ایسے کہ یہ فقرہ چاہتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل ہی کے قبیلہ اور بنی اسرائیل ہی کے اندر سے ہو۔

رفیق الدین! جناب! اصل عبرانی توریت میں جو لفظ ہے وہ تو مقربك ہے اور لفظ وسط کی تو عبرانی زبان میں لفظ "تواٹ" سے ہوتی ہے اور ہیکو کمرز توریت کا قسمرج کر دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہو گا کافی ہے

پاولیسا صاحب ہمارے مقدس ترجموں نے توریت کے لفظ "مقربك" کا ترجمہ "موسمك" و من شعبك (تمہارے درمیان سے اور تمہارے خاندان سے) ہی کیا ہے۔

ارکب جبل اور ترجمین کی تحریف

رفیق الدین - خدایا! ہمارے مقدس ترجمے اور ہماری مقدس ترجمین میں نے تو یہ کہا کہ اُنہی اغراض کو بالکل فاش اور باعث فضیلت تحریف تک پہنچا دیتے ہیں اور انہی جیسا۔
قال الرب الربی (رب بنی سیرے رب کے کہا) والی۔۔۔ ہم ابھی کہہ چکے ہیں اور کتاب اشعیا باب ۴۰ آیت ۵ ملاحظہ ہو اس عبارت پر انہی توجہ بند دل ہوئی،

دو سو اور ایک گد ہے پر سوار اور ایک اونٹ پر
دو سو اور ایک گد ہے پر سوار اور ایک اونٹ پر
اس عبارت میں تحریف کر کے یہ بتایا۔

ازواج قومسان دکنب حمیر و کلاب
ازواج قومسان دکنب حمیر و کلاب
اونٹوں پر بھی سوار

حالانکہ اصل عبرانی عبارت یہ ہے،

دراؤ کلاب حمیر و کلاب حمیر و کلاب حمیر

انجمنِ یسارِ دوم الیقین در الیقین کج منقذ و قابل تصنیف

نوا حکمایہ قیمتیہ نین بردست رعایت

البیۃ و الخلافہ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملة ^۱ صاحب
 انجمن ہندو خلافت پر متغیدی اور محققانہ نظر قابل
 دید رسالہ ہجری انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳
 الموحد رحمۃ قلم شمس العلماء نجم الملة ^۲ صاحب انجمن
 مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا
 ہے مغربی انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا۔ ۳
 خطاب حاصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب
 شمس العلماء مولانا الیہ سبط احسن صاحب قبلہ ^۳ صاحب
 انجمن اسلام اور عباسیہ کے اصول کا مقابلہ ۳
 مسائل الحکماء اور اردو ترجمہ منہاج الحکماء ترجمہ جناب
 شمس العلماء مولانا الیہ سبط احسن صاحب قبلہ ^۴ صاحب
 مذہب کی تفصیل و ان کے خیالات کا رد ۳
 یہ بیضا قریت کی مشکوٰۃ یوں سے جناب مالک کی
 رسالت کا ثبوت از جناب کوئی علی غصنف صاحب بیو
 جناب سلطان العلماء اعلیٰ اللہ مقامہما۔ ۳
 رد القساح مخمضہ جناب لانامہ اردو نصاب
 قبلہ مرحوم مسئلہ شائع ہو چکا ہے لیکن عام فہم بحث و
 وادہ کی قدانت کا ابطال آریوں کی باریہ انا کرتا ہوگا
 مکت جواب ۱۲
 انسانی قربانی دیدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی
 از جناب خواجہ غلام احسن صاحب ۲
 دیدست قربانی دید سے قربانی کا جواز از جناب

خواجہ غلام احسن صاحب
 تصدیق رسالت گوتم بدہ کی پندیکو بوسے جناب ختمی
 مرتب کی رسالت کا ثبوت از جناب لوی سدا احمد علی
 صاحب موافق بی۔ ۱
 اسلام ایندھی لائٹ آف شیغرم انگریزی ترجمہ
 شریعت الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بادشاہ حسین صاحب
 بی۔ ۱ مول و عقائد اسلام کی حقیقت و یحیٰ و اس کے عقائد
 بن بردست دلائل سے ثابت کی گئی ہو جلد انگلش فیشن ۱۲
 دی پرافٹ شپ ایندھی کلیفٹ انگریزی ترجمہ البیۃ
 و الخلافہ ترجمہ جناب لوی تھا علی صاحب غلط فیشن ۱۲
 دی ریچڈ سی آف کر بلا احمد ای پراگریزی بائین حضرت
 از جناب میر علی صاحب لکھنؤ یونیورسٹی ۱
 الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف و شہادت کا رد
 از جناب مولانا مولوی محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ۱
 المعراج وائل عقائد عقلیہ سے معراج کا ثبوت از جناب
 مولانا الیہ محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ۱
 اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب ۱
 شریعت الاسلام حصہ اول مولانا عقائد مذہب کا ابدال
 مذکورہ از جناب لانا الیہ محمد صاحب بن سرکار نجم الملة ^۱ صاحب
 شریعت الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوة کے مسائل
 مقدمہ جناب سرکار نجم الملة ^۲ صاحب
 شریعت الاسلام ختمہ متواتر کے متعلق مغربی حکام و دیگر مفید

عیسائیت

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی عہد جلالت طاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تحریزی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی صورت قائم ہو گئی ہے اس پر نظر کر کے اکثر نادان فتنہ کو ماہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں باریک ملامت و نظم حکومت کا وہ موجود نہ تھا جو ایک مدبر حکمراں میں ہونا چاہیے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رفیع صاحب زنگی پوری تلمیذ حضرت قدس الامین مولانا سید محمد ہارون صاحب مرحوم مغفور زنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جدوجہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں رسالہ کم نظیر ملکہ عظیمہ نظیر ہے فاضل مدوح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور ان دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے دستِ نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے بہتر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر و مدافع میں نہیں آ سکتی اور ان اصول میں دین و دنیا دونوں کی فلاح و ترقی کا ارادہ مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے دریغ نہ کرنا چاہیے قیمت علان محصول و ٹاک بارہ آنہ ۱۲

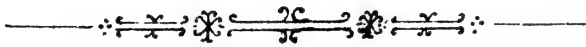
میں چاہتا منبر الواعظین

(جہانگیر، ۱۰۷)

الوارعظا

مدرسۃ العظیم لکھنؤ کا سربراہ علمی

زیرِ نیتما مہتمم الامام (حضرت مولانا غلام العباس)

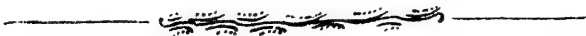


مدرسہ

حکیم شہید قاسم علی ضیوی لکھنؤ (عمدۃ الانار)



بہارِ سام داروغہ محمد عارف جہانگیر



مدرسۃ الامام (الوارعظا) لکھنؤ

مدرسۃ العظیم لکھنؤ سے شائع ہوا

لکھنؤ کے مولانا محمد حسین

مکتبہ

فلاحی

مکتبہ

- تذیبِ سلیم کا اٹل لادوان ہونا۔ (۱) یہ رسالہ بالفعل انگریزی ماہ (۱۱) متعاصر رسالہ کا لحاظ رکھ کر
- (۲) بغیر اسلام کا افضل الخلاق ہونا کی آخری تاریخ میں شائع ہوا اگر مضمون لکھا جائے ورنہ درج نہ
- (۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور (۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال ہو سکے گا
- ان کی جامعیت کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا (۲) مضامین عوامی مختصر و نازک ہیں
- ۲۔ اسلامی خلاق و ادب کی فضیلت (۳) نوٹ کا پرچہ ہر کتب و دیگر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا
- ۳۔ اسلامی تہذیب کی فوقیت آپ پر روانہ ہو سکتا ہے اختیار ہوگا
- ۴۔ اسلامی اخلاقیہ و تہذیبی شریعت (۴) جواب طلب امور کیلئے (۳) عبارت حتی الامکان سلیس
- ۵۔ اسلامی خلاقین کے کمالات و برائت جوانی کا رد و اگست آج پائیے اور عام فہم ہو
- ۶۔ سلف و صالحین کے تاریخی حالات (۵) ہفت روزہ کی اجرت بذریعہ (۴) مضامین صاف خط میں تحریر
- ۷۔ قرآن مجید کا افضل الکتاب ہونا خط و کتابت طے ہو سکتی ہے کہے جائیں اور عبارات عربیہ پر
- ۸۔ انبیاء و رسول اسلام پر لکھ (۶) علمی معاملات کے متعلق خط و اعراب لکھائے جائیں نیز
- تعلیمی تعلیم کے تحت کتابت و ارسال مضامین بنام عربی عبارت کا دوسرا
- (۱) خلفہ قدوسیہ جدیدہ اور دیگر مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام کالم میں ترجمہ ہونا چاہئے،
- (۲) ہر ایک مقابلہ میں نمایاں ہے منجر ہونا چاہیے (۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا
- و لا الہ الا اللہ (۶) شرح قیمت :- کا حوالہ دیا جائے
- (۱۲) اکتشافات جدیدہ و حقائق رسا و دلیان لکھ جو محنت (۶) ناقابل اشاعت مضمون اس
- اسلام فرامیں عام خیر و ان سے (۵) نہ ہو گا اگر ضرورت ہو تو صاحب
- اخبار علمیہ پیغمبر الہیہ و سید المرسلین علیہ السلام



قَدْ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَمَعَهُ عِظَمُ الْكِتَابِ

سورہ آل عمران

الْوَلَعِ

نہایت بابت ماہِ ربیع الثانی ۱۳۸۸ھ
نہایت رمضان

صفحہ	مضمون نگار	مضمون	نمبر
۲	میر	شذرات	۱
۱۱	میر	قومی زندگی کا مظاہرہ دعید فطر	۲
۱۵	جناب مولانا الی علی نقی صاحب بدایہ النجف شریف	تاریخ مظالم نجد کالیک خوشحال ورق	۳
۲۱	میر	عید نوروز	۴
۲۴	جناب مولوی سید محمد بنی حسن صاحب (فاضل فقیہ)	از آدوی اور اسکا اسلامی مفہوم	۵
۳۱	میر	نقد و تبصرہ	۶
۳۳	جناب شمس الملار مولانا السید صاحب حاقبلہ	جناب سرکار صد الشریعہ کا سفر عراق اور ہندوستان	۷
۳۴	پرنسپل مدرسۃ الودعین	مدرسۃ الودعین کے نام حضور کالیک پیغام	۸
۳۵	جناب مولوی امیر احمد صاحب اخیری بریلوی	خلق حسنی (نظم)	۹
۱۰۱	جناب مولوی سید مسرور حسین صاحب غلط	اسرار عیسوی صنیعۃ الودعین	۱۰

شہادت

جناب مولوی سید سلطان علی صاحب اعظم مالک فریقہ میں

۱۱ دسمبر ۱۳۲۷ء سے ۱۲ جنوری ۱۳۲۸ء تک جن جن مقامات پر جناب موصوف نے فرائض تبلیغ کو ادا کیا
انہی تفصیل حسب ذیل ہے۔

بڑا کہ۔ یوگنڈہ ۱۱ دسمبر کو سرودئی سے واپس ہو کر شب بھر میاں میں قیام فرماتے ہوئے حسب وعدہ
بڑا کہ بھونیکر سیٹھ رحمت اللہ بھائی راڈجی کے مکان ہوئے جہاں ایک ساتن دھرم ہندو سے مذہب حق
کی بابت گفتگو رہی جبکو تمام فرقہ ہائے اسلام کے فرق اور وجوہ مشارکت واضح طور پر سمجھا دیے گئے اور انہوں
نے اس تمام گفتگو کو شکر اعتراف کیا کہ بیشک فرقہ شنیدہ تمام فرق اسلام میں صحیح فاسن ہے، انجراتی کتابیں
دیکھنے کے بعد مجھے اس مذہب کی طرف کچھ رجحان ہوا تھا مگر آج آپ کے بیان سے بالکل واضح ہو گیا۔

معزز مہربان اس تقریر سے بہت متاثر ہوئے اور فرمایا کہ بالفعل ہم اتنا بل قدر ارادہ کی کوئی امر نہیں
کر سکتے ان شاء اللہ جنوری ۱۳۲۸ء میں دوسو شانگ مدرسہ کو روانہ کریں گے

بڑا کہ ایک چھوٹا سا کانوں سے جہاں دو تین مکان آغا خانوں کے ہیں اور تین ہندوؤں کے اور ایک
گھر سیٹھ صاحب صوف کا انا عشری ہے باقی جنگل ہے سیٹھ صاحب راڈجی کا کاروبار کرتے ہیں۔

ججنہ۔ یوگنڈہ ۱۲ دسمبر کو بڑا کہ سے روانہ ہو کر شام کے قریب ججنہ پہنچ گئے امام بارگاہ میں قیام ہوا
مومنین لغرض ملاقات تشریف لائے اور برادران اہلسنت کو شریک مجالس کرنے کی اجازت طلب کی جو بہت خوشی
سے دی گئی اور شب ہی کو مجلس موعظہ منعقد ہوئی جس میں حضرات اہلسنت بھی شریک ہوئے جناب واعظانہ
مدرسہ الوداعین کا تعارف کیا کہ اصول اسلام پر تقریر کی حاضرین بہت متاثر ہوئے اور قادیانیوں کے ڈالے
ہوئے شبہات کا جواب حاصل کر کے بہت غخط ہوئے اور کہا کہ اہل قادیان یہاں آکر شیعہ ڈال جاتے ہیں
اور کوئی ان فاسد خیالات کا رد کرنے والا نظر نہیں آتا آپ کی تشریف آوری بہت غنیمت ہے ختم مجلس کے
بعد اعلان کر دیا گیا کہ جب تک جناب اعظم میاں تشریف فرما رہیں گے ہر روز مجلس ہوتی رہے گی آپ حضرت
برابر شرکت فرماتے ہیں چنانچہ ۱۳ دسمبر ۱۳۲۷ء سے سلسلہ نماز جماعت اور بیان مسائل اور فقہاء مجالس شروع ہو کر
۱۱ جنوری تک جاری رہا جن میں علان صل شبہات در جواب اعتراضات کے اتحاد اتفاق اور محاسنہ ابھی کے
فوائد، مشرکین اور ان کے اہل کے تراشیا کے استعمال کی حرمت اور جن اشیاء کی تطہیر ممکن ہے بعد تطہیر ان کے استعمال

کا جواز حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے فضائل و مناقب اہلبیت رسول کے فضائل و مناقب حضرت امام علی نقی علیہ السلام کے و اہل بیت شہادت، شراد و بیع امر و نہ کا خدا کی جانب سے عقداً سادہ نہ ہو سکتا اور اس کے دلائل و براہین، امامت کی ضرورت اور حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی امامت کا منصوبہ ہونا اور آپ کے فضائل و حالات و ولادت، خداوند عالم عز و مجد کی عدالت اور بندہ کا فائل مختار ہونا اور فائل مجبور ہونے کی لغویت، ابلیس پر تلبیس کا بھی بغرض عبادت پیدا کیا جانا اور اس کے سوا اختیار اور مافرائی سے اسکا مرد و باگاہ ہونا اور اس لیے اسکی خلقت کا شر اور قبیح نہ ہونا اور ہماری نصیحت و عبرت اور معجزہ مافرائی کا نونہ پیش نظر رہنے کے لیے اسکا باقی رکھنا، ناذکی امامیت اور اسکا افضل عبادت ہونا اور مقبلی کا آسہ و ثواب اور عند اللہ اسکا مرتبہ اور تارک ناذ عذاب و عقاب، آیات قرآن مجید اور احادیث شریفہ سے پرچ کا وجوب اور اس کے عقلی فوائد اور شریعت کے مصلح، مکالمہ اخلاق خباب رسالت اکرام الہی کے عقلی فوائد، فضائل و حالات امام محمد تقی علیہ السلام، فضائل اہلبیت شریعت مجلس کے دینی فوائد، انکی بنا کے منقاد اتفاق کے نقصانات، تحصیل علم دین کے فضائل و فوائد، جس راہ رسد دنیہ کی تحریک و وجوب محبت اہلبیت، اتفاق و اتحاد کے فوائد دینی و دنیوی اور بنا اسلام ملک نظام عالم کا اتحاد و اتفاق و اتحاد پر قائم ہونا بنوٹ کا معیار، بنی کے لیے عصمت کی عقلی ضرورت، پیغمبر آخر الزمان کا خاتم النبیین ہونا، آنحضرت کے مراتب و درجہ حالات معراج اور اسکا امکان، منکرین معراج کے شبہات کی رد و دلیل عقل و نقل، وجوب مووت امامیت اور اہل مووت کے مراتب پر نہایت تیز روشنی و الہی اور فطرتی اسلام علی انھیں برادران امامیت نہایت متاثر و مخطوط ہوئے اور جو شتی المذہب حضرات شریک مجالس بنوٹ تھے بھی بہت جوشی سے شریک ہوئے اور اپنی جائزہ شیعوں کے اسباب اور نیز اپنی مسجد میں جلسہ ہائے عام منعقد کیے جناب داعی کی دعوت بھی کی اور اپنا ہمان بھی کیا جسے جناب داعی نے اس شرط کے ساتھ منظور کیا کہ ان کی دعوت و ہمانی میں بجز اہل اسلام کے مشرکین کے ہاتھ کی کوئی ترجیح استعمال نہ کی جائے،

مذکورہ بالا مجالس کے علان پر ایوٹ گفتگو میں بھی ہوتی رہیں اور جو شبہات و اعتراضات پیش کیے گئے انکے اطمینان بخش جوابات دیدیے گئے۔ یہ شبہات و اعتراضات وہی تھی جو اکثر اوقات و مایوں و داروں

۷۷ مجلس حضرت امامت نے شیعوں کے امام بارہ میں ۲۲ دسمبر ۱۳۲۷ء کو منعقد فرمائی تھی۔

۷۸ یہ مجلس بھی حضرت امامت نے شیعوں کے اسبابہ میں ۶ جنوری ۱۳۲۹ء کو منعقد فرمائی تھی۔

۷۹ یہ مجلس بھی حضرت امامت نے اپنی مسجد میں ۲۲ رجب مطابق ۶ جنوری کو جناب اغا کے کپالہ جانی کے بعد منعقد کی اور جناب داعی کو کپالہ سے باصرار تام طلب کر کے اس مجلس میں بیان کی رحمت دی۔

اور قادیانوں کی طرف سے پیش کیے جاتے ہیں اور بعض ایسے بھی تھے جو مومنین کی غلط فہمی کا نتیجہ تھے جو جہاں
پلنے کے بعد رخ ہو گئی، تفصیل موجب تطویل ہے مگر ناظرین کی دلچسپی و آگاہی کے لیے بعض شبہات اور
اُس کے جوابات لمحاظ ترتیب متنفساً بطور سوال جواب حسب ذیل ہیں۔

ج۔ جب انسان ریاضت کرتے کرتے خدا بخود ہو گیا تو پھر اُس کو نماز دروزہ کی کیا ضرورت رہی
خدا سے کوئی متحد نہیں ہو سکتا۔ ایک مثال امر ہے اور اسکا اعتقاد انسان کو اسلام سے خارج کر دیتا ہے
غور کرنے کی بات ہے کہ جناب سالک سب، جو دو خاتم النبیین اور افضل الانبیاء و المرسلین اور جامع جمیع
صفات کمال اور جمیع مخلوقات الہیہ میں بے مثل و بے مثال ہونے کے اس مرتبہ تک پہنچ سکے
تو پھر کسی دوسرے کی کیا ہمتی ہے جو خدا سے متحد ہو سکے حالانکہ جو ریاضت اپنے فرامی اور جہد و مجاہد
اپنے کی وہ نہ کسی بشر سے ہو سکتی نہ ہو سکتی ہے یہاں تک کہ خود اُس محبوب و حقیقی نے اپنے حبیب کو
کثرت عبادت سے روکا اور ارشاد فرمایا اظہر ما ازلنا علیک القرآن لنشقی الیٰ طابہ مرتبہ
اس تعب مشقت کے لیے قرآن ازل نہیں کیا گیا، لیکن اب اس ہمد نماز دروزہ و ذکر و دعا و غیرہ آپ سے
ساقط نہیں ہو سکا اور ہم عمر کی عبادت میں گزری اور زندگی بھر آپ حق عبادت و معرفت کے ادا نہ ہو سکا
اعتراں فرماتے رہے اور ما عبدناک حق عبادناک و ما عرفناک حق معرفتناک آپ کا
ذلیلہ رہا کیا پھر اب آپ انصاف فرمائیے کہ اگر کسی شخص کو ریاضت کے بعد خداوند عالم سے اس حد کا قیام
وصال ہو جائے کہ پھر اُس کو عبادت و ریاضت کی احتیاج نہ رہے تو ایسے شخص کا مرتبہ آنحضرت سے
زائد تسلیم کرنا پڑے گا یا نہیں اور ایسا شخص جو کسی شخص کے مرتبہ کو آنحضرت سے بڑا دے و مسلک کہا
جائے گا یا کافر۔

ج۔ قادیانی کہتے ہیں کہ آنحضرت پر نبوت ختم نہیں ہوئی بلکہ ہر زمانہ میں بنی کے ہونے کی ضرورت ہے
اور لفظ خاتم بمعنی مہر ہے اور خاتم النبیین کے معنی یحییٰ بن مریم حضرت کی تصدیق سے آتے ہیں اور
اس بنا پر آپ کے بعد کسی بنی کا آنا ناممکن نہیں ہے

ج۔ یہ ایک عقلی مسئلہ ہے کہ ہر زمانہ میں حجت خدا کا ہونا ضروری ہے جبکہ ہم وجود امام کے ثبوت میں
پیش کرتے ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حجت بنی مریم ہو مگر چونکہ مسئلہ امت سے اس وقت
بحث نہیں ہے اس لیے اس سے قطع نظر کر کے یہ دیکھا جا سکتا ہے کہ یہ زیر بحث میں لفظ خاتم
یعنی مہر کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا کہ قرآن مجید و انبیا الہیہ کا مجموعہ ہے اور ہر کس و نا کس کی یہ مجال
نہیں ہے کہ الفاظ قرآن کو جن معنی پر چاہے اپنے مطلب کے موافق محمول کر لے و بنیادی حکومتوں

کے قوانین میں مشترک لفظوں کے وہی معنی قابل اعتبار ہو سکتی ہیں جو ان قوانین کے جاننے والے بیان کریں نہ ہر کس ذاکس کے بتلے ہوئے معنی جن پر کوئی عاقل بھروسہ نہیں کر سکتا لہذا ہر کوئی یہ غور کرنا چاہئے کہ خود آنحضرت نے اس لفظ کے کیا معنی ارشاد فرمائے ہیں کیونکہ قرآن آپ ہی پر نازل ہوا اور آپ ہی اُسکے معانی سمجھانے کے لئے مبعوث ہوئے آپ نے متعدد دفعوں اور متعدد مقامات پر صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، یہ مسئلہ اہل اسلام میں متفق علیہ ہے اور آپ کی ختم نبوت کا اعتقاد منجملہ ضروریات دینیہ ہے اور منکر اسکادائرۃ اسلام سے خارج ہے اور اگر بغیر ضروریات ہم آنحضرت کے بعد اقبائے سلسلۂ نبوت کو بھی تسلیم بھی کر لیں تو ہر کوئی دینی نبوت میں اوصاف نبوت دیکھنے کی ضرورت ہے اور منجملہ اُنکے یہ ہر کون بزرگوار رب العزت سے تعلیم پا کر اہود نیا کی دنگا ہوں اور دنیاوی مدرسین کا حق تعلیم اسکے ذمہ نہ ہو، ہم نے جب تک کوئی بغیر ایسا نہیں سنا جس نے دنیاوی مدرسین سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا ہو یا کسی علم و فن میں اُسکا امتحان لیا گیا ہو اور ن فیل ہو گیا ہو مگر صاحب انجمنی کے علم کی یہ حالت تھی کہ غمخاری کے امتحان میں فیل ہو گئے پھر جو دنیا کی غمخاری کی قابلیت نہ رکھتا ہوں دین کی غمخاری کیا کرے گا۔

س شر اور خیر اچھائی اور برائی جو کچھ ہوتی ہے اُسکا فاعل خدا ہے یا بندہ یعنی علماء تو یہی کہتے ہیں کہ سب خیر و شر خدا ہی کی طرف سے ہے خلقی لہذا انسان ضد حیفا انسان کے بس کی کوئی بات نہیں۔ ج خدا کی طرف شر کی نسبت دینا اُسکی ذات میں عیب لگانا اور اُسکو ناقص سمجھنا ہے اس لئے کہ شریک قبیح چیز ہے جسے مجھ ایسا گنہگار بندہ بھی اپنے لئے پسند نہیں کر سکتا جو جانیکہ خدائے کامل الذات و کامل الصفات! حضرت فہل تیج کے صادر ہونے کے وہی سبب ہوتے یا فاعل تیج اُسکے قبیح ہے واقع نہیں ہے یا واقع تو ہے مگر ضرورت و احتیاج مجبور کرتی ہے اور خداوند عالم نہ جاہل ہے نہ قلیل اُسکی ذات ہر فعل کی اچھائی اور برائی کی عالم ہے اور اُسے کسی چیز کی حاجت نہیں ہوں مستغنی بالذات ہے،

س خدا نے جو کچھ ہمارے لئے لکھ دیا ہے وہی ہوگا اُسکے خلاف نہیں ہو سکتا ورنہ اُسکا علم مبدل ہے جمل ہو جائے پھر ہم فاعل غمخاری کیونکر ہو سکتے ہیں؟

ج خدا کا علم ہمارے فعل میں مؤثر نہیں ہے خدائے کو کچھ لکھا ہے اپنی طرف سے ہر کوئی مجبور کرنے کے لئے نہیں لکھا ہے بلکہ جو کچھ ہم سے وقوع میں آئے والا تھا اور جسے ہم اپنے اختیار سے کرنے والے تھے اور ان اپنے علم ازلی سے اُسکو جانتا تھا اُسکی اُس نے لکھ دیا اُسکا یہ علم ہمارے افعال کا باعث نہیں

ہے بلکہ ہمارا اختیار ہمارے افعال کا ذمہ دار ہے مثلاً اس کے کہ اگر آپ کا کوئی بچہ کسی مقام پر چلے اور آپ اس کے عادات و اطوار سے وہاں کے لوگوں کو پیسے سے مطلع کر دیں اور تبادیں کہ اس سے ایسے ایسے افعال سرزد ہوں گے تو آپ کا یہ علم اُس کے افعال کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔

خداوند عالم نے ہیں جس کام کے کرنے کا حکم دیا ہے اُس پر ہر کو قدرت بھی عطا فرمائی ہے اور جو کام ہماری طاقت سے باہر ہے اس کے بجائے حکم بھی نہیں دیا اور قدرت و اختیار عطا کرنے کے بعد اس کا یہ علم کہ ہم اس کام کو کر سکیں یا نہ کر سکیں ہمارے کرنے یا نہ کرنے میں مؤثر نہیں ہے البتہ اگر وہ ہیں قدرت نہ دیتا تو ہم کہہ سکتے تھے کہ جب خدا نے ہر کو مجبور کر دیا تو ہر سب کچھ اُسی کی طرف سے ہے، خلاصہ یہ کہ جس کام کی نسبت ہماری طرف دی جاتی ہے نہ ہمارا فعل ہے اور ہمیں اُس کے فاعل ہیں،

میں جب خداوند عالم عادل ہے اور ہر اُس کی طرف سے نہیں ہے تو اُس نے شیطان سے شریر کو کیوں پیدا کیا جس سے ہیں نقصان پہونچتا ہے؟

ج۔ شیطان کی خلقت بھی شمل ہماری خلقت کے عبادت کے لیے تھی شر کے لیے نہ تھی چنانچہ اُس نے ایسی عبادت کی کہ مقرب بارگاہ الہی ہو گیا مگر جب سورا اختیار سے خدا کی امرانی کی تو خود درگاہ قرار پا گیا اور اب اُس کا باقی رکھنا ہمارے فائدہ کے لیے ہے تاکہ ہم اُس سے نصیحت حاصل کریں اور خدا کی امرانی نہ کریں ایک ہی ذات میں دونوں ہماری پیش نظر ہیں جو بندہ اپنے اختیار سے احکام الہی کی پابندی کرے گا مقرب بارگاہ ہو گا جو اپنے سورا اختیار سے امرانی کرے گا مردود بارگاہ قرار پائیگا۔ بہر حال شیطان کی خلقت اور اُس کی قیاد دونوں خیر پر مبنی ہیں شر کا نہیں لگاؤ نہیں ہے

میں خداوند عالم نے بعض لوگوں کو الدار بنایا اور بعض کو غریب اُس میں خدا کی عدالت کو نہ ثابت ہو سکتی ہو؟

ج۔ کسی کا الدار یا غریب ہونا اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ خدا ہی نے الدار یا غریب بنایا، خدا نے دنیا کو عالم اسباب بنایا ہے ہر کو سب کو کوشش کی قدرت دی ہے انسان کبھی تو کو کوشش ہی نہیں کرتا اور اسباب ہم نہیں پہونچتا اور کبھی تو کوشش کرتا ہو مگر نقص مناسب یا ہم نہیں پہونچتا اس وجہ سے غربت میں مبتلا رہتا اور جو شخص مناسب ہی تو کوشش کرے نہ اسباب ہم پہونچتا ہو وہ الدار ہو گا اور نہ اگر کوشش نہ کرے اللہ ربنا ہو اور خدا ہی علاج کرے ہو غلام تھا اور اگر انسان نہ کرے کوشش اور نہ اسباب فراہم کر لے کہ بعد بھی مبتلا غریب رہے اور اس کے مقابلہ میں اس کو کہا جاسکتا کہ یہ دونوں باتیں خدا ہی کی طرف سے ہیں مگر اس صورت میں بھی عدل خداوند عالم میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا جس کو دولت مند بنا نامفید تھا اُس کو دولت مند بنایا اور جس کو قبلہ غریب رکھنا مفید تھا اُس کو غریب میں مبتلا رکھا، ایک طبیب اپنے مختلف مریضوں کے امراض اور حالات کو دیکھ کر کسی مریض

کو غذا کھا کر کھانا کھانے کیلئے روکتا ہے کیلئے سیر ہو کر کھانا کھانے کیلئے کھانا کھانے کے ساتھ اجازت دیتا ہے کیلئے مرغی غذا میں دیتا ہے کیلئے بھوسہ ملی ہوئی خشاک روٹی تجویز کرتا ہے فرض ہر ایک کے لئے مختلف سورتیں غذا کی تجویز کرتا ہے ہر کوئی شخص اس طبیب کو غیر عادل کہہ سکتا ہے؟ ہر گز نہیں بلکہ یہ اس کی عین عدالت اور صحت مینی ہے،

دوسری مثال آپ اپنے چند بچوں میں سے کیلئے پیسہ دیتے ہیں اور کیلئے نہیں دیتے کیلئے زور دیتے ہیں کیلئے کم دیتے ہیں اولاد میں سب آپ ہی کی ہیں مگر اس دینے اور نہ دینے یا کم دینے دینے کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے، آپ ان بچوں کے خصائل و عادات سے اس پر اور ان کے مزاج و حالات پر نظر کرتے ہوئے جانتے ہیں کہ کس کو دینا چاہیے اور کس کو نہ دینا چاہیے اور کس کو کتنی مقدار دینا چاہیے جس کو جو مقدار آپ نے دی ہو وہی اس کے اندر اس کی ضرورتوں کیلئے کافی ہے اور جس کو آپ نے کچھ نہیں دیا اسے یا تو اس کی احتیاج نہ تھی یا ان ایسے کاموں میں اس کو صرف کرتا جو اس کے یا دوسروں کے لیے مضر ہوتے اس لیے آپ پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور نہ یہ فعل آپ کا خلاف عدل و انصاف ہے ہمارا خدا مال باپ سے زیادہ ہم پر مہربان ہے اور جو کچھ ہمارے لیے مناسب ہوتا ہے وہی کرتا ہے لہذا اس کی عدالت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا،

میں اچھا ایک بچہ بادشاہ کے یہاں پیدا ہوتا ہے اور ہمیشہ راحت و آرام میں بسر کرتا ہے اور ایک محتاج ماں کے یہاں پیدا ہوتا ہے اور دن کیلیف میں بسر کرتا ہے یہاں یہ دلیل کیونکر جاری ہو سکتی ہو؟ ج یہ نظریہ بھی صحیح نہیں ہے کیا آپ نے بادشاہوں کے بچوں کو فقیر اور فقیروں کے بچوں کو بادشاہ بننے نہیں دیکھا انہیں مناجا اس صورت میں بادشاہ کے بچہ کا بادشاہ کے یہاں پیدا ہونا اس بچہ کے لیے کیا مفید ہوا اور غریب کے بچہ کا غریب کے یہاں پیدا ہونا کیا مضر ہوا خداوند عالم کی عدالت ہر ایک کے لیے کیسا انہیں ہے وہی ایک غذا جو پیدا ہونے کے بعد بادشاہ کے بچہ کو ملتی ہے وہی فقیر کے بچہ کو بھی ملتی ہے لہذا خدا کی عدالت میں کیا شبہ رہ سکتا ہے؟

میں نابالغ غلام اہل اسلام مرنے کے بعد سے قیامت تک کیا ہوگا؟ ج مرنے والا اگر نیک اعمال ہے تو راحت و آرام پاے اور اگر بدکار ہے تو تکلیف و اذیت اٹھاتا ہے؟

میں اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ثواب و عذاب دنیا ہی میں بل جاتا ہے پھر قیامت کا دن کس لیے ہے یہ عقیدہ تو آدمیوں کے قریب قریب مرنے بھی تو دنیا ہی میں مزاج و احوال کے قائل ہیں؟

ج اہل اسلام اور آریوں کے عقیدہ میں بڑا فرق ہے آریوں کے عقیدہ کے موافق جزایا سزا دینا ہی میں لمبائی ہے اور عین ختم ہو جاتی ہے اور جزایا سزا پانے والے کو کوئی احساس نہیں ہوتا اور اہل اسلام کے عقیدہ کے موافق جزا سزا پانے والے کو احساس بھی ہوتا ہے اور جزایا سزا دینا ہی میں ختم بھی نہیں ہوتی بلکہ جو کچھ کمی رہ جاتی ہے قیامت کے دن پوری ہوگی

س اس سے تو عدالت خداوندی میں نقص لازم آتا ہے اس لئے کہ اگر کسی شخص کے گناہ قلیل ہیں تو بھی قیامت تک متلائے عذاب رہیگا اور جس کے گناہ زیادہ ہیں تو بھی قیامت مذہب رہیگا اور جس نے اعمال نیک کیے ہیں تو قیامت تک تکمیل ثواب کا منتظر رہیگا۔

ج آپنے میرے جواب کو غور سے سماعت نہیں فرمایا اب توضیح سے سماعت فرمائیے ہر شخص کو مقدار اہل کے موافق جزا یا سزا ملتی ہے اور معین ہے ایسا نہیں ہے کہ جس کے گناہ کم ہوں اسکو گناہ سے زیادہ سزا دی جائے ہزار موت ہی کے دقت سے شروع ہو جاتی ہے اور اس کا عذاب یہ ہے کہ اگر گناہ تھوڑے ہیں تو سزات کی سختی سے اس کی سزا پوری ہو جاتی ہے اور اگر اس زبان میں تو فشار قبر سے اسکی مکافات ہو جاتی ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ ہیں تو قیامت تک مذہب رہیگا اور اگر اس سے بھی بڑے ہوں تو ابلا بلامتلائے عذاب رہیگا، مثال اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص خلاف قانون گورنٹ کسی جرم کا مرتکب ہوتا ہے تو کبھی تو جرم ایسا ہوتا ہے کہ اسکو صرف بید کی سزا دی جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قید بھی کیا جاتا ہے مگر قید کی مدت کم رکھی جاتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ قید کی مدت زیادہ کر دی جاتی ہے کبھی بے مشقت قید موتی ہے اور کبھی بامشقت اور اگر ان سب اسکا جرم بڑا ہوتا ہے تو جس دوا کی سزا دی جاتی ہے یہی حال لعینہ اس سزا کا سمجھ لیجئے جو خدا کی طرف سے ملے گی

س ایک گناہ گار قیامت سے سو برس سے پہلے مرے اور ایک پچاس برس پہلے اور گناہ دونوں کے مساوی ہیں تو قیامت تک ایک کی سزا زائد ہوگی اور ایک کی کم،

ج جو پچاس برس پہلے مرے اسکی سزا نسبت سو برس پہلے مرنے والے کے مضاعف کر دی جائے گی جس طرح دنیا میں ایک کو قید محض کی سزا دی جاتی ہے اور ایک کو قید بامشقت کی اور ایک کو قید بامشقت شدیدہ کی کیا خداوند عالم ایسا انتظام نہیں کر سکتا؟

یہ تمام جوابات اطمینان بخش و مؤثر ثابت ہوئے جن سے حضرات اہلسنت نے بہت کافی اثر لیا اور فریقین اسلام نہایت مخلوط و متاثر ہوئے اور مدد کے حرم خدمات اور اسکی ضرورت کے متوطن

اور جناب غلط کے نہایت مداح رہے جن مومنین میں باہمی منازعت تھی و تبدیل بمصاحت ہو گئی اور ایک مدرسہ دینیہ کا بھی بندوبست ہو گیا جو معلم بننے کے بعد جاری ہو جائیگا۔

خجہ کے ضروری احکام

یہاں کل ۹ گھنٹہ شاعشری خوجوں کے ہیں جنکی مالی حالت فی الحال کمزور اور اخلاقی اور مذہبی حالت بھی قابل اصلاح ہے یہاں صرف ایک امام بارگاہ ہے مسجد کو کئی نہیں ہے مدرسہ دینیہ کوئی نہ تھا مگر امید ہے کہ عن قریب جاری ہو جائیگا، یہاں عیسائی مشن بڑی قوت سے کام کر رہا ہے اور فیصدی ۱۹۵۰ فریقی عیسائی ہیں قادیانی اور آریہ بھی کبھی کبھی آتے رہتے ہیں، لکپاس کی تجارت ہوتی ہے، خطین کو جنوری سے پہلے یہاں آنا چاہیے اور قولوا قولاً لینا پر عمل کر کے حکمت اور موعظہ حسنہ سے فرما کر تبلیغ کو ادا کرنا چاہیے۔ جناب غلط کے اس مختصر قیام میں توحید حقیقی انکے دلوں میں رائج ہو گئی ہے البخرہ و انشرک لکم من اللہ کا عقیدہ دلوں سے نکل چکا ہے فضائل الہدیت کی روشنی سے بقدر تحمل تنور ہو چکے ہیں اور اکثر امور اعتقادی عملی میں راہ رہت پر آگئے ہیں۔

کمپالہ۔ دو گنٹہ ۱۔ ۲، جنوری کو جب سے روانہ ہو کر اسی روز دس بجے دو کمپالہ پہنچ گئے مگر دن ہی بھر کے قیام کے بعد شام کو جب کے برادران اہلسنت نے ملیغون سے اطلاع دی کہ ہیں اپنی خصوصی کے وقت یہ خیال نہ کہ کل روز بشت و معراج حضرت رسول ہے آپ کے تشریف لے جانیکے بعد خیال آیا اور ہم نے خاص اپنی مسجد میں ایک مغل کا نظام کیا تمام برادران اسلام کی متا ہے کہ آپ ہی اس مغل میں اپنے بیان سے مخطوطہ فرمائیں چونکہ جناب داعظ اہل کمپالہ کے ہمارے ہو چکے تھے اس لیے ان کے امبارگاہ میں شب ایک مجلس پڑھا نہیں بہت کچھ سمجھا بجا کر ۸ جنوری کو دوپہر کے بعد پھر جب کے طرف روانہ ہو کر قریب شام خجہ پہنچ گئے شب کو مغل منعقد ہوئی مجمع بہت کافی تھا مسجد بھی خوب آراستہ تھی دو گنٹہ تک بیان کا سلسلہ جاری رہا سامعین نہایت متاثر و مخطوطہ اور مغل نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی، ۹ جنوری کو جناب داعظ نے کمپالہ کی روانگی کا اراد کیا مگر سیٹھ آدم علی بھائی بوہرہ نے باصرہ تمام ۱۱ جنوری کو روک رکھا اور کسی طرح رخصت پر رضامند نہ ہوئے، اس تین روز کے عرصہ میں نماز جماعت بھی ہوتی رہی اور تین مجلس بھی ۱۰، ۱۱، ۱۲ جنوری کی شب کو امام بارگاہ میں منعقد ہوئیں اور بعض حضرات نے تجزیہ و تکفین ہریت کے مسئلے ضروریہ استقار کیے نہ بھی انکو سمجھا دیے گئے اور ۱۲ جنوری ۱۹۲۹ کو سیٹھ صاحب صوفی نے اپنے ہمراہ اپنے موٹر پر بٹھا کر کمپالہ پہنچا دیا۔

(باقی آئندہ) ناچیز میر

فہرست قوم اعانت مقبرہ غیر مقبرہ رابت ماہ فروری ۱۳۳۸

مستقبل

غیر مستقبل

عالمجانب محمد جمال صاحب مدرس	عالمجانب راجہ سید محمد اکبر علیہ الفنا صاحب ماہ
راہ پور اسٹیٹ	پنڈر اول
عالمجانب سید کاظم حسین صاحب رنگ باد	عالمجانب آئی بخش صاحب پوگر ڈیرہ
ضلع کبیری	انجیل خاں
عالمجانب محمد ود صاحب خیر شاہ کبیری	عالمجانب لطاف علی شاہ صاحب جہون
عالمجانب سید محمد رضا صاحب ہیں	اللہ بخش صاحب ذیلدار ضلع میانوالی
عالمجانب سید مظفر حسین صاحب کیل	عالمجانب سید علی شاہ صاحب پشاور
ستیا پور	عالمجانب سید غلام عباس صاحب کٹیری
عالمجانب اب غایت حسین خان صاحب	ریاست پٹیار
عالمجانب علی بیگ صاحب ہونے لیس پور	بدر علیہ عالمجانب مولوی فضل علی صاحب
علاقہ میسور	عالمجانب حسن بخش صاحب ملتان
	عالمجانب سید ذکی رضا صاحب رجب پور
	عظیم گنج

اللہ

اللہ

میزان کل

۹۳۲

سید بخش حسین ہندو لکڑہ بدست الامین لکھنؤ
۵ مارچ ۱۳۳۸

قومی زندگی کا مظاہرہ
عظیم کی لہجہ سے تو رکھنا نظر

أَفْضَلُ الْبُيُوتِ فِي عِيَادِ مَسَاهِدِ الْعَالَمِينَ لِأَنَّهَا لَكَ مُبَارَكَةٌ وَأَمِينٌ

شیک سیری نادر اور میری عبادتیں اور میری زندگی اور موت تمام غلام کے پروردگار راشد کے لئے ہے
جسکا کوئی شریک نہیں ہوا اور جسکا حکم مجھ کو دیا گیا ہوا اور میں ممان ہوں،

دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں جو جسے سال میں کچھ دن اپنی قومی مسرتوں کے اظہار اور قومی زندگی کے مظاہرہ کے لیے معین نہ کیے ہوں، ہندوستان کے طول و عرض میں اگرچہ مختلف قومیں آباد ہیں مگر وہ قومی اس ملک کی روح رواں ہیں نہ صرف تین ہیں ہندو مسلمان، عیسائی، ہندوؤں کے ہتواروں میں سب سے بڑے دو ہتوار ہیں ہولی اور دیوالی اور عیسائیوں میں سب سے زیادہ خوشی کا روز کرسمس ہواور مسلمانوں میں اگرچہ متعدد ایام ایسے ہیں جن میں عید منائی جاتی ہو مگر عید فطر اور عید اضحیٰ سب زیادہ مسرت کے ایام شمار کیے جاتے ہیں، ہولی کا ہتوار سردی کا موسم ختم ہونے اور بہار کا موسم شروع ہونے کی یادگار ہے۔ دیوالی کا ہتوار لٹکا کے راجہ راون پر راجہ رام چنڈی کی قیامی کا دن ہے مگر سس حضرت عیسیٰ علی نبینا و اکرم علیہ السلام کی پیدائش کا روز ہے عید فطر حکم خدا کی تعمیل میں کامل ایک مہینہ تک روزہ رکھنے اور اس عبادت کے پورا ہونے کی خوشی میں منائی جاتی ہے عید اضحیٰ ایک بنی زان کے ذبح سے بچ جانے اور فرغیہ حج کے ادا ہوجانے کی مسرت میں خاص اہل اسلام کا طرہ امتیاز ہے،

یہ مختصر فرست ہندوؤں، مسلمانوں، عیسائیوں کے بڑے بڑے تھواروں اور عیدوں کی تھی جبکہ پیش کرنے کے بعد ہیں یہ غور کرنا چاہیے کہ ان میں سے کون سا تھوار یا کون سی عید ایسی ہے جو محض خدا کے واسطے منائی جاتی ہے اور جسکی مسرت کا اصلی سبب محکم خدا کی تعمیل ہی،

ہفت نڈوں میں بھی بعض دن ایسے چھینٹے ہوتے (روزہ رکھتے ہیں لیکن وہ روزہ کیسے ہوتے ہیں وہ بھی ان کی طرح کی طرح تمام دن آب و غذا کو ترک کر دیتے ہیں اور کل کو لازم زندگی سے دست بردار ہو جاتے ہیں، سو کھانے کی چیز کے جو محض عورتوں سے مخصوص اور پورے ایک شب دروز کا برتسمہ رکھتی ایسا نہیں کر جیسے وہ بھڑا ناچ کے کسی دوسری چیز کے ترک کر دینے پر دہم کی رومی مجبور ہوں اور جس کی مدت ایک

دن سے زبان ہو نجات اہل اسلام کے جو رمضان کا پورا مہینہ اسی حال میں بسر کر دیتے ہیں اور ترک آبِ خدا کے ساتھ جس پر حیات انسانی کا دار مدار ہے نہ اپنے تمام خواہشات اور لوازمِ حیات سے اس طرح دست بردار ہو جاتے ہیں کہ ان کے تمام اعضاء و جوارح روزہ دار بن جاتے ہیں، دن بھر روزہ رکھنا شب بھر بیدار رہنا اور اٹھوں پہر ادا لے واجبات و مستحبات میں مصروف رہنا اور جو فرائضِ علان اس ماہ مبارک کے روزوں کے اُسپر عائد کیے گئے ہیں ان سب کا بھی دستور ادا کرتے رہنا آسان نہیں ہے نفس انسانی کبھی اپنی خواہش سے ایسی پابندی کو گوارا نہیں کر سکتا مگر یہ سب اُسی کے حکم کی تعمیل ہے جس نے اُن کے ساتھ اپنی توفیق کو بھی ہمارا تو بننا کر صرف ایک مہینہ بھر میں بھروسہ مل خیر کا ایسا عادی بنا دیا ہے کہ اب اُسکی مفارقت ہمیں اپنے عزیز ترین اعدا اور قریب ترین اقربا سے زبانِ شاق و ناگواری گزرتی ہے

۲۹ یا ۳۰ رمضان کی شام کو اس لمبا بارک کے اختتام کی خبر لہلہل میہ کے روزنا ہونے سے معلوم ہوتی ہے اور دوسرے دن صبح کو تمام مسلمان اس عبادت کے پورا ہو جانے پر شکر الہی بجالاتے ہیں اور فریغیہ سحری کے ادا کرنے کے بعد ہی اُن کی قومی زندگی کے مظاہرہ کا آغاز اُن کی اُن مستزوں کی اعتقاد ہو جاتی ہے جو انھیں اُن کے بروز و گار کی بارگاہ سے قریب کرتی چلی جاتی ہے۔

فدا فله من تزکی و ذکر اسود بن زھریہ بیشک نجات بائی اُس شخص نے جس نے زکوٰۃ (یعنی سورہ اعلیٰ) ادا کی اور اپنے پروردگار کا نام چاہے نماز پڑھی۔

سب سے بشرط استطاعت وہ زکوٰۃ نفاذ کرتے ہیں اور قبل اسکے کہ وہ خود اپنے اکل و شرب کی طرت متوجہ ہو اپنے اُن متحق بھائیوں کے اکل و شرب کی فکر کرتے ہیں جن کے پاس مال بھر کی بسر برد کا سامان نہیں ہے اور اپنے تمام متعلقین کی جانب سے ایک صلحِ خدا سے غالب یا اُس کی قیمت بازا کے مبادو سے کمال کر انکی خدمت میں پیش کر کے اس فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں اور چونکہ اُن اہل حاجت سے سوال نہیں کیا ہے اور دینے والوں نے اپنی طرت سے نہیں بلکہ خدا کے حکم کی تعمیل میں دیا ہے اور جو حق اُن کا خدا نے اُن پر واجب کیا تھا وہی اُن کو پہنچایا ہے لہذا اُس کے قبول کر لینے میں کوئی تنگ و غار نہیں ہے اور یہ ہیلا طریقہ ادا سے شکر خدا کا تھا

زکوٰۃ نفاذ کرنے کے بعد اب وہ اپنے پروردگار کی تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تقدیس و تہجد ادا کرتے ہیں مسجد جامع کا رخ کرتے ہیں اور وہاں سب ملکر نماز عید بجا کرتے ہیں اور اُن کی قومی زندگی کا ثبوت دیتے ہیں اور ایک دوسرے سے مصافحہ و معافہ کر کے اخوة ایمانی کی تجدید میں مصروف ہوتے ہیں اور یہ دوسرا طریقہ ادا سے شکر الہی کا ہے،

زکوٰۃ فطر کا فلسفہ

صدر اسلام میں اہل اسلام کی مالی حالت اس قدر کمزور تھی کہ زکوٰۃ الہ کے حکم کا کوئی موقع نہ تھا لہذا ایک مذکورۃ الصدر میں مراد زکوٰۃ سے زکوٰۃ فطر ہے اور چونکہ خداوند عالم نے زکوٰۃ کا ذکر صلوٰۃ سے پہلے فرمایا ہے لہذا اس سے دو باتیں متباد ہوتی ہیں ایک یہ کہ زکوٰۃ فطر ماہِ سیام کو دزدن کا ضمیمہ اور ان کی تکمیل کا ذریعہ ہے جیسا کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہے اور اسی وجہ سے قبل نماز عید اسکا ادا کر دینا یا کم از کم علیحدہ کر کے رکھ دینا ضروری ہے دوسرے حقوق عباد کی عظمت جو اس زمانہ میں بالکل ہی نظر انداز کر دی گئی ہے حالانکہ خداوند عالم نے اسکو اپنے حق سے محروم کر دیا ہے اور اس تقدیم سے گویا اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہو کہ حقوق عباد کی عظمت کا لحاظ حقوق خدا کی تعظیم کا مقدمہ ہے جو لوگ حقوق عباد کو پس پشت ڈالیں ان سے حقوق خدا کے ادا کرنے کی امید بھی نہ رکھنا چاہیے اور سمجھ لینا چاہیے کہ ان کے قلوب خوف خدا سے خالی اور محبت و ہمدی سے ماری ہیں۔

دنیا میں کوئی قوم ایسی نہیں ہے جس میں اہل استطاعت اور اہل حاجت دونوں کا وجود نہ ہو اور کوئی ملت ایسی نہیں ہے جس میں امرا اور فقرا نہ پائے جائیں مگر یہ سب اللہ کے بندہ ہیں اور بحیثیت عبادت کسی کو کسی پر کوئی تفوق و افضلیت نہیں ہے سب یکساں اور مساوی ہیں، چنانچہ روزِ دل کے وجوب کی مصلحت بھی یہی ہے کہ امیر و فقیر سب یکساں ہو جائیں اور امر افاقوں کا ذائقہ اور بھوک کی تکلیف محسوس کر کے فقر کی قدر کریں اور اس قدر روحِ احساس کو زکوٰۃ فطر کے ذریعہ سے ظاہر کر کے اسلامی اخوۃ اور ایامی محبت و ہمدی کا ثبوت پیش کریں،

اہل حاجت کو خداوند عالم نے دستِ سوال دے کر رکھنے کی ممانعت فرمائی ہے اور اہل استطاعت پر انکے کچھ حقوق واجب کر دیے ہیں تاکہ اہل استطاعت اہل حاجت کی خبر گیری کر کے اپنا احسان قبول کریں اور اہل حاجت کو اس کے قبول کرنے میں تنگ دماغ نہ ہو سکیں کہ یہ حق خدا کا دلایا ہوا ہے کسی نے اپنی طرف اور اپنی جیب سے ادا نہیں کیا،

نماز جماعت کا فلسفہ

جانبِ اقدس الہی عوام کو اپنے بندوں کی خاکساری و تواضع اور انکسار و فروتنی کے بعد جس قدر مساوات باہمی کا منظر پسند ہے اتنا شاید ہی کوئی دوسرا پسند ہو اہل اسلام مختلف طریقوں سے اپنی

تعلیم دی گئی ہے اور مختلف عنوانوں سے اس کا مظاہرہ مطلوب شرعی رہا ہے گران سب میں بہترین طرق و عمد ترین عنوانات نماز جماعت ہے جس میں شاہ و گدا امیر و فقیر حاکم و محکوم رئیس و مردوس غلام و آزاد سب کے سب دوش بدوش ایک صف میں بغیر کسی فرق و امتیاز کے ایک امام کی اقتداء میں خدائے وحدہ لا شریک کے دربار میں کھڑے ہو کر اس کی عبادت بجالاتے ہیں ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہیں ایک ساتھ رکوع کرتے ہیں ایک ساتھ خدا کے آگے سر جھکاتے ہیں ایک ساتھ بیٹھتے ہیں ایک ساتھ اٹھتے ہیں ایک ساتھ ناکر کو تمام کرتے ایک ساتھ شکر خدا ادا کرتے ہیں ایک ساتھ دستِ عادر گاہ قاضی الحاجات میں بلند کرتے ہیں درناؤں کے بعد باہمی مصافحہ اور موائفہ سے اپنے دلوں کی صفائی اور باہمی محبت کا اظہار اور اخوت اسلامی کی تجدید کرتے ہیں،

نماز ہمارے یومہ میں جماعت کی بہت تاکید ہے اور علان نماز ہمارے اجلیہ کے کسی مستحب و مرغبت کا حکم نہیں ہے مگر نماز عیدین اس حکم سے مستثنیٰ ہو گئی ہے کہ یہ دونوں نمازیں اگرچہ زمانہ غیبت امام میں مستحب ہیں اور اسلئے انھیں سلسلہ ۱۱ اور ۱۲ میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے مگر جماعت سے ادا کرنا افضل و اولیٰ ہے اور نظائر مطلوب شرعیہ یہ ہے کہ قبل نماز جمعہ کے اس نماز میں بھی تمام مومنین ایک مقام پر مجتمع ہو کر اپنی قومی زندگی کا مظاہرہ اور ملی و مذہبی بیداری کا ثبوت دیدیں،

یہی ہماری مسرتیں ہیں اور یہی خوشنما منظر ہے جو ہمیں دوسروں سے ممتاز کر رہا ہے اور ہمارے تمام حرکات و سکنات اور ہر نقل و حرکت اور ہر فرحت و مسرت محض الہی احکام کی تعمیل و التبتہ ہے اور جس عمل میں التبت کا لگاؤ نہ ہو ہمارے کسی کام کا نہیں،

توسو نفقات

ہم عید کے روز اپنے اہل و عیال و اطفال اور اپنے واجب النفقہ لوگوں پر معمول سے زبانِ حسیب کرنے کے بھی مجاز ہیں اور ان لوگوں سے بڑھے تو دوسرے اعزاء و اقربا سے بھی صلہ رحم کے ماتحت سلوک کر سکتے ہیں اور پہلے ہمسایہ اور دیگر مستحقین بھی ہمارے اعتبار سے اپنا حصہ لے سکتے ہیں بشرطیکہ یہ ایشاء احد اسراف اور فضول خرچی کو نہ پہنچ جائے اور کوئی خرچ مرضی الہی کے خلاف نہ ہو۔

(ماہر مدبر)

تین منہ نظام نجد کا ایک نچکاں سبق

نجد نوحی اسلام نے زیرِ عدت

اکھوین شوال کا غم انجیر بڑھو

گزشتہ چند سال کے واقعات نے مسلمانوں کے دل میں کچھ ایسے جذبات و دلیت کر دیے ہیں کہ ادھر وہ نجد کا نام لیا جلتے سینے کے اندر خاص تلاطم برپا ہو جاتا ضروری ہے سوال کا مہینہ جس میں منظم نجد کا دور اپنے سال کو ختم کر کے نئے سال میں قدم رکھتا ہے باجیت ارباب ایمان کے لیے ایک پیغام مصیبت بھرا آتا ہے اور محرم کا پیش خیمہ قرار پا جاتا ہے جس میں ایک مرتبہ بے دست و پامصیبت زدہ اپنی ناکامیابیوں کے اوپر بٹھیکر چند آنسو بہا لیتے ہیں، یوں تو نجد کے کارنامہ عمل سے کس کا دل ہے جو صبر و صبر ہو اور کون ہے جو ان تاثرات کا ٹھکانا مل ہوتے ہوئے اُن سے واقف ہو لیکن تاریخی نتیجہ ہے جن حقائق کا انکشاف ہوتا ہے وہ ایک حد تک پرانے میں ہیں اور آگودنیائے کتب کی سیر کی جائے تو اس سرزمین کے اجنبی پر ایک عبرت خیز طلوع حاصل ہوتی ہے کون کہہ سکتا ہے کہ افراد بشر کے طبائع و اخلاق کیا کسی سرزمین کی آب و ہوا یا اثر نہیں کرتی لیکن تجربہ شہد ہے کہ خیر و شر اور ایمان و کفر یا عدل و ظلم میں بھی زمینوں کی تاثیر کافی حصہ رکھتی ہے جس طرح معادن میں کوئی خاک اپنے آغوش میں یا قوت و ذروت کی تربیت کرتی ہے اور کسی گوشہ میں سوسے بے آب پھروں اور سنگرزوں کے کچھ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی اسی طرح افراد بشر میں سرزمین کا اختلاف بڑے تغیرات کو رونما کر دیتا ہے اور شاید انسانی معادن مکعادن الذہب الغضہ میں اس مطلب کی طرف بھی اشارہ مضموم ہو

اسوقت ہم نے قصہ کیا ہے کہ قدیم تاریخ پر نظر کرتے ہوئے اُن فقہ خیز واقعات کی ایک مختصر فہرست لکھیں جو اس سرزمین سے رونما ہوئے اور اس کے ضمن میں اسلام کے ساتھ نجدیوں کی دیرینہ عداوت کا بھی پورے طور پر انکشاف ہو گا،

نجد کا جغرافیہ اور رسول کا ارشاد نجد کے معنی لغت میں بلند حصہ زمین کے ہیں اور چونکہ حجاز اپنے شرق و غرب میں دو قسم کی مختلف زمینوں کا گھرا ہوا تھا ایک نشیب اور دوسری ایک حد تک بلند ایسے اول الذکر حصہ زمین کا نام تھا اور دوسرے دی کا نام نجد ہوا اور حجاز ان دونوں کے درمیانی حصہ

کا نام ہے اور اسی وجہ سے حجاز کا نام حجاز ہوا کہ وہ تمامہ نجد کے درمیان میں حجاز یعنی حائل ہے نجد اپنے حدود کی حیثیت سے پانچ ملکوں میں گھرا ہوا ہے تمامہ یمن، عراق، شام حجاز اور یہ خود حجاز کے مشرقی جانب میں واقع ہے چنانچہ علامہ ابن الکوسی بغدادی نے تاریخ نجد میں لکھا ہے ”نجد قطعاً عظیمہ من جزیرۃ العرب متحد شمالاً بدار الشامہ وشرقاً بعراق العرب والاکساء وجنوباً بالاکحاف والیمن وغرباً بالبحر الاحمر“ یعنی نجد ایک بہت بڑا حصہ زمین ہے جس کے شمالی حدود میں سرزمین شام اور مشرقی جانب عراق عرب اور احسا اور جنوب میں اخفاف و یامہ اور مغربی سمت حجاز ہے تو اگر حجاز کی جانب سے نظر کی جائے تو نجد اس کے مشرق میں واقع ہوگا،

قاموس الاکنہ و البقاع، میں اسکی تصریح کرتے ہوئے صاف لکھ دیا ہے کہ بلاد نجد ہوا لواء الشرق بلاد الحجاز یعنی بلاد نجد میں جو حجاز کے مشرقی جانب میں واقع ہیں اس کے بعد ان اخبار کے منہوم سے پرن بالکل ہٹ جاتا ہے جن میں مشرق کے متعلق طرح طرح کی پیشین گوئیاں کی گئی ہیں امت دلی اور ظلم و ستم مشرق میں ہے صحیح مسلم فقہ بھیس سے اٹھکا جبر سے آفتاب کی روشنی بھیتی ہے صحیح بخاری مشرق سے ایک گرن ایسا ظاہر ہوگا جو قرآن پڑھتا ہوگا لیکن وہ اس کے نیچے نہیں اترے گا، ان اسلام سے اس طرح نکل جائیگا جس طرح کمان سے تیر نکل جاتا ہے خلاصۃ العلوم زینی و حلال اور بعض احادیث میں امام لیکر اس ابہام کو دور کر دیا گیا ہے اور جب صحابہ نے نجد کے لیے دعا کی خواہش کی تو حضرت نے فرمایا -

هناك الزلازل والفتن وبها يطعمه قرن الشيطان و ان تو زلزلہ اور فتنہ براگفتہ ہونگے اور وہیں سے شیطان کا غلبہ ہوگا (صحیح بخاری) چنانچہ تاریخین گذشتہ واقعات کو محفوظ کیے ہوئے رسول کے قول کی صحت تصدیق کر رہی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ نجد ہمیشہ فتنہ و فساد کا گواہ رہا ہے -

نجد کے قدیم باشندے اسلام کے صدیوں پہلے نجد قبیلہ طسم و جدیس کے امرؤلوک کا مسکن رہا کیا اور یامہ میں جو نجد کا صدر مقام ہے ان کا پایہ تخت تھا، اسی دوران میں عارضی طور پر نبی ہمدان بن حمیر نے بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن بعد میں پھر طسم و جدیس نے غلبہ حاصل کیا اور یامہ پر قبضہ کر لیا۔ طسم و جدیس عادی و نمود کی طرح قبل باندہ دبے نام و نشان اس سے ہیں، آخری زمانہ میں معاصی انہی نے ان کی تباہی کے اسباب بنائے اور آخر سوز و جد سے حرف غلط کی طرح محو کر دیے گئے جدیس کے بعض سلاطین کا شرمناک طرز عمل تاریخی اوراق میں محفوظ ہے کہ اس کا حکم تھا جو شادی تازہ ہو عروس شب اول اس کے یہاں لائی جائے، آخر ایک عینت مندر لاکھی نے اپنی شادی کے دوسرے دن کو چھ و بادار میں پھر کر اپنی قوم و قبیلہ کو اشعار کے ذریعہ سے غیرت دلائی لیکن آخر انہی نے اس سلطنت کی صورتیں ظاہر ہو لیں واقعات تاریخ ابن

میں تفصیل سے موجود ہیں مسلم و حدیث کے بعد نجد میں بنی حنیفہ کا غلبہ ہوا جب بعض قبائل آئندہ ہر پہاڑی ہوں گے۔

صدقہ اسلام میں نجد یوکل و حنیفہ شلوک رسالت کا جب کہ سے ہجرت کے مدینہ تشریف لائے اور اپنی نبوت و رسالت کا شہرہ دور دور پہنچے لگاؤ نجد کے رہنے والوں میں سے ایک شخص ابو البراء عمار بن الکلب بن جعفر لایع اس نے حضرت کی خدمت میں آیا اور لہذا اسلام کے بعد عرض کیا کہ اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ انتخاب کو نجد روانہ کریں اور اسلام کی دعوت دیں تو میں امید کرتا ہوں کہ ان لوگ اپنی آواز پر لیا ایک کہیں گے، حضرت نے فرمایا میں ابن نجد کی شہرت سے ڈرتا ہوں۔ اس نے کہا کہ میں انہی جان کا ضامن ہوں، حضرت نے پورے طور پر غور و تہیق لیکر چالیس شخصوں کو اصحاب میں سے اس کے ساتھ روانہ کیا جنہوں نے نجد میں جا کر میرے جوئے ایک کنوئیں کے پاس قیام کیا اور ایک خط عام بن طفیل مروار نجد کے ام لکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ بھیجا اس نے خط دیکھنے سے پہلے قاصد کے قتل کا حکم دیا اہل نجد کو معلوم ہوا تھا کہ وہ ان مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور ان سب کو قتل کر ڈالا، مومنین اس واقعہ کو جنگ میر جوئے سے یاد کرتے ہیں، ملاحظہ ہو سیرت ابن ہشام وغیرہ اس سے اہل نجد کی حیثیت دبر بریت اور خلاف انسانیت تعصب کا پورے طور پر اندازہ ہوتا ہے

دعوت اسلام اور اہل نجد سیرت ابن ہشام میں ہے کہ جناب رسالت نے تمام قبائل کے ساتھ اسلام کی دعوت کو پیش کیا جسکے ضمن میں آپ بنی حنیفہ (اہل نجد) کے جانے قیام بھی تشریف لے گئے اور ان کو خدا پر ایمان کی دعوت دی لیکن جن طرح اہل نجد نے اپنی دعوت کو دیکھا اس کی نظیر کسی دوسرے قبیلہ میں نہیں ملکتی

نجد میں چھوٹے مدعیان نبوت کی کثرت جناب رسالت کی آخر عمر ہی سے غلام بیال دے دروغ گو مدعیان نبوت کی ابتدا ہو گئی تھی لیکن تاریخ کی روشنی میں ڈھونڈنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام عرب میں اہل نجد ہی صحابہ میں سے ظاہر ہوا تھا اور چونکہ قرین کی خاک ہمیشہ سے ایمان کا مرکز رہی تھی اور ان لوگوں کے طبائع ضلالت و کفر اسی سے فطرۃ دور تھے لہذا چند ہی روز میں وہ فتنہ خواہیہ ہو گیا، ابن اثیر نے لکھا ہے کہ اس حوجۃ الوداع کے بعد اعلیٰ نبوت کیا اور حضرت کی زندگی ہی میں قتل کر دیا گیا لیکن نجد سے ایک ہی ساتھ تین شخصوں نے اعلیٰ نبوت کیا، میلہ اور ظلیہ اور سراج او مسلمانوں کو ان کے اہل حق جن نکالیف کا سامنا کرنا پڑا انکا تاریخ کے مطالعہ سے اندازہ ہو سکتا ہے،

مسئلہ کذاب فتنہ امام احمد بن حنبلہ نے اپنی کتاب فتوحات اسلامیہ میں

لکھا ہے کہ مسیلہ بنی حنیفہ کے ایک گرن کے ساتھ رسول کی خدمت میں آیا اور اسلام لایا اور خواہش کی کہ آپ اپنی وفات کے بعد حکومت میں سے لیے قرار دیں حضرت نے انکار فرمایا جس کو دل میں لے کر اپنے شہر یامہ میں واپس گیا اور ادعائے نبوت کر دیا وہ مکتا تھا کہ میں محمد کے ساتھ نبوت میں شریک قرار دیا گیا ہوں، تمام بنی حنیفہ نے انکا اتباع کیا، ابن خلدون نے لکھا ہے کہ بنی حنیفہ یامہ کے رہنے والے قبائل تھے، یا تو حموی نے ہم البلدان میں یامہ کے متعلق لکھا ہے معدودہ من بلاد نجد یعنی یہ شہر بلاد نجد میں محسوب ہے۔

ادرا بن اوسى بن زادی نے جو خود مذہب دہابیہ کے ایک رکن ہیں تاریخ نجد میں لکھا ہے:-
ومن نواحي نجد العارض وهو المسمى بواى حنيفه وباليامه وكان مركزا لما فتح ابن سعود على كافه نجد الحاضرة والبادية يعني نجد کے معاملات میں سے عارض ہے کہ حکماء اوسى حنیفہ اور یامہ بھی ہے اور یہ ابن سود کی حکومت کا تمام شہر دو بہات پر پائے تخت تھا جناب سالٹا کی وفات کے بعد جب حکومت کے معاملات میں ایک حد تک کیسوئی ہو گئی تو حضرت ابو بکر کے حکم سے خالد بن الولید کی قیادت میں ایک لشکر روانہ کیا گیا جس نے اہل نجد سے مقابلہ کیا، یامہ کی جنگ اسلامی تاریخ میں مشہور واقعہ ہے مسلمانوں کا لشکر ۴۰ ہزار اور نجدیوں کی تعداد ۲۰ ہزار تھی آخر سخت معرکہ کے بعد مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا اور مسیلہ قتل ہوا، اس لڑائی میں بہت سے مشہور ہماجرین و انصار کا کام آئے تنہا صحابہ رسول میں سے چھ تنوں کے ساتھ بزرگوار اور دیگر مسلمانوں میں سے چھ سو آدمی شہید ہوئے، یہ تاریخ پھر کا واقعہ ہے وہ کچھ تاریخ نہیں وغیرہ

اہل نجد اور مذہب خواہج تفسیر ائقنہ جو نجد کی ہوا کا تربیت یافتہ ہے فتنہ بخارج ہے، جنگ مضرین میں حضرت امیر المومنین کا فی الحقیقت ہو گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک سمجھتے ہوئے انکے قتل و غارت میں مصروف ہو گیا اور آخر جنگ نہروان میں امیر المومنین کی تلوار سے قتل ہوا اوس میں اگر غار قطر سے نجس کیا جائے تو اکثر فردیں اہل نجد میں سے دکھائی دینگے، ہم نے اسکو اپنی عربی کتاب ”کشف النفاق“ عن قتادہ ابن عبد الوہاب میں تفصیل سے لکھا ہے لیکن اس موقع پر جناب رسالت کے ایک نصیرت افروز ارشاد سے اس مطلب پر روشنی ڈالنا کافی سمجھتے ہیں، علامہ مجلسی نے بحار میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین نے من سے جناب رسالت کی خدمت میں ایک مقدمہ اطلالے خالص کی روانہ کی، حضرت رسول نے اسکو چار آدمیوں کے درمیان میں تقسیم کر دیا۔ اقرع بن حابس عینہ بن بدر فزاری، علقم بن علاقہ عامری، زید بن خیل طائی، قریش اور انصار نجدیہ ہوئے اور کہا کہ نجد کے بڑے

ادسیوں کو تو دیا جاتا ہے اور ہم محروم ہیں، حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو انکی تالیف قلب مقصود ہے، اسی
 اثنار میں ایک شخص حلقہ دار اکھوں، ابھری ہوئی کنپٹیوں، منڈے ہوئے سروا لایا اور کہا کہ اے محمد ص
 خدا سے ڈر، حضرت نے فرمایا اگر میں خدا کی نافرمانی کرتا ہوں تو دنیا میں ملج انکا کون ہے، خدا تو عالم عالم
 پر مجھ کو امین سمجھتا ہے اور تم لوگ مجھ پر اطمینان نہیں رکھتے، اصحاب میں سے کبھی شخص نے جو بظاہر خالد بن ولید
 تھے انکے قتل کی اجازت چاہی، حضرت نے منع کیا اور جب ان شخص جالیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکے
 قبیلہ سے کچھ لوگ ہونگے جو قرآن پڑھیں گے اس طرح کہ انکے گلوں کے نیچے نہ اترے گیگا اور اسلام سے اس طرح
 نکلیں گے کہ جیڑھ کمان میں سے تیز نکلتا ہے ان مسلمانوں کو قتل کریں گے اور اہل اقسام سے تعزیر ایگے
 اگر میں انکو پاتا تو قبیلہ عادی کی طرح قتل کرتا۔ ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص ذوالنور
 قبیلہ بنی تمیم میں سے تھا، اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اہل نجد ہمیشہ سے اسلام کی عداوت رکھتے
 تھے جبکی وجہ سے تمام قبائل قریش سے زیان پہل کو انکی تالیف قلب کی ضرورت تھی۔ اسکے علاو
 ذوالنورہ مہتمی کے متعلق حضرت نے فرمایا ہے کہ انکے قبیلہ سے ان گروں ہوگا جو عبادت میں ممتاز ہوگا
 لیکن مسلمانوں کے قتل میں دروغ نہ کرے گا، اس قسم کے احادیث سب خوارج سے تعلق رکھتے ہیں اور ان وصا
 کو اگر دہائی گروں پر نطق کیا جائے تو ایک سرور فرقہ بھگلیکا ذوالنورہ قبیلہ بنی تمیم نجد کے مشہور قبائل
 میں سے ہے اور خوارج نہروان کا سلسلہ نبی بن ربیع بنی قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور خوارج لبصرہ کا رئیس سحر
 بن مذک بھی یہی تھا اور اسکے بعد اگر نظر متبع گو ذرا دست دو تو معلوم ہوگا کہ ابن عبدالوہاب نجدی بھی
 ہے، اسکا سلسلہ نسب اسطرح ہے محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن علی بن محمد بن احمد بن راشد بن
 محمد بن ربیع بن شرف بن عمر بن صفاد بن ابن فہر بن محمد بن علی بن ربیع بنی تمیم اسکے علاوہ خوارج نہروان کے
 سرداروں میں سے ذرعتہ بن برج طائی تھا اور اجاؤ سلمی جو طے کے دونوں پہاڑ ہیں نجد کی سرزمین پر ہیں۔

(۴) نجد سے فرقہ اباضیہ کا نظو اباضیہ گروں جو فرقہ خوارج کی ایک شاخ ہے۔ عمان و مستطیا
 اس مذہب کو پوری مرکزیت حاصل ہے اور زنگبار میں اس فرقہ کے افراد کثرت کے ساتھ موجود ہیں،
 سال گذشتہ سرفراز رجب نمبر میں ہم نے اس فرقہ کے متعلق اپنے مایعہ معلومات کو اجمالی طور پر لکھا تھا
 انکا مورث اعلیٰ عبداللہ بن اباض بھی نجد کا پردہ تھا، اباضیہ بنی ہمزہ بنامہ کے صوبہ عرض میں ایک
 گاؤں سے ہیں یہ شخص پیدا ہوا تھا اور اسی مناسبت سے اس فرقہ کو اباضیہ کہا جاتا ہے یہ عبدالملک
 بن مردان کے عہد حکومت کا تذکرہ ہے،

نجد سے پانچواں فرقہ دوسری صدی ہجری کے واقعات میں سے نجدہ بن عامر کا خروج ہے

ابن اثیر نے کامل التواریخ میں لکھا ہے کہ یہ شخص عجیب و غریب عقائد رکھتا تھا اور اپنے تئیں امیر المؤمنین کہلاتا تھا، شہرستانی نے بل دخل میں فرقہ نجدات حاذیہ کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ یہ لوگ نجدہ بن عامر حنفی کے اتباع ہیں، یہ شخص یامہ میں ظاہر ہوا تھا اور علامہ ابن ابی الحدید کی تحریر کے موافق یامہ و نجد میں اسکو پوری قوت حاصل ہوگئی تھی یہاں تک کہ یمن، طائف و عمان و بحرین ان تمام مقامات پر قبضہ ہو گیا تھا۔

چھٹا فتنہ نافع بن ازرق خارجی، یہ شخص بھی بنی حنیفہ اہل نجد میں سے تھا اسکا عقیدہ تھا کہ حجاز و اہل کفر ہے اور تمام مسلمانوں کا فرد مشرک ہیں اور انکا ذبیحہ حرام ہے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اسکا تذکرہ کیا ہے۔ یا قوت حموی نے جم البلدان میں نقل کیا ہے کہ عبد الملک بن مروان کے دربار میں دس آدمی خوارج میں سے لائے گئے جن میں و قتل کر دیے گئے، دسواں شخص قتل کے لیے لایا گیا تھا کہ بجلی کچی اور اسکی زبان پر یہ اشعار جاری ہوئے :-

سألف البرق بجندي ما غفلت له يا ايها البرق انك عنك مشغول
بذلة العفل حيوان جمعك في كفر تحباب المساء معلول

نجدہ کی جانب سے بجلی چکی تو میں نے کہا کہ اے برق تا بندہ کچھ کو تیری طرف توجہ کا موقع نہیں، اسیری کی ذلت میں مبتلا اس حال میں ہوں کہ سر پر پانی کی لہریں کی سی لہو کھینچی ہوئی ہے عبد الملک نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں نجد کو اپنا وطن یا د آیا ہے اس نے کہا کہ بیشک اس امیر السیاحی ہے، خلیفہ نے اسکو رہا کر دیا۔ و حقیقت خوارج کے افراد کا تعلق بیشتر نجد کی سرزمین سے ہے :-

۱۔ زمین نجد میں قرامطہ کا خروج جو تھی صدی ہجری میں راضی باللہ ابو العباس محمد بن مقتدر عباسی کا زائد تھا نجد سے قرامطہ نے خروج کیا اور تمام بلاد میں فتنہ و فساد برپا کیا، مکہ معظمہ پر قبضہ کر کے مسلمانوں کے کفر کا فتویٰ دیا اور انکے ساتھ مشرکین کا برا ڈال دیا۔ انکے واقعات پر النظر کی جائے تو بہت کچھ دہائی گزرنے سے ملتے جلتے ہیں، وہ بھی مسلمانوں کو بیدین سمجھتے تھے اور قتال کو انکے ساتھ واجب جانتے تھے قرامطہ کے فتنہ نے سرزمین عرب میں پوری اہمیت حاصل کر لی تھی، مختلف ممالک اسلام سے حج موقوف کر دیا گیا، بغداد کے علمائے فتویٰ دیا کہ کوئی شخص حج کو نہ جائے۔ چنانچہ ۳۲۳ھ سے ۳۲۵ھ تک بائیس سال حج ملتوی رہا۔ تاریخ الخلفاء و عینی شرح کنز الدقائق، بلکہ بعض علماء اہل سنت نے فتویٰ دیا تھا کہ حج میں سال سے فرض نہیں ہے جس سے اس فتنہ کی مذمت کا پتہ چلتا ہے۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اس میں کوئی شک نہیں ہو سکتا کہ یہ فتنہ بھی نجد ہی کی آب و ہوا کا اثر میت یافتہ تھا، قاسم الاکثمہ القلیع میں بنی نجد کے تذکرہ میں لکھا ہے، ہی تسمیہ نجد الحجاز و نجد العارض وقد خرج منها الفراء مطروہ و مسلمہ

الکذاب والوہابیوں، نجد و حصوں پر مشتمل ہے نجد الحجاز اور نجد العارض اور انھیں بلاد نجد سے قریطہ نے خروج کیا اور سبیلہ کذاب نمودار ہوا اور انھیں سے دہابی فرقہ کا ظہور ہوا ہے۔

(۸) دہابی فرقہ کی ابتدائی نشوونما ہی نجد کی سرزمین جس سے بارہویں صدی کے ختم ہوتے ہوئے فتنہ دہابیہ کا ظہور ہوا اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کے خیالات عقائد کے لیے اس وحشی اور جہالت غیر فتنہ پرور زمین سے نیاں کوئی جگہ مناسب مل بھی نہیں سکتی تھی اس ملک کے سابقہ روایات و اس تحریک کی کامیابی کے کافی ضامن تھے چنانچہ محمد بن سعود و حیدر علی کی قیادت میں یہ فتنہ پوری طرح اطراف نجد پر مستولی ہو گیا اور آخر میں تلخ برآمد ہوا جسے انھوں نے انسانیت کے دامن پر ہمیشہ کے لیے دہیہ لگھایا ہے ابن عبدالوہاب کے تعلیمات و خیالات میں تشدد و زار و اداری، ظلم و ستم، سچا منصب کے دفعات خصوصیات کے ساتھ قرار دیے گئے ہیں جنکو اسلامی شریعت و دعوت اسلام کے پرچم میں دنیا کے سامنے لایا گیا تھا اور اپنے اغراض نفسانیہ کے حصول کے لیے اسلامی روایات کو پوری طرح پامال کیا گیا تھا اس فرقہ کی ابتدائی نشوونما مشعل میں ہوئی ہے اور جب سے اُس نے عالم وجود میں قدم رکھا مسلمانوں کی خونریزی اسکا اہم ترین فرضیہ رہا کیونکہ محمد بن سعود نے ابن عبدالوہاب کی بیعت اسی شرط پر کی تھی کہ وہ انھیں کے مخالفین کے قتل میں کوئی درخی نہ کرے لہذا جب کام جہاد فی سبیل اللہ رکھا گیا تھا (دیکھو تاریخ ابن اوسمی بغدادی)

پھر جس مذہب کی بنیاد مسلمانوں کی خونریزی پر قرار دی گئی ہو اُس سے کیا ادا داری کی توقع ہو سکتی ہو چنانچہ دہبی ہوا کہ اس کے قدم نجد میں جتنا گھسے ملک عرب میں قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا اور سیکڑوں بے گناہ جانیں ان سفاک ظالموں کی خون آشام تلواروں کی زد ہو گئیں۔ نجد میں پورے طور پر اثر قائم ہوئیے کے بعد دوسرے ممالک اسلامیہ کی طرف اُن کے دست و پاؤں کا بڑھنا لازمی تھا، چنانچہ کئی مرتبہ پوری قوت کے ساتھ عراق پر حملہ کیا گیا، ان حملوں کی فہرست اور تفصیل ہم نے دوسرے قبل اہ سوال میں اخبار سرسبز کے اندر درج کی ہے اور اس دوران میں حسین شریفین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ پر اسکا قبضہ ہو گیا اور سن ۱۲۱۷ھ تک شریف غالب سے جنگ لڑ رہے تھے بعد شریف کو حجاز اُن کے رحم و کرم پر چھوڑ کر خالی کر دینا پڑا جب کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس جماعت نے حرمین کی پوری بھرتی کی اور ان بلاؤں کے قدارت پر قرار دیا، حجرہ نبی کے خزانہ میں جتنا زور و جہر اور مال اسباب تھا وہ سب لوٹ کر لشکر میں تقسیم کر دیا گیا، اسکی تفصیل جبرتی نے تاریخ نجد الآثار میں لکھی ہے، باوجودیکہ یہ شخص دہابیوں سے حسن ظن رکھتا ہے اور اُن کے انحال پر قصیدہ خوانی اُسی لفظ کے اکثر مقامات پر نظر آتی ہے، اسی کے ساتھ مسلمانوں کو حج سے منع کر دیا گیا اور ضادی نے مکہ میں اعلان کیا کہ انما المشرکون نجس فلا یقر بوا المسجد الحرام بعد عامہر ہذا جسکی وجہ سے ملک شام و مصر

حج موقوف ہوا اور ۱۲۱۱ھ سے چند سال تک حجل کو محروم رہنا پڑا، اس کے علاوہ ۱۲۱۲ھ میں ابن سعود نے حکم دیا کہ جتنے قبے مکہ معظمہ کے اندر قبۃ المعانی میں ہیں سب گرا دیے جائیں، چنانچہ عتبہ ساجدہ و مشاہدہ کعبہ منظرہ میں تھے وہ سب گرا دیے گئے، قبۃ المعانی کے تمام مقابر مولدینی، مولدا بوبکر، قبۃ خدیجہ اور جہاں جہاں آئمہ و صالحین کے آثار تھے سب کو زمین کے برابر کر دیا گیا اور یہ لوگ مقابر و مشاہدہ کے اہتمام کے وقت باجے بجا بجا کر گاتے تھے اور اہل قبور کو سب دشمن کرتے تھے اور کہتے تھے یہ وہ مبدو ہیں جنکی غیر خدا پرستش کیجانی تھی (خلاصۃ الہام زینی و حلان شافعی مفتی مکہ معظمہ) مدینہ منورہ کے قبور کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا، لیکن اُس زمانہ میں مسلمانوں کے اندر احساس مذہبی کا فقدان نہ تھا اور سلاطین کے دل میں حمیت و غیرت تھی، مصر سے لشکر بھیجا گیا اور اوس نے حجاز کو دہائی اثرات سے بالکل صاف کر دیا اور نجد کے بلاد کو تباہ و برباد کر کے اس فرقہ کی پوری طرح سرکوبی کر دی، لیکن اسکے بعد رفتہ رفتہ پھر ان کو قوت حاصل ہوتی گئی اور براہِ رفتہ و فساد کی ریشہ دو انہوں میں مصروف رہے مگر حکومت ترکی کے رعب و ہیبت سے ان کو سر اٹھانے کا موقع نہ تھا۔

ماضی و حال میں تطابق عرب کا مقولہ ہے التاریخ یعید نفسہ، تاریخ ہمیشہ اپنے تئیں دہرا کر تی ہے، جو چون زمانہ میں اسلام کو نجدی گروہ کے ہاتھوں جن مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا یہ بھی اُسی آغاز کا انجام ہو موجودہ پانچ سال کے واقعات، جنہوں نے مسلمانوں کے دل کو داغدار بنا دیا ہے کسی تبصرہ کے محتاج نہیں ہیں، ہال شوال خود ائمۃ البقیع کا مرثیہ خواں اور اسکی اکٹھوں تاریخ ان مشاہدہ شترتہ کے لئے سوگ پوش ہے، اب شکوہ و شکایت اور مسلمانوں کی حمیت و غیرت کا مرثیہ پڑھنا بھی تقویم پارینہ ہو چکا ہے اور سلاطین اسلام کی ہمت و جوش مذہبی کی یاد دہانی بھی شغل بیکاری سے زیادہ وقت نہیں رکھتی کہ خود اسلامی ممالک سے شرعی روایات کو رخصت کیا جا رہا ہے اور داخلی انتظامات کی ذیل میں اسلامی خود پوری کو پوری طرح پامال کرنے کا سامان کر دیا گیا ہے، ایسی حالت میں سوائے اسکے کیا چارہ ہے کہ بارگاہِ احدیت میں نصرت اور تائید غیبی کے لئے دعا کی جائے، شاید ”مرے از غیب بروں آید و کار سے کمند، اللہ شہر عجل فرج و ولیک و ابن ولیک و سہل مغرور جہ“

(مولانا سید علی نقی النعوی از نعم شرف)

عید الفطر

بنائے لیل الہی کی طہار

سلاسل سما عین کی وصایت

امیر المؤمنین کی ظاہری خلافت

دنیا میں کوئی خوشی ایسی نہیں ہے جسکے پہلو میں کوئی غم نہ ہو اور کوئی غم ایسا نہیں ہے جسکے بعد خوشی کی رونمائی نہ ہو چنانچہ اس ماہ مبارک میں بھی اگر کیم یا شوال کو عید الفطر کی مسرت نے ہمارے دل کو باغ و باغ کر دیا اور نیک حکم الہی کی تکمیل ہے ہماری ایمانی روح بالیدہ ہو گئی تو اٹھویں شوال کو بربادی جنت البقیع کی یادگار بنے ہمارے دلوں کو تڑپا کر خون کے آسنوؤ دلایا مگر اسی کے بعد ۹ شوال کو عید سعید نوروز نے اپنی عالم افروزی ہے ہماری قلب و دماغ کو منور کر دیا اسلئے ہمیں کہہ جاوے کہ ماہِ محرم ہو کر نفس بہار کا آغاز ہوا اور اس موسمی تغیر و تبدل سے ہمارے قلوب محفوظ و لطف اندوز ہونے لگے بلکہ اس لئے کہ خدا کے دو خاص بندے خلیل اللہ و نبی اللہ جس گہری طہارت کے لئے اپنے پروردگار کی جانب سے مانو ہو کر طہا و بیتی للطائفین و العاکفین و الرکع السجود کے خطاب سے مخاطب و مشرف ہوئے تھے اور جس پران و دنوں کی وفات کے بعد پتھر کے بولنے اپنا مخالفانہ قبضہ جمایا تھا آج انھیں دنوں کی نسل طیبہ پیدا ہونے والے ولی خدا کے ہاتھوں نجات اصنام و انداز سے پاک و ظاہر ہو کر طواف و اعتکاف اور کوع و سجود کے قابل ہو گیا اور ولی خدا اس خدمت کے معاوضہ میں خاتم الانبیاء کا وصی قرار دیدیا گیا، ہم اس محبت پر کج سے تین سال قبل اخبار مشرق گورکھ پور کے ایک معرکہ الارامیہ مضمون کے جواب میں بہت تیز روشنی ڈال چکے ہیں اور آیات و احادیث اور تفسیر و تاریخ سے عید سعید نوروز کے لئے اسلام میں ایک باوقار حجت ثابت کر کے یہ دکھلا چکے ہیں کہ آج کے روزگاری عیدوں کا اجتماع اور کتنی مسرتوں کا جگہا ہے اس مضمون میں بعینہ ان سب کا اعادہ مقصود نہیں ہے بلکہ جو کچھ عرض کرنا ہو ان صرف یہ ہے کہ یہ عید سعید باوجود بہت سی عیدوں کا مرکز ہونے کے جن خاص جہتوں سے اہل اسلام کی نظر دل کو جذب کر رہی ہے وہ صرف خانہ کعبہ کی طہارت اور علی کی وصایت ہے، علی کے بعد امجد

حضرت ابراہیم خلیل نے بت خانہ غردوی کے بتوں کو صرف ایک ہی مرتبہ توڑا تھا اور بڑی کوشش سے توڑا تھا مگر پھر بھی پورا بت خانہ صاف نہ ہو سکا اور ایک بت باوجود اس کدو کاوش کے چھوٹ ہی گیا اگرچہ مصلحت چھوٹا مگر چھوٹا اور علی نے متعدد مرتبہ بت شکنی فرمائی جس میں سے کسی ایک کا بروز توڑا واقع ہونا جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کوئی تعجب کی بات نہیں، حضرت اسماعیل کی وفات کے بعد سے زمانہ خلاب خاتم الانبیاء تک اگرچہ زمانہ فترۃ کا طول غیر معمولی طول تھا اور اس درمیان میں کوئی بنی مبعوث نہیں ہوا لیکن ماننا پڑے گا کہ یہ زمانہ بھی اوصیاء حضرت اسماعیل سے خالی نہیں رہا لیکن انہیں سے کسی ایک اپنے موصی کے نئے ہوتے مگر کی طہارت کا موقع نہ ملا یہ شرف کاتب ازل نے علی ہی کے نام پر تحریر فرمایا تھا۔ جنہوں نے اس بت پرستی و جہالت کے سیلاب میں سارے بتوں کو توڑ پھوڑ کر خاندان کو کچھ نجات احصاء سے پاک و صاف کر کے اسلام کی نیوجا دی، اور خدا سے وحی لا شرک لہ کے گھر میں ایک بت کو بھی سچے دیا یہ فضل و شرف اگرچہ آپ کی مقدس ذات کو کل اوصیاء حضرت ابراہیم و اسماعیل کی ذوات مقدسہ سے افضل و اشرف ثابت کرنے کے لئے کافی و دافی ہے لیکن وہ شرافت و فضیلت جو آپ کو حضرت خاتم الانبیاء کا وحی و خلیفہ و جانشین مقرر ہونے سے حاصل ہوئی ہے اسکی اونچ و رفعت کے ادراک سے طاہر و ہم و خیال بھی معترف و مجز و قصور ہے اور یہی دونوں جہتیں اس عید سعید کی اہمیت کو تمام عید سے بالاتر ثابت کر رہی ہیں اور چونکہ یہ دونوں عیدیں فی روز ہی کے دن واقع ہوئیں ہیں اس وجہ سے یہ دن بھی اہل اسلام میں ایک خاص اہمیت کا مالک ہو کر مہمان علی کے لئے ابواب شادمانی کی کلید ہو جاتا ہے اس لئے کہ وصایت امیر المومنین اسلام کا وہ شہرہ و اقدہ ہے جس سے کوئی اسلامی تاریخ کا ناظر انکار نہیں کر سکتا نہ اسے کاریہ ہے کہ آئینہ بیخ کی شان منزل اور اسکی تفسیر اور حدیث غدیر کے معانی میں اختلاف کرے گا لیکن متن حدیث میں کوئی اختلاف نہیں کر سکتا اور ماننا پڑتا ہے کہ غدیر خم میں جس مرتبہ کا اقور و اعتراف حضرت رسول نے حاضرین و بارے اپنے نفس کے لئے لیا تھا اسی مرتبہ کا اعتراف علی کے لئے بھی کرایا تھا اب وہ مرتبہ جو کچھ بھی ہو اس سے بحث نہیں مگر نفس نبی اور نفس علی کا متحد المراتب ہونا ثابت ہے اور اس سے بالاتر کوئی فضیلت تصور نہیں ہو سکتی اور بفرض محال اگر حدیث غدیر نفس خلافت نہ بھی تب بھی یہ اتحاد نفسانی آپ کے استحقاق خلافت میں کافی و دافی ہے اب رہا واقعہ عود خلافت ظاہری کا توں بھی اگرچہ حق کے اپنے محل و مکان پر واپس آجانے سے کچھ کم مستر و انگریز و فرحت خیز نہیں لیکن بمقابلہ واقعہ وصایت و ولایت کے ہماری نظریں کوئی بڑی اہمیت نہیں رکھتا اس لئے کہ جب آپ کی ولایت و وصایت اور آپ کا استحقاق خلافت یوم غدیر ثابت ہے تو

حبوت سے روٹکی آنکھ بند ہوئی، سید وقت سے آپکی خلافت مسلم ہے اور آج کوئی نئی بات حاصل نہیں ہوئی ہے حکومت ظاہری کا لٹنا یا نہ لٹنا ثبوت استحقاق کے بعد کیساں ہے اور جو لوگ آپکے حرم الکاہن ہوں وہ آپکے ذمہ دار ہیں خلافت ظاہری آپکی زینت و وقار کا موجب نہیں ہوئی بلکہ آپکی مبارکت و مقدس ذات نے خلافت میں چار چاند لگا دیے اور آپکو مزین و باوقار کر دیا اہمیت تو جب ہوئی کہ جب کوئی غیر حاصل شدہ شے آپکو حاصل ہو جاتی تھی تو یہ ہے کہ کل تک آپکا ہر نظارہ حاکم نہ تھے نہ امام حکومت آپکے ہاتھ میں نہ آپکی قہقہے آج وہ بھی ہاتھ آگئی بہر اس میں نسبت و صایت و اہمیت کے کون سی اہمیت ہے خصوصاً اسوجہ سے کہ خود حضرت نے آپکو بڑی کراہت سے قبول کیا تھا اور انتہائے اصرار کے بعد جب آپنے قبول نہ کرنے کی صورت میں اسلام کے نقصان کا یقین کر لیا تو بشرطہ او ثمر و طمانظر و فرار کر تخت خلافت پر قدم رکھے

کھنے والے کہتے ہیں کہ آپکی خلافت کا زمانہ بڑے فتنہ و فساد اور خانہ جنگی کا زمانہ تھا جس میں اسلام کو بڑا بھاری نقصان پہونچا ہزاروں جانیں تلف ہو گئیں فتنہ و فساد تو مسلم ہے لیکن اس سے علی کی ذات پر کیا الزام آسکتا ہے اسکی ساری ذمہ داری ان لوگوں کے سر ہے جو ان فسادات کا موجب ہوئے علی کی شجاعت اور آپکی اعلیٰ سیاست تو اسی سے ظاہر ہے کہ جتنے معرکہ اس نے جہاد حکومت میں آپکو پیش آئے ان سب میں آپ ہی فتیاب ہوئے کسی میں آپنے شکست نہیں کھائی باقی راجعہ انہیں انہیں بھی ایک ہزیمت نہیں ہوئی بلکہ وہ معرکہ التوائے جنگ کے معاملہ پر ختم ہو گیا اور قبل اختتام میاد آپ شہید ہو گئے اگر معاملہ کی مدت آپکی حیات میں ختم ہو جاتی تو پھر دنیا دیکھ لیتی کہ فتح کا سہرا کس کے سر پر بندہ اور بالفرض والتسلیم ایسے فسادات سے تو زمانہ پیغمبر بھی خالی نہیں رہا اور خلفائے سابقین بھی اس سے معذور نہیں رہے اور حضرت عثمان تو انہیں فسادات کی بدولت جاں بحق تسلیم ہی ہو گئی فسادات کا ہونا اعلیٰ کی اعلیٰ سیاست پر وہیہ نہیں لاسکتا اب رہی خانہ جنگی تو واضح ہے کہ آپکے گھر میں اور آپکے اہمیت میں کوئی نزاع فعلی بھی نہیں ہوئی چہ جائیکہ جنگ و پیکار اور جو لوگ ایسے آئے ان جنگ پھلدار مستعد کارزار ہوئے ان اہمیت اور گمراہوں میں دخل و شامل نہ تھے اور نہ ہو سکتے ہیں بلکہ ان سب کے سب باغی تھے جبکہ مقابلہ اطاعت امام مقرر فی الطاعت کی طرف واپس لانے کے لیے اذرع سے قانون اسلام ضروری تھا چنانچہ انہیں سے بہت سے واپس آ گئے اور بہت سے قتل ہو گئے جنگ جمل اور جنگ صفین اور جنگ خوارج سب اسی احاطہ میں داخل ہیں

بہر حال یہ اعتراض کسی ناظر منصف کی نظر میں نہ کوئی وقت پیدا کر سکتا ہے اور نہ اس سے سیاست

پر کوئی حشر آسکتا ہے اور آپ کی یہ ظاہری حکومت بھی اسلام کو بیشمار فوائد پہنچانے میں اتنی ہی کامیاب ہے جتنی آپ کی گوشہ گیری اس مطلب میں کامیاب تھی والحمد للہ علی ذلک

یہ واقعہ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۳۲ ہجری کا ہے جس روز آفتاب برقع حل میں داخل ہوا تھا چنانچہ اسی کی تازہ رکھنے کے لیے تحویل آفتاب کے وقت نذر امیر المؤمنین دلائی جاتی ہے اعمال باثورہ ادا کیے جاتے ہیں مؤمنین باہم مصافحہ و معافہ کرتے ہیں لباس نفیس پہنتے ہیں طرکائے ہدایت کے پر پانی چھڑکتے ہیں سداکبار دیتے ہیں تحفہ و ہایا بھیجتے ہیں نفقات کو وسیع کرتے ہیں اعمال خیر کی بجادوری میں مصروف رہتے ہیں اور ان سب امور سے تقرب خدا و رسول کے خواہشمند رہتے ہیں۔ یہ سب امور فی حد ذاتہ جائز و مباح بلکہ منون و محبوب ہیں اور ان میں تنہک ہونا بہر حال ادنیٰ ہے اب ہے وہ امور جو ہماری غلط فہمیوں سے ہم میں رائج ہو گئے ہیں مثلاً رنگ پاشی یا نذر دلا کر دوپول کا ہاتھ میں لیکر بجانا اور اہل و عیال میں دست بستہ پہرانا یا سب جوشبہ کفار ناجائز و ممنوع ہیں اہل ایمان کو ان سے احتراز لازم ہے اور اہل ایمان کی شان ایسے امور سے جل و ارفع ہے خداوند کرم محفوظ رکھتے، یہ سچ ہے کہ بچہ غیر مسلم کی حرص میں رنگ پاشی کی خواہاں ہو کر یاں باپ کو مجبور کرتے ہیں بیکر ماں باپ کا فرض یہ کہ وہ اپنے بچوں کو ایسے امور سے باز رکھنے کا کوشش کریں و ہرگز ان کے نام نہ لیں خواہشات کو قبول نہ کریں اور انھیں مخالفت شرع پر جرات نہ لائیں اور ایسی رنجش کا عادی نہ ہونے دیں ہماری خوشی انہیں و سبب شیعہ شریف ہم سے راضی و خوشنود رہے اور جس امر شرع مقدس کی رضامندی نہ ہوں اگرچہ ہمارے خط نفس کا باعث ہو مگر ان خواہشات نفسانی کے تحت میں داخل ہے اور ہرگز ہرگز جائز نہیں ہو

ابجیز میر

عرفان - ایک ماہوار علمی و مذہبی رسالہ ہے جو زیارت جناب ذاکر صلح بہتر بہر ملی ضلع انبالہ سے شائع ہو کر قوم میں نفع روح ایمان و عرفان کا بہترین ذریعہ ثابت ہو رہا ہے یہ صاحب صوف ایک کلمہ شوق اہل علم میں اشکارا و عشری دہلی ایک عرصہ تک آپ کے ادارت میں شائع ہوتا رہا اور یہ رسالہ بھی جس بنیاد پر شائع ہو رہا ہو بہر حال قابل قدر اور اس میں باہمی ہے عارفانہ تہانیتہ کا معدن اور معارف ایمانیہ کا مخزن ہے ہم اپنے ناظرین سے اس کے مطالعہ کی پُرور سفارش کرتے ہیں تین روپیہ سالانہ چندہ ہو ۳۰ جز کا حجم ہے کتابت طباعت کا عمدہ نہایت عمدہ دیدہ زیب،

آزادی و اسکا اصلی مفہوم از ادنیٰ و فیضیہ شریعہ صلیح کل ہرگز کسی نے بغضِ عاقبت نہیں مجھے

الفاظ کے لیے بغیر اطلاع وضع و اضیع کے معانی کا مستور ہونا ضروری نہیں ہے اور جن معنی جن لفظ کا تعلق ہے مگر یہ لفظ اس قدر خوش آئند ہے کہ اگر اس کو لکھا ہوا دیکھتے ہیں تو آنکھوں کو بھلا معلوم ہوتا ہے اور کانوں میں آنکی آواز آتی ہے تو ن لطف اندوز ہوتے ہیں اس لفظ کی خوبی اسی سے ظاہر ہے کہ اس میں اور اس کے متضاد معنی ایسا زیادہ نہیں لگتا واقف انسان بھی اگر زندگانی ہو شیار ہو تو صرف اس لفظ کو دیکھ کر اس کے معنی سمجھ سکتا ہے اور جو الفاظ اس کے متضاد کے واسطے بمنزلہ قشر ہیں ان میں بھی اس غرض خواص نظر آجاتے ہیں مغز اور پوست دو مختلف چیزیں ہیں ہم چو غمراہ ہو کر اس کے معنی کے خواص پوست سے متبادلوں وہ ایسا طاقتور نہیں ہوتا جیسا کہ وہ غمراہ جس کے مغز اور پوست میں چند انسانیات نہ ہوں انکو رادار ایل طاقت بخشی کے اعتبار سے یکساں نہیں ہو سکتے بلکہ ایک سوچ نہیں کہ اس کے بغلاف انکو ر کے جس کے مغز میں اتنی طاقت بھی کہ اس نے پوست کو بھی اتنا لطیف بنا دیا کہ سائن اجزاء کا اس میں شمول نہ ہو سکا اس لیے وہ مع پوست استعمال کیا جاتا ہے۔

یہ حال بعینہ آزادی کے لفظ و مفہوم کہے یعنی آزادی اپنے مفہوم کی ایسی طاقتور مبلغ ہے کہ جس کے احاطہ میں کہیں بھی ضعف و مبہمت کا پتہ نہیں مہانتک کہ جو صورت عالم لفظ میں دکھائی دیتی ہے وہی عالم معنی میں بھی نمایاں ہے، بغلاف اسیری و قید کے کہ اس کے حروف میں بھی تقید کی شان نمایاں ہے۔ بہر حال ہم مفہوم ہی کو اچھا سمجھتے ہیں اور انسانی کی طرف انطوائیوں میں لفظ صورت یا موافقت کرے یا نہ کرے پہر اگر آزادی کوئی اچھی چیز ہے تو چونکہ قدرت کی طرف سے کوئی غفل نہیں ہے لہذا وہ ہر کو ضرور ملنا چاہیے اور مل سکتی ہے بلکہ ملی،

اسلام کو کون آزاد بنائے یا کون غلام؟

سوال مذکور کا جواب اس امر کے سمجھ لینے کے بعد ذہن میں آ سکتا ہے کہ انسان خلقت کمال پیدا ہوا

یا نہیں؟ اسانی کے ساتھ اسکا جواب نفی میں مقصور ہوتا ہے کوئی فو مولود ہرگز ایسا نہیں ہوا جیسا کہ ایک
 سن رسیدہ اپنے راج عمر کو طے کنوہے اور تمام کمالات جسمانی روحانی کو حاصل کیے ہوئے ہوتا ہے، مگر اول
 سے اتم تک قرب کھنے والوں (مضمون) کا ذکر نہیں دیا تو صغیر ناو گینہ نسوا کا منظر نظر آ رہا ہے
 ان حضرات کے چھوٹے بڑے سب یکساں ہیں ذکر تو ہم لوگوں کا ہے جو بد و خلقت میں نقصانات کا خزن
 ہوتے ہیں پہلے نقصانات ہمارے واسطے اسباب اسیری سے کیوں نہ تفسیر کیے جائیں، کچھ بندشیں تھیں جن سے
 انسان ابتدائی مراتب میں جکڑا ہوا تھا کچھ تعقیدات تھے جنہیں یہ اہم تھا اب یہاں بد و چیزیں ہیں ایک
 انسان کی ذات دوسرے وہ بندشیں پر یہ توانا ہی بڑھیکا اسکی ذلت کے اندر بندشوں کا وقوع نہیں
 اسکی ذات فی نفسہ کمال ضرور ہے فطرۃ نے اسے ناقص نہیں بنایا لیکن خارج سے کچھ مصلحتوں کے تحت
 تعقیدات کے جال میں اسکو پھنسا دیا ہے یہی وہ ابتدائی نقصانات ہیں جنکو غلامی کے آثار سے تعبیر
 کیا جاتا ہے مگر ایسا نہیں ہو سکتا کہ قدرت نے مذکورہ تعقیدات کی اسیری سے رہائی کی کوئی صورت نکالی
 ہو، نکالی اور ضرور نکالی ہم دیکھتے ہیں کہ قدرت کی کارسازیاں انھیں رہائیوں کی ذمہ دار ہیں اور بدلے
 ولادت اسکی رقتا و فضیل و ذریعہ کی حاجت رہتی ہے بچہ اپنی ولادت کے بعد اگر کمزوری اور ناتوانی کا شہر
 ہوتا ہے تو قدرت رقتہ رقتہ اسے توانائی دکر اس قید سے رہا کر دیتی ہے وہ بے شعوری کے مجلس میں مجوس
 ہوتا ہے تو اسپر رقتہ رقتہ عقل کی شمعیں ڈالکر اسے اس قید سے رہا کر دیتی ہے وہ بے شعوری کے مجلس میں مجوس
 رہائی دیتی ہے اور جب عقل و تیز آگئی تو اس کی باقی زندگی میں عارض ہونے والے تعقیدات کا رہائی
 حاصل کرنے کے لیے ایک ایسے قانون اور لائحہ عمل کی ضرورت ہوتی ہے جو اسے ہر تعقید سے رہائی دلا کر اسکی
 زندگی کے تمام کو آسائش سے بسر کر دینے کا ذمہ دار ہو، مسلمان سمجھ چکے ہیں کہ وہ قانون سوائے اسلام کے اور
 کوئی نہیں ہو، غلطی ہو تو اس جگہ کہ آزاد کنندہ قانون کے باند کو بھی کوئی غلام کہے یہ بالکل ذمائی سے
 بید ہے آزادی چاہنے والا ضرور ایک قانون کا پابند رہتا ہے جس پر عمل کرنے سے اس کے معاہد
 آزادی میں کامیابی ہو، اسوقت عام طور پر ہم سے اور آزادی چاہنے والوں سے اس امر میں نزاع ہے کہ وہ
 صورت آزادی کی طلب میں ایک آواز نکالی دیتے ہیں اور جولا عمل ان کے سامنے پیش کیا جاتا ہو
 جس سے وہ آزاد ہو سکتے ہیں اسکی پابندی کو بھی وہ اسیری سے تعبیر کرتے ہیں، آزادی کی تحصیل پابندی
 پر موقوف ہے یا دیکھتے بغیر اسے آزادی انکمن ہے ایک تنفس بھی کوئی مجھے ایسا نہیں دکھا سکتا جس نے
 آزادی کو بغیر پابندی کے حاصل کیا ہو۔

اسلام آزادکنندہ قائلین کے نزدیک

اسلام کا کوئی حکم ایسا نہیں ہے جس میں آزادی کی مصلحت جاگزیں نہ ہو دعویٰ تو اسکا یہ کہ خدا کے نیک بنو لیکن یہ عجب بندگی ہے جو عین آزادی کے جواہر اپنے دامن میں لیے ہوئے ہوگا جو معلوم ہے کہ خدا کیا چیز ہے؟ خدا اس ذات کا نام ہے جس میں کوئی عیب نہیں ہر طرح کی خوبیاں اسی میں جلوہ گر ہیں اور وہی ذات قدرت کاملہ کی مرکز ہے، یہ تو خدا کی تعریف ہوئی اب ذرا اس کی بندگی کے مفہوم پر بھی توجہ کیجئے یعنی ایسے اعمال و افعال کا بجالانا جس کے ذریعہ سے جو اس کے کسی عیب کی طرف رجوع نہ ہو سکے جبکہ نتیجہ خلق باخلاق کی مادر اسکی ذات سے نشہ پیدا کرنا ہے، یہ فرض حاصل ہو جانے کے بعد بے نتیجہ نہیں رہتے خلق سے خلق حاصل ہوتا ہے اور تشبیہ سے مشبہ کا پرو مشبہ پڑتا ہے اور جب خدا سے تشبیہ ہو اور اس کے کچھ اخلاق سے حب امکان تصف ہو تو اس کے صفات اقتدار پر کام نظر بھی انسان ضرور ہوگا جن میں سے ایک ایسا کہ انفرادیت کا حسب مطلوب وقوع ہے معلوم نہیں آزاد کا مطلوب سوائے اسے اور کیا ہے؟ آزادی جانتا ہے کہ جو میں چاہوں وہی ہوا آزادی کی طالب اسی واسطے کی جاتی ہے کہ آزاد کی آزادی میں روٹے نہ آئیں خدا کی بندگی اسکی ذمہ دار ہے جب یہ اپنے نقطہ کمال تک پہنچتی ہے تو نہ کوئی مطلوب حاصل ہو جاتا ہے مسلماً لوہیں سے اور شیعوں میں سے کون ایسا ہے جس کا یہ عقائد نہ ہو کہ حضرت ختم المرسلین اور ائمہ معصومین خدا کی مدد سے اپنا ہر مقصود پورا کر سکتے تھے وہ جو چاہتے کرتے اور جو چاہا وہ کر لیا یہ ثابت وہ آزد تھے انہیں آزاد سرخا کے پر سے کراستہ نہیں ہوا اثریت کی تصدیق صرف انجیل مرام میں کسی مانع کا حامل نہ ہوتا ہے جبکہ اسلام خدا کی بندگی کی دعوت دیتا ہے اور بندگی اس پر کر کے آداب تاقی ہے تو اسلام آزاد بنائو الا تھرا یا غلام بنائو لا؟

آزادی اسلام میں مختص ہے

حکام اسلام پر عمل کرنے کے سوا کوئی اور طریقہ دنیا میں حصول آزادی کا نہیں ہے کوئی مذہب یا کوئی سوسائٹی بجز اسلام کے آزادی کی دعوت نہیں دے سکتی اسلام کے احکام پر عمل کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا ہر ایک حکم آزادی کی بشارت دیتا ہے اس کے رکوس احکام میں نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، خمس، جہاد،

نماز مصلیٰ کو یاد کرتی ہے کہ بجز ذات مبدوءہ کے عالم بھری کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس پر دلائل

ہودہ ماموسی اللہ سے مستغنی کرنے کا ایک توی اکہ ہے اس الہ کا استعمال اگر حد کمال پر ہو تو تمام خواہشوں اور دنیا
ہر کچھ مرغوبات سے جو خدا کی مرضی سے قلی نہیں رکھتے انسان بے پردہ ہو جائیگا۔ ان الصلوة، تنفہی
عن المنکر و الفحشاء اور جب یہ خدا اور خدائی کاموں کے علان ہر چیز سے مستغنی دے نیاز ہو گیا جس کے
زیر اثر یہ پیسے تھا اور جکا اسیر بنا ہوا تھا تو بتائے کہ آزاد ہوا یا نہیں،

اسی طرح روزہ جو تمام مغفلات سے احتراز کا نام ہے روزہ کا مشاق اور صائم اللہ ہر جگہ اپنے توی
نفسانی کو مضجھ کر بچا تو وہ کس خواہش کا اسیر ہو سکتا ہے، اکل لیل و امساک نماز سے مشیتا نفس
کے متعلق ایسا اعتدال حاصل ہو جاتا ہے جس سے جذبات کے دباؤ میں انسان نہیں آسکتا یہی اوصاف
اُس سے بالکل علیہ ہو جائیں گے غذا وغیرہ کا ترک و فعل صرف عاقلانہ رہیگا اور کوئی کام سکا جذبات
متاثر ہو کر نہ ہو گا یہ انکی اسیری سے بالکل آزاد ہو جائیگا،

حج بھی نماز کی طرح غیر خدا سے تباہ اور خدا کی طرف نسبت کھنے والے گھر سے قربانی و روحانی قرب کا جب
ہے، حج کا حکم وجوب کی حیثیت سے اگرچہ عمر بھر میں ایک ہی مرتبہ ہے لیکن استجابی حدود میں انکی توبہ
محدود نہیں ہو متعدد حج کرنے والا انسان ہر جگہ کو چھوڑ کر اپنے خدای کی یاد آوری کرنے والے مکان سے
مقبصہ رہتا ہے جب وطن کا شغف جو ایک توی جذبہ ہے اور اسیر کرنے والی طنائیں انکی نہایت مضبوط
ہیں حج کرنے والا ان سب طباہوں کو توڑ کر کابل آزاد ہو جاتا ہو سکون دائمی اور ہمیشہ ایک جگہ پڑے رہنا
سیاحت کے خلاف نفسانی خواہش کے تحت بشر میں ایک زبردست نقصان ہے جسکی تکمیل حج سے ہو جاتا
ہے اور حج کرنے والا اس نقصان کی اسیری سے آزاد ہو جاتا ہے حج کرنے والے میں ایک جہاں گرد شین
بننے کی طاقت موجود ہو جاتی ہے اگر سیاحت قید کے خلاف ایک راوی سمجھی جائے تو حج میں بھی وہی
آزادی حاصل ہے،

حسن و زکوۃ بھی بہت بڑی آزادی عطا کرنے کی ذمہ دار ہے حبال کے جذبہ کا پر طاقت ہو لکے تسلیم
نہیں دیگر جذبات سے اس کا مرتبہ بالاتر ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جان دینے پر اسکو ترجیح دی جاتی ہے
لہذا جذبہ روح اور حب بقا سے اس جذبہ کی قوت زیادہ مسلم ہوئی لیکن زکوۃ و حسن کا ادا کرنے والا اس قید
سے بھی آزاد رہتا ہے، یہ دونوں حکم اور انکی تحدید تعین نصاب اور دیگر شرائط کی تعمیل انسان کو جہد
اعتدال پر لاتی ہے، جب مال کے صرف کرنے اور نہ کرنے اور اسکو دینے اور نہ دینے کے حدود معتدین ہو گئے
اور اس بنا پر انسان کی رفتار میں ہوی تو یہاں حرکات کی مداخلت نہیں ہو سکتی، ان دونوں حکموں پر عمل کرنے
والا جب کبھی مال نہ دے گا تو کسی جذبہ سے متاثر ہو کر ایسا نہیں کرے گا اور دیکھا تو بھی کسی اثر سے متاثر

آج بھی

نہیں بلکہ صورت اپنے فرائض کو ادا کرے گا اور اس مسئلہ میں اسکا احوال بالکل واضح رہے گا

نقد و تبصرہ

یہ فیصل جلدی ترجمہ ایک مشہور و معروف اور مقبول قصیدہ ہے جس میں حالات غریب و افوق العادہ قصیدہ سید اسماعیل حمیری فصاحت و بلاغت کے ساتھ نظم کیے گئے ہیں اور بعض روایات سے مستعار ہوا ہے کہ شیدان اہل بیت کو یہ قصیدہ بطور وظیفہ پڑھنا چاہیے، چونکہ ایسے قصیدہ کا ترجمہ عام فہم زبان میں عربی نہ جاننے والوں کے لئے ضروری تھا لہذا اس اخلاقی فرض کو خفا نصیبت اکبر لا المسیدہ اور حسین صاحب ادیب فاضل و ممتاز الافاضل نے پورا کیے ایک مگر القدر حضرت قوم و مذہب کی ادا فرمائی کہ ترجمہ نہایت سلیس عام فہم و با محاورہ ہو پہلے پیمانہ کے مفید کاغذ پر طبع ہوا ہے کتابت طاعت بھی اچھی ہے قیمت ۵ روپے مولوی سید شاکر حسین صاحب مدرسہ اطمینہ لکھنؤ کے ہتھ سے طلب کیے۔

کلیات گوشہ نشین جناب سید برکت علی شاہ صاحب قبلہ گوشہ نشین زیر آباد خجاکے کلام بلاغت نظام کا وہ دلکش مجموعہ جس میں بجائے گل و لعل اور فرضی محبوبوں کے خرب اخلاق افسانوں کے مواعظ و نصائح اور جذبات قومی و مذہبی کو اُبھارنے کی بجائے گوشہ نشین کی گئی ہے اور ہر نظم ایک موضوع خاص پر لکھی گئی ہے اور بالکل لطائف و شاعری سے بھی بھر پور ہے مع سہروردی اسفند کا حجم ہے کتابت طاعت کاغذ سب اچھا ہے قیمت ۸ روپے خراجہ ایک انجلی لاہور سے طلب کیے۔

تقویم نور و عالم افروز یہ تقویم جناب سید نجل حسین صاحب جعفری سحر کتب خانہ امامیہ چوک بازار ملتان و پنجاب نے مرتب فرمائی ہے جس میں ایک دلکش نظم اور اعمال نور و نور اور زکوة و زکوة کے علاوہ تقویم کی معمولی جدول نیا نیا نمائے ولادت و شہادت حضرات مصدقین و اوقات تحویل بلاد و مملکت نہایت عمدگی سے درج کیے گئے ہیں، اعمال کتب متداولہ سے منظور ہیں جس میں کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں ہوا بلکہ ہر ایک نچ تو وہ نمونہ کاظمین ہے جس سے ہمارے یقینات اور اعتقادات کو کوئی تغیر نہیں اور تاریخ ہائے ولادت و شہادت میں بھی ایسی تاریخیں لائق تطبیق ہیں جن میں علماء موجودین کے فوائد کے موافق ہونا چاہیے لکھائی چھپائی کاغذ اچھا ہے قیمت ۱۰ روپے

تاریخ معاویہ یہ کتاب ہدایت نصاب جگہ اصلی نام "ان الرامیہ للغة الباغیہ" اور تاریخی نام تاریخ معاویہ ہے المدۃ الخالیہ فی مناقب معاویہ کا وہ جواب ہے جو حالات معاویہ پر بہت تیز رفتاری سے لکھا رہا ہے جذب سرکار شریعتہ از ناصر الملک والدین ابو الفضل نجم الدین آقا السید ناصر حسین صاحب قبلہ

دام ظلہ العالی کی سامعہ۔ و اصلاح سے مشرف اور جناب شاہ محمد حسین صاحب (قطب الانشاؤ) خفی جنتی قادری ساکن بدر کہ ضلع بلند شہر کی تقریظ سے بھی مزین ہے، جناب مولوی سید حسن علی صاحب وقار متوطن منڈیاہ ضلع جوپور کے قلم فیض رقم کا اثر ہے جسے جناب مدح نے انتہائی تہذیب و متانت سے کام لیکر محالوات کا خزینہ اور تحقیقات کا معدن بنا دیا ہے ۵۷۲ کا حجم ہے یہ قیمت سے بہت کم، جناب محضف سے یہ نشان بقی قلم جو نیو طلبہ فرمائے،

مُتَکَلِّف ایک مہوار علمی و ادبی و مذہبی رسالہ ہے جس کے تین نمبر ہمارے مطالبہ میں آئے ہیں اور ہم انکو اس زمانہ کے اسلامی رسائل میں بہترین اضافہ خیال کر رہے ہیں میرا پیر ابوالبلاغہ مولوی سید علی دادار صاحب صدر الافاضل ایک جید الاستعداد و فاضل ہیں اور خاندان والا نشان اجتہاد کے ایک با وقار کرم میں اور مضمون نکلا۔ ہندوستان کے مشہور اہل قلم ہیں اور جو مضامین آج تک شائع ہوئے ہیں وہ سب قابل قدر و لائق تحسین اور تحقیقی اور ترقیاتی اور عامیانہ مشاطہ و مباحثہ سے منزہ و مبرا ہیں، اگر قوم نے اس رسالہ کی قدر کی تو امید ہے کہ یہ ہونہار رسالہ قوم کے لیے مفید اور علمی و مذہبی معلومات کا بہترین ذخیرہ و ذریعہ ثابت ہو گا علان مردوق کے ۲۲ صفحہ کا حجم ہے یک سالہ قیمت ہے۔ کتابت طباعت کاغذ بھی اچھا اور مرکز اشاعت حسینہ جناب غفر اکاب ہے جناب میر سے یہ نشان لکھو جو مہری محلہ طلب فرمائے،

شیعہ میثم خانہ دہلی ہندوستان کے دارالسلطنت میں جبکہ اس ادارہ کے قائم ہونے کی ضرورت تھی واضح ہے اور شکر کا مقام کہ وہ فوائدا نترتی پذیر ہے چنانچہ بالفعل انجن حسینہ بانی میثم خانہ مذکور کے اجلاس منعقدہ ۱۹ فروری سنہ ۱۳۰۷ء نے علان موجودہ ایام کے دس ایام کا داخلہ اور منظور کیا ہے جن کی جو تیس ۲۰ مارچ سنہ ۱۳۰۷ء تک آجنا چاہئیں، درخواست میں داخل کنندہ کا نام اور پتہ اور میثم کا نام مع ولدیت و کیفیت تعلیم درج ہوا ضروری ہو ورنہ مدلل میں تعلیم پانے مدلل یا مدلل اس لئے کہ ترجمہ دی جائے گی، تمام درخواستیں خواجہ سعید حسین صاحب انصاری از سرری جو انٹ سکریٹری شیعہ میثم خانہ دہلی کے نام جانا چاہئیں،

البیاد یہ شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل دید رسالہ ہے جس میں بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور انھیں کی سمجھا اندازہ کر کے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین اور کلمہ اسلام و ایمان کو سمجھایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اصل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین میں سے ہر ہر فرع کے معانی و مطالب بیان کر کے ہر ایک فرع کو تحصیل سے علی عنوان پر سمجھایا ہے اور ان مطالب کو پڑھنے کے بعد ایسی مضبوط کاغذ پر چھٹی قلم سے لکھ لیا ہے قیمت فی رسالہ ۱۰۷۰

موصول فی ۱۲ رسالہ عشر مع وصل معلان فیس رجسٹری دی پی،

جناب کا رُشد الشریعہ ام ظلہ کا سفر عراق ہمدردان مدرسۃ الواعظین کے نام حضور کا اک پیغام مؤننین بالکین فی موالیان آل طہ ولس کی

خدمت میں بادشاہ اس ہے کہ قبلہ و کعبہ جناب حتمی منتظم مظاہر العالی نے عقبات
عالیات کی زیارت کے لیے سفر فرمایا ہے خداوند عالم جناب کو کچھ بجزرت و کمال
عافیت زینت افزائے مدرسۃ الواعظین فرمائے، مجدد و اک الامجاد جناب نے طلبتہ یہ تحریروں
آپ حضرات کے لیے تحریر فرمائی ہے تاکہ آپ کا تائیدی خیال جو اس ادارہ مبارکہ کی بقا
اور ترقی کے متعلق ہے برابر قائم رہے بلکہ مستحکم ہو جائے مجھے ایسے کہ جہد حضرت
عجز العلماء نے طلبہ کا وثوق آپ حضرات کے ساتھ ہے اسی قدر ان کی خواہشوں کی انجام دہی آپ
کا نصب العین ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ اس جلیل القدر اور کثیر النفع ادارے سے
اعراض کرینگے! بے توجہی سے کام لینگے، دھوہ الموفق للصواب
عبد المذنب بدو حسن الفتویٰ رئیس مدرسۃ الواعظین

نقل تحریر کا رُشد الشریعہ ام ظلہ

بخدمت حضرات ہمدردان مدرسۃ الواعظین التماس یہ ہے کہ آپ حضرات اس ادارہ حبلیہ
مدرسۃ الواعظین کی قدردانی و ترقی خواہی و اعانت و امداد فرماتے رہے ہیں اسکا احسب بارگاہ خلد
سے ملے گا جسکے دین کی تبلیغ کے لیے یہ ادارہ خدمت کر رہا ہے، بالفعل چو کہ میں عازم سفر زیارت ہوں
آپ حضرات سے متمنی ہوں کہ میری غیبت کے زمانہ میں اپنی توجہ و عنایت میں کوتاہی نہ فرمائیگا بلکہ میں
انتہد کرتا ہوں کہ پہلے سے زیادہ توجہ فرمائیے گا اور آپ کے خلاصانہ دعا کا بھی انتہد دار ہوں،

بمخ
برغزل

خلقِ حسنی

مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے خالص اسلامی جذبات کو فرقہ بندی کے اثرات سے بچا
ہیں اور عقائدِ اسلامیہ کے اظہار میں لومہ نہ لائے نہ خدشہ نہیں کرتے۔ یہاں عزائم
ہو کہ بارانِ اہلسنت والجماعت محبت و مودتِ الہیہ کے کچھ کم دعویدار نہیں ہیں
لیکن بعض حضرات ماحول کو پرخطر دیکھ کر اپنے اظہارِ خیالات سے باز رہتے ہیں۔ دلائلِ الہیہ
رسالت ہر مسلم پر واجب ہے، اور کسی کو مجالِ انکار نہیں ہے۔ براہِ تعصب کا جو اکثر حق پر
پرٹوٹے میں بعض کو کامیاب میں حضرت کاہن کا وہ ہوتا ہے۔ ذیل کے چند رباعیات و قصیدے
معلوم ہو گا کہ دنیا میں اب بھی بہت ایسے لوگ ہیں جو باوجود حنفی الذہب ہونیکے
اظہارِ محبتِ الہیہ میں شرائے نہیں لکھتا۔ پتا چلتا ہے کہ میرے عم زاد برادر
محترم جناب مولوی امیر احمد صاحب امیر رئیس ٹوٹکٹ اللہ پادشاہی موصوف ایک کلمہ مشق
شاعر ہیں اور فنِ شعر گوئی میں حضرت غالب مرحوم کا متبع کرتے ہیں۔ آپ حنفی الذہب
ہیں اور آپ کے اب جد بھی اسی مسلک کے سالک رہے، دلائلِ الہیہ آپ کو مبارک
موقع پر آنا کرتی ہے کہ قصائدِ تہنیت تصنیف کو کے مسلمانوں کے عام طامع میں
پڑیں اور جوشِ اسلامی کا ثبوت دیں۔ ۵ ارمضان المبارک کو بایوں میں ایک
صحبت فضائل میں یہ رباعیات و قصیدے اپنے پڑھنا۔ میرے دل نے چاہا کہ عام مسلمانوں کو
بھی اس سے لطف اندوز ہو سکا تو فتح ملے اس لیے پیش کرتا ہوں امید ہے اور اس اسلام کو
لطفِ سخن ہے اپنی خوش ذہانی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی معزز راہِ اولیٰ اظہار کر سکیں گے
۔ تاکہ آئندہ ہر موقع پر قصائدِ تہنیت منظرِ عام پر لائے جاسکیں والسلام

محمد تقار علی حیدری مسلم مشنری سترہ اویں لکھنؤ

رباعی

منظور ہے کہ دل کئی سیرِ عمل ہو آگاہِ حرم و دیرِ عمل
بے سود ہے علمِ دو جہاں غیرِ عمل اے مردِ حسنہ دینی علی خیرِ عمل
لے زینت گھوارہ اغوشِ قبول اے نزہت دل کش گلِ ابنِ رسول
سینہ ترالوج راز محفوظِ خدا رختاں ہے جبینِ پاک پر ہر قبول

قصیدہ

ساقیا کیا تیرے جام بانِ احمر میں ہو
 سینہ تیرا بی پناہ اضطرابِ دل بنا
 کیوں بنے دیوانگی میری رہن کوہِ دشت
 آتشِ دل ہو گر بیاں سے نمایاں روزِ شب
 دیدہ موجِ آئینہ بن اشک ہو کہ ہر فحش
 شکوہِ ناخرم ہے کیوں حرفِ شکرے راز ہو
 تلخ کما کی لذت افسانہ زبانِ بخودی
 زخمِ دامنِ وارِ دل ہو گاہِ صفتِ الیام
 سینہ مجروحِ محبت بے مرہب
 ہے بجائے غنچہ گل ریش پیکار کی ہبسا
 تن چسپاں ہوں گیا ہر شعلہ بے اس سے
 فرصتِ بدم نہیں بیاں کو میری باد سے
 کاوشِ دل سے نہیں حاصلِ بجزِ لا حاصلی
 اضطرابِ بزمِ دل سے نہیں اکدم تہا
 یہ کیا دخلِ دخلِ حرامِ پیہم نے کہ اب
 ہے دلِ محزونِ فکارِ خطرہِ اس امید
 گرمِ خوی ہے دمِ افسردہ و غنا کے
 اک شہزاد مرے دکھتے جسے کہتے ہیں لب
 قطرہ اشکِ ندامت آبروئے یکسی
 گرچہ پایا ہے زبانِ دوستی سے سودھم
 گرچہ سازِ شکوہ ہے دشتِ بے نور
 رنجہ لا حاصل بے حاصل سے کیا حصول
 پنہ مژگانے بے دریا نشانی کا صبل
 ہے یہ دنِ انعام بے اندازِ فیضِ عام کا

کیفِ مستی جرمہ و دشتیں کا انبک سر میں ہو
 جلوہ رقص سپند سوختہ مجسمِ سر میں ہو
 دشتِ حیرانِ اندونِ و لم سب گھر میں ہو
 شمعِ امیدِ تنادِ اسن صرصر میں ہو
 یعنی طغیانِ محیطِ بیدلی سانس میں ہو
 الا صبرِ آزادِ چاکِ دلِ مضطرب میں ہو
 سادہ کشتیِ آبِ دمِ خنجر میں ہو
 ارزدے جوشِ سودا خواہشِ نشتر میں ہو
 شعلہ و لہو ز تناد و دشتِ سر میں ہو
 تونِ آتشِ نہاں افسردہ خاکستر میں ہو
 کعدہ کاشِ نشانیِ اخترِ مضمر میں ہو
 خوسے بیداد و جفا سے کرمِ گستر میں ہو
 یعنی الہ میرِ لذتِ یابِ گوشِ کر میں ہو
 شاید اک برقِ جہدہ سے بالِ پر میں ہو
 حسرتِ خوابِ پریشانِ تناسل میں ہو
 موجِ مضطربِ انتشارِ درطہ و مجسم میں ہو
 سروِ مہریِ اختلاطِ رسمِ کیدِ گیر میں ہو
 شبلِ بیادِ دمِ آئینہ ہمارے بر میں ہو
 خوبیِ کردارِ نہاں لذتِ کیف میں ہو
 گوچہ تصویرِ خدوتِ نظائرہ گوہر میں ہو
 گوچہ جن خوشا نیز نگِ افسونگر میں ہو
 کب نشاطِ تشریفِ سامانیِ دمِ خنجر میں ہو
 جنہو سے دامنِ خالیِ دلِ گوہر میں ہو
 بخششِ وجودِ سخا کا تذکرہ ہر گھر میں ہو

ہے ترخیز ریخوش آہنگی بانگ شش
 چن میلاد حن کا شانہ حیدر میں ہو
 پڑو وہ مطلع جس سے ہوں خواہش نامی
 حن جکار و نا آئینہ خادر میں ہو
 شمع این و این پیر این مادر میں ہو
 پیکر نور مجسم نور کی چادر میں ہو
 اے حن ابن علی اے راکب و دشمن ہول
 میرنشی فلک کاتب ترے دفتر میں ہو
 ابرو میان کرم خورشید چرخ اعتبار
 موج رحمت تیری سیل انگن ہم ہیر میں ہو
 تور باض دین احمد توکل گلزار حق
 تیرا غمہ ساز اے بزم خشک تو میں ہو
 لاف ایمان ہے مری تیری دلا پاکست
 دفتر و خند بی تیری ثنا کا اک درق
 گلبن گلزار ایمان منظر چشم خیر
 آنکھ شش ہے تری عید کو نعلی ہوس
 ہر ایک برگ خزاں گلزار خوبی کا ترے
 ہے موطعین گلشن سے تیرے رخت نسیم
 رشک طوبی فیض سے تیرے ہر گل نعل خشک
 درج تیری طاعت خلائق ہے لاریب فیہ
 تاب سجدہ ہے نور کو تر ادرے نیل
 پے پے حاصل کو تھک کو غزا نام خدا
 میں کر یاں جہاں تیری سنا کے ریزہ چین
 ابر رحمت ہو گندہ تیری ہر مشت غبار
 تیرگی دل تری ثنوی سے آئینہ دار
 شش جہت میں شور ہو عاجز و نازی کا دری
 ہے نفس تیرا نسیم رحمت پروردگار
 نا خدا ہے بجز معیال رہا سہر بزم ہوا
 آفرینش ایک گل ہے تیرے بلخ حن کا
 باغبان گلشن عرفان و خند سداہ دیں
 اے گلزار صفت چمن و چراغ مرخصے

کہ جو کلامت کامیں ہی ہوں مجھے پنی میں ہوں کہ دل داؤہ شمع تو لاہوں مگر تجھ پر بنا شمع ہو چکا حاجت گفتن نہیں
 آرزو ہے فیض میرے ہی دل مضطرب ہو کائنات جہنم کماں پر دانے پریں گی تجھ پر بنا ظاہر ہے جو میرے دل مضطرب ہو

کہ جو کلامت کامیں ہی ہوں مجھے پنی میں ہوں کہ دل داؤہ شمع تو لاہوں مگر تجھ پر بنا شمع ہو چکا حاجت گفتن نہیں
 آرزو ہے فیض میرے ہی دل مضطرب ہو کائنات جہنم کماں پر دانے پریں گی تجھ پر بنا ظاہر ہے جو میرے دل مضطرب ہو

کیونکہ لفظ رکاب در اکب کی جمع ہے سوار کے لئے عبرانی میں اکبیم آیت
اور حالت اضافت میں رکبی ”رہا آتا ہے“ دیکھو کم از کم قاضیوں کا کتاب اصل عبرانی
باب آیت ۱۰ اور باب آیت ۴ و باب ۴ آیت ۱۴ اور جلال رحل کی جمع اذنت کی عبرانی
”جملیم“ ہے دیکھو کم از کم کتاب پیدائش باب ۱۲ آیت ۱۶ و باب ۲۴ آیت ۳۰ اور
باب ۳۱ باب ۳۵ اور لفظ حمیر (حمار کی جمع گدا) کی عبرانی ”حموریم“ ہے دیکھو کم
از کم کتاب پیدائش باب ۲۴ آیت ۳۵ اور کتاب عدد باب ۳۱ آیت ۲۸ اور باب
۳۳ و باب ۴ و باب ۲۹ اور لفظ ”حمار“ کی عبرانی حمور ”دیکھو کم از کم کتاب خروج باب آیت
پادرلیا صاحب رفیق الدین ایہ تحریف تو عجیب و غریب چیز ہے تم نے یہ تحریف کس
ترجمہ میں پائی“

رفیق الدین جناب اسیرت وغیرہ کے سارے ہی مطبوعہ ترجموں میں جو جنہیں
نسخہ ۳ و ۴ و ۵ (مذکورہ صفحہ ۲۴) بھی ہے ان نسخہ ۸ و ۹ (مذکورہ صفحہ ۲۴) البتہ اس تحریف
سے سالم ہے

پادرلیا صاحب کیا تم سمجھتے ہو کہ یہ تحریف کرنا بے اس بضاعت تحریف پر کیوں
آسان ہوئے؟

رفیق الدین جناب عالی کتاب اشعیا کی یہ عبارت ایک درجہ عالیہ نبوت اور
ریاست و نبیہ کی طرف اشارہ کرتی ہے اسی پر مسلمان کہتے ہیں کہ راکب حماد تو عینی
سیح ہیں اور راکب جبل حضرت محمد مسلمانوں کے نبی ہیں لیکن ہماری مذہب کے بعض لوگوں
نے یہ نہ چاہا اگر اس فہم کا ثبوت مسلمانوں کے اچھے لگ جائے اُس لئے ادھوں نے تحریف
کر کے رکاب جمال (جسے اذنتوں کے سوار) بنا دیا میں تو یہی سمجھا ہوں
پادری صاحب بنیاز رفیق الدین ایہ تحریف مسلمانوں کے لئے مضرتیں بلکہ اولاد کے مفید کچھ

عہ زادہ مفید اسلئے کہ تحریف سے قبل تو مسلمانوں کے استدلال کے تسلیم کرنے میں کچھ پس و پیش بھی ہو سکتا تھا لیکن
ابہ تحریف پہلے کہ تحریف کی ضرورت کا محسوس کرنا استدلال کے صحیح اور کرنے کے ممانعت ہو اگر مسلمانوں کا

رفیق الدین! اچھا اسے تو جانے دو لیکن یہ بتاؤ کہ اُس بنی کے متعلق جسکی طرف تورات نے اشارہ کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ خدا اوسکو مثل موسیٰ کے مبعوث کرے گا تمہارے پاس کیا معلومات ہیں اور کس دلیل سے؟

پیغمبر اسلام

رفیق الدین میں نے آبا جان کی طرف رخ کیا مہر پادری صاحب کے کہا کہ مجھ کو اس کی اس روکا اگرچہ حقیقت بحث کا نتیجہ ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ مسلمان ہم سے ہماری تورات سے بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہمارے بنی حضرت محمد کی طرف اشارہ کرتی ہے جناب! اور جب میں نے اُسے کہا کہ تو مسیح کی طرف اشارہ ہو انھوں نے وہی غلط فہمی جو میں نے ابھی آپ کے سامنے عرض کیے تھی پھر کر دیے اور مجھ کو اُن کے لئے کوئی جواب نہ ملا انھوں نے اپنے خیالات کی تائید یہ پیش کی کہ ہمارے بنی بنی اسرائیل کے بہائیل میں سے ہیں سیلے کہ وہ اسماعیل بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں چنانچہ تاریخ عرب اس پر روشنی ڈالتی ہے اور قبائل ہر ہر طبقہ میں اس امر کی تصدیق کرتے رہے ہیں قحطانیوں کا اس امر کو نفس اسماعیل ہونے کو تسلیم کر لینا بھی اُسکی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر اسمیں ادنیٰ شک کی بھی گنجائش ہوتی تو قحطانی عذابیوں کے لئے اس شخص کا بھی اعتراف کرتے نیز ہمارے بنی ہی وہ ہیں کہ خدا نے جن کے دہن سے قرآن کا کلام کیا اسیلے کہ وہ کل کا کل خدا کا خطاب اور اُسی کا کلام ہے جیسا کہ موسیٰ اور بنی اسرائیل سے جب سینا میں خدا نے کلام کیا تھا اور ایسا نہیں ہے کہ ہمارے بنی نے اپنی قوم سے اپنے الفاظ میں کلام کیا ہو جو بطرح کہ دیگر انبیاء نے عہد قدیم و جدید میں اپنی قوم سے اپنے الفاظ میں باتیں کیں ہیں

قرآن میں غیب کی خبریں

نیز اسیلے بھی کہ ہمارے بنی نے قرآن میں خدا کے نام سے بڑی بڑی غیب کی باتیں

بتلائیں اور نواقح ہوئیں اور جیسا کہا تھا دہیا ہوا۔
از انجملہ آیت ۹ سورہ تہریمتہ میں خدا کا یہ قول ابتدائی دعوت اسلام کے
زمانہ میں بیان کیا۔

انکف لک المسخرین ہم نے اے رسول تجھ کو مذاق اور لڑنے والی
سے نجات دی۔

پس خدا نے انکو انکے شر سے بہترین طور پر نجات دی
اور انجملہ سورہ ممتحنہ مکتبہ آیت ۹ میں خدا کا یہ قول بیان کیا۔

لنطعمہ علی الدین کلہ ولو کفر تاکر اس اسلام کو تمام مذاہب پر غالب
المشركون۔
کر دی اگرچہ مشرکین کو بالواری ہو۔

اسی طرح کالشا وفتح مکہ کے واقعہ سے پہلے سورہ برأت آیت ۳۳ میں بھی ہے
اور خدا نے اسی دین کو ہر مذہب کے مقابل بہترین طور پر غلبہ دیا
اور انجملہ سورہ تبت میں ابولسب اور اسکی بیوی کے بارہ میں خدا کا یہ قول
بیان کیا۔

مصلیٰ نادات لہب وامرئہ عنقریب وہ شعلہ بڑھ کر آگ میں جلے گا
حمالۃ الططب اور اسکی لکڑی ہڈی بیوی بھی۔

چنانچہ وہ دونوں مشرک کی حالت میں مرے جو جہنم میں داخل ہو نیکا باعث ہو
اور توحید اسلام کی انکو توفیق نہیں ہوئی جو آگ سے نجات دلوانے والی چیز تھی
یہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ہمارے بنی نے قرآن میں کسی بات کی خبر دی اور نواقح
نہیں ہوئی۔

پادری صاحب۔ رفیق الدین اکیا مسلمانوں کی دلیل صرف اسی میں مضمحل ہے
کہ توحیدیت میں اس بنی کے مبعوث کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

رفیق الدین نہ۔ خباب! انہی تو بڑی بڑی روشن دلیلیں ہیں یہ تودہ یہود و نصاریٰ کے مقابل میں توریت کے بیان کو پیش کر دیتے ہیں۔

معین الدین۔ افسوس افسوس رفیق الدین! میں بچتا ہوں کہ تو تو بالکل ایک متعصب مسلمان کی طرح باتیں کر رہا ہے، آپ کیا فرماتے ہیں خباب پادری صاحب کیا آپ نہیں سن رہے کہ رفیق الدین مسیح کی نبوت اور انہی پاکیزگی میں قدح کر رہا ہے۔
رفیق الدین۔ سیکر! آجان! مجھے مسلمانوں سے کیا سروکار میں تو کوشش کر رہا ہوں کہ میرا عقیدہ حق پر نچھوڑا قلم ہو جائے آجان! تعصب چھوٹے اور مہمل کلام کیساتھ تباہ ہے تو کیا آپ سیری گفتگو میں یہ بات دیکھ رہے ہیں۔ آجان آپ عمر قدیم و جدید اور انہی کتابوں کو دیکھ کر کلام کو جانچ لیں سیکر! آجان مہربان! کیا میں نے مسیح کے مذہب اور انہی پاکیزگی میں قدح کر نہیں جرات کی ہے یا ان مقدس انجیلوں نے ہی مسیح پر اور مسیح کی نبوت اور مسیح کی پاکیزگی پر جسبُرات کی ہے ابھی ان میں کی جو باتیں سوقت تک آپسے مخفی ہیں وہ سب کچھ بڑی ہیں بلکہ ان سے بھی زبان بڑھتے ہیں معین الدین۔ جیسا آتم نے مسیح کی نبوت اور انہی پاکیزگی میں قدح کرنا مسلمانوں اور مسلمانوں سے کیا ہے افسوس! اب میں کیا کروں۔

قرآن اور مسیح اور تثلیث

رفیق الدین آجان! مسلمان کبھی مجھے مسلمانوں اور ان کے قرآن سے کیا مطلب لیں حق بات کہی جاتی ہے اور انصاف انسان کا جاں شرف ہے فقط قرآن ہی وہ کتاب ہے جو مسیح اور خدا کی طرف سے انہی رسالت کی اعلیٰ تعلیم و تہجید کرنا ہے اُس نے مسیح کی پاکیزگی کو ان چیزوں سے آلاں نہیں کیا جس نے انجیلیوں نے موت کر دیا ہے گو بالکل مسیح کی شان میں انجیلوں کی غلط فہمی اصلاح کر دی ہے ہاں قرآن عیسائیوں کے خلاف

انجمن مودعہ السلام البقیۃ المسترۃ الخلیل مفسدہ قابل تصنیف

نور الہکالیہ قیمت نمین بردست رعایت

البیۃ و الخلفاء تصنیف حضرت شمس العلماء انجم اللہ نظامہ
انجمن ہند خلافت پر تنقیدی اور محققانہ نظر قابل
دید رسالہ ہوا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳
الموجودہ نسخہ قلم شمس العلماء انجم اللہ نظامہ انجمن
مسائل توحید کو نہایت متقن و دلائل سے ثابت کر لیا
ہے عنقریب انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا۔ ۳
خطاب فاضل اردو ترجمہ مزین عادل ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا البیضا حسن صاحب قبلہ انصہر
انجمن اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ ۳
مسائل الحکما ااردو ترجمہ منہاج الحکما ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا البیضا حسن صاحب قبلہ مادہ پرستوں کے
مذہب کی تفصیل و در اُن کے خیالات کا رد ۳
بیدریضا توریت کی مشکوئیوں سے جناب سالک کی
رسالت کا ثبوت از جناب آؤشی علی غضنفر صاحب ہیر
جناب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہا۔ ۳
رد القناعہ نم مصنفہ جناب لانا محمد اورد نصاحب
قبلہ مرحوم مسئلہ تنازع پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث و
دادہ کی قدامت کا ابطال آریوں کی مایہ ناز کتاب کا
مکت جواب ۱۲
انسانی قربانی دیدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی
از جناب خواجہ غلام حسین صاحب ۲
ویدست قربانی وید سے قربانی کا جواز از جناب

خواجہ غلام حسین صاحب
تصانیف رسالت گوتم بدہ کی پیشنگاہ بوسٹ جاب ختمی
مرتب کی رسالت کا ثبوت از جناب لوی باب احمد علی
صاحب مولانی بی۔ ۱
اسلام انیدی لائٹ آن شیخرم انگریزی ترجمہ
شرعیۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ جناب بادشاہ حسین صاحب
بی۔ ۱
میں بردست و دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش فیشن ۱۲
دی پرافٹ شپ اینڈ دی کلیفٹ انگریزی ترجمہ البیۃ
و الخلفاء ترجمہ جناب لوی قمار علی صاحب علی جلد انگلش فیشن ۱۲
دی ٹریجڈی آف کربلا از اداری پراگریزی زبان میں تصنیف
از جناب میر علی صاحب لکچرار کھنڈو یونیورسٹی ۱
الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف از جناب ہات کار
از جناب مولانا مولوی محمد اورد نصاحب قبلہ مرحوم ۱
المعالج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از جناب
مولانا البیضا محمد اورد نصاحب قبلہ مرحوم ۱
اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب جاب اسلام
شرعیۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب کا ابواب
مذکورہ از جناب لانا ال محمد صاحب بن مرکا ترجمہ اللہ نظامہ
شرعیۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل
مصدقہ جناب سرکار انجم اللہ نظامہ ۲
شرعیۃ الاسلام خیمہ ستار کے متعلق ضروری کلام و دیگر مفید

سیاستِ یو

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تحریجی سگر میوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی نئی صورت و نما ہو گئی ہے اس پر نظر کر کے اکثر ناواقف کو تاہ نظر لوگ اس شبہہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات ملکوتی صفات میں سیاست ملک و نظم حکومت کا وہ نہ موجود تھا جو ایک مدبر حکمران میں ہونا چاہیے اس خلافت واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رفیعی صاحب زنگی پوری تلمیذ حضرت قدس الکامین مولانا السید محمد ہارون صاحب مرحوم مغفور زنگی پوری نے اس گرانقدر رسالہ کی ترتیب و تالیف میں محققانہ جدوجہد فرمائی ہے اور بے شبہہ اس موضوع خاص میں رسالہ کم نظیر ملکہ عدیم النظیر ہے فاضل مدوح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے دستِ نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے بہتر کبھی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر و داغ میں نہیں آسکتی اور انہیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی ملاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے دریغ نہ کرنا چاہیے قیمت علان محصول ڈاک ماہ آٹھ ۱۲

ملک صحابہ نامہ منجر الواعظین الجہو

رجسٹرڈ نمبر ۱۰۷۷

الواعظ

مدیریت الوعظین لکھنؤ کا ذمہ دار علامہ سید

عظیم العالی

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رجسٹرڈ

مکتبہ

حکیم قاسم علی رضوی ایس بی ایم سی (افاضل)

بہارِ نام دار و فائدہ مند محرمات و چھاندہا و غیر ملکی

مکتبہ الاسلامیہ (الولول) لکھنؤ

سلسلہ الواعظین لکھنؤ سے شائع ہوا

کتبہ احقر الکفران لکھنؤ میں شائع ہوا

مَقَالَتِ

فَلَا تُحَرِّمُوا

مَالَكُمْ

نصیب اسلام اکمل لادیان ہونا

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل مخلوق ہونا

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور

اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی افضلیت

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایت

(۸) سلف صالحین کے ایجابی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا

(۱۰) اثبات مہمل اسلام بلامقابلہ عقلیہ

و نقلیہ

(۱۱) فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر

مذہب کے مقابل میں حاکمیت اسلام

و ازادہ شہادت

(۱۲) الکشافات جدیدہ و حقائق

اسلام

(۱۳) اخبار علیہ

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ

کی آخری تاریخوں میں شائع ہوگا

(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال

کے لیے رسالہ خریدنا ہوگا

(۳) نمونہ کا پرچہ ہم کے کٹ

آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۴) جواب طلب اسو کیلئے

جوابی کارڈ یا کٹ آنے چاہئے

(۵) اشتہارات کی اجرت بذمہ

خطا و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق خطوط

کتابت و ارسال مضامین بنام

مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام

پیغمبر ہونا چاہئے

(۷) شرح قیمت :-

(۸) تقابلی شاعت مضمون پس

نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب

مضمون کو کہہ کر بھیجا جائیگا

(۱) مقاصد رسالہ کا لحاظ رکھ کر

مضمون لکھا جائے و نہ درج نہ

ہو سکے گا

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں

اوپر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا

اختیار ہوگا

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور

عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں تحریر

کیے جائیں اور عبارت عربیہ پر

عربی لکائے جائیں نیز

عربی عبارت کا ذکر

کالم میں ترجمہ ہونا چاہئے

(۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا

کا حوالہ دیا جائے۔

(۶) تقابلی شاعت مضمون پس

نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب

مضمون کو کہہ کر بھیجا جائیگا



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سورہ آل عمران

الْحَمْدُ لِلَّهِ

بابت ماہی ۳۶ مطابقت ماہی ۳۶ جلد ۹
نہایت مضامین

نمبر	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	مدیر	۲
۲	مشریوع پارک کا قبول اسلام	"	۹
۳	خطبہ صدارت اجلاس دہم، ریتہ الوطنین	جناب غفلت آخان بہادر راجہ سید محمد کبر	۱۲
۴	سائنس اور قدرت	علی الفاضل در رئیس پندر اول ضلع لکھنؤ	۱۳
۵	آزادی اور اسکا اہلی مفہوم	جناب سید محمد احمد صاحب مہر خٹک کمیٹی ریتہ الوطنین	۱۹
۶	برادران اسلام کی زیادتیاں	جناب مولوی سید مجتبیٰ حسن صاحب فاضل فقہ	۲۳
۷	عید غدیر کی افوق القصور اہمیت	جناب مولوی سید علی صاحب عطا از بنگال	۲۵
۸	علی خانیہ ضمیمہ الاذاعا	جناب مولیٰ اشرف قد حسین صاحب قبلہ	۲۹
		صدیقی، فاروقی، عثمانی،	
		جناب مولوی سید عدیل اختر صاحب انشاؤ	

شک نہ کہ

جناب مولوی سید سلطان علی صاحب عظمیٰ مالک افریقہ میں

گذشتہ نمبر میں ۲۱ مارچ ۱۹۶۹ء تک کے حالات درج ہو چکے ہیں اس نمبر میں ۲۴ مارچ سے آخری

۱۹ء تک کے حالات حاضر ہیں،

مواضعہ مانگا ٹیکاسیری ٹیسری ۲۶ مارچ کو کبوتر سے روانہ ہو کر ۲۴ مارچ کی دوپہر کو موآنزہ پہنچے اور شام ہی سے نماز جماعت اور بیان مسائل اور مجالس کا سلسلہ شروع ہو کر ۱۹ اپریل تک جاری رہا اس قلیل زمانہ میں بارہ مجلسیں ہو گئی ہیں منبقرہ ہونے میں جنس علاوہ جل شہادت اور جوابات اعتراضات کے دستہ الواعظین کے خدمات اور اعتراض و متعاصد حقیقت اصول مذہب شیعہ دیگر فرق اسلام کے مقابلہ میں اصول فرقہ شیعہ کا امتیاز، عدل و امامت کے فاضل اصول کرنے کی عقلی ضرورت، باری تعالیٰ کی نعمت اور اس کا فاضل قبیح نہ ہونا، انسان کا خود فاضل قبیح ہونا، خدا کی طرف قبیح کی نسبت کا داخل کفر ہونا، انسان سے سد و قبال کے اسباب، بنیاد وغیرہ کی حرمت اور اس کے عقلی نقصانات عقل کے مرتبہ اور احکام الہی کے مصالح عقیدہ علم دین کے فوائد، تعلیم علوم دینیہ کی ترغیب و تحریص، نماز اور علم دین کی اہمیت، توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل، ہشکرین کی نجاست اور ان کے مس برطوبت اشیا کی حرمت فضائل الہیہ اور کلام خدا و رسول سے ان کی تخصیص رسول کے خفقی قرابت اور بنی کی ضرورت، بنی کے اوصاف، مجالس عظیم شریعت کی ترغیب و تحریص، محبت اہل بیت کی اہمیت، حجاب الہیت کے تاریخی حالات اور ان کا جوش ایفائی، ہزارانہ میں امام کے موجود ہونے کی ضرورت اور خدا کی جانب سے اس کا تقرر، خلافت اطاعی اور عقیدہ حسب کتاب اللہ کا اعلان، وجود امام کی ضرورت اور امام عصر کا موجود گر غائب ہونا اور فرائد و وجوہ غیبیت حقوق والدین اور حقوق تعلیم دین نہایت توضیح و تشبیہ سے بیان فرما کر تمام حاضرین کو متاثر فرمایا، شیعوں کے علاوہ برادران اہلسنت بھی ان مجلسوں میں شریک رہے سب اور دونوں راضی و خوشنود اور سرور و مخطوط رہے

ان مجالس کے علاوہ پرامتوں ملاقاتوں میں بھی مختلف شہادت و اعتراضات پیش کیے گئے جن اطمینان بخش جوابات سے حضرت کو کافی اطمینان ہوا، ان تمام شکوک و شبہات و اعتراضات و جوابات کی تفصیل تو موجب تطویل ہے مگر ناظرین کی دل چاہی کے لیے بعض اہم سوالات و جوابات کا خلاصہ صرف بیان کرنا

جناب ملا قاسم صاحب خفی۔ جو دلائل آپ نے خدا کے فاعل ثمر ہونے کے بیان فرمائے ہیں وہ مسلم ہیں اور ہم بھی آپ کے قائل ہیں

جناب واعظ۔ اگر آپ اسکے قائل ہیں تو بڑی خوشی کی بات ہے، گریہ اور پکے علماء اہل حقہ مذہب کے مخالفین کیونکہ آپ کے یہاں جو عقائد تعلیم کیے جاتے ہیں آپیں تو یہ ہے کہ خیر و شر دونوں خدا کی جانب سے ہیں اور آپ امنت باللہ الخ کی ملاوت کیے کیجیے،

جناب ملا قاسم صاحب۔ یوری کلمہ کی ملاوت کرتے ہوئے بعد از دشمہ و خیرہ من اللہ تک پہنچائیے، جناب واعظ۔ اس سے وصاف ظاہر ہے کہ آپ خیر و شر دونوں فاعل خدا کو قرار دیتے ہیں

جناب ملا قاسم صاحب اسکا مطلب یہ ہے کہ اُسے ہر اچھی بڑی بات کا علم ہے جناب واعظ۔ آپ کے اصول کتنے ہیں؟

جناب ملا قاسم صاحب۔ ان کلمات میں ضعیفی باتیں ہیں وہ سب اصول میں داخل ہیں،

جناب واعظ۔ کوئی تعداد مقرر نہیں تو جیسا کہ ہماری یہاں پانچ اصول تحریر ہیں

جناب ملا قاسم صاحب۔ کچھ گنبر اگر مجھے تو آپ مسئلہ رویت پر گفتگو کرنا ہے آپ رویت کے قائل نہیں اور میں قیامت کے دن دیدار خدا کا قائل ہوں

جناب واعظ۔ آپ خدا کو جسم مانتے ہیں یا جسم و جہانیاں سے منزہ؟

جناب ملا قاسم صاحب وہ جسم نہیں رکھتا۔

جناب واعظ۔ دکھائی تو ہی چیز دیگی جو صاحب جسم ہو جب خدا کے جسم نہیں تو وہ کیونکر دکھائی جناب ملا قاسم صاحب میں شام کو اس کے متعلق پورا پورا ثبوت دوں گا،

صفت برخواست ہوئی نماز مغربین کے بعد لا صاحب پھر تشریف لائے اور فرمایا اگر مومن بندوں کو قیامت کے دن خدا اپنا دیدار دکھائے گا۔

جناب واعظ۔ اگر خدا دکھائی دے گا تو وہ کسی مکان و جہت میں بھی ہو گا جس سے اسکی احتیاج ثابت ہو کی حالانکہ وہ محتاج نہیں تو

جناب ملا قاسم صاحب۔ ہمارا فرعی مسئلہ ہے جس میں عقل کی ضرورت نہیں

جناب واعظ۔ توحید اصول میں داخل ہو یا فرع میں؟

جناب ملا قاسم صاحب اصول میں

جناب واعظ۔ اگر کوئی آریہ آپ سوال کرے کہ آپ خدا کی توحید ثابت کیجیے تو آپ کیونکر

نابت کرینگے؟

جناب ملا قاسم صاحب ہم کہیں گے کہ اگر وہ خدا ہوتے تو فساد ہوتا،
 جناب واعظ - اگر وہ یہ کہے کہ اگر دونوں متفق ہو کر کام کریں تو فساد کا نہ ہونا بھی ممکن ہے جیسا کہ
 ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ چند آدمی شرکت میں کام کرتے ہیں مگر تمام غم فساد نہیں
 جناب ملا قاسم صاحب خدا فرماتا ہے لو کان فیہما اللہما الا اللہ لفسدتا
 جناب واعظ - وہ قرآن ہی کو کب آتا ہے جو آپ کی اس دلیل کو قبول کرے،
 جناب ملا قاسم صاحب دیکھ گھر اگر مسئلہ توحید بحث سے خارج ہے بحث رویت کی ہے
 جناب واعظ - آپ اسکو فروری مسئلہ بتاتے ہیں میں صرف اس امر کو قبول کرانے کے لئے کہ مسئلہ
 پہلی ہے فروری نہیں ہے یہاں تک پہنچا ہوں آپ اسکا جواب دیں تو پھر
 میں یہ بھی بتاؤں گا کہ مسئلہ توحید خارج از بحث نہیں ہے اور مسئلہ رویت
 اسی سے متعلق ہے۔

جناب ملا قاسم صاحب دانا پچھا پھوڑنے کی کوشش میں کام اور اپنے رفقا کے طالب جواب دہ
 سے مجبور اور جواب کے بن نہ پڑنے سے شرمندہ ہو کر اس اسکا جواب نہیں دلیکتا
 کیونکہ اس بحث کے لئے تیار ہو کر نہ آیا تھا،

جناب واعظ - ملا صاحب کے رفقا کے ہنسنا اور حصول جواب کے ہر پر یہ تو ایسا آسان مسئلہ
 ہے کہ اگر انہم بچوں سے بھی پوچھو تو ان کہہ دیں گے کہ دو خداؤں کا فرض کرنا باطل
 عقل کے خلاف ہے اس لئے کہ اس دنیا کے پیدا کرنے اور کائنات کا نظام درست کرنے
 اور درست رکھنے کے لئے اگر ایک خدا میں پوری قدرت ہے تو دوسرے کی
 ضرورت نہیں اور اگر دونوں میں سے ایک میں بھی اتنی قدرت نہیں کہ بغیر دوسرے
 کی شرکت کے وہ کوئی کام کر سکے تو دونوں ایک دوسرے کے محتاج ہیں اور
 جو تعلق ہو وہ خدا نہیں ہو سکتا،

جناب ملا قاسم صاحب اپنے ہمراہیوں کے شرمندہ کرنے اور بعض کے چلے جانے اور بعض کے مٹھنے
 سے کچھ ٹھیکہ کرنے ہو کر مسئلہ توحید موضوع بحث سے خارج تھا جس کے لئے میں تیار ہو کر نہ
 آیا تھا البتہ مسئلہ رویت پر بحث کیجئے تو میں حاضر ہوں،

جناب واعظ - میں پہلی عرض کرتا ہوں کہ آپ ایک غیر مسلم کو جس طرح یہ مسئلہ سمجھا سکتے ہوں اسی

طرح ہو جو ثابت یہ کہ اپنی غلطی ہے کہ رویت کا منہ اصول سے عمل نہیں کرتا۔
 آپ غیر مسلم کے سامنے خدا کی توحید ثابت کرینگے تو جب تک آپ صفاتِ اِلهیہ
 کو ثابت نہ کرینگے اور واجب و ممکن میں امتیاز نہ دکھائی گئے اس وقت تک خدا
 کی توحید ثابت نہیں ہو سکتی اگرچہ بتلانا پڑے گا کہ خدا کی ذات واجبہ، وہ قہر ہے۔

جناب ملا قاسم صاحب! ہاں یہ صحیح ہے کہ وہ قہر ہے اور قہر نہیں ہے
 جناب واعظ - جب آپ اسکی توحید اور اسکا قہر و مجسم نہ بنائے اب ثابت کرینگے کہ بدیہ بتائیں گے کہ قیامت
 میں خدا کا دیدار ہو گا تو وہ ضرور دیکھا کہ جب خدا مجسم و قہر نہیں ہے تو کیوں نہ دیکھا
 دیکھا کیونکہ اگر دکھائی دیکھا تو نہ ہو گا کہ صاحبِ اہم اور مکان کا محتاج انہا پر ہے گا آپ کوئی
 منظرہ نہیں دیکھ سکتے کہ آریہ وغیرہ جو اعتراضات اسلام پر کرتے ہیں انہیں
 تیار نہ کیا جاتا ہے اور قوم کو اسی طرح کی تعلیم دینا چاہیے،

جناب ملا قاسم صاحب! ہم کل اسکے تیار ہو کر آئیں گے،
 جناب واعظ - بہتر خیال فرمائیے کہ فرعون عقلی نہیں ہیں جسکے یہ دلیل کی ضرورت ہو بلکہ اصولِ فروع
 سب عینِ عقل ہیں،

صحتِ برزخ است ہوی و دوسرے دن بعد نماز مغربین پیر المصاحب تشریف لائے
 اور خوب تیار ہو کر آئے اور سلسلہ کلام میں شروع ہوا۔

جناب ملا قاسم صاحب! دیکھ کر یہ دہش کی تلاوت فرما کر اوجھ اگر دیتی محال تھی تو حضرت عیسیٰ خدا کو کون لائے
 جناب واعظ - حضرت موسیٰ نے نبی امت کے اصرار سے آٹا اُلجھ سوال فرمایا تھا کیا کہ خداوندِ عالم
 نبی اسرائیل کے حال میں ارشاد فرمایا ہوں ذومن لک حتیٰ نری اللہ جھوٹا
 اور عقلی دلائل تو غیر مسلم کے سامنے قابلِ قبول بھی نہیں ہیں موضوعِ بحث عقلی دلائل
 سے جو رویت کا اثبات تھا لہذا عقلی دلائل سے جو رویت ثابت کیجئے

جناب ملا قاسم صاحب! شیعہ حضرات خدا کو قادر جانتے ہیں یا نہیں اور اگر قادر جانتے ہیں تو قادر مطلق یا مقید؟
 جناب واعظ - شیعوں کے عقیدہ میں خدا قادر مطلق ہے۔

جناب ملا قاسم صاحب! اگر وہ قادر مطلق ہے تو کیا اس پر قدرت نہیں تھا کہ ہر وقت قیامت اپنے منہ سے دیکھ لے کہ وہ
 جناب واعظ - کیا آپ خدا کو محالِ عقلی پر قادر سمجھتے ہیں،
 جناب ملا قاسم صاحب! جب خدا قادر مطلق ہے تو ہر چیز پر قادر ہے،

جناب واعظ۔ اگر فادہ مطلق کے یہی معنی ہیں تو کیا خدا اس پر بھی قادر ہو کہ وہ اپنا سادوسرا خدا پیدا کرے۔

جناب ملا قاسم صاحب ایں قادر ہے،

جناب واعظ۔ جب خدا اپنے مثل دوسرا خدا بنائے گا تو جس کو اسے بنایا ہو وہ خدا کا جائیگا یا اس کا خلق؟

جناب ملا قاسم صاحب وہ تو مخلوق ہی ہوگا مگر خدا کو ضرورت نہیں کہ وہ دوسرا خدا بنائے اور وہ اپنے لیے

دعاؤ اللہ عورت اور بھی قادر ہے سکتا ہے۔

جناب واعظ۔ پھر عیسائیت اور اسلام میں کیا فرق ہوگا؟

جناب ملا قاسم صاحب ہم ابو بکر کی خلافت قتل سے ثابت کر سکتے ہیں آپ اُس پر بحث کر لیں

جناب واعظ۔ آپ پہلے زیر بحث مسئلہ کو توصف کر دیجئے پھر خلافت کی بحث چہرے کے خلفاء

اس وقت موجود نہیں ہیں، خود انکی ذات موجود ہو اس کے وجود و حدانیت اور صفات کمال

کے ثبات کی فکر مقدم ہے،

اس گفتگو سے ملا صاحب کی علمی حالت منکشف ہو گئی اور حاضرین جلسہ نے اشتغال آمیز تقریر کا بیڑا

پنر ذکر کے سلسلہ تقریر کو ختم کر دیا۔ پھر ملا صاحب نے خلافت پر مناظرہ کرنے کے لیے ایک تحریر بھی جلد

کو روانہ فرمائی مگر مدح کی بجائے حالت کے انکشاف اور اس کے اشتغال آمیز لمحہ نے اس دعوت کے قبول کرنے

کی اجازت نہیں دی اہم فوجین نے بہت اچھا اثر لیا اور جباریہ اعطی کی سبھی مشکور ہوئی۔

مذکورہ بالا منظرہ ایک خفیہ بجائی سے ہوا تھا..... جس کے بعد ایک آغا خان کی گفتگو قابل ملاحظہ

میں کیا منکر ذکر کا قبر میں آئیں صبح ہو اور بغرض صحت وہ کس لیے آتے ہیں؟

ج بیشک آتے ہیں اور عقائد کا سوال کرنے آتے ہیں؟

میں خدا تو عظم ہے اور وہ ہمارے عقائد سے واقف ہو پھر منکر ذکر کیے بھیجے کیا فائدہ؟

ج بقضائے عدل اتنا اللہ پر بھیجا ہے تاکہ خود اس شخص سے اقرار لیا کر جائے ایا نزا دیجائے جس کا ایک

عشرت مجرم کے مجرم سے واقف ہو بنے بھی بغیر مجرم کے اقرار یا کافی شدات کے اسکو سزا نہیں دیا

تاکہ مجرم کو کوئی محنت باقی نہ رہے،

میں دلیل تو یہی ٹھیک ہے مگر باری عقل میں نہیں سنی

ج کچھ چیزیں ایسی بھی ہوتی ہیں جو باری عقل میں نہیں آتیں لیکن اگر کوئی ہم سے زیادہ کامل عقل والا

جانتے والا بتلا دے تو توں قبول ہو جاتی ہیں،

میں کیونکر ذرا اس کو اور وضاحت سے بیان کیجئے؟

ج جس طرح آپ ایک بادشاہ کی طرف سے ایک ایسے شخص کی ضرورت تسلیم کرتے ہیں جو رعایا کا بھلائی کے لیے مقرر کیا جائے اور قانونِ شہاسی سے لوگوں کو آگاہ کرے اور جو کچھ وہ بیان کرے اسی سے تسلیم کریں اسی طرح آپ اس بادشاہ حقیقی کی طرف سے بھی جو ہمارا خالق و مالک ہو کسی ایسی شخص کو تسلیم کرتے ہیں جو اس کے بندوں کی اصلاح کے لیے مسعین کیا جائے اور قانونِ الہی کو بیان کرے اور جو کچھ وہ بیان کرے اسی سے تسلیم کر لیں؟ اگر آپ اسکا جواب ثبات میں دیتے تو میں کوئی کلام بھی غلو کا اداوی اور الہی قانون کا جاننے والا کہتا ہوں کہ نہ میں قبر میں آئے ہیں اور عقائد کا کلام کرتے ہیں تو یہ بات قابلِ تسلیم ہوگی یا نہیں اور ہماری عقل میں آئے یا نہ آئے کچھ مفید ہو گا یا نہیں۔ یہ جوابات جہدِ مسکت تھے اسلئے درالطیذان بخش ثبات ہوئے اور جنابِ واعظ کا یہ قلیل قیام بھی بہت مفید ثابت ہوا، ہندوستان کے بعض اخبارات نے جو بدظنی بعض لوگوں کے دلوں علیک کر رہی طرف سے پیدا کرادی تھی وہ بھی رخن ہو گئی مدرسۃ الراغبین کی اہمیت اور اسلئے خدمات بھی واضح و آشکار ہو گئے مسائلِ ضروریہ سے بھی لوگوں کو آگاہی ہو گئی حقیقت اور حقیقت مذہب بھی اچھی طرح منکشف ہو گئی علمائے اعلام عراق و ایران کے تائیدی تحریرات کا گہرائی ترجمہ بھی نطر سے گزر گیا، مدرسۃ وینیٹ کے طلبہ کا امتحان بھی ہو گیا۔ طہارت و نماز وغیرہ کے مسائل جو کو نہیں تباہ کئے تھے اسکے لئے اکیڈمی کی اور ان تمام مراحل کو طے کر کے ۱۹ اپریل کو وہاں سے روانہ ہو گیا ارادہ کیا حضرت مومنین نے برکتِ تمام کے اعزاز و احترام رخصت کیا چار سو دس شلنگ مدرسہ کی اعانت کے لیے پیش کیے جو جناب محمد جعفر صاحب کے پاس مہیا سے روانہ کر دیے گئے،

موازنہ کے ضروری حالات

یہاں تقریباً ۲۰ گھنٹہ عشری خوجوں کے ہیں جن کی مالی و مذہبی حالت متوسط اور علمی و اخلاقی حالت کمزور ہے اور مجر جناب شہ حاجی ناصر بھائی ویرجی پریسڈنٹ جماعت کے باقی تمام حضرات کی اصلاح نہایت ضروری ہے، ایک امام اڑہ اور مسجد کے نام کا ایک مکان ہے جہاں لوگ نماز پڑھتے ہیں طہارت کے لئے حوض بھی ہے ایک دینی مدرسہ بھی ہے جسکے معلم ملا رضا حسین صاحب کا تہا و لری ہیں مگر لوگ مدرسہ کی طرف زیادہ متوجہ نہیں ہیں، البتہ مدرسۃ الراغبین کے خیر خواہ و قدرواں ہیں مواظف کا اثر لینے کی کوشش کرتے ہیں، عیسائی مشن موجود ہیں قادیانی وغیرہ نہیں ہیں فرقہ و نسبی قومیں نی صدی نوی عیسائی ہیں مگر پہلی اور چھٹے اور چانول کی تجارت ہوتی ہے مقام سہرہ و شاداب،

(باقی آئندہ)

فہرست رقوم انتہا مقروہ غیر مقروہ اہل بیت

مستقل

وقف ریاست عالیہ محمود آباد
ریاست عالیہ راجپور
عالمیاب محمد جمال صاحب مدراس
عالمیاب لوی جرجین صاحب گورنمنٹ ایگرو پو
عالمیاب سید مظفر حسین صاحب کیل پتاو
عالمیاب محمد جود صاحب منیر و خانہ شامی
نحاس لکھنؤ

غیر مستقل

عالمیاب بشکوار احمد صاحب فتح کھوکھڑا کھانا
ایکامل ساندن
عالمیاب سید یعقوب حسین صاحب
عالمیاب سید طاہر حسین صاحب
عالمیاب سید نور حسین صاحب منہ کلان
عالمیاب سید لوی عابد حسین کس بیرون منہ
سارن
عالمیاب سید علی عباس صاحب ہر عشری منہ
عالمیاب سید محمد علی صاحب برہنہ و شعلہ لکھنؤ
عالمیاب سید محمد امین دینا بدر منہ سندھ
عالمیاب سید محمد مولابخش صاحب
عالمیاب سید بلال صاحب ادرام نرائن کپور
عالمیاب سید محمد مسلم صاحب اکاؤنٹ ضلع جوبہ
مسلمان کمر و ضلع میرٹھ بذریعہ ظفر حسن صاحب
موشین ناروال بذریعہ امیر نور حسن صاحب
عالمیاب سید قیاس حسین صاحب درہم ہوا ضلع شالامہ

سولہ ماہ

میرزا گل
سید محمد

۱۲۰

یہ ماہنامہ حسین ہدایت لکھنؤ لاہور کراچی

مَقَالَات

ہمارے غلط تصدیق مہی کا بہترین کارنامہ

مشروع پارک قبول اسلام

جناب مولوی سید اسحاق حسین صاحب واغظ تصدیق مہی نے ہمارے اس نو مسلم بھائی کی ایک چھٹی بنام جناب کے یو ایس ایم بی ایس الی غنطین اور موصوف کا ایک بیان متعلق قبول اسلام مع اپنی دشمنی تحریر کے انگریزی زبان میں بعض اشاعت روانہ فرمایا ہے اور جناب مولوی تقی علی صاحب حیدری نے اس کا ترجمہ الواغظ کے لئے مرحمت فرمایا ہے، ناظرین کرام غور سے ملاحظہ فرمائیں،

ترجمہ تحریر جناب مولوی اسماعیل حسین صاحب واغظ

مشروع پارک سابق ساجت سکینڈ ٹائلس ڈورسٹ شائر جنٹ و ملازم عکسہ سول پچیسری جو فی الحال رشتہ تجارت میں ہیں ریورنڈ شواریوش، پارک انجمنی کے فرزند اکبر ہیں جو سابق ہیں ویلیج کس انیس چرچ کے ماتحت افواج سرکاری متعینہ جنوبی ہند کے پارسی تھے، موصوف نے کافی بحث اور مذہب اسلام کے متعلق ضروری تعلیم حاصل کرنے کے بعد ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۵۷ء کو سرکار شریعتیہ آقا الشیخ نورانی صاحب قبلہ عہدہ اور دیگر مغزین کے محضر انور میں اپنی خواہش سے مذہب اسلام قبول کیا اور اپنا بیان خود علحدہ دیا ہے تاکہ اخبارات میں شائع کیا جائے،

ہم موصوف کا یہ غلوں خیر مقدم کرتے ہیں خدا ان کو خیر دنیا و آخرت عطا کرے،
دخو شید اسماعیل حسین مسلم مشری مدرسہ الواغظین لکھنؤ

ترجمہ چھٹی مشروع پارک

بخدمت سکریٹری صاحب رتہ الواغظین لکھنؤ

پیادے بھائی۔

میں انتہائی مسرت کیساتھ مسئلہ اعلان قبول اسلام جناب والا کی خدمت میں بھیجکے ہمتی، مولک۔

جناب والا اسکو مسلم ریویو میں شائع فرمادینگے،

۲۱ مارچ ۱۹۸۷ء کو بننے اسلام قبول کیا اور جناب مستطاب آقا شیخ محمد تقی مدظلہ عہد بیٹی کے روبرو دفتر تبلیغ مولانا سید اسماعیل حسین صاحب مسلم مشنری و اعظمیہ اہل حق میں من قبل حق کا اعلان کیا، مجھے بے حد شرف ہے کہ میرا تعارف ایک ماہ قبل مولانا سید اسماعیل حسین صاحب سے میرے ایک ولی و دوست نے کرادیا تھا جنکا نام پروفیسر احمد رضا صاحب ہے اور خلیکوس بات کا علم تھا کہ مجھے اسلام کے متعلق معلومات حاصل کر لیا کرتا تھا چند سال کے تعارف اس ابتدائی تعارف اور بعد کے چند مکالمات میں جو اس ماہ میں واقع ہوئے ہیں یہ طے کر لیا کہ مجھے مذہب اسلام قبول کرنا چاہیے تاکہ مجھے اطمینان قلب حاصل ہو اور اس دنیا میں دین آخرت میں خداوند عالم سے برکت حاصل کر دوں آمین،

(آپ کا مخلص اسلامی بھائی،
عبد اللہ لوشخ پارکر)

ترجمہ اعلان مشر لوشخ پارکر

بخدمت جمیع برادران شیعہ مذہب

میں نے مذہب اسلام بطریق شیعہ اس نیت سے قبول کیا ہے کہ میں اپنے اندر زیادہ بڑا۔ گمراہ اور کامل ہو جاؤں اور عقیدہ الشہر رکھوں جو وعدہ لاشریک لایک بڑی سچی ہے تمام کائنات کا خالق ہے اور جو عادل ہے، حضرت مسیح علیہ السلام کو میں خدا کا برگزیدہ بنی مانتا ہوں جو کہ بلا واسطہ کسی مرد کے پیدا ہے تاکہ بنی نوع انسان میں خالق الہی کی غفلت کا اظہار کریں اور میرا بھی عقیدہ ہے کہ ہمارے خالق نے اس خاص طور کی تخلیق ہے دنیا کو عام طور پر یہ بتا دیا کہ اگر انسان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مثل زندگی رکھنے و آخرت میں اجر عظیم کا مستحق ہو سکتا ہے، میرا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پیغمبر حق تھے، وہی خدا ان پر نازل ہوا تھی تاکہ اس دنیا کے برکات سے لطف اندوز ہوں اور اسی خوشگوار زندگی بسر کریں جو خالق کو پسند ہو۔ اور وہی الہی کے مطابق ایسے قواعد مرتب کریں جو چہرہ ابد زندہ کرنے کے بعد انسان خدا رسیدہ ہو سکے۔ انحضرت نے اس بات پر بہت زور دیا کہ ہمارے اپنے خیالات افعال و قول میں مرضی خالق کی متابعت لازمی ہے۔

میں اللہ افغانی عشرہ عظیم اسلام پر ایمان رکھتا ہوں جنہیں سے اول اور سے افضل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے نیز ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے بحق ہونے پر ایمان رکھتا ہوں،

جنین سے اول حضرت آدم ابو البشر تھے اور خاتم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم تھے
 حضرت مسیح عیسیٰ (علیہ السلام) اور ہمارے بار ہویں امام قبل قیامت ظاہر ہونگے،
 در اتم آپکا برادر اسلامی علیہ السلام

نقل تصدیق کلمہ تحریر الاسلام جہاں آقا شیخ محمد تقی ابنی الطہرانی مظاہر العالی امام مغل مسجد نبوی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جعل مداد العلماء افضل من دماء الشهداء (و جعلهم
 من ورثة الانبياء) و معلوم است کہ حجج این مطالب از جہت زحمت کشیدن علماء است و ترویج
 شریعت و مذہب و آوردن مردان جہال را بطریق ہدایت، و مخفی نہاند کہ از جملہ مردین و موبدین
 درین زان و دین وقت جناب الہیہ کبایل و الفاضل البیل آقا آقا سید اسماعیل حسین زید
 توفیقہ ہستند، از جہت السنہ مختلفہ خیل زحمت کشیدہ و در صد ہستند، انکہ بقدر بکرت ارشاد پنج
 نفر کہ و نفر از انہا ہند و دو نفر است جماعت بود و یک شخص انگریزی بود ہمہ انہا اسلام و ایمان و
 اثنا عشری شدند و بندہ کلمات اسلامیہ یقین و نہ شیعہ را شنیدم از ایشان، و امیدوارم کہ مومنین
 مرتبہ العظیمین خداوند نماید بفرایستہ بحجۃ الاسلام آقا نجم الحسن صاحب را کہ دعا و تہنیت مخصوص
 بذل جہت سر ہون اند،

اللہم اید الاسلام و اہلہ اللہم انصر من نصر الدین اللہم کثر جنود الاسلام
 و وفقہم بتوفیقک یا ارحم الراحمین و صلی اللہ علی محمد و آلہ الطاہرین ؑ
 ر من الجانی محمد تقی الطہرانی النجفی

مہر شریف

خطبہ صدر اجلاس دہم سترہ الی غنیمت

منقذہ امور ہر

یہ خطبہ مبلغہ نصیحہ جو عالیجناب غلبت آستان بہادر راجہ سید محمد اکبر علیا صاحب بہادر
بالقائم رئیس پندرہ ول ضلع بلن شہر صدر اجلاس دہم نے ۲۰ دسمبر ۱۳۲۷ء کو ارشاد فرمایا
تھا جقدہ نصیحت کا راز ہے وہ اسکو بغور ملاحظہ فرمانے سے واضح ہو سکتا ہے ارادہ تھا
کہ یہ خطبہ مفصل کارروائی کے ساتھ دینا بطرن کیا جائے اور صرف ایسے سے اسکی اشاعت
میں تاخیر ہوئی مگر چونکہ بعض جوہر نے مفصل کارروائی کی اشاعت میں ابھی کچھ اور توقف نظر آ رہا
ہذا قارئین کرام کو اس سے زبان انتظار کی زحمت دینا مناسب ہونا اس خطبہ کی اشاعت
کا افتخار حاصل کرتے ہیں۔

وہو هذا

حضرات مجتہدین و علماء برادران قوم و حاضرین حلبہ! السلام علیکم
قبل ازیں کہ میں حلبہ نما اور اس اجتماع عظیم کے اغراض و مقاصد صحیحہ پر روشنی ڈالوں مجھ پر لازم
ہے کہ بانیان و کارکنان مدرسہ الی غنیمت علی الخصوص سکالر شریفہ الرحمہ الملتہ والدین مولانا و مقتدا انتم
الستیعرجہ عن صاحب قبلہ امام الشافعیہ رحمہم روح رواں مدرسہ الی غنیمت کی اس خزانہ بخش غایت کا دلی
شکرت ادا کروں جو حضور ممدوح نے اس ذرہ بمقدار کے حال پر اس مقصد و تبرک حلبہ کا مقصد متعجب
کرنے میں مبذول فرمائی ہے امیر قوم کی عزت افزائی کا تشکر اذکر رہے جسے سکالر موصوف کے انتہائی
کو نظر احسان دیکھتے ہوئے حقیر کو اس تیبہ کا اہل نظر کیا، مجھے قابل امید ہے کہ حضور ممدوح اور گرامی
افراد قوم میں یہ ناجیز شکریہ کو قبول فرما کر کسی حد تک مجھے اس بار احسان سے سبکدوش فرمائیں گے۔
میرے خیال ناقص میں تو کم ہر ایک فرد مدرسہ الی غنیمت کے جو دین اس کے بواہث اور
اس کے مبلغین کا زاناموں سے باخبر ہو گا لیکن اس موقع پر ضروری ہے کہ اجالا اسکا تذکرہ کر دیا جائے،
مدرسہ الی غنیمت کی مختصر تاریخ مدرسہ الی غنیمت جو دنیا کے اسلام میں واحد مبلغی ادارہ ہے، ۱۸
بیج الاول شمس ۱۳۰۷ء کو بمقام لکھنؤ قائم ہوا۔ اہم ترین مقصد قیام یہ ہے کہ عیسائی و آریہین آئے دن
نزیب حقہ اسلام اور واجب التکرم ابی اسلام کی متبرک مقدس زندگی پر حملہ کرتے رہتے ہیں اسکی
روک تھام اور کامیاب مقابلہ کیا جائے، اسی مقصد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے امیر الامر عالیجناب مہاشا

سر محمد علی محمد خان صاحب بہادر دہلی محمود آباد (ادوہ) نے بمشورہ حضرت صدر الشریعہ سرکار نجم الملئہ والدین شمس العلماء جناب مولانا مقتدا السید نجم الحسن صاحب قبلہ دام ظلہ العالی اپنے مرحوم بہائی جناب راجہ علی احمد خان صاحب بہادر اٹلی اللہ مقامہ کی یادگار میں اس مبارک و تبرک اداہ کی بنیاد قائم کی اور مبلغ پانچ ہزار روپیہ سالانہ اسکے مصارف کے لیے منظور فرما کر وقف ریاست محمود آباد میں ایک دائمی حصہ مدرسہ الاغظین کامعین فرمایا۔ لیکن مدرسہ کی روز افزوں ترقی ملاحظہ فرما کر جناب مہنچ نے دوسرا دوپہ سالانہ کا اضافہ فرمایا چنانچہ فی الحال ریاست محمود آباد سے مبلغ سبست ہزار روپیہ سالانہ مدرسہ الاغظین کو ملتا ہے، ہمارا راجہ صاحب ممدوح کی یہ قابل قدر سہرہ سہی ہر طرح لائق شائستگی و شکر کی مستحق ہے اور کامل یقین ہے کہ قدر شناس افراد قوم اس ادا سے تشکر میں یکے پہنچا ہونگے،

۱۹۲۲ء میں ہمارا راجہ صاحب بہادر نے بمشورہ کارکنان مدرسہ الاغظین ایک اسپل شائع فرمائی جس میں مدرسہ الاغظین کو اسلامی تبلیغی ادارہ لیکن کسی خاص سہی سے نامزد و متعلق نہیں کیا، اعلان فرماتے ہوئے قوم کے پرکردار اعانت کی استدعا کی، اچھوتہ کہ یہ آواز بیکار ثابت نہ ہوئی اور چند ہی سال میں بجائے پانچ ہزار سالانہ کے مدرسہ کی آمدنی و خرچ کی مقدار مبلغ چالیس ہزار روپیہ سے واد ہو چکی ہے لیکن مقصد تبلیغ اسلام رہا اہم ہے کہ اس میں لاکھوں روپیہ ماہوار بھی خرچ ہوتا تو کم ہر مجاہد مستقبل آمدنی کا تذکرہ بیجا نہ ہوگا جو حسب ذیل ہے :-

- (۱) وقف ریاست محمود آباد سے سات ہزار روپیہ سالانہ
- (۲) ریاست عالیہ رامپور سے دو ہزار چار صد روپیہ سالانہ
- (۳) ریاست لہرہ سے ایک ہزار پانصد روپیہ سالانہ
- (۴) بعض مقتدر حضرات نے وظائف مستقل جاری فرمائے ہیں جنکی تعداد بھی ایک ہزار روپیہ سالانہ کے قریب ہوتی ہے، جن میں ایک باہمت بزرگ قوم نے پانصد روپیہ سالانہ کا ایک ذلیفہ دیا ہے لیکن اپنا نام ظاہر کر بھی مانعت فرمادی ہے، امداس کے اعلم دوست میں سید جمال محمد رام نے ایک ہزار روپیہ نقد مرحمت فرمادیا تھا اور ایک سو بیس روپیہ سالانہ مستقل طور پر ذلیفہ جاری فرمایا ہے،
- نواب سید اقبال بہادر رئیس شمس آباد نے پندرہ روپیہ ماہوار اور نواب سید قائم عباس صاحب رئیس شمس آباد نے پندرہ روپیہ ماہوار کا ذلیفہ جاری فرمادیا ہے،

خوجہ جامعہ کراچی یکصد روپیہ ماہوار بطور تنخواہ و احتیاد کرتی ہے۔ متقل اعانت و امداد کے علان ہندوستان کے ہر حصے سے نیز دیگر ممالک سے و تشافوقاً قوم اعانت موصول ہوتی

رہتی ہیں، جنہیں سب سے زیادہ رقم مشرقی افریقہ کے خوب مسلمانوں کی ہے جنہوں نے پچاس ہزار روپیہ نقد بطور اعانت مدرسہ کو گزشتہ چند سال میں بھیجا۔ اسی رقم کا کچھ حصہ وہیں کی تبلیغ اور کچھ حصہ ترجمہ قرآن مجید بزبان انگریزی شائع کر کے بکے لیے مخصوص کیا گیا، بقیہ رقم میں مدرسہ نے ایک جامد ڈسٹریبشن افریقہ میں خرید کر رکھی ہے جسکی آمدنی اسی ملک کی تبلیغ پر صرف ہوا کریگی،

مرحوم راجہ سرسید ابوجعفر صاحب کے اسی، اسی، اسی تعلقہ دار پیسہ پور نے دس ہزار روپیہ کا گران ہیا عطیہ اور خاج خان بہادر راجہ میرتوکل حسین صاحب تعلقہ دار لور پور نے بھی دس ہزار کا عطیہ مدرسہ کو مرحمت فرمایا تھا چنانچہ ہر دو صاحبان گرامی قدر معین الاسلام کے خطاب کے مستحق ہیں، اگرچہ آمدنی مستقبل کے علاوہ آمدنی میں برابر اضافہ ہو رہا ہے لیکن مصارف بھی اتنی تناسلے بڑھتے جا رہے ہیں جسکی وجہ سے ضروری امور ہر سال آئندہ کیسے بہ امید اعانت مزید ملتی کر دیئے جاتے ہیں، مثلاً انیس وقتوں کی وجہ سے مدرسہ اپنے مبلغین کو اب تک بلاد مغربی میں نہیں روانہ کر سکا نہ قرآن مجید کا ترجمہ ہوز انگریزی میں شائع کر سکا۔ ضرورت ہے کہ مختلف زبانوں میں تبلیغی مواد کی اشاعت اور غیر مالک میں تقیم کیا جاوے لیکن اس کے لیے برقی پریس کی اشد ضرورت ہے کہ تبلیغی اشاعت میں آسانی پیدا ہو۔

البتہ اتنی قلیل مدت میں مدرسہ نے ایک عمارت قیمت تخمیناً پچاس ہزار روپیہ خرید لی ہے ایک شاندار قیمنی کتب خانہ فراہم کر لیا ہے جس میں مختلف زبانوں مختلف علوم اور غیر مذاہب کے سات ہزار سے زائد جملات ہیں مگر ابھی اس کتب خانہ میں بھی اضافہ کی ضرورت ہے، اس شاندار عمارت میں اس وقت ادارہ ہڈ کے جملہ شعبہ جات کے دفاتر مثلاً الواعظ، مسلم ریویو، انجمن مؤید العلوم، دارالاقامہ، درس گاہ، دارالمطالعہ، کتب خانہ، اردو و انگریزی مطالع موجود ہیں لیکن ابھی بہت کچھ اضافہ و ترسیم کی ضرورت ہے،

چونکہ داخلہ کے قواعد سخت ہیں بریں سبب ہر سال ایک محدود تعداد طلبائی داخل کی جاتی ہے طلبہ کو دس سے پچاس روپیہ ہوازانک حسب لیاقت و درجہ وظیفہ دیا جاتا ہے اور بعد فراغ تعلیم جب تک تبلیغ پر بحیثیت داخطا ہوا رکھے جاتے ہیں تو تیس روپیہ لیکر دو سو پچاس روپیہ تک علاوہ مطاوت سفر دیا جاتا ہے،

۲۔ کس اناہل طلباء، اب تک مدرسہ سے فراغ التحصیل ہو کر کچلے ہیں جس میں ۱۶ صاحبان معصوف نظر ہیں جتنے حضرات ہیں وہ سب مدرسہ سے شاہرو پاتے ہیں۔ ان کے علاوہ جنرل سکریٹری صاحب و سکریٹری صاحبہ تبلیغ و خاج متولی منتظم نظام الدینی دو دیگر ارکان مجلس انتظامیہ اعلازی عمدہ دار ہیں اور اپنے

بیش قیمت اوقات اس کا دینی میں صرف فکر اپنی سچی اسلامی حمیت و محبت کا ثبوت دیتے ہیں دُر
بجائت دیگر مصارف کا بہت زیاں ہوتا،

مدرسۃ الاعظمین درحقیقت ایک جامعہ کی حیثیت رکھتا ہے اور نہایت با فہم و خوش سلیقہ ہمدردانِ قوم
دلت حضرات کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں۔ ملک کے اکثر متقدم حضرات نے اس دارالعلوم کا معائنہ کیا ہے اور اسکی
قابلِ قدر خدمات کو عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے، اس مختصر بھی بتایا ہے ۱۹ دسمبر ۱۹۳۷ء اس دارالعلوم کی زیارت
کی اور بحمد اللہ موجود شعبہ جات اور سلسلہ تبلیغ کو بظرف غائر و بچھا جو ایک حد تک اطمینان بخش ہے لیکن
مہری کوتاہی میں نظر و خیال ناقص نہ ہو جائے۔ محسوس کی اسکو سطور گزشتہ میں التماس کر چکا ہوں لہذا ضرورت
ہے کہ قوم کی دل ہر کردار سے، قدیم، سنجے، ہر صورت اس تبرک مقصد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہر چہمیت
باندھ کر اعانت پر آمادہ ہو جائے اور اپنی زندگی کا ثبوت دے،

مدرسۃ الاعظمین کی کامیابی اور اسکی خدمات کا بہترین اعتراف اس امر سے ہو سکتا ہے کہ اب تک سنی
داخلہ کیلئے صرف ہندوستان کے مختلف مقامات سے ہی افاضل طلبہ نہیں آئے ہیں بلکہ طالب علم
مشرقی افریقہ کے ہیں ایک فاضل جلیل قتی مصر سے اور ایک طہران سے آئے ہیں، ایک طالب علم نجف
اشرف سے آئے تھے لیکن بوجہ سازگاری آب و ہوا و خرابی صحت چند ماہ قیام کرنے کے بعد واپس چلے گئے
اکثر درخواستیں داخلہ کی بوجہ کئی سڑا یہ عدم گنجائش واپس کر دی جاتی ہیں، جو اگر خیال کیا جائے تو
قوم کے دامن پر ایک بدنامی ہے۔

اس موقع پر مدرسہ کی تبلیغی اشاعت کا تذکرہ بجا ہوا گا جنکی بدولت مقصد تبلیغ انجام پاتا رہا ہو۔
مسلم ریویو ایک اہل انگریزی رسالہ ۱۹۳۲ء سے جاری ہے، اس رسالہ نے قلیل عرصہ میں دیگر مالک
نیز ہندوستان میں بہترین اسلامی و تبلیغی خدمات انجام دی ہیں اور آئندہ بہت سی امیدیں وابستہ
ہیں لیکن کبھی سڑا یہ سنگ راہ ہے، ضرورت ہے کہ یورپ و امریکہ و دیگر مالک میں جہاں انگریزی زبان لائی
ہے کثرت سے اس رسالہ کی کاپیاں مفت تقسیم ہوں مگر مجوزاً قلیل تعداد مالک غیر میں تقسیم ہوتی ہے۔ اس
حصینہ کے مصارف کا ادھی مدرسہ کے دوش پر ہے، میری استدعا ہے کہ قوم اسکو اپنے دوش پر لیکر کسی حد
تک مدرسہ کو سبکدوش کرے،

الواعظ یہ اہوار رسالہ اردو زبان میں شائع ہوتا ہے، مدرسہ اور اسکی خدمات کا حقیقی ترجمان ہے اور غیر
مسلمین کے مقابلہ میں اسلام کا محافظ، لیکن اسکی اشاعت بھی محدود ہے اور غیر مسلم حلقہ میں اسکو
مفت تقسیم نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ یہ بھی قوم کی عوامی توجہ کا بدرجہ غایت مصلح ہو،

شعبہ دارالتالیف گذشتہ چند سال میں اردو فارسی، عربی، انگریزی، گجراتی، بنگالی زبانوں میں مختلف رسائل حفاظت اسلام کے واسطے شائع کرنے میں کامیابی ہوئی، لیکن اس شعبہ کو مالی امداد کی سبب زبان ضرورت سے ایزد کر اسکے شائع کرن کتب غیر مسلمین کے ہاتھوں پہنچنی ضروری ہیں نیز مصنفین مسلمان تصنیف فراہم کرنی کی ضرورت ہے اگر بوجہ مجبوری ایسا نہیں ہوگا،

شعبہ تعلیم گذشتہ ۳ سال کے عرصہ میں پندرہ طالب علم داخل مدرسہ ہوئے اور سات کامیاب کر کار تبلیغ پر آمادہ ہوئے۔ اس شعبہ میں سنسکرت بھی بقدر ضرورت سکھائی جاتی ہے تاکہ غیر مسلم حضرات کے مقابلہ میں مبلغین مدرسہ کو عذر عدم واقفیت زبان کی وقت نہ ہو۔ دیگر ترقیات شعبہ ہذا کیلئے انتظام کی سخت ضرورت ہے، لیکن بوجہ کمی سرمایہ اقدام نہیں کیا جاسکتا ہے،

شعبہ تبلیغ مبلغین مدرسہ گذشتہ ۳ سال کے اندر علوان مالک ہند کے افریقہ۔ چین۔ جزائر شرق الهند، سیام، برما اور ہندوستان کے ہر گوشہ میں بہترین اسلامی خدمات انجام دی ہیں، سال ردال میں خباب مولوی محمد قار علی صاحب حیدرہی خاص حیدرآباد بعض اخبارات دکن کا نہایت کامیاب ورہ کر کے واپس تشریف لائے ہیں، مختلف مقامات کے مسلم و غیر مسلم حضرات موصوف کے طرز تبلیغ کی داد دی ہے، اسکنندرا، حیدرآباد کے بعض اخبارات بھی موصوف کے کارناموں پر روشنی پڑتی ہے جو ہر طرح قابل تحسین و تائید ہے، گذشتہ چند سال کے عرصہ میں جو کچھ کام مدرسہ نے کیا ہے انکا خلاصہ عرض کیا گیا اس سے صاف ظاہر ہوگا کہ یہ ادارہ ایک زبردست تبلیغی ادارہ ہے اور اگر

اسے کافی امداد نہ ملے اسلام خصوصاً عالمی بہت افراد قوم سے لجاے تو عیسائی و کوریہ شن کا بہترین طریقہ سے کامیاب مقابلہ کر کے شرق سے عرب تک اسلامائے کلہ اللہ کے تسلیم کروانے میں بار آور ہو سکتا ہے عیسائی و کوریہ شن بوجہ سرمایہ دار ہونیکے اپنے دائرہ تبلیغ کے اندر مدارس۔ میتھخانے شفاخانے اور دار الاقامہ وغیرہ قائم کرتے ہیں اور بھولے بھنگوں کو دام تزییر میں پھنساتے رہتے ہیں، اگر درست انٹین کو سلطان العلوم حاجی دین اسلام العلحضرت ہزرا گز اللہ ہائیں شہر یار دکن خلد اللہ لکھتہ و سلطانی سرینتی حمایت حاصل ہو جائے تو جلد از جلد اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے امید ہے کہ حضور موح کی توجہ اس جانب مبذول ہوگی اور دولت اصفیہ کے تاجدار کا یہ احسان جو عالم اسلام اور مسلمین علم پر ہوگا دوسرے شاہان اسلام کے واسطے ایک شاندار مثال اور قابل تقلید ہوگا، ان شاء اللہ،

اس موقع پر اطفاء ذہن غیر متعلق اخبارات و رسائل کی خدمات کا تذکرہ نہ کرنا ایک سخت جھلانی فرد گذشتہ اور جمید انصافی ہوگی جنہوں نے اپنے صفحات کو اسی مقصد اہم اور اپنی ہستی کو اسی کار بزرگ کے لئے وقف کیا

اخبار سے ان کو کھنڈ عرصہ دراز سے اخبار سزا دے گا تو ان کی حیثیت کا کم کر رہا ہے اور جس کی صورت سے قومی خدمات انجام دے رہا ہے وہ قابل صد ہزار افریں ہے لیکن انکی محدود اشاعت قوم کی عدم توجہی سے ہل کر رہی ہو گی انکی اشاعت و نشر میں متعدد اضافہ کی ضرورت ہے صدر شکر کے مقابلہ و درگزر سے انکی اشاعت میں مہنت میں و بار ہو جائے نمایاں ترقی ہے کہ ضرورت ہے کہ ایسے قومی اخبار روزانہ کی صورت میں اسٹیج پر آکر قوم کی حیات اور علمی سرپرستی میں بڑی بڑی کامیابی کی زندہ مثال پیش کریں۔ مجھے کامل اُمید ہے کہ میری یہ اجیزانہ دعا جو مقصد ہم نشر و بین کی محدود معاون ہے غالباً نہ جا چکی اور ہر روز ان قوم شغف دینی کا ثبوت دینے میں درگزر نہ فرمائیں گے،

اخبارات کا و اہم وہ یہ دیرینہ اخبار ہی اپنی غیر مسلسل اشاعت میں قوم کی عدم توجہی کا روزانہ ورہ ہے قومی اخبار کی حیثیت غیر مسلمین کی بجا آواز اور دینی کیفیت قوم کی سمجھ بیک پر پوچھنے میں اسکو نمایاں خصوصیت حاصل ہے لیکن قوم کی لاپرواہی سے نہ پابندی اوقات سے مسلسل شائع نہ کرنا انہیں میں ترقی کے آثار نظر آتے ہیں بلکہ انحطاط کے دور سے گزرتے گزرتے قطعی فنا ہو جائیگا احتمال ہے جس کا جلی سبب ہم کی بے توجہی قرار دیا جائیگا،

اخبار خورشید مظفر کا قلب رہنمایان قوم کا یہ اخبار جس مقصد کو پیش نظر رکھ کر عالم وجود میں آیا ہے منزلوں دور ہے۔ انکی بے سروسامانی سدئی ہے کہ یہ قومی توجہ کے ادنیٰ شانہ کے اظہار سے معراج کمال پر پہنچ سکتا ہے۔ اور ان گراں قدر خدمات کو جو سرمایہ کثیر کی محنت میں صرف قلیل سے پورا کر سکتا ہے ضرورت ہے کہ اس قوم کو کمر ہمت کو مضبوط باندھ کر اپنے قومی آرگنوں کی ہر قسمی فراہمی تاکہ مقاصد کی کامیابی میں آسانی ہو اور ہم مخالفان ملت کے دوش بہ دوش کھڑے ہونے کے اہل ہو سکیں،

اسی طرح ملک کے عرض و طول میں متعدد رسائل و اخبارات جن کا نام بنام مذکورہ طول سے خالی نہیں جاری ہیں جن میں میری انھیں میں متذکرہ ضد مثالیں کافی ہونگی اور مجھے افراد قوم کی ذات و اشتراک سے بدرجہ خصوص لائق و اعتماد ہے کہ جملہ اغراض کو طوطا خاطر فرما کر اعانت میں ہر ممکن ذریعہ اختیار کرتے ہوئے ہمدردان ملت کے دلی شکر کے مستحق ثابت ہونگے

آخر میں مجھے مونیان امر وہ کادلی شکر یہ ادا کرنا ضروری ہے جنھوں نے دور حاضرہ میں آل اہل یا شیعہ کا نفرین اور مردستہ الواعظین کے اجلاسوں کو مدعو فرما کر اپنے شغف ایمانی اور قومی جذبہ کا ثبوت و بجا ہر طرح قابل ستائش ہے، امید ہے کہ مستقبل میں جلد حضرات اسی طرح قومی اداروں کی سرپرستی اور مقتدر حضرات رہنمایان قوم کی تواضع اور ان کے مجوزہ مقاصد میں اعانت فرما کر قابل

تعلیم مثال پیش کرتے رہیں گے،

مجھے نہیں کہ حضرت صدر الشریعہ مظلہ العالی و دیگر ارکان مجلس انتظامیہ میری حقیر و ناچیز پیشکش بد اعانت مدرسہ الوداعین مبلغ الستر یکشت اور مبلغ لامصہ سالانہ وظیفہ قبول فرما کر دینی عزت افزائی فرمائیں گے، حالانکہ یہ پیشکش نہایت قلیل اور ناقابلِ توجہ ہے لیکن بعد ازاں قطعہ قطعہ جس کے پائیاں بنو د پر عمل کرتے ہوئے خوشی کسی میں محسوس فرمائیں گے اور مجھے جو سرسبندی و افتخار حاصل ہو گا ان ابد الاباد منت پذیر ہی کیلئے کافی اور ادائے شکر سے بے نیاز رہیگا، نیز سببِ بابت حقیقی سے میری دلی دعا ہے کہ اس دارہ کو ہمیشہ ممتاز و محمود و خالصین رکھے اور تکمیل مقاصد میں تا قیامت باراد و کامیاب کرے اور قوم کو اپنی رحمت کاملہ سے بہت کرامت فرمائے کہ وہ اس دورِ گمشدہ حیات میں پامردی سے محفوظ و قائم رہے، اے

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

خادمِ قوم
سید محمد کبیر علی خان

انگریزی ترجمہ صحیفہ کلام

کلام الامام امام الکلام

علی بن ابی اکرمؑ الباقی امام چارم حضرت علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب کا وہ کلام بلاغت نظام جو تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق اور فوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور ابطہ عبادیت و عبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعا و مناجات کے حسن ترین طرز کا معلم مرتبہ الوداعین کے کافی وقت درود پر کے صرف سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہو رہا ہے اور شائقین کے سخت تقاضا سے پہلا جلد جو ۳۲ دعاؤں پر مشتمل ہے اور ۹، ۱۰ صفحہ پر ختم ہوا ہے شائع بھی کر دیا گیا ایک صفحہ پر مصل عبارت عربی ہے اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہے جلد نہایت عمدہ انگلش فیشن قیمت ۵۰/-
یہ ترجمہ کیسا ہے اور اس کے کیا خصوصیات ہیں؟ ایک ان پرست جرمی انکو دیکھ کر کہتا ہے کہ اگر خدا ایسا ہی ہے جس کا اس کتاب میں تبلا یا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں، اچھا! اچھا! یہ جلد منگو لیے ایسا نہ ہو کہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے،

سائنس اور قدرت گذشتہ سیریس

میں نے اس جہانیت کی تفسیر بھی لکھی ہے اس سے جو عوام خلقت آسمان و زمین معلوم ہو اس حد تک اس جہانیت میں اس تحقیق نہ کر سکے اور نہ کر سکیں گے کہ انہی تحقیق کی حدود میں سے اس جہانیت ہلایہ حالات کہاں معلوم ہو سکتے ہیں وہ تو جو جاگرا کو دیکھ آیا اسے چشم دید واقعات بیان کئے آسمان میں رستوں کی قسم پروردگار عالم نے کہا ہی ہے۔ ابھی تک سائنس دان آسمان ہی کی تحقیق سے عاجز ہیں چہ جائیکہ اس کے راستے دریافت کر سکتے آسمان کی خلقت بقول امیر المؤمنین خطبہ اول عجم اللہ میں پانی کے پھین سے ہے،

(۴) سورہ رعد - اللہ وہی ہے جس نے آسمانوں کو چھین تم دیکھتے ہو غیر ستونوں کے بلند کیا پھر عرش پر اسکا حکم غالب آیا اور سورج اور چاند کو مطیع کر لیا۔ ہر ایک مدت معینہ کے لئے دلائل کو دہی ہے جسے زمین کو پہلایا اور اُس میں پہاڑ اور دریا پست رادیے۔ اور ہر قسم کے پہلوں میں سے دودھ طرح کے پانی کو رسیے ڈالنا پتیا ہوا اور زمین کے مختلف قسم کے پتھر لکڑی اور کھجور کے پاس پاس ہیں اور ان گھروں کے بلخ اور کھیتیاں اور کھجور کے دخت ایک ہی میں سے کئی اگے ہوئے اور علحدہ علحدہ اگے ہوئے کہ یہ بیک ہی پانی سے سینچے جاتے ہیں اور ان کے پہلوں میں ہم ایک کھجور پر برتری تھے ہیں جانتا ہوں ہر ان کے حل میں کیا ہوتا ہے اور اہرام کبتی کہی رکھتے ہیں اور کبتی نشی اور ن دی ہے۔ ڈور ان کے لئے اور لالچ دلائیے لئے تم کو بجلی کی جاک دکھلا تا ہے اور گنگو گنگا نہیں پیدا کرتا ہے رعد اس کے صدمہ کی تسبیح پڑھتا ہے اور کل خورشید اس کے خوف سے بجلیاں گراتا ہے پس جہلو چاہتا ہے ان کے ذریعہ سے نقصان پہونچا دیتا ہے اس نے آسمان سے پانی اُتارنا میرا ہی مقدار کے موافق ندیاں نالے بہ نکلے اور پانی کے ریلے پر پہولا ہوا جاگ اگیا اور اُس خیریت سے جسے بکٹ دور یا اسباب بنانے کے لئے اگ۔ پرتا ہے اس ایسا ہی جہاں نکلا کرتا ہے پس جہاں تو خشک ہو کر کچھ ہو جاتا ہے اور رہا جو لوگو کو نفع پہونچا ہے ن زمین میں رہا ہے۔

ان طویل مبارک آیتوں سے بہت سی باتیں معلوم ہو سکتی ہیں۔ سائنس دان بھی کثرت دریافت

کر کے اور نہ کر سکتے یہ اُن کے احاطہ عقل سے باہر ہے

(۱) سورج اور چاند ہر ایک مطیع خداوند عالم ہے۔ نہ آپ ہی آپ پیدا ہوئے نہ آپ ہی آپ متحرک ہیں۔ خداوند عالم کے حکم سے ایک مدت معینہ تک کے لئے رواں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دنیا ایک دن فنا ہو جائیگی اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ یہ دونوں متحرک ہیں یہ سورج نہ کہ زمین ہے بلکہ سائنس دانوں کا خیال تھا اسے گواہ تحقیق ہوئی ہے کہ سورج بھی متحرک ہے،

(۲) زمین کو اسی وحدہ لاشریک نے پھیلایا نہ یہ کہ ان آپ ہی آپ سے اسکا کوئی خالق نہیں، ابی پہنے پہاڑ زمین پر قائم کیے، کوئی سائنس دان صاحب بتائیں کہ پہاڑ کیوں پیدا کیے گئے؟ ہن کیا جاتا خود ہی قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ ہٹے بڑے بڑے پہاڑ جہاں مناسب تھا قائم کر دیے اگر زمین اپنے ربنے والوں سمیت کہیں کسی طرف کو جھک نہ جائے، گویا یہ سائنس قائم کر نیسکے لئے انکی خلقت ہوئی ہے

(۳) انسان آتا ہے کہ ہر قسم کے پہلوں میں سے دو دو طرح کے پیدا کرے، یعنی ایک مونث دوسرا مذکر اس علم نباتات کا ایک شہور مسئلہ ثابت ہوا تحقیق ہوئی ہے کہ ہر درخت جب تک کہ اپنے جوڑے کے ساتھ موانعت نہیں کرتا اُس وقت تک پہول اور پھل نہیں پیدا ہوتے آج صحت مند قبل خداوند عالم نے مسلمانوں کو اس امر کی خبر دی مغربی سائنس دان ہمارے سامنے نہیں لارہے (۵) فرما لے ذکر اُست و دہانپ دیتا ہے۔ ابھی اسکے قبل فرما چکا ہے کہ زمین چاند سورج سب متحرک ہیں، لہذا اس حرکت کا اثر کیا ہوا دن اور رات کا پیدا ہونا مسئلہ

اور یعنی زمین کی گردش آفتاب کے گرد اور خود اپنے محور کے گرد اس سے ثابت ہوئی،

(۶) مختلف قسم کے کھترے زمین کے ایک دوسرے کے پاس پیدا کیے۔ اس سے ثابت ہوا کہ زمین مختلف قسم کی ہوتی ہے، یعنی شور، تمیلی، چٹان، اوسر، نرم وغیرہ، ماہرین دود حاضر نے بھی یہی تحقیق کی ہے۔

(۷) مختلف قسم کے درخت ایک ہی جڑ میں سے کئی اُگے ہوتے اور علیحدہ علیحدہ اُگے ہوتے ایک ہی پانی سے سینچے جانیکے باوجود مختلف قسم کے پھل دیتے ہیں کوئی سائنس دان صاحب تحقیق کریں کہ زمین ایک پانی ایک پھر پھل کیوں مختلف نکلتے ہیں اور مختلف درخت کیوں اُگتے ہیں انکو ایک جبار اور قہار کے قدرت کا بلکہ کے سامنے سر جھکا، ہوا کا بغیر اسکے چارہ نہیں

(۸) جاننا ہے کہ ہر محل میں کیا ہوتا ہے یعنی لڑکا ہے کہ لڑکی اور ارجام کتنی کمی و بیشی رکھتے ہیں، سائنس دان آجنگ آہیں کامیاب نہیں ہوئے اور نہ آئندہ بنا سکتے ہیں کہ حمل لڑکے کا ہے یا لڑکی کا۔ اگر اپنی بڑائی کا دعویٰ ہے تو بتائیں در نہ اسکی بڑائی تسلیم کریں۔

(۹) بکلیوں کی چمک اور گنگھور گھٹائیں وہی پیدا کرتا ہے نہ کہ اسباب خارجیہ سے آپ ہی آپ ہر چیز اور فعل مترتب ہوتا رہتا ہے، پورا مسئلہ

یعنی چاپ اور اسکا پیرانی اور
کی شکل میں تبدیل ہونا اور پانی کا رہنا اور اس سے مختلف جسم کے درختوں کا نکلنا اور پھول کا پیدا کرنا ثابت ہوا،

(۱۰) ایک مقام پر فرماتا ہے کہ ہر چیز اسکی تسبیح کرتی ہے خواہ جاندار ہو یا بیجان جو بیجان میں اسے سانس دے گا یا سجدے میں پڑے گا۔ ہر چیز قرآن مجید کے الفاظ ہیں سائنس دان تعجب کی نظر سے دیکھیں اور سمجھیں چنانچہ فرماتا ہے کہ وعدہ کی حمد کی تسبیح پڑھتا ہے اور کل فرشتے صحیفہ کالمہ میں امام زین العابدین سے اس دعائیں ہمیں کل ملا کہ پر آپ نے سلام کیا ہے یہ فرماتا ہے کہ منہج کے خزانچوں پر اور بادل کے ٹہکانے والوں پر اور اس فرشتے پر جسکی جڑک کی آواز سے بجلی کی کڑک سنائی دیتی ہے اور جب اسکی آواز کی وجہ سے گرجنے والے بادل چلنے لگتے ہیں تو گونے والی بجلیاں چلنے لگتی ہیں اور برف اور اادل کے پیچھے پیچھے چلنے والوں پر اور منہج کے قطروں کے ساتھ اترنے والوں اور ہواؤں کے خزانچی فرشتوں پر اور ان فرشتوں پر جنہیں تو نے پانی کے ذرن اور شیر منہج کی مقدار اور طلاطم والے منہج کے پیمانہ پر اطلاع دیدی ہے، ابو بصیر سے حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ وعدہ ایک فرشتہ ہے سائنس دان یہ کہتے ہیں کہ ہوا بادلوں کو چلاتی ہے اور جب مختلف اادل کے ٹکڑے ایک دوسرے کے ساتھ ٹکراتے ہیں تو یہ گرج کی آواز پیدا ہوتی ہے اور انکے رگڑ کی وجہ سے چمک پیدا ہوتی ہے اصل مطلب کے قریب تو ہو چکے مگر حقیقت کو نہ سمجھ سکے۔ سمجھ سکتے ہیں اسکو تو دبی حضرت سمجھیں میں جنکے پاس پوری کتاب کا علم ہے امامؑ فرماتے ہیں کہ ملاکہ منہج کے خزانچی ہیں، سائنس دان کہتے ہیں کہ آپ ہی آپ بہا پ کثیر مقدار میں تھنڈی ہو کر پانی کی شکل میں ہوا کی ذروں پر جمع رہتی ہے جبکو بادل کہتے ہیں کوئی انکا منتظم نہیں ہے۔ سبحان اللہ کیا عوالم نہیں کرتے کہ کون ہواؤں کو چلاتا ہے، کون بادلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پانی برساتا ہوا لجاتا ہے کہیں پانی برساتا ہے کہیں نہیں، ایک یہ سب آپ ہی

ابن کثیر کی منتظم کے حکم کے ہوا کرتا ہے تب ہی کہ سائنس میں تو اتنی ترقی اور حقیقت سے اتنی دینی
ابن کثیر کی لگا کر ان امور پر موکل ہیں سب احکام باری تعالیٰ کے مطابق عمل کرتے ہیں بعد
فرشتہ ان امور کو انجام دیتا ہے ایسی آواز کو بادل کی گرج ہے اور یہ ضرورت ہے کہ جب بادل
چلنے لگتے ہیں تو بجلیاں چلنے لگتی ہیں یعنی بجلی انہی آپس کی رگڑ سے پیدا ہوتی ہے، لہذا کہ برف
اولہ پانی سے کیا انتظام کرتے ہیں، پانی کے ہر قطرے کے ساتھ ملک اترتا ہے اور ہر سکود میں
ہو جہاں حکم جو اسی طرح اولہ اور برف ہزاروں پر بھی لگا کر مقرر ہیں جو انکو جھجک حکم ہوتا ہے چلتے
ہیں، سائنس دانوں کی یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ فلاں وقت فلاں جگہ سمندر میں طوفان اٹھایا جائے
ہوگی مگر ان اشیا کے ظاہری افعال کے باہم مترتب ہونے پر محمول کہتے ہیں وہ
اس واحد بے مثال کے نظام کو نہیں دیکھتے نہ سمجھتے ہیں، سائنس دان،

یعنی بارش کے پانی پانے کے اگر سے یہ تو معلوم کر لیتے ہیں کہ فلاں جگہ اتنا پانی برسا۔ پس اس سے
زائد نہیں مگر انکو کیا خبر کہ ہر جگہ حقیقتاً کتنا پانی برسا اور نہ انہیں یہ معلوم کہ پانی کا دھل کیا ہے
یا کثیر منہ کی مقدار اور مطلق دھل منہ کا کیا پیمانہ ہے۔ اس کو نہ لگا کر جانتے ہیں جو خدا نے
جبار نے اس کے متعلق علم دیدیا ہے،

(۱) احسن رایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسی پانی کے برسنے سے دریا ندے نامے سیراب ہاتھ ہیں
(۵) سب رہ فاطر فرماتا ہے کہ بیشک اللہ آسمانوں کو اور زمین کو اس بات سے روکے ہوئے ہے
کہ یہ ٹل جائیں اور اگر یہ ٹل جاتے تو کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو انکو روک دیتا سائنس دان
فرماتے ہیں کہ اجسام کی کشش جو ایک کو دوسرے کے ساتھ ہے ان کو فضا میں قائم کیے ہوئے
ہے، پوچھیں ان لوگوں سے کہ ہزار وقتوں سے آپ کسی پہاڑ کی چوٹی تک پہنچنے ہیں اور قطب
جنوبی اور شمالی دنیا کے سر کھلائے ہیں اب اس زمانے میں ہوائی جہازوں کی بدولت
ایک سرسری نظر سے جو دیکھنا نصیب آو ہزاروں کلید بنے اور انکی ترویج ہوئی۔ جو کلید کسی امر
کے متعلق آتی ہے کرتے ہیں اسے خود ہی آگے چل کر بدل دیتے ہیں بلکہ کیا یقین کہ حقیقتاً یہ کلید ہر زمانے
میں صحیح رہیگا اسکی کوئی دلیل آپ کے پاس نہیں ہو سوائے کہ آپ کہیں کہ صاحب تجربہ سے بلکہ یہ
ثابت ہوا اور آگے چل کر ممکن ہے کہ کوئی تجربہ کرے اور ثابت کرے کہ اصل کی تو یہ حالت اور دعویٰ اپنے
بلے چور سے، آپ سید ہے سید ہے یہ کیوں نہیں کہتے کہ ہر چیز خدا کے قدرت کا بلہ سے قائم ہے
(باقی آئندہ)

آزادی و اسکا اصلی مفہوم

گزشتہ سہ سہ

ہو سکتا ہے کہ ایک چیز ایک وقت میں دس روپیہ کی ہو اور دس روپیہ ایک وقت اسکا نرخ نہیں ہو سکتا۔ اس سے کم و بیش ہو جائے، تغیر زمان و مکان اور تغیر عناوین خارجیہ سے ہمیشہ اموال میں قیمت کے اعتبار سے تبدیلیاں ہوتی ہیں لہذا کسی چیز کی قیمت کے متعلق یقین سے نہیں کہا جاسکتا کہ یہی قیمت اُسکی ہر حال ہے اسی وجہ سے کسی چیز کی قیمت چیز کو خرید کر مشتری نہیں کہہ سکتا کہ بائع نے اُس پر ظلم کیا کیونکہ جب تغیر قیمت کی وجہ سے کوئی چیز کسی خاص قیمت کی نہیں تو مشتری کیونکر کہہ سکتا ہے کہ ایک روپیہ کی چیز بائع نے چھ دو روپیہ کوئی کیونکہ اگرچہ چیز اس وقت بعض خریداروں کے اعتبار سے ایک روپیہ کی کہلائی جائے گی تو بعض دوسرے خریدار اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لحاظ سے دو تین روپیہ بھی دے سکتے ہیں معلوم ہوا کہ شے مذکور کی کوئی قیمت معین نہیں ہے اور غیر معین قیمت چیز اگر مثلاً دو روپیہ کو دیدی گئی تو کوئی ظلم نہیں ہوا بخلانہ اس کے کہ سود خوار کو ایک روپیہ قرض لیکر دو روپیہ دے جائیں یہاں ختم ایک روپیہ ضائع ہو گیا اور منفعت گنبدہ نے اُس پر صریح ظلم کیا کہ ایک روپیہ لیکر اُسکی دو دینی مقدار واپس لی اس دوسرے روپیہ کا سود خوار کو کسی طرح حق حاصل نہیں ہے،

یہاں پھر کار سازی اسلام ملاحظہ ہو منفعت خواہی کے جذبہ کو ناجائز صورتوں کی طرف سے موڑنے کے سبب کے سبب کے لئے جو انبیاء کا وسیع میدان کس طرح آہستہ کر دیا اور اُسکی موجوں کے تغیر سے کسی بھائی کی حاجتوں کو نہ مگرانے دیا جس کے سبب سے خلافت انصاف نقصان میں نہ مبتلا ہو جائے جذبات کا معتدل بنا، اسلام ہی کا کام ہے جسکی وجہ سے انسان سے حکومت کی برائی دور ہو جاتی ہے اور کسی ناجائز دباؤ میں آنے کی ذلت سے ن بچتا ہے اور اسیری کی بلا سے نجات پاتی ہے، اسی اور آزادی کے مظاہرہ جو کہ ملتے جلتے ہیں اسوجہ سے آزادی کی راہ میں اسکو غلامی کا راستہ سمجھ کر اکثر اسرار پاؤں نہیں ڈالتے اسی طرح اسکا مخالف پہلو ہے لہذا آنچہ بوجھ کہ راستہ چلنا چاہئے یہاں آزادی کے لباس میں غلامی اور غلامی کے لباس میں آزادی اکثر شرط لقیوں میں پائی جاتی ہے،

جواب نواں کی ظاہری شکل اسیری کا ڈھونڈ ہے جس کی وجہ سے یوں کے مخالف حضرات کی

بری طرح تو زبان چسپڑی ہوئی ہیں جو لوگ کہی آسانی مذہب کے حامی نہیں وہ اگر برن کے لحاظ ہوں تو چندال بجا نہ ہوگا ایسے کہ ان کا مذہب بجز وطن اور ملک کے کچھ نہیں نہ ایک حصہ ارض میں نہ خود آزادی سے پہنچا جاتے ہیں اور جبکہ وہ سمجھتے ہیں کہ قدرتی طور سے ہر کمین کے لیے مکان ہے تو اسکے مکان سے بنانا ظلم ہوگا اور یہ ظلم کسی فرقہ خاص سے مخصوص نہیں نہ مرد مظلوم ہو نیکیو تیار نہ عورتیں اسکی حقدار اپنے وطن میں ہر شخص بے روک ٹوک پھر سکتا ہے عورت کو چار دیواری میں کیوں محفوظ کیا جائے یا برقع اور ڈاکر اسے خانہ بدوش کیوں بنایا جائے قدرت نے جسے برہنہ پیدا کیا ہے تو کسی چیز میں اسے محصور کرنا قدرت کے خلاف قدرت کا گناہ ہوگا،

بہر طور یہ خواہش انکی اسوجہ سے پیدا ہوئی ہے کہ وہ بجز اپنے وطن کے کسی کے حامی نہیں ہیں لیکن جن لوگوں کے پاس ایک آسانی مذہب جو وجود اس کے تحفظ میں اپنی زندگی کا ادارہ سمجھتے ہیں اور چونکہ آسانی مذہب کچھ معلومات کے تحت ہوتا ہے جکا وقوع جتنا عقائد کے سوا اور کمین نہیں ہوتا لہذا انھیں عقائد کے تحفظ پر مذہب کا تحفظ مبنی ہوتا ہے اگر ان میں فرق آیا تو مذہب میں بھی فرق آجائیگا، عقائد پر حملہ کرنے والے تبادلاً خیالات کے مولف کے سوا اور کوئی چیز نہیں بتوں میں چونکہ انفعالی قوت نسبت مرد کے زبان ہوتی ہے لہذا تبادلاً خیالات کو اپنی تاثیر کا موقع ان میں زبان ملتا ہے پس تحفظ مذہب کے اعتبار سے عورت ایک بڑی خطرناک چیز ہے ہیں بڑی ضرورت ہے کہ اپنے مذہب کے تحفظ کی غرض سے اس فرقہ کو کبھی ایسا موقع نہ دیں جو انکی بربادی میں معین ہو صحبت کا اثر معاشرت کی تاثیر نہایت قوی ہوتی ہے خصوصاً صنف نازک پر انکی حملہ نہایت کامیابی سے ہو سکتے ہیں اگر عورتوں کے لیے منطقہ معاشرت کو وسیع کر کے مختلف جمعیوں میں بھینس شریک ہونے کی اجازت دیدیں کہ نہایت مہیا کی کے ساتھ ہر ایک سے مل جل سکیں تو دل و جاں اسلام کے علاوہ مختلف عناصر کا جوم ہو بہت ممکن ہے کہ قانون ازدواج سے شرعی تقیدات بھی اٹھ جائیں اور ناجائز اولاد کے ذریعہ سے دوسری قومیں اس فرقہ پر تسلط کر لیں جبکہ پہلا نتیجہ مذہب کی خصوصی ہے اگر اہل اسلام اور بے پرہیز اقام پر مجموعی نظر ڈالی جائے تو بخوبی واضح ہو سکتا ہے کہ اول الذکر میں پابند اس مذہب کی ابتدا و بنیبت آخر الذکر کے بہت زیادہ ہے اور بڑی وجہ اسکی حجاب نسواں ہوا

یہ بے حجابی ہی کے بڑے نمبر ہیں کہ بے برن عورتیں طرح کے فحشوں سے لکڑا دہر اور ہر حد تک بے حجابی کا عنصر ان میں زبان ہو گیا لہذا اسلام انکی غیر معتدل آدھوی کو برگر نہیں چاہتا جبکہ ان اسکے اراکین قانون پر گئے یہ اگر وہ اگر اس طرح آزاد کر دیا جائے تو اسلام کو ضعیف و بے چارہ اور آزاد زبانہ والا شکستہ ہو گیا

برادران اسلام کی زیادتیوں

تسلیم آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ میں ملاقاتہ سندر بن صوبہ بنگال میں مدرسہ الواعظین کی طرف سے کچھ نام نہاد شیعوں میں تبلیغی خدمت انجام دے رہا ہوں۔ اور ان کے لئے بنگلہ زبان میں آٹھ عدد کتابیں بھی ترجمہ کرائی ہیں اور ایک مدرسہ بھی بمقام شکر پور ضلع چوہین برگنہ میں قائم کیا ہے جسے تبلیغی مصلیٰ یہ ہے کہ میں صرف نام نہاد شیعوں کو ان کے اہل و فریق سے باخبر کروں اور اہلسنت و جماعت سے کوئی تعلق نہ رکھوں جب کبھی ترجان لے کر میں دورے کے لئے گیا تو اپنے بیان میں مزید تنبیہ کی بنا پر محض غطا نصیحت پر اکتفا کی اور کبھی مسئلہ خلافت پر روشنی نہیں ڈالی اور نہ اسکا ذکر کیا مگر باوجود احتیاط کے بھی مولوی روح الامیں صاحب نے شکر پور کے اطراف میں تمام شیعوں پر فتویٰ کفر لگایا۔ یہ امر ان سے دیکھا گیا کہ نام نہاد شیعہ بیچارے اپنے روزہ نماز کے پابند ہوں اس لئے ان کا خیال یہ ہوا کہ شاید بنگلہ زبان میں شیعوں کی کتابیں دیکھ کر اہلسنت و جماعت مذہب کی طرف مائل ہو جائیں اس بنا پر انھوں نے مریدوں کو یہ فتویٰ دیدیا کہ شیعہ چونکہ صاحب ثلاثہ کو نہیں مانتے اسلئے کافر ہیں ان کے ہاتھ کا کمانا پانی درست نہیں ۱۹۵۰ء ۱۷ اپریل ۱۹۵۱ء کو مدرسہ حنفیہ شکر پور میں نے سشما ہی امتحان کے طلبہ کی بنا کی تھی جس میں بعض معززین حضرات کو کلمتہ سے لے گیا تھا طلبہ سے فراغت کے بعد بھی یہ معلوم ہوا کہ بازاروں میں ایک ڈھنڈا ہوا اہل سنت کی طرف سے پٹیاں لپکتے ہیں کہ موضع باہلی ضلع چوہین برگنہ میں شیعہ سنی کا مناظرہ ہے جسکو سن کر مجھے نہایت حیرت ہوئی ایک خط بھی موضع باہلی کے اہلسنت کا زبان بنگلہ بھی ملا جس میں لکھا تھا کہ ۲۱ اپریل ۱۹۵۱ء کو باہلی میں مناظرہ ہے اگر حضرات شیعہ اپنے عالم کو لیکر نہ آئیں تو انکی ہار سمجھی جاوے گی اس خط کو سن کر مجھے نہایت تعجب ہوا اور انکی تحقیق کے لئے میں نے دو آدمی بھیجے مذکورہ خط دیکر بھیجے کہ ان جاکر تحقیق کریں یہ مناظرہ کیسا ہے۔ ۲۱ اپریل کو وہ لوگ واپس آئے معلوم ہوا کہ وہاں شاہجہاں پور کے کوئی مولوی صاحب آئے ہوئے ہیں انھوں نے وہاں کے شیعوں کو بہت کچھ برا بھلا کہا ہے اور کافر بنا دیا ہے میں نے یہ سن کر ایک خط اہلسنت ساکنان باہلی کے نام تحریر کیا کہ آپ لوگوں کی طرف سے اعلان مناظرہ ہوا ہے جس کی اصلاح کو خبر نہیں ہے، مناظرہ میری نظر میں مصلحت نہیں ہے، کیونکہ اسکا کوئی فائدہ عوام میں نہیں ہوا اگر آپ کے علم صاحب کو علیت کا دعویٰ ہے اور مناظرہ کا جوش ہے تو بسم اللہ میں حاضر ہوں مگر شرط یہ ہے کہ غیر مسلم دو شخص حکم بنا دیے جائیں جو حق اور باطل کا فیصلہ کریں۔ اس خط کے جانے کے بعد شاہجہاں پوری مولانا صاحب کو یہ خط دکھایا گیا انھوں نے کہا کہ

میں ان شیعہ مولانا سے اگر مناظرہ کر دیں گا تو وہ سو روپیہ نقد لوگ۔ حضرات اہلسنت نے کہا ہم دو سو روپیہ بھی دینگے اگر بغیر مناظرہ کیے ہوئے نہ ملے دینگے آپ نے ہمارے تمدن میں خلل ڈالا ہے۔ ہمارا میل جول اور کما اپنا اور شادی بیاہ شیعہ سے ہوا تھا آپ شیعہ مولانا کے سامنے شیعوں کا کافر ہونا ثابت کر دیں چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے منظور کیا اسکے بعد اطلاعی خط اہلسنت چند شیعوں کے ہاتھ میں سرکراں بھیجا اور ان شیعوں نے مجھ سے یہ بھی کہا کہ اگر آپ نہیں چلیں گے تو ہمارے نو گھرنہ نہایت تکلیف میں رہیں گے، چنانچہ میں نے جانا منظور کیا اور کہا کہ تم جا کر سواری، کابند و سب کر دیں کل صبح کو سوار ہوں گا، چنانچہ میں بارہ بجے ترجمان کو لیکر باٹلی پہنچا گرداں پہنچ کر معلوم ہوا کہ مولوی صاحب میرے آنے کی خبر سن کر خفیہ طور پر دہاں سے چلے گئے جسکی وجہ سے باٹلی کے اہلسنت نہایت رنجیدہ نظر ہو رہے تھے میرے پاس آکر چند لوگوں نے کہا کہ ہمارا عالم تو بھاگ گیا آپ جو چاہیں ہم کو کہیں جھڑک دیں ہمارے عالم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ بھی ہمارے کفر کا فتویٰ دیدیجئے میں نے ان کو جواب دیا کہ تم کو بے قصور ہو میں کوئی کلمہ ایسا نہ کہوں گا کہ دل کا زار ہو اگر تمہارے عالم موجود ہوتے تو کفر کے پھسل کا جواب ان کو دیتا میں تم لوگوں کو بے قصور سمجھتا ہوں، کیوں کہ تم اردو، فارسی، عربی زبان سے اہل مذہب کی حقیقت کو صرف اپنے عالم کی زبان سے سن رہے، میں تو نصیحت کرتا ہوں کہ موجودہ زمانہ میں اتحاد کی سخت ضرورت ہے، تمہاری قوم میں مناظرہ کرنا فعل عیث ہو گا تم ایک حرف اردو کا سمجھ نہیں سکتے تم کو کیا معلوم ہو گا کہ دونوں عالموں نے کیا بحث کی تھیں نے کہا کہ ہم مسئلہ خلافت کی تحقیق چاہتے ہیں آج مغرب کے بعد مسئلہ خلافت کو سمجھ دیکجئے، چنانچہ بعد مغرب کے میں نے تقریر شروع کی مترجم ایک ایک لفظ جھلکا زبانی سمجھا جا رہا تھا اور میں نے ان کے سامنے یہ قسم کھائی کہ میں تمہارے سامنے جو کچھ بھی بیان کروں گا، ان اہلسنت کی معتبر کتابوں سے بیان کروں گا، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جسکی حاضری پر بہت کچھ اثر ہوا اور بے اقرار کیا کہ ہم لوگ آج مسئلہ خلافت کو سمجھے، چند آدمیوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مذہب تبدیل کرنے کو تیار ہیں میں نے جواب دیا کہ تمہارا مذہب تبدیل کرنا ابھی معتبر نہیں ہے تم اپنے عالم سے میرے میان کی تصدیق اور خلافت کے مسئلہ کی تحقیق کرو اسکے بعد اگر تمہاری نظریں مذہب شیعہ حق ہو گا تو تم مذہب تبدیل کرنا،

ختم جلسہ کے بعد میں نے کہا کہ چونکہ مجھے کلکتہ میں جمعہ پڑانا ہے اور بھی بعض ضروری کام ہیں اس لیے اب میں بیچ کو کلکتہ جاؤں گا، اگر تمہارے عالم موجود ہوتے تو میں اختتام مناظرہ نہ جاتا، چنانچہ ۵ اپریل کی صبح کو جب میں نے روانگی کا انتظام کیا اور گاڑی پر سوار ہو گیا تو چند حضرات اہلسنت

اُسے، اور انھوں نے کہا کہ آپ جلتے ہیں ہمارا عالم مناظرہ کے لیے آسکتا ہے ہم انھی سے جا کر لائیں
میں نے اسباب کاڑھی پر سے اترا دیا اور کہا کہ جا کر بلا لاؤ۔ جب اُن لوگوں نے یہ دیکھا کہ میں نہیں
جاتا تو پھر لکریہ کہا کہ ہمارا عالم اپنے شہر شاہجہانپور چلا گیا، مگر ہم مناظرہ ضرور کرینگے آپ شرائط
مناظرہ اپنے رد بروٹے کرادیجئے اپنا سچہ فریقین میں شرائط مناظرہ حسبِ بدل ملے محاورے اور مجھے مناظرہ
کے لیے مجبوراً تیار ہونا پڑا،

شرائط مناظرہ

- (۱) فریقین کے علما موضوع مسئلہ کے علان اور کسی مسئلہ پر بحث نہ کریں گے،
- (۲) ہر ایک فریق کے عالم کا بیان دو جگہ قلم بند کیا جائیگا اور ہر ایک بیان پر مناظرین فریقین
کے قلمبند ہونگے اور ہر ایک فریق کے عالم کے پاس قلمبند شدہ کاغذ محفوظ رہیگا،
- (۳) مناظرہ کے وقت دو حکم غیر مسلم ایسے معین کیے جاوینگے جو اردو اور عربی سمجھتے ہوں، اور
ان دونوں کا یہ فرض ہوگا کہ بعد ختم مناظرہ اس امر کا فیصلہ کریں کہ کس کا دعویٰ اہم ہے
(۴) جس فریق کا عالم اپنے دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے تو اس فریق کو میلا پانچ سو روپیہ نقد دیا ہو
اور مذہب تبدیل کرنا ہوگا اور جو فریق مذہب تبدیل نہ کرے تو بجائے پانچ سو روپیہ کے کچھ اور
روپیہ نقد ادا کرے،
- (۵) دوران مناظرہ میں مناظرین کے علان کسی اور شخص کو بحث میں خلل دینے کا حق حاصل نہ ہوگا
- (۶) شیعہ اور سنی آپس میں شور و غل اور جھگڑا فساد نہ کریں گے، خاموشی سے مناظرین کی بحث
کوشش کریں گے،
- (۷) مناظرہ کی تاریخ فریقین معین کریں گے اسکی اہل علم تحریری ہر فریق کے عالم کو بتائیگی
قبل دیجا دیگی،
- (۸) جس فریق کا عالم تاریخ اور وقت معینہ پر بحث کے لیے موجود نہ ہوگا اُس فریق کی ہار سمجھی
جا دیگی اور کل مصارف دوسرے فریق کے ادا کرنا ہوں گے،
- (۹) قبل اختتام مناظرہ اگر کوئی عالم بیٹھ رہے یا ہانگ جاوے تو بھی اُس فریق کی ہار سمجھی جا دیگی
- (۱۰) جس عالم کے لئے دس پانچ عالموں نے لکھ دیا ہو کہ یہ غیر معتبر ہے یا ہمارے مذہب سے
خارج ہے وہ مناظرہ کے لیے معین نہیں کیا جائیگا،

(۱۱) شرط مناظرہ مذکورہ بالا سے موضوع بحث قبل مناظرہ رجسٹری کیے جاوے گی،

موضوع بحث

(۱) اہل سنت کا عالم حضرت ابو بکر - حضرت عمر، حضرت عثمان، کی خلافت کا خدا و رسول کی جانب سے معین ہونا قرآن شریف اور تفسیر اور احادیث سے ثابت کر لیا،

(۲) اہل تشیع کا عالم خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا ابطال اور حضرت علیؑ کا پہلا خلیفہ ہونا اور خدا و رسول کی طرف سے معین ہونا قرآن شریف اور اہلسنت کی تفسیر اور احادیث سے ثابت کر لیا

رید علی واغیا از با لی جو بیس پر گند

(الو اعظ) ہم بار بار اس امر کو واضح کر چکے ہیں کہ ہمارے دو غظین سنی تشیع کی بحث میں بڑا امنس چاہتے اور نہ وہ۔ ایسے مناظروں کے لیے بھیجے جاتے ہیں لیکن بہرحق وہ غریب مجبور کیے جاتے ہیں جبکہ وہ ناممکن ٹالتے ہیں مگر جب آئی ہوئی نصیحت کسی طرح ٹالے نہیں ملتے تو سنگ آبد وخت آمد کے لحاظ سے قہراً آمان ہو جانے سو اکوئی چارہ کار نظر نہیں آتا۔ یہ وقت ان مناقشات کا نہیں جواب ان خوابیدہ فتنوں کو جو نکالنے کی ضرورت نہیں ہو اسلام بہت نازک دور سے گزر رہا ہے مسلمانو! ہوش میں آؤ اور اسلام کو اس نازک دور سے بچانے کی کوشش کرو اور رب ملک اس ناؤ کو پار لگاؤ و ہمارے و اخلو! فرسیدہ پنوں کی صلاح اور اتفاق مسلمین تبلیغ اسلام ہے نہ غیر مسلمین کے مقابلہ میں حمایت اسلام کو نکلے ہیں خانہ جنگی کی کھانقہ نقطہ نظر نہیں ہو۔

البتہ

شیعہ لوگوں اور اراکین کی دینی تعلیم کا منہایت قابل دیدر رسالہ ہے جس میں بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور انہیں کی سمجھ کا اندازہ کر کے پہلے ایک مقدمہ میں جملہ اصول دین اور کلام اسلام کو سمجھا دیا ہے پھر پہلے باب میں ہول دین کی ہر اصل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین میں سے ہر ہر نسخہ کے معانی و مطالب بیان کر کے ہر ایک فرع کو تفصیل سے علی غرض پر سمجھا دیا ہے اور ان باب مطالب کو پہلے کے باواجی مضبوط کاغذ پر چلی قسم سے ادا کیا ہے قیمت فی رسالہ در علان محصول فی ۱۲ رسالہ صرغ محصول علان فیس رجسٹری - وی پی

غیدیری کی فوق التصور سمیت

مِلَکَتِ عِشْرِ مِائَاتِ

نمبر ۵
تمام قرآن سیر سے آخر تک پڑھ، بائیس ہیکڑوں آیتیں ایسی بائیس کا جس خداوند عالم جز نے اپنے بندگان مومنین کی انواع و اقسام کے فضل و انعام کے ساتھ عزت افزائی فرمائی ہے مگر جس غفلت و اہمیت کے ساتھ اکمال دین و اتمام نعمت اور اسلام کے دین پسندیدہ الہی ہونے کی خوش خبری دی ہے ان غفلت و اہمیت کسی دوسرے مقام پر نظر نہیں آتی معلوم ہو کہ آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم لا یشئ اصل اصل کل نعمتوں کی ہے اور بغیر اسکے اہل اسلام زندہ نہ رہے الہی کی جانب سے طلب نہ ہو سکتے تھے،

الہی عظیم الشان آیت کو ایضاً غلط الشان و غیر مکمل بالذات علیہ اور نہ ہی کے کل متعلقات کو اقبل و بعد کے آیات ابرار میں نہایت اہتمام کے ساتھ ارشاد ہونا چاہئے تھا خصوصاً لفظ الیوم کو جو خاص اہمیت رکھتی ہے آخر اس روز میں کیا خصوصیت ہے جس میں بڑا عظیم الشان واقعہ ہوا کہ اکمال دین بھی ہوا اور اتمام نعمت بھی اور دین اسلام سے خوشنودی خداوند عالم بھی حاصل ہو گئی جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آج کے قبل یہ کچھ نہ ہوا تھا مگر برخلاف اسکے ہم دیکھتے ہیں کہ اس آیت کو یہ کہ سورہ مائدہ میں جگہ دی گئی ہے اور نہ بھی پوری آیت کی صورت میں نہیں بلکہ ایک دوسری آیت کے جزء قرار دیکر جس کوئی اہم مسئلہ دینی یا اعتقادی یا علمی بھی نہ ذکر نہیں ہے بلکہ علمی اور معمولی کہانے پینے کی باتوں سے متعلق ہے اسی کے ضمن میں (معاذ اللہ) خداوند عالم نے اس کو بھی فرمایا ہو گا کہ انہی پینے کا مسئلہ ایسا اہم تھا کہ اکمال دین اور اتمام نعمت اور دین اسلام کا دین پسندیدہ الہی ہوا تینوں نعمتیں خدا کی اسی مسئلہ کی تعلیم پر موقوف تھیں، اسلام کا حقیقی فلسفہ اور اس کا دین فطرۃ اللہ کا دین کامل خداوند ہی ہوا اس کی قطعی خبریوں سے نہیں معلوم ہو سکتا تھا بلکہ حرام چیزوں کے جلنے پر موقوف تھا یا لفظ دیگر حرام چیزوں کی معرفت خدا و رحمت کی معرفت اور کتب خداوندی کے اعتقاد اور شروء و نبوت و دفعہ کے یقین اور ان پر ایمان لانے سے مقدم ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:-

حرمات علیکم المیتۃ والدمہ ولحم
الخنزیر وما اهل بہ بغیر اللہ والمقتفر
والموقوۃ والترذیۃ والنطیعہ وما
اکل السبع الا ما ذکینہ وما ذبح علی
النصب وان تنقسموا بالازلام ذلکم
فسق الیوم یمس الذین کفروا من دینکم
فلا تخشوہم واخشون الیوم ملکات
لکم دینکم وانتم علیکم نعمتی و
رضیت لکم الاسلام دینا فمن اضطر
فی خمسین غیر متجانف لاثقان اللہ
غفور رحیم

(سورۃ المائدہ آیت ۴)

ہوک سے مجبور ہو جائے اور گناہ کی طرف مائل نہ ہو اور اگر اپنے آپ کو اپنے نفس کے لئے اور دین کے لئے اسے چھوڑ دے تو اسے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے،

معلوم نہیں یہ دوسرا ایوم وہی پہلا ایوم ہے یا دوسرا، مہربان اب اس کے بعد محلات کا ذکر شروع ہوا ہے:-

یسئلونک ما اذا حل لحم قلال حل لکم
الطیبات وما علمتم من الجوارح
مکلبین تعلمونہن مما علمکم اللہ
فکلوا مما اسکن علیکم واذکروا اسم
اللہ علیہ واقوالہ ان اللہ سریع
الحساب (سورۃ المائدہ آیت ۵)

ایوم را حل لکم الطیبات وطعام الذی
اقول لکتب حل لکم وطعام مکرم حل لکم
والمحسنت من المومنات والمحسنات
من الذین اتوا الکتاب من قبلکم

ن لوگ تم سے پوچھتے ہیں کہ انکے لیے کیا کیا حلال
کیا گیا کہ وہ تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال
کی گئیں اور ان شکاری جانوروں کا پکڑا ہوا کاد
جسکو تم نے تعلیم الہی کے موافق تعلیم دی ہو اور انہیں
چھوڑنے وقت خدا کا نام لے لیا ہو اور اللہ سے ڈرتے
ہو یقیناً اللہ بہت جلد حساب لینے والا ہے،

آج تمہارے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئیں
اور اہل کتاب کا طعام تمہارے لیے اور تمہارا طعام
انکے لیے اور پاکدامن ایماندار عورتیں اور ان کے
میں کی پاکدامن عورتیں جسکو تم سے پہلے کتاب دی

إذا أتيتموهن أجورهن الآية

جا چکی، جبکہ تم اُنکا ہرا داکر دے۔

(سورہ ابدہ آیت ۶)

(سورہ امدہ آیت ۶)

معلوم نہیں یہ تیسرا ایوم کون سا دن ہے اور باکدامن عورتوں کے ساتھ شادی بیاہ کا نامزد کر کہیں سورہ میں تھا جبکہ وہاں چسپاں کیا گیا ہے پھر اسکے بعد آیت و ضوابط دیگر ترجمہ آیتوں کے بعد اسٹیمپوں آیت میں ارشاد ہوتا ہے:-

یَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
وَأَنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ
يُعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُهْدِي
الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ (سورہ المائدہ آیت ۶۷)

یہ کہ نہیں ہو نجات،

تبدلیئے یہ کہ ناسمہ بالشان حکم ہے حکمی تبلیغ میں آخر کرنے سے رسالت ہی تشریف لے جاتی ہے افسوس سود کی ایس مقام آیت ہے جو یہاں داخل کی گئی ہے۔

[illegible]

میں تین جگہ آیا۔ ہے معلوم نہیں کہ تینوں ایک ہی دن تھے یا مختلف مگر جو "ایوم" اکملت کے ضمن میں مذکور ہے انہیں یہ تینوں صفتیں (اکمال دین، اتمام نعمت، دین اسلام ہے خدا کی خوشنودی) احرام چیزوں کے ذکر سے جاہل ہو گئیں اسکو بحر منجنون اور پاگل انخاص کے کون دی ہوش باور کر سکتا ہے۔

منبر

بہر حال ہیں یہ دیکھنا ہے کہ حیوۃ رسول میں کون ایسا دن گذرے جس میں تینوں صفتیں حاصل ہو گئیں نبوت رسول ہوئی مگر روزِ نبوت کو یہ شرف نہ ملا فتوحات اسلام ہوئے حتیٰ کہ بدر کبریٰ کے علانِ خبر و خندق کی لڑائیاں فتح ہوئیں مگر یہ صفتیں ان دنوں کو جاہل نہ ہوئیں فتح منجھو ہوئی مگر ان دن بھی یہ شرف اپنے ساتھ نہ لایا اب حوجۃ الوداع کا زمانہ آیا اور رسول کی رحلت کا وقت قریب ہوا اب رسول صلی علیہ وسلم روزِ نبوت کے قرآنِ مجید نازل ہوا تھا مگر پچاس سال خال اگر غلط نہیں ہے تو یہ آیت (الیوم اکملت لکم دینکم لا یشئ علیکم شیء من بعد) جو رسول پر رب کے آخر میں نازل ہوئی کیونکہ اکمال دین اور اتمام نعمت اور اسلام کا دین پسندیدہ الہی ہوا معمولی باتیں درصفتیں منیں ہیں۔

واقعہ یہ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام عالمِ شہود میں تشلوف لائے اور انبیاء علیہم السلام انجی نس سے پلائے مبعوث ہوئے اور اسلئے نبوت و رسالت شرفی ہو تو یہی دینِ مبین مخلوقات الہی تک پہنچا گیا اور ان کے دین اسرو بخابِ سالکتاب تک تمام انبیاء و رسل اسی دینِ مبین کے باندہ اس کی تبلیغ کرتے رہے کیونکہ حق بنا بر حجت عقلی کے منقسم نہیں ہو سکتا لہذا یہی اسلام ان کا دین تھا اور کسی کی تعلیم پرست کے واسطے مبعوث ہوتے رہے اور کسی دین پر خود بخابِ سالکتاب اور ان کے مہیت طاہرین اُن کے ابا و کرمین اور اُن کے اصحاب طاہرات اور اُن کے برادر شفیق امیر المؤمنین بھی عمل پیرا تھے مگر رسول یہ ہے کہ اس تسلیم شدہ امر کے بعد کسی ایک مخصوص دن کی کیا خصوصیت تھی اور اس امر کے اظہار کی کیا وجہ تھی کہ یہ سب کچھ آج ہی کے روز ہوا اور اس سے پیشتر نہ ہوا تھا؟ عقل بھی کیا چیز ہے اور کیسی نعمت الہی ہے سارے مشکلات الہی سے حل ہو جاتے ہیں بات یہ ہے کہ دینِ خدا علم الہی میں ہمیشہ سے کامل و مکمل تھا اور عالمِ شہود میں بھی کامل و مکمل تھا جیسا کہ قرآن مجید کے مختلف آیات کے واضح و آشکار ہے اور اسی دین کے ان حضرات بھی متعبد و پابند تھے اور یہی اصول ان کے بھی تھے جو ہمارے اصول ہیں مگر جو کہ رسالتِ امیر المؤمنین اور ائمہ معصومین ان کے زانوں میں نہ تھے اسلئے انہیں انحضرت

کی نیت اور ائمہ معصومین کی امامت کا اعتقاد بطور ایمان بالغیب کے تھا جیسا کہ مکتوب محمد اللہ ایمان بالغیب صحت
جست جہل اللہ سلطانہ کا حاصل و ایمان کے لئے اُسکے عیانی ہونے کی ضرورت نہیں، بلکہ کثرت خطایں
مصلحت الہی فوت ہوتی ہے ایمان کامل وہی ہے جب الغیب ہی رسول اللہ کی آخری عمر میں تعلیم
دین جس قدر ضروری تھی ہو چکی تھی ضرورت تھی کہ جہن حق کے آتی ہونے اور سلسلہ ہدایت کے جاری
رہنے کا انتظام باقی تھا اگر خدا نخواستہ اسکا انتظام نہ ہوتا تو انقطع سلسلہ رسالت کے بعد سارا کام
ہدایت کا ناقص کیا بالکل بیکار تھا لہذا جناب رسالت کو اپنے البعد کے لئے بقا دین کا انتظام کرنا
ضرور تھا اور نہ بلاشبہ اوقت تک نہیں ہوا تھا اسوجہ سے خداوند عالم حل شد بھی اس دین کو
کامل نہیں فرما سکتا تھا جب اسکا بھی انتظام ہو گیا تو خداوند عالم نے فرما دیا کہ آج میں نے تمہارے دین کو
کامل کر دیا ہے جو منشاء ہدایت و بعثت تھا وہ پورا ہو گیا اور ابلا بدین کے لئے مسیح بندوں کی ہدایت
کا سامان ہو گیا انبیاء سابقین اپنے البعد کے لئے یہ انتظام نہ کرنے پائے اسلئے کہ انکی مشریت توبہ
نہ تھی ہمارے پیغمبر نے مشریت مؤبد کا انتظام فرمایا اس لئے خدا نے بھی اس دین کو کامل کا لقب عطا فرمایا
اور ظاہر ہے کہ جب دین کامل ہو گیا تو نعمت کا نام ہونا اُسکے لئے لازمی ہے نعمت دنیا کوئی شے نہیں
ہے بقابلہ دین حق در ہدایت سمرہ کے جس پر نجات کا دار مدار ہے اور جب الکمال دین و اکمال نیت
ہو چکا تو دین اسلام کا پسندیدہ الہی ہونا بھی لازمی ہے ہی لئے اُتار دیا ہے،

ومن ینزع غیر الاسلام دینا فلیقہیل جو شخص دین اسلام کے علان کوئی اور دین اختیار
منہما کرے گا نہ مقبول نہ ہوگا،

معلوم ہوا کہ اس سے پہلے یا زود آیا کہ کملت لکھو دین کو کے قبل اسلام کے دین پسندیدہ
الہی ہونے کی خوش خبری نہ آئی تھی کیونکہ اُسکی بقا اور بندگان خدا کی ہدایت کا انتظام قیامت تک کے
لئے نہ ہوا تھا پھر خدا کیونکر اُس سے اپنی رضامندی کی جنبہ دے سکتا تھا رضائے خدا کوئی معمولی
شے نہیں ہے خدا کو خدا سمجھا جائے اُسکے افعال و صفات پر غور کیا جائے تب اُس کی رضا کی
اہمیت معلوم ہو سکتی ہے ورنہ انسان اپنے نفس پر قیاس کر لیا اسقدر عادی ہو گیا ہے کہ بعض اوقات
خدا کے افعال و صفات کو اپنے افعال و صفات پر قیاس کرنے لگتا ہے،

نمبر ۳

یہی سب تھا کہ صحابہ کبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آئینہ کریمہ کے نازل ہونے سے سجد
مسرور ہوئے اور لوہم مسرور دوسرے جلالہ صبا کہ فیض کبیر میں دی۔

مَا تَعْتَرِهُ هَذِهِ الْآيَةُ عَلَى الصَّاحِبِ فَهَلْ
وَاطْهَرُوا السُّرُورَ الْعَظِيمَ
جب یہ آیت صحابہ کو سنائی گئی تو ان بہت خوش
ہوئے اور انھوں نے سرور عظیم کا اظہار کیا،

یہی معنوں معارج النبوة، حبیب السیر و صفۃ الصفا اور دیگر توارخ معتبرہ میں بھی وارد ہے
اور عقل بھی شاہد ہے کہ ایسا ہونا چاہیے تھا کہ چونکہ تمام صحابہ منافق نہ تھے نہ سب دشمن اسلام و پیغمبر (ﷺ)
تھے لہذا ان کا خوشی منانا محل تعجب نہیں ہے مگر حضرت عمرؓ کی عاقبت اندیشی نے ان کو اس منسج
و سرور میں شریک نہ ہونا اور ان بجائے سرور ہونیکے شدت حزن و دلال سے رونے لگے چنانچہ
خطیب بصری نے سراج منیر میں اکثر مغیرین نے اپنے تفاسیر میں اور مؤرخین نے اپنے توارخ
میں لکھا ہے :-

روى انما لما نزلت هذه الآية بكى عمر
رضي الله عنه فقال لبي صلت الله
عليه وسلم فليبكيت يا عمر قال انا كنانى
ذيادة من ديننا فاذا اكمل فلم يكمل
شع الانقص قال صداقت،
زبادتی نہ ہوگی فرمایا آنحضرتؐ کہ سچ کہتے ہو
مروی ہے کہ جب یہ آیت ازل ہو تو عمر رضی اللہ عنہ
روایہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا کہ اے
عمر تمہارے رونے کی کیا وجہ غرض کیا کہ ہمارے
دین میں روزانہ زیادتی ہوئی رہتی تھی مگر اب جبکہ
وہ کابل ہو گیا تو اب کسی شے میں بجز نقصان کے
زیادتی نہ ہوگی فرمایا آنحضرتؐ کہ سچ کہتے ہو

ہیں اس پوری روایت کے صحت و ضعف اور حضرت عمرؓ کی اس رائے اور انہی اس خیال سے
بجستہ نہیں ہو ہیں تو صرف اس روایت کے اہزی کرے میں شبہ ہے اور ہم یہ عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر
حضرت عمرؓ دین میں کمال دین و ایمان کی اہمیت نہ آئی اور اہمیت ہدایت اور دوام اسلام تک
انہی نظر نہ ہو جی تو کچھ تعجب نہیں ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہی رائے کی تصدیق کیوں فرمائی
ہماری عقل اس تصدیق کی تصدیق سے قاصر ہے اور خطیب کا یہ عذر کہ یہ آیت و نجات رسول کی
خبر دیتی تھی چنانچہ آنحضرتؐ اس آیت کے نزول کے بعد کمال اکابر روز زندہ رہے، ہماری رائے
میں قابل قبول نہیں ہے اولاً اس لئے کہ موت و حیات کا وقت سوائے خدا کے کسی کو معلوم نہیں ہو
اور نہ معلوم ہو سکتا ہے انہی اس لئے کہ جو روایت اس روایت کے بعد خطیب نے تحریر کی ہے اور دیگر
تفاسیر و توارخ اہمیت میں بھی مرقوم ہے ان اس روایت سے مناقض ہو :-

ان رجلا من اليهود قال لربنا امير المؤمنين
ابن في كتابكم قهرا و نهوا و نزلت علينا معا
ایک شخص یہودیوں میں حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہو کر
عرض پر داز ہوا کہ اے امیر المؤمنین آپ کی کتاب میں

الیہو ولا تخذل ذلک الیوم عبدًا اقال میں ایک آیت ہے جسے آپ تلاوت کرتے ہیں
 ائی اینہ قال الیوم اکملت لکم دینکم اگرچہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوئی تو ہم اس دن
 و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام کو روزِ عید قرار دیتے فرمایا کہ دن کون سے آیت سے
 دینا قال عمر قد عرفنا ذلک الیوم لکننا عرض کی اُسے الیوم اکملت لکم دینکم اللہ فرمایا کہ ہم
 اتذی نزلت فیہ علی النبی صلی اللہ اُس دن کو اُس مکان کو بھی پہچانتے ہیں جس میں یہ
 علیہ وسلم و هو فاضل فیریدون لم یجف آیت انھرت پر نازل ہوئے نہ جنابِ محمد
 میں کھڑے ہوئے تھے اور نہ دنِ عید کا تھا،

اس روایت کو لکھنا خطیب صاحب تحریر فرماتے ہیں "و اشارہ عمر الی ان ذلک الیوم کان
 عیدنا" معنی یہ کہ اگر اس امر کی طرف اشارہ کیا کہ دن عید تھا مگر کیا یہ تو جیسا کہ ہودی کے طعن کا جواب
 ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں، کیا عرفہ اس سے پیشتر کبھی نہ ہوا تھا یا عید صغیٰ اسکے قبل کبھی واقع نہ ہوئی
 تھی اور اس آیت سے اور اسکے نزول سے اُسے کیا واسطہ ہے ہر لطف یہ ہے کہ جو قول ابن عباس
 کا اس روایت کے بعد خطیب نے تحریر کیا ہے نہ اس سے بھی زبانِ قابلِ غور ہے،

کان ذلک الیوم خمسنا اعیاد حجاز و عوفہ اس روز پنج عیدیں تھیں حج، عرفہ، عیدِ ہود،
 و عید الیہود و عید التضادی و المجرور عید نصاریٰ، عیدِ یسوع اور اہلِ بلل کی اتنی عیدیں
 لم یجتمع اعیاد اہلِ لیل فی یوم قبلہ آج کے قبل حج ہوئی تھیں اور نہ آج کے بعد
 لا بعدہ جمع ہوں گی،

کیا ایک روز میں پانچ عیدوں کا حج ہونا محال عقلی ہے کہ نہ اس سے پیشتر ایسا ہوا تھا اور نہ
 اسکے بعد ہو سکتا ہے کیا جس حساب لیل و نہار اور گردشِ فلک دار اور مہرہ ایام سے اس روز پانچ
 عیدیں جمع ہو گئیں اسی حساب سے آئندہ قرون میں ان کا اجتماع نہیں ہو سکتا، کیا دودھ شہس قرار اور
 گردشِ ماہ و سال نے دورہ کی شکل چھوڑ دی اور متطیل شکل یا کوئی اور شکل اختیار کر لی کہ اب اسکا پھر
 واپس آنا اور ایک دن میں پانچ عیدوں کا مجتمع ہونا محال ہے حسابی امد میں یہ عنوانِ صحت کی
 شکل اختیار نہیں کر سکتا، روزِ عاشور کو یومِ برکت قرار دینے کے لیے جو حدیثیں وضع کی گئیں اور
 یومِ قتلِ حسین کو یومِ عید قرار دینے کے لیے جو حدیثیں گئی ہیں اور جتنے دُعا ل غظیمہ اہم سالانہ
 کے اس روز سے چسپاں کیے گئے انہیں سے ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ اسی روز بنی اسرائیل کو فرعون
 کے غدا سے نجات ملی میثم تمار رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین علیؑ سے اس روایت کی کہ مذہب

نقل فرمائی ہے قربان امیر المؤمنین کی حساب دانی اور کمالات علی کے آپ رشتہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو ربیع الاول کی سولہویں یا سترہویں تاریخ کو نجات ملی تھی، جس کے فرزند ولید حکیم قابل و فیلیف کاہل بادشاہ میاں سلمہ نے حساب لگا کر قواعد ریاضی سے امیر المؤمنین کے اس قول کو مبسوط کر دیا ہے اور کہا اس کے خلاف منہج عقلی ہے اور میں نے اس واقعہ کو بذیل کمالات علیہ امیر المؤمنین اپنے تصدیق لایۃ اللہ میں بحال شرح و بطلان کر دیا ہے امیر المؤمنین نے اسی سنہ شمسی سے سنہ قمری استخراج کرنے کے قانون سے اس مہینہ میں نجات بنی اسرائیل کی خبر منجم تار کو دی تھی میں نے جو حتم مذکور کا مکمل حسابی جواب دہو نے اس قاعدہ کی بنا پر لکھا ہے پورا اس کے حاشیہ پر لکھا ہے اسی طرح صوم عاشورہ کی فضیلت میں کہتی ہی حدیثیں وضع ہو گئیں اور رسول پر تمت لگائی گئی کہ جب حضرت نے مدینہ پہونچ کر ہو دو کو زندہ رکھتے ہوئے دیکھا تو خود بھی روزہ رکھا اس کی تائید ابوالرحمان بیرونی نے اپنی کتاب آثار الباقیہ عن القرون الفانیہ میں حسابی قواعد سے کر کے ثابت کر دیا کہ اس سال ہو دو کا عاشورہ موم میں نہیں پڑا تھا اور چشم بادشاہ میں سلمہ نے رسالہ السلام کے موم نمبر میں عزا داری پر مختلف خیالات کے عنوان سے جو مضمون تحریر کیا ہے انہیں اس مسئلہ کو شرح و بطلان سے حساب لگا کر ثابت کر دیا ہے اور ابوالرحمان کے قول کی تصدیق کی ہے یہ تمام اسکی تفصیل کا نہیں ہو گا

بہر حال حضرت عمر اور حضرت ابن عباس کے اقوال مذکورہ مندرجہ بالا حتم سے تو یہ ثابت ہو چکے کہ یہ آیت کہ منظم میں بروز عرفہ نازل ہوئی مگر ابن مردودہ نے جو روایت ابوسعید خدری اور ابوہریرہ سے نقل کی گئی ہے وہ بالکل اس کے خلاف ہو چنانچہ جلال الدین سیوطی اتفاق میں تحریر فرماتے ہیں

اخرج ابن مردودہ عن ابی سعید الخدری انہما نزلت یوم غدیر خم و اخرجہ مثلاً عن ابی ہریرۃ و فیہ انہما نزلت یوم النشام عشر من ذی الحجۃ من حجۃ من حجۃ

ابن مردودہ نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت دوم غدیر خم نازل ہوئی ہے اور اسی کے مثل ابوہریرہ سے بھی روایت ہے اور انہیں یہ بھی ہے کہ ان اٹھارہویں تاریخ یعنی انجی کی تھی جبکہ آنحضرت حجۃ الوداع سے پہلے تشریف لے چکے تھے

حافظ ابن مردودہ کی جلالت شان اور ائمہ حدیث میں ان کا مقام و مکان جتہ درخشاں ہے اس کے مقابلہ میں حافظ جلال الدین سیوطی کو دی نسبت جو زندہ کو اکتفا ہے ہوتی ہے مگر اب اس ہمہ اس روایت کو لکھ کر تحریر فرماتے ہیں :-

”کلاماً لا یصح“ یہ کلام صحیح نہیں ہو گا کوئی دلیل اپنی رائے کے صحیح ہونے اور اس کلام کے غیر

دانی اسناد

والحمد للہ علی ذلک

تاریخ

تاریخ

تاریخ

تاریخ

تاریخ

تاریخ

علی خانیق

اس زمانہ کی مطبوع کتابیں ناقابل اعتبار ہو چکی ہیں

ویناوت و ذہب کا آئندہ قار کم ہو جائیگا

جب تک مطالعہ کا وجود نہ تھا تصنیفات و الیقات کی اشاعت و نقل نہایت دشواریات تھی نقل کرنے میں بڑے اہتمام کی ضرورت تھی تاہل کو منقول عنہ کے اعتبار و وثوق کیلئے تصدیق و معیت قبل وغیرہ کی ضرورت ہوتی تھی، چاہے خانہ کی ایجاد نے اگرچہ مصنفین کے لیے بہتری سہولتیں پیدا کر لی لیکن انہی کے ساتھ صاحبان مطبع کا یہ جسم انکی تمام حسات کو خاک میں ملا تاہے کہ یہ مصنفین و ملاحظین کی اصل کتابیں نہیں چھپاتے بلکہ انیسویں صدی کے قطع و برید کر دیتے ہیں جو کیسے طبع ادل کتابوں کو اصل ملاحظہ یا مصنف کی باقی نہیں رہنے دیتی، اگرچہ یہ مصیبت اصل نئی نہیں ہو بلکہ اگلے وقتوں میں بھی اس قسم کی کمی بیشی کہیں کہیں دکھائی دیتی ہے لیکن اسکی آفت سے اصل کی مصیبت زیادہ سخت ہے وہاں کمی بیشی پر کم آدم کوئی تنبیہ دکھائی دیتی ہے مگر اصل کی قسم کی تنبیہ بھی نذر رہے۔

بخاری شریف کی بخاری شریف کتاب النفقات باب فضل النفقة علی الاولیاء پارہ ۲۲ صفحہ ۸۰۶ و ۸۰۷ مطبوع کرڈل گزٹ پریس دہلی ۱۳۲۵ء، میں ایک حدیث ہے اور ہی حدیث نہیں لایوں، اور حالات روایت کے ساتھ کتاب مسلم، کتاب ایجاد و اسیراب حکم النبی جلد دوم صفحہ ۷۰، ۷۱ مطبوع مطبعہ مبینہ مصر ۱۳۲۵ء، میں ہے کہ جو تصدیقات مسلم میں موجود ہیں وہ اصل بخاری سے قاذب ہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی خیال کرے کہ دونوں روایتوں میں ہر ایک کو جو پہنچی تھی گئی کمی کرنا یا انکال ڈالنا کیونکر سمجھا جائے اسکے ثبوت کیلئے میں اپنی تائید میں مسلم کی شرح کی عبارت پیش کر دینگا

لاحظہ ہو عبارت، "و نووی شرح مسلم بر حاشیہ ارشاد الساری شرح بخاری مطبوع مطبعہ مبینہ مصر ۱۳۲۵ء جلد نہم صفحہ ۲۶۳ و صفحہ ۲۶۴۔"

قال القاضی عیاض قال المازنی هذا اللفظ الذی وقع لایلیق ظاہرہ بآعباس و حاشی لعل ان یتکون فیہ بعض ہذا لادصاف فیہ لعل ان کلھا دلسنا یعنی قاضی عیاض کہتے ہیں کہ ازی نے کہا کہ اس واقعہ کا ظاہر عباس کی شان کے موافق نہیں معلوم ہوا اود یہ تو ہم ہی نہیں سکتا کہ ان صفات مذکورہ کا ذوق وغیرہ میں سے کوئی

فقط بآصہنا الالبی صلعم وین
شہد بھا لکنا ما مورون بجن الفطن
بالصمان رضی اللہ عنہم اجمعین
دفعی کل رنہ بلز عنہم واذ اللہ لدان
طرق تاویلہا نسبنا الکذاب الی
رواقہا قل وقد حمل هذا اللعین
بعض الناس علی ان ازال هذا اللفظ
من نسخہ ما تورع امن اثبات مثل هذا
وہو حمل الوہو علی دواقر
یہی باعث ہوا کہ بعض لوگوں نے اس لفظ کو اس روایت میں سے اپنی کتاب سے نکال ڈالا اور خیال
پر ہیز گاری ایسا لکھنا مناسب نہ سمجھا غالباً انھوں نے بھی راویوں کا دھم ہی خیال کیا۔

نوی کی اس عبارت سے واضح ہو گیا کہ اصل روایت تو ایسی طرح ہے جس طرح مسلم میں ہے
لیکن چونکہ وہ باتیں عباسی ادعی میں نہیں ہو سکتیں لہذا ضروری ہے کہ راوی کو بھڑاسا لکھا جائے
اور یہی خیال کر کے اس روایت میں سے ان الفاظ کو نکال ڈالا موافق پر ہیز گاری ہے چنانچہ
بخاری کی روایت دیکھنے سے وثق ہو گیا

مجھے چونکہ اس وقت اس امر کی طرف توجہ کرنی نہیں ہے کہ بخاری یا مسلم میں باوجود اس کے
راویوں کے کاذب ہونے کے بھی انکی روایات ترجیح ہونے کے بعد پھر ان کتابوں کو علی الاطلاق
صحیح کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے نہ مجھے اس وقت اس بحث ہے کہ اصل روایت میں اور بھی عجیب
عجیب باتیں ہیں مثلاً باوجود اس کے کہ حضرت عباس یا حضرت علی کو عزم بھی ہو کہ رسول صلعم نے
لانوث ولا نوحات فرمایا ہو پھر بھی یہ دونوں میراث طلب کریں یا یہ کہ اوکتب میں تصریح ہے
کہ یہ روایت صرف حضرت ابو بکر کو معلوم تھی اور کسی دوسرے صحابی کو نہیں اور اس جگہ بکثرت
صحاب کو اسکا پتہ ہے وغیرہ دیگر ازیں قبیل امور

مجھے صرف یہ کہنا ہے کہ بخاری کو یا اس طرح کی روایت بہ سبب راویوں کے کاذب ہونے کے
لکھنی ہی نہ چاہیے تھی! اگر لکھی تھی تو پوری روایت لکھ دیتے یا کم از کم لکھ دیتے کہ اصل روایت
کے الفاظ یہ ہیں اور میں انکو غلط یا دھم بھٹا ہوں یا اور کوئی انداز تحریر اختیار کرتے جس سے روایت

میں مخفی کمی زیادتی کے باعث ہوتے،
تو ایسے فسانے تھے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعات کے چھپانے یا بدلنے میں کیا کیا تدبیریں
اختیار کی گئیں ہیں اب حال کے ٹکٹ کھئے،

شرح عقائد نسفی میں تحریف اصل تو یہ ہے کہ تحریف کا پہلا علم بہت دنوں قبل چچا
مولوی شبلی صاحب کا اعتراض اور وجہ یہ تھا مگر ادھر کے مخفی کرنے کی کوششیں عام اشاعت نہ
ہونے اور دیگر اسباب کا مایاب ہوجاتی رہی ہوگی لیکن اب نہ زور حکومت کے نہ سطوت و جبروت شہنشاہی
ایسے یہ کوششیں جلد بآدہ نہیں رہتی البتہ رفتہ رفتہ حصر گزشتہ واقعات و حادثات چھپاتے
چھپاتے بہت کچھ چھپ گئے شاید خدا بخیر کسی عمدہ کلام والا ہو جب اہلی واقعات کے بچے کچھ حصہ
بھی گم ہو جائیں یا الفاظ کسی تصنیف میں نوٹ رہ جائیں لیکن اصل مصنف کی بات نہ رہی
کتابوں کے چھپنے میں یہ سرخی بعینہ مولوی شبلی صاحب کے الفاظ اور انھیں کی سرخی ہے جو آپ
اعتدال سے زیادہ احتیاط نے اپنے سفر نامہ روم و مصر میں ذیل حالات متعینہ لکھی ہے ملاحظہ
ہو سفر نامہ و مطبوع مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۳۱۵ء اس سرخی کے ماتحت مولوی شبلی صاحب کے بعینہ
الفاظ یہ ہیں:-

”مطعنہ میں کتابوں کے چھپنے سے پہلے بیان کے جانچ کے محکمہ میں جہاں معارف سے
اہل کتاب پیش کیجاتی ہے اور جو عبارت اس محکمہ کے افراد نظر دکر دیتے ہیں وہ نہیں
چھاپی جاسکتی“
اس کے بعد یہ الفاظ ہیں:-

”لیکن افسوس ہے کہ اس محکمہ کا طریق عمل اعتدال سے تجاوز کر گیا ہے یہ صنف تحریف
تبدیل کے روک کی غرض سے قائم ہوا تھا مگر بعض اوقات اسے خود تحریف و تفسیر پر عمل
کیا ہے یہ سب سامنے ایک مطبع میں شرح عقائد نسفی چھپ رہی تھی معارف نے
اس کتاب کی تمام وہ عبارت قلم و کردی تھی جس میں خلافت کی بحث ہے اور الائمہ من
قریش کی حدیث مذکور ہے مطبع دہلی نے مجبوراً اسی قلم و نسخہ کو چھاپا میں نے اصل نسخہ
جس پر معارف نے یہ تصرف کیا تھا دیکھا اور مجھے یاد ہے کہ اس وقت میں سرخ و فصیحی جو
سب سے اختیار ہو گیا تھا ان لوگوں نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے
جوش میں کیا ہوگا لیکن اگر حضور ممدوح کا اس سے اطلاع ہوتی تو ہرگز اس کو نہ کرتے“

یہ ہیں مولوی شبلی صاحب کے عین الفاظ اور میں نے سفر نامہ دوم مصر میں جو پٹنہ اور مولائی
 لاہری میں موجود ہے خود دیکھے اور نقل کیے ہیں مولوی صاحب کی اس عبارت میں پھر بھی مسئلہ
 کو بچانے اور حب عادۃ الفاظ میں پوشیدہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے اعتدال سے زیادہ خطیلا
 کے الفاظ اسپر وال ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ تمام کتابوں میں جو مولوی صاحب کے دیکھنے سے پہلے
 بعد میں زیر بحث لائی عبارت چھاپی گئیں کیا کیا تغیرات کیے گئے ہونگے اور نہ جانے اور کیا کیا گل کھلے ہو گئے
 مولوی صاحب کی رائے بظاہر صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ تاریخ کے اوراق شاہد ہیں کہ سلطنت کی ہوا
 خواہی میں کیا کچھ روا رکھا گیا ہے کاش صاحبان انصاف اس امر کی طرف متوجہ ہوتے کہ اس سے
 مذہب کا ضعف بھی آشکار ہوتا ہے، ان سلطنت ہی کی ہوا خواہی تھی جو یزید کیلئے کر بلا میں کی گئی
 اور جس تک کجوار ہی ہے کہ امام حسین لینا تک بدعت قرار دیا جاتا ہے،

علامہ ابن ابی الحدید کا اعتراف علامہ عبد الحمید بن ابی احمد مدقنری نے نبی البلاغہ کی ایک
 نبی البلاغہ میں سے حامل الفاظ کا اطلح مبسوط اور زاد شرح لکھی ہے اور اس کے میں جو قرار دیے ہیں
 مطبوعہ مبینہ مصر سنہ ۱۲۹۰ھ ص ۱۸۱ مضافی ابی جلی وغیرہ ہیں اسکو چار جلد وینس ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۲۹ھ
 میں چھاپا ہے، اس شرح کے سترہویں جز تلاو طبع کے اعتبار سے) جو تھی جلد صفحہ ۱۶۵ پر امیر المؤمنین
 علیہ السلام کے اس کلام کی شرح کے سلبہ میں جسے اطلح شروع کیا گیا ہے "من کتاب لہ
 علیہ السلام الی اہل مصر مع مال لا یلا شتر رحمہ اللہ"

کما ینثال التراب علی ابی بکر وھکذا الفظ الکتاب الذی کتبتہ
 للاشتر وانما الناس یمکتونہ الا ان فلان تذمما من ذکر الاسلام
 کما یمکتون فی اول الشقیقین اما والله لقد تقصمہا ابن ابی عوف
 اس عبارت سے واضح ہے کہ حضرت ابو بکر کا نام ادن ادن مواقع سے جہاں بقول حضرت علی حضرت
 ابو بکر کی خدمت نکلتی تھی نکالنے کا ایک دستور ہی ہو گیا ہے،

امالی جناب سید مرتضیٰ علم لدنی کی تصنیف کا تذکرہ کیا ایک ایک لفظ بھی فوائد کثیرہ سے
 علم لدنی رحمہ اللہ پر ہے آپ کی امالی جو اصل تصنیف ہیں بلکہ وقت نشست کی
 گفتگو ہے لیکن حقیقت یہ کہ یہ رواداری کی گفتگو جن لوگوں نے لکھ لی انھوں نے علمی دنیا کے انھوں
 میں ایسا بے بہا علمی خزانہ دیدار جکی قیمت ہزاروں سلاطین کے خزانے بھی نہیں ہو سکتے آیات
 واحادیث مشککہ ومنتاہبہ کے متعلق تو صریح وخصوص ایسے حل ہیں جو کسی دوسرے عالم کے تصانیف

انجمن موبد اوم و الیفات استر عظیم کے مفید و قابل قدر تصنیفات

فورا انکا گائیے قیمتوں میں زبردست عایت

البنوة و الخلافة تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملة مظلہ
صدر انجمن مسئلہ اختلاف پر تنقیدی اور تحقیقانہ نظر قابل

دیدہ سالہ ہر انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳
الموصلہ شرحہ تعلیم شمس العلماء نجم الملة مظلہ صدر انجمن
مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا
ہو غفرلہ ہر انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے ۳

خطاب فاضل آردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا الیہ سبط حسن صاحب قلم اہل بیت
انجمن سلام ادعیا بیت کے اصول کا مقابلہ ۳

مسائل الحکم آردو ترجمہ مناجیح حکماء ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا الیہ سبط حسن صاحب ہدایہ پرتو کے
مذہب کی تفصیل و رائے خیالات کا رد ۳
یہ برصیا و ریت کی مشکلیکوں سے جناب سالکاب کی
رسالت کا ثبوت از جناب لوی سید علی غصنف صاحب
نبی و جناب سلطان العلماء علی اللہ مقامہما ۳

رد و مناسیح مفسرہ جناب لانا محمد ارباب صاحب قلم
مرحوم مسئلہ تنازع پر حکمانہ لیکن عام فہم بحث روح و
امدہ کی قدامت کا ابطال آریوں کی مایہ اڑکالوں
کا سکت جواب ۱۲

انسانی قربانی دیدوں کے زانہ میں انسانی قربانی
از جناب خواجہ غلام امین صاحب ۲
ویدیت قربانی وید سے قربانی کا جوارا اچھا

خواجہ غلام امین صاحب
تصدیق رسالت گوتم بدہ کی مشکوکوں سے بچا

نہجی مرتب کی سالانہ و تازہ جناب مولوی سید احمد علی
صاحب مولانی بی بی اے ۲

اسلام اینڈ می لائٹ آف شیعوں انگریزی ترجمہ
شرعیۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ بادشاہ حسین صاحب

بی بی اے اصول و دعا اہل اسلام کی حقیت دیگر مذاہب
مقابلہ میں برست دلائل سے ثابت کی گئی و طبعہ کثرتین

دی پرافٹ شپ اینڈ دی کلیفٹ انگریزی ترجمہ
مظلانہ ترجمہ جناب لوی لقا علی صاحب اعظم جلد کثرتین
دی ٹریجڈی آف کر بلا غزالی پر انگریزی بائیر
تبصرہ از جناب سیر علی صاحب لکھنؤ نوٹری ار

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انتخاب و شہادت کا و
از جناب لانا محمد ارباب صاحب قلم مرحوم
المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از جناب

مولانا السید محمد ارباب و نصاب قلم مرحوم
اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شمس العلماء
شرعیۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد و مذہب کا اہل
ذکرہ از جناب لانا الیہ سبط صاحب بن سرکار نجم الملة مظلہ ۳

شرعیۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل
مصدقہ جناب سرکار نجم الملة مظلہ ۲
شرعیۃ الاسلام حصہ دوم منور کے متعلق انگریزی حکام اور دیگر مشائخ

سیاست

حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ کے عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی نغزہ بازی
 سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و غلامچگی کی جمہورت رونما ہو گئی و
 اس پر نظر کر کے اکثر ناواقف و گواہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت
 کی ذات الکوئی صفات میں سیاست ملک نظم حکومت کا وہ ادوہ موجود نہ تھا جو ایک بر
 حکمران میں ہونا چاہیے اس خلافت واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل خد
 مولوی سید محمد رضی صاحب کی پوری مہمت حضرت قدس العالمین مولانا ابی محمد ازل
 صاحب کے حرم و مغفوز زندگی پوری نے اس کے اندر سالہ کی ترتیب و الیف میں متعقبات
 جہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ سالہ کم نظیر بلکہ عظیم النظیر و فاضل
 مدح نے دین و دنیا اور ان کی سیاسیات کے اجماعی اطلاق و رائل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی
 اغراض و مقاصد سے دست نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین
 صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے ہر کسی
 انصاف پیشہ و عدالت شعار و ہر داغ میں نہیں آسکتی اور ان اصول میں بن دینا
 دونوں کی فلاح و ترقی کا لازمی ضمیمہ تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و
 افتراق رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض ان سالہ کے خصوصیات کا تقاضا بھی
 ہو کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے دلچسپی نہ کرنا چاہیے قیمت نیم لڑا و محصول ثلث الی بارہ انا
 صلی علیہ وسلم

رجسٹرڈ نمبر ۱۰۷۷

الواعظ

مدیریت العظمیٰ لکھنؤ کا ذمہ دار علامہ سید

عالم سالہ

محمد رفیع الدین صاحب

رجسٹرڈ

مسند

علیم قیاس علی رضوی لکھنؤ سنی اعلیٰ

—————

ایہاں ہندوستان میں ہندو مت کے خلاف

کتاب

—————

محمد رفیع الدین صاحب

مسند العظمیٰ لکھنؤ سے شایع ہوا

کتاب ہندو مت کے خلاف

مَقَامِ

فَلَاحِ

مَلِكِ

ذہب اسلام اکمل لادیان ہونا

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل مخلوق ہونا

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور

اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی فضیلت

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت

(۷) اندطاسرین کے کمالات و ہدایت

(۸) سلف صالحین کے ایسی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا

(۱۰) اثبات مہمل اسلام بدلائل عقلیہ

و نقلیہ

(۱۱) فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر

مذہب کے مقابل میں حایت اسلام

واز لہ شہادت

(۱۲) الکشافات جدیدہ و حقائق

اسلام

(۱۳) اخبار علیہ

(۱) یہ رسالہ بافضل ہرگز نرزیامہ

کی آخری ایریوں میں شائع ہوگا

(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال

کے لئے رسالہ خریدنا ہوگا

(۳) نمونہ کا پرچہ ۴ کے مکٹ

انے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۴) جواب طلب امور کیلئے

جوابی کارڈ یا مکٹ آجائے

(۵) اشتہارات کی اجرت بذلیہ

خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق مخطوط

کتابت و ارسال مضامین بنام

مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام

منیجر ہونا چاہئے

(۷) شرح قیمت :-

(۸) تاخیر شاعت مضمون پس

رواؤ و البیان لکے جو مت

فرائین عام خریداران سے (۹)

مقدمہ و تراوی غلط استدلال و نظریں لکھو

(۱) متاعبد رسالہ کا لحاظ رکھ کر

مضمون لکھا جائے و نہ درج نہ

ہو سکے گا

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں

ادیتر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا

اختیار ہوگا

(۳) عبارت حق الامکان سلیں اور

عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں لکھے

کیے جائیں اور عبارت عربیہ پر

عرب لکھائے جائیں نیز

عربی عبارت کا ذکر

کالم میں ترجمہ ہونا چاہئے

(۵) حق الامکان کتب منقول عنہا

کا حوالہ دیا جائے۔

(۶) تاخیر شاعت مضمون پس

رواؤ و البیان لکے جو مت

فرائین عام خریداران سے (۹)

مضمون کو کہ نہ بھیجا جائے



سورة آل عمران

الف

منبع: بابت ماه جولای ۱۳۰۶ مطابق با صفر ۱۳۴۹ هجری قمری
فهرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ
۱	شذرات	۲
۲	ایامِ عمر	۱۱
۳	دنیا و اسلام میں ایک دوسرے کا عظیم	۱۴
۴	یومِ غدیر کی مافوقِ تصور اہمیت	۲۱
۵	فقہِ عمر زائمت	۲۹
۶	علی خانیں	۳۱

نتیجہ

جناب لوی سید اطہار الحقین صاحب بیہار میں

اس صوبہ میں ۱۵ مارچ سے ۱۷ مئی تک جن جن مقامات پر جناب مدد و شرف لینگے
انہی مختصر تفصیل حسب ذیل ہو

موضع کوٹکر ڈاکا نہ ایک اضلع سارن ۱۵ مارچ کو جناب موصوف ایک اضلع سارن میں پہونچ کر جناب
سید علی عباس صاحب سب جسٹس کے دو تھانہ پر مقیم ہوئے مگر چونکہ یہاں صرف ایک گھر سب جسٹس کے
کا شیعہ ہو اور کچھ حضرات اہل سنت بھی خیالی غرض سے برائعات کرتے ہیں اتنی بندہ وہیں اہلی باشندوں میں بہت
عام ہے اس کے لازم پیشہ کچھ لکھے پڑے ہیں در وہی فی الجملہ خوش حال میں علمی و مذہبی چرچہ بالکل نہیں ہو
اور سب ایک مسجد کے نہ کوئی مدرسہ نہ امام باڑہ ہے نہ وقفہ سب سب سے کوئی انتظام و غلط وغیرہ کا یہاں
نہ ہو سکا اور جناب مدد و شرف ۱۵ مارچ کو موضع مذکور پہونچ کر جناب سید اطہار حسین صاحب زید کے دو تھانہ پر مقیم ہو
اور اسی روز سے سلسلہ مواظف و فعال شروع ہو گیا چنانچہ ۱۵ مارچ کو بعد نماز عشاء مغز میں ان نے جملہ غلط
منفقد کیا اور ۱۶ مارچ کو علی الصبح جناب سید تفصیل حسین صاحب نے مجلس دعا منعقد کی اور اسی روز شام کو
ایک عام جلسہ و غلط کی بنا ہوئی جن میں علی الشریع بن اسلام اور طارۃ الہدیت اور فضائل خالصہ لفظ طارہ
اور اصول خمسہ کے دلائل عقلی و نقلی بعض فروعات مثلاً نماز روزہ کو تفصیلاً بیان کیا جس سے سامعین نہایت
متاثر ہوئے اور مبلغ پانچ سو روپیہ بدعانت مدرسہ وصول ہوئے اور بعض حضرات نے الواعط کی خریداری منظور فرمائی

کوٹکر کے ضروری حالات

یہاں تقریباً پچیس نفوس شیعہ مذہب ہیں در حضرت اہل سنت اور ہندو کی تعداد کافی ہے مگر حضرات شیعہ
بوجود اس قلت کے نفاق و حسد کی وجہ سے تباہ ہیں تعلیمی اور مالی حالت بہت ناقص اور مذہبی حالت
بھی کمزور ہے اخلاقی حالت غنیمت ہو مگر کوئی نہیں ہے مسلمانوں کے کچھ بچہ ایک پائت شالہ میں چلتے
میں باقی آوارہ پڑے پھرتے ہیں ایک خام مسجد پرانی زمانہ کی اور ایک قدیم امام باڑہ ہے جو شکستہ ہو گیا
تھا بعض حضرات نے چار دیواری کھول کر اگلے حالت درست کر دی ہے ایک مختصر سادہ وقف تقریباً پندرہ
روپیہ سالانہ کا ہے جس سے کچھ عوام اداری کا سامان ہو جاتا ہے یہاں کے دوسرے اردن حضرات کی نزاع
بھی بہت مضرت رساں ہے جسکی وجہ سے نہ کوئی محنت قائم ہو سکتی ہو اور نہ کوئی اصلاح و فلاح کا کام ہو سکتا

ہے جناب! غلطی نے مصاحبت کی بہت کوشش فرمائی مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔
 سیواں ضلع سارن - ۲۰ مارچ یومِ غنیمت کو سیدان پونچر جناب سید عابد حسین صاحب کیل انیسوٹ
 کے ہاں ہوسے جنھوں نے باوجود اپنی مصروفیتوں کے ذرا جلد غنیمت کیا اور جناب غلطی نے کابل ایکٹ
 گمنہ غرض خلقت جن و انس کو عقلی و نقلی دلائل کے ساتھ بیان کر کے تمام سامعین کو متاثر و غوطہ فرمایا اور
 ۲۱ مارچ کو جناب عبدالحی صاحب نے سیدان سے ملاقات کر کے ۲۲ مارچ کو وہاں سے روانہ ہو گئے، چونکہ
 ممدوح کے یہاں دوبارہ آیتیں آئی ہوئی تھیں اور ایک جانے والی تھی اس وجہ سے نہ خود شریک جلسہ ہو سکے
 اور نہ ان کے معزز مسلمانوں کو شرکت کا موقع ملا جبکہ ان حضرات کو بہت افسوس ہوا اور بالآخر یہ رات واراچی
 کہ کسی آئینہ و موقع پر ایک جلسہ عام کی بنا کر کے ان اعتراضات کا جواب یا جائے جو یہاں کے آرمیش کیا
 کرتے ہیں،

سیواں ضلع سارن

یہاں ۱۵-۲۰ نفوس شیعہ مذہب کے آباد ہیں اور حضرات اہلسنت و زہود کی تعداد کافی ہے حضرات
 اہلسنت میں اخلاص کثرت اور اہل حدیث بہت کم ہیں تعلیمی حالت اچھی ہے مگر اگر نیرت غالب ہے اخلاقی
 اور مذہبی حالت غنیمت و اہلی حالت اوسط درجہ کی ہے، سیکس سیدیں حضرت اہلسنت کی میں شیعوں
 کی کوئی مسجد نہیں ہے اور نہ کوئی عربی مدرسہ ہے اور نہ کوئی امام بارگاہ اور وقف، و امام چوک البتہ متعدد ہیں خیر
 مشہور محرم میں لغزہ رکھے جاتے ہیں اور مجالس بھی بعض حضرات کے یہاں ہتھ پیل در بالفعل جناب سید عابد حسین
 صاحب کیل نے یہ انتظام کیا ہے کہ ہر شنبہ جمعہ کو ایک مجلس منعقد ہوا کرے جس میں حضرات اہلسنت اور زہود کو
 بھی شرکت کا موقع دیا جائے، جناب کیل صاحب ممدوحی میں بہت زیاں شہاک میں گونا گورت اشغال
 سے بہت پریشان ہیں ممدوح نے دور دیہ بطور زاد راہ مرحمت فرمائے اور آغا محمد جالندار میر حیدر صاحب
 انیسوٹ کرٹ نے پانچ پانچ روپیہ سے اعانت کا وعدہ فرمایا اور ڈاکٹر محمد حسن صاحب نے مسلم ریویو کی خریداری
 منظور فرمائی

گوپال گنج ضلع سارن - ۲۲ مارچ کو گوپال گنج پونچر جناب سید حیدر حسین صاحب کن کجودہ پشکار جیل
 ڈگری منصفی کے دولتانہ پرفروش ہوسے اچونکہ یہاں آجکل دالیں چیزیں کے انتخاب کا مسئلہ پیش تھا
 اور کچل پریل یعنی تاریخ نفاذ سارا ایکٹ بھی قریب ہی اور تمام لوگ دوت اور شادیوں کی فکر میں مصروف
 تھے اس وجہ سے کوئی ذرا جلد عام تو نہ ہو سکا مگر ایک مختصر جلسہ احت حسین صاحب کیانی تھو اسٹیٹ کے کانپور

منعقد ہو جس میں بہت کم لوگ شریک ہو سکے تاہم جلسہ اچھا ہوا اور تمام شرکاء متاثر و مخطوط ہوئے،

گراں گنج کے ضروری حالات

کل تین حضرات شیعہ ہیں باقی سب حضرات اہل سنت ہیں مگر ان کی تعداد بھی بقابلہ منہد کے کم ہے ہر کمہ حضرات کی تعلیمی حالت اچھی ہے اور مقامی لوگوں میں جہالت غالب ہے اخلاقی حالت بھی قابلِ مدح نہیں ہے مذہبی حالت اہل سنت کی اچھی ہے شیعوں کو کوئی توجہ نہیں ملی حالت تمام مسلمانوں کی اچھی ہے ایک مسجد اور ایک مدرسہ اور ایک مختصر سائنس بھی ہے جس سے مسجد کی حرمت اور مدرسہ کی کفالت ہوتی رہتی ہے اور چندہ اور زکوٰۃ فطر وغیرہ کی رعیت اسکے علان میں طلبہ کے لئے علاوہ مسجد کے کم نہ کر دے کے ایک سیل بختہ عمارت یہ تعمیر ہے امام باڑہ کوئی نہیں ہے

ایکایک والسی - ۲۵ مارچ کو گراں گنج سے روانہ ہو کر سیواں سے مرد کرتے ہوئے ۲۸ مارچ یوم جمعہ کو ایک ایک پونچے شام کو جناب محمد فاروق صاحب کے ان کی جانب ایک مجلس عام منعقد کی گئی جس میں بعض حضرات چہرہ سے اور بعض حضرات کپڑوں اور پٹی کے بھی تشیخ فرما تھے جناب اعظم نے ایک گمبھ کا فیاض و اخلاقی رسول دال رسول پتھرین فرامی سامعین نہایت متاثر و مخطوط ہوئے باقی مجلس کی طرف سے تبرکات معقول اہتمام تھا،

لشکر بی پور صبح سالن - ۳۱ مارچ کو موضع مذکور میں پہونچ کر شیخ کریم الحق و عزیز الحق صاحبان کے دو تھانہ پر قیام کیا چونکہ یہاں بھی شیعوں کی تعداد بہت کم ہے اور وہ بھی متفکر و تردد مند اہل حضرات تو کوئی جلسہ نہ کر سکے مگر لشکر بی پور سے تھوڑے فاصلہ پر ایک سنی حضرت اہل سنت کی ہے وہاں ایک عام جلسہ جناب محرم خاں صاحب کے دو تھانہ پر کم اربل کو منعقد ہوا جس میں جناب اعظم نے بعض احکام اسلام اور انکی خوبیاں بیان کر کے حاضرین کو ان پر عمل کرنے کی تاکید کی جس سے وہ لوگ نہایت متاثر و مخطوط ہوئے،

لشکر بی پور کے ضروری حالات

۲۵ مارچ نفوس شیعہ آباد ہیں جن میں سے اکثر باستانہ و عمر تمام سال باہر رہتے ہیں تعلیمی حالت مدرسہ مذہبی حالت غنیمت ہو اخلاقی حالت بھی بعض حضرات کی اچھی ہے مگر ابلی حالت متوسط ہے ایک مختصر مسجد آباد امام باڑہ کوئی نہیں ہے عشرہ محرم میں لوگ اپنے مکانوں پر جلسہ کرتے ہیں وقف بھی کوئی نہیں، بدو کی طرف سے ایک مختصر سامعہ بھی ہے جس میں مسلمانوں کے بچہ بہت ہندوؤں کی زبان ہیں،

ولیت پور ضلع سارن - ۱۳ اپریل کو ولیت پور پونچر خباب محمد میاں صاحب کے دوستکدہ پر فروکش ہوئے
 خباب صوفی پڑنے زمانہ اور پڑنے خیال کے بزرگ ہیں آپ کے یہاں خاک شفا کی ایک بیسٹ ہے جو روزِ عاشورہ
 بالکل سوجھ جاتی ہے، ایسے خون تازہ جو ش زن گمانی دیتا ہے اور قریب ہوا ہے کہ ٹپک ٹپک سے عاشورہ کے
 روز انکی زیارت ہوتی ہے اور اسکے بعد غسل دیکر کس میں بند کر دی جاتی ہے،
 یوم درود شب کو ایک مختصر سی مجلس امام باڑہ میں منعقد ہوئی اور باوجود قلتِ سامعین اچھی اثر ہے
 روحِ شناس ہوئی دوسرے روز شریک نہ ہونے والے حضرات غدرِ جاہی کو آئے اور تمام دن انکی تعلیم
 - ملحقین میں گزر گیا،

ولیت پور کے ضروری حالات

یہاں دس پندرہ نفوس اہل تشیع آباد ہیں تعلیمی اور اخلاقی اور مذہبی حالت نہایت خراب ہے بالی
 حالت فی الجملہ غنیت ہو ایک مسجد قدیم زمانہ کی ہے مگر اس کی حالت نہایت خراب ہے بلکہ قابلِ رحم دو امینا
 خام پڑے نام ہیں مدرسہ کوئی نہیں ہے وقف پانچ سو روپیہ سالانہ بھیت کا ہے مگر تمام آمدنی گویا متولیوں کی
 ذاتی جائداد ہے ایک پیسہ بھی حبِ منشاء واقف صرف نہیں ہوتا،
 موضعِ ستجورہ ڈاکخانہ - ۱۲ - اپریل کو دو تین خباب کیم تید محمد رضا صاحب پر فروکش ہوئے اور اسی روز
 رکن دی پور ضلع سارن - جلسہ دعا کا انتظام کیا گیا اطراف و جوانب میں اطلاع دی گئی براہِ دان اہل سنت بھی
 بلائے گئے جلسہ نہایت کامیاب ہوا حضراتِ مومنین بہت محفوظ ہوئے بانی جلسہ نے تقسیم شیرینی کے علانِ شکر
 جلسہ کی دعوت کا بھی انتظام کیا تھا

ستجورہ کے ضروری حالات

دس بارہ نفوس اہل تشیع آباد ہیں تعلیمی حالت ناقص اخلاقی و مذہبی حالت غنیت بالی حالت متوسط
 ہے ایک ایک خادم مسجد ہے امام باڑہ کے لئے کوئی مکان خاص نہیں ہے مگر مجالس آیامِ عزائم کے ملان
 بھی ہوتے رہتے ہیں جہیں غریز مینبران کا انہماک قابلِ مدح ہے، مدد سے دینیہ بھی کوئی نہیں ایک غولی مگر
 بورڈ کی طرف سے ہے جس میں مسلمانوں کے بچے بہت کم اور شیعوں کے بچہ بالکل ہی نہیں پڑھتے،
 بنگرہ ڈاکخانہ ہمارے ج - اس موضع کے مومنین موضع مذکور الصدر کے جلسہ میں تشریف فرما تھے انھوں نے مجلس کے
 گنج ضلع سارن، ختم ہونے ہی خباب دعا کو مدعو کیا اور مدد ۱۵ اپریل کو بنگرہ پونچر دو تین خباب

اجازت میں صاحب پر فروکش ہوئے اور اُنکی روز شکو بعد نماز مغرب جلسہ و خطا منعقد ہوا جس میں دیگر اطراف و
جانب کے مومنین بھی شریک تھے اور استماع ہوا عظیم ہے بہت غلو و ادتائے اثر ہوئے معزز زبان نے مبلغ
باجہر دیہ مختلف مدت میں مرحمت فرمائے،

بنگورہ کے ضروری حالات

بنگرہ سبب نفوس اہل تشیع آباد ہیں تعلیمی حالت اقبس اخلاقی و مذہبی و مالی غنیت سے مسجد مدرسہ امام باڑہ
وقف کوئی نہیں،
ہمارا راج گنج ضلع ساران۔ اس موضع کے مومنین موضع مذکور الصدر کے جلسہ میں تشریف فرما تھے جنہوں نے
جلسہ کے ختم ہوتے ہی جناب اعظم کو مدعو کیا اور مدوح ۶ مارچ کو وہاں پہونچ کر جناب سید نظیر حسین صاحب کے ابی
سب جہطار ہمارا راج گنج کے دو تھانہ پر فروکش ہوئے اور باوجود سیاسی تحریکات موجود کی شورش کی، ۷
اپریل کو بعد نماز مغرب معزز زبان کے دو تھانہ پر ایک عام جلسہ و خطا منعقد ہوا جس میں مومنین اطراف و جانب کے علاوہ
اکثر ذی اثر برادران اہلسنت و اہل ہندو اور عیسائی بھی تشریف فرما تھے جو ڈیڑھ گھنٹہ کا اہل نصاب و محاسن اسلام
کو نہایت اطمینان و خاموشی سے سماعت کرتے رہے اور جلسہ نہایت کامیاب ہوا،

ہمارا گنج کے ضروری حالات

مقامی شیعہ کوئی نہیں باہر کے صرف تین حضرات شیعہ ہیں باقی تمام حضرات اہل سنت ہیں تعلیمی اور اخلاقی
حالت غنیت مذہبی حالت اطمینان بخش مالی حالت متوسطہ دو مسجدیں برادران اہل سنت کی ہیں مدرسہ
دینیہ امام باڑہ وقف کوئی نہیں مگر ایک انجمن برادران اسلام کی قائم ہے،
مصطفیٰ آباد ضلع ساران۔ ۷ مارچ کو دو تھانہ جناب سید نظیر حسین صاحب نے پر فروکش ہوئے اور
باوجود سیاسی تحریکات کی شورش کے بڑی کوشش سے دو جلسہ و خطا کے باج مسجد میں اور ایک مجلس
جناب سید ظفر حسین صاحب کے دائرہ پر اور ایک جلسہ و خطا کو بھی ہائی اسکول میں منعقد ہوا جس میں ۵-۷ اہل
اسلام کے باقی تمام شرکاء غیر مسلم تقریباً پانچ سو کی تعداد میں مجتمع ہو گئے تھے جناب اعظم نے آیہ کریمہ و ملاخلف
الجن و الانس الا لیعبداً و ان کے عنوان کلام قرار دیکر انسان کی بزرگی و شرف اور انسان ہی کے فائدہ کیلئے
تمام عالم کی پیدائش اور انسان کی غرض خلقت اور انسان کو انسانیت و شرافت پر قائم رہنے اور اپنے کو
دیگر مخلوقات سے ممتاز رکھنے کی ضرورت کو بوضاحت بیان کر کے اللہ تعالیٰ کے احسانات اور ان کی بے نیازی

اور عقلی دلیلوں سے اُس کی وحدانیت و عدالت اور نبوت عامہ خاصہ کی ضرورت اور شناخت انبیاء کے عقلی علامتیں اور رُخاب خاتم الانبیاء میں اُن علامتوں کا باحسن وجہ موجود ہوا قرآن مجید کا اعجاز اور انہی احکام کا اقیامت جاری رہنا قیامت کا برحق اور ناسخ کا باطل ہونا ایسے عمدہ حلقے سے بیان فرمایا کہ تمام حاضرین نہایت مخطوط و متاثر ہوئے اور محاسن اسلام و دین نشین ہو گئے، ایک پنڈت جی جو اُسی اسکول کے اسٹریپر تھے وہم تقریر کو لکھتے رہے اور ختم تقریر کے بعد اموزیل کو دریافت کیا جس کے اہلخانہ بخش جوابات حسبِ قیل و دہیے گئے،

س کیا بہشت و دوزخ کا ثواب و عذاب دائمی ہوگا اور جنت و دوزخ میں جائے گا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جائیگا؟

ج جس طرح دنیاوی قوانین کے بعض دفعات کی مخالفت محض جرمِ نامہ یا معمولی مختصر قید اور بعض کی مخالفت طولانی اور باہشت قید یا جسدِ دم یا سولی کا سزاوار قرار دیتی ہے اُسی طرح قوانینِ الٰہی کے بعض دفعات کی مخالفت بھی کبھی مختصر عرصہ کا سزاوار قرار دیتی ہے اور کبھی بڑی بڑی سزائوں کا موجب بنتی ہے جو لوگ جنت میں جائیں گے وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت ہی میں رہیں گے اور جو دوزخ میں جائیں گے انہیں سے بعض تو ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور بعض تو دوسرے زمانے کے بعد دوزخ سے نکال کر جنت میں بھیج دیے جائیں گے

س اور جانبِ طلبہ رُخاب مولانا صاحب کے بے گنہاری سے مثال دیکر کہو سمجھایا اور بتلایا ہے کہ صلیح اس گنہاری کے لیے بنانے والے کی ضرورت ہے جو حق و قادر و عالم جیسی طرح ہمارے لیے بھی ایک بننا والی کی ضرورت ہے تو کیا آدمی بھی ترقی کرتے ہوئے خدا بن سکتا ہے؟

ج آدمی خدا کا مفعول و مخلوق ہے اور جو صفات انہیں پائے جاتے ہیں وہ خدا ہی کا عطیہ اور جادہ ہیں ذاتی اور قدیم نہیں ہیں اور خدا کے صفات ذاتی اور قدیم ہیں، انسان لاکھ ترقی کرے مگر جو خدائی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا،

بہر حال حالیہ نہایت کامیاب اور سبھل نے کہنے میں کہہ کر کہ ایدہ اور پان بھی تعلیم دینا ہے ہم آج کٹ ہی سمجھتے تھے کہ اسلام کوئی باقاعدہ مذہب نہیں بلکہ محض لوہے پھیلا ہو گا آج سے اس عقائد کو ترک کریں

مُصْطَفٰی اَبَاکے ضروری حالات

صرف ایک گھر شیعہ کا ہے جس میں تین حضرات سکونت پذیر ہیں باقی حضرات اہل سنت میں جلی

تعداد کافی ہے تعلیمی حالت غنیمت ہے اخلاقی حالت قابل اطمینان ہے مذہبی اہل کی جانب بھی توجہ ہے اہل حالت بھی اچھی ہے، ایک سیع و پختہ مسجد مع مسافر خانہ حضرات اہل سنت کی ہے امام باڑہ کوئی نہیں ہے گرجا بس کلا سلسلہ برابر قائم رہتا ہے جو جناب سید ظہیر حسین صاحب کے مکان پر ہوتی ہیں اور ایک مقام پر ایک نشان بہت قدیم زمانہ سے نصب ہے جو علم حضرت عباس کے نام سے موسوم ہے جس کی تعظیم برادرانِ اہلسنت اور مہنود بھی کرتے ہیں اور اس مسجد کے شاخہ میں اس کی طرف جمعہ کے طالب علمات ہوتے ہیں، وقف ایک مختصر سا ہے جس سے مسجد اور مسافر خانہ کی مرمت ہو سکے، مدرسہ دینیہ کوئی نہیں ہے ایک پرائمری اسکول ہے اور ایک ہائی اسکول گوریہ لکھنوی میں بوزان پر شاد صاحب کی طرف سے قائم ہے جس کے کل مصارف انہیں کے ذمہ ہیں،

(دبانی آئندہ)

(ناچیز مدیر)

نظارہ

ایک ادبی رسالہ جو جناب سید ظفر عباس صاحب لکھنوی کے ادارت اور جناب عبد غفور حسین صاحب لکھنوی کی تحریر میں لکھو دکو ریہ اسٹریٹ کے ۲۲ صفحات پر شائع ہوا، شروع ہوا، قیمت سالانہ پندرہ اسکا پیلا نمبر چھوٹے پاس بغرض روایا ہے، ہم اس کے تمام مضامین کو ادبی حذیت سے قدرتی نگاہ سے دیکھ رہے ہیں اور اردو علم و ادب میں قابل تدار اضافہ سمجھ رہے ہیں علی الخصوص جناب سید آشفہ صاحب کا وہ فاضلہ مضامین جو ممدوح نے درعید عاتبہ محرم محرم کی سرخی سے تحریر فرما کر ملت اسلامیہ پر ایک نقد احسان فرمایا ہے، یہ فاضلہ مضامین ایک یادگار مضامین ہے جو جلیظا معذرتاً و موزعاً تحقیق و تدقیق کے اس امر کا متحقق ہو کر اگر خداوند عالم ہماری قوم کو توفیق دے تو اس مضامین کی ہزار کاپیاں طبع کر کے بلا قیمت تقسیم کر دے اس مضامین میں حسابی قواعد سے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ جب آنحضرت کے منظر سے دینیہ نمونہ تشریف لائے ہیں تو آپ نے محرم کا چاند نہ مری میں دیکھا تھا لہذا بخاری کی یہ حدیث رد کہ حضرت نے یہودیوں کو عاشور کے دن روزہ رکھتے دیکھا خود بھی روزہ کیا اور اپنی امت کو بھی اس روزہ رکھنے کا حکم دیا، یا یہ اعتبار سے ساقط ہے اور سہ گز اس عاشور سے مراد عاشور محرم نہیں، یہ یہ سارا مضامین حسابی قواعد پر مبنی ہے اور اس لیے انہیں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں مل سکتی جہاں اللہ عنہ لکھلا، والمسلمین خیر الجنہ ہم اپنے انظرین سے پروردگار شاکر کرتے ہیں کہ کم از کم یہ سب لکھنوی ضروری منگو اگر ملاحظہ کر لیں گے کہ چھپنے سے نزدیک جس دن سے محرم بزمِ جلیل شروع ہوئے ہیں اس قدر کہ جتنک لایا مضامین شائع نہیں ہوا،

(ناچیز مدیر)

فہرست ترمیم احاطہ غیر متفرقات باب

مستقل

عالمیابید احمد حسین صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید علی عمر صاحب طغی آباد ضلع سمان
 عالمیابید مراد خان صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید شیخ مبارک حسین صاحب جھول ڈاکا
 چھوٹا ای ضلع درہنگ

عالمیابید علی مرتضیٰ صاحب انگریز پور
 عالمیابید عبدالجبار صاحب داس
 راجپور سٹیٹ

عالمیابید کیم محمد ابراہیم صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید شیخ حسین صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید اختر زائد محمد اکبر صاحب مرحوم مفتی سید پور
 عالمیابید شیخ محمد جعفر صاحب گروہ داتا گنج بخش
 مونسین ناچور پور

عالمیابید علی محمد رضا صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید جلال حسین کرانہ ضلع مظفر پور
 عالمیابید فیض حسین صاحب دکن سیتا پور
 عالمیابید محمد محمود صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید امیر محمد شاہ صاحب لمان

عالمیابید علی محمد صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید ارباب قبال بنادر صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید ارباب قاسم صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید ابو احمد حسین صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید علی محمد حسین صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید ابی سلاخ صاحب گروہ داتا گنج بخش

عالمیابید ابراہیم صاحب لمان
 عالمیابید ابراہیم صاحب لمان
 عالمیابید ماز شاہ صاحب لمان
 عالمیابید محمد افتخار صاحب لمان
 عالمیابید جلال الدین صاحب لمان



غیر مستقل

عالمیابید کیم محمد حسین صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید علی محمد حسین صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید کیم غلام رسول صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید کیم علی ابراہیم صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید علی اکبر صاحب گروہ داتا گنج بخش

عالمیابید کریم صاحب گروہ داتا گنج بخش
 از مونسین سیتا پور
 عالمیابید احمد باقر صاحب گروہ داتا گنج بخش
 عالمیابید کیم محمد رضا صاحب گروہ داتا گنج بخش

عالمیابید

عالمیابید

ایم عیسیٰ

پانچ مہینوں کی شہادت و وفات

چار مہینہ از یومینہ

یوں تو ہمارے اسلامی سال کا پہلا ہی مہینہ اپنے ہلالی خجستہ ہمارے دلوں کو مجروح کر کے خون کے آنسوؤں کا میخ ہمارے آنکھوں سے برساتا ہے اور اس کے بعد بھی گزرتے ہیں مہینوں میں سے کوئی مہینہ ایسا نہیں آتا جس بابت گریہ کن کے لیے پیغام عزائے ساتھ نہ لانا ہو لیکن حکم محرم سے ربیع الاول تک پانچ مہینہ منصوص دینی شہادت و وفات دو مہینہ روز کا پہلا اتصال ہمارے آنکھوں سے آنسوؤں کے تقاطع کو پہنچے نہیں دیتی اگلی قتلوں میں یہ سلسلہ ۱۰ ہفتہ تک ختم ہو جاتا تھا اور ۲ صفر اور ۲ ربیع الاول کو کوئی زبان اہمیت نہ دیتی تھی مگر خدا غریق رحمت کرے ہمارے نہ کہے ایک دین غلم خائب اب کا احمد علیا صاحبے حرم و منفور کو کھجول نے ان دونوں تاریخوں کی اہمیت کو بھی پیش نظر رکھ کر سلسلہ مجالس کو ۲ ربیع الاول تک ابدا اور ۲ ربیع الاول کو اپنا تعزیر نہایت خاموشی کے ساتھ ٹھاکر سرفراز جلوس بولاشہ وغیرہ کو جولوہ الاحادیث کے مصداق میں شامل اور معارف میں داخل ہونے سے حرام و ناجائز تھے بالکل موقوف کر کے ایک ایسی بنا ذخیر قائم کر دی جیسا اجر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُنکے نامہ عمل میں درج ہوتا رہے گا اب یہ رسم قریب قریب ہر شیعہ آادی میں رائج ہے اور مجلسوں اور تعزیروں میں باجہ کی حرمت تقریباً ہر فرقہ و شیعہ کے ذہن میں اسے چو گئی ہے اور اس کے لیے بعض لوگ جو قدیم نسخ کی پابند رہ کر اپنی مجلسوں اور تعزیروں میں سرفراز جلوس اور اجسک اپنی ذاتوں کو دالذین خاطوا عملاً اصلاً و اخو صیغہ کی مصداق بنا لیتے ہیں وہ بھی ان امور کو ترک کر کے وحدت الہی کے ثبوت میں کوتاہی نہ کریں گے خداوند عالم نوا صاحب صوف کی اولاد احماد کے توفیقات کو زبان کرے کہ حضرت ابتکاس سیم کو نہایت حسن و خوبی بنا رہے ہیں اور کا احمد علیا کا چپ تعزیر تمام بلاد ہندوستان میں کبی مزید تعزیرات کا محتاج نہیں ہوا

برائے کی بات نہیں ہے اور مجلسوں اور تعزیروں میں سرفراز جلوس اور باجہ کی رسم قبیح کو جاری رکھنے دہلے اجازت سوز خوانی اور موضوع و مختلف دہے اصل مضامین مشہور و غیر مشہور کے ذکر اور تحریف و غیرہ کے زعمان

۷۷ اور لوگ جو عمل نیک کو عمل بد کے ساتھ مخلوط کر دیتے ہیں،

ما تم کو اگر چہ جن موجب گریہ و بکا ہوں ہماری معارضہ میں پیش نہیں کر سکتے اس لیے کہ پہلے نزدیک یہ سب ہی آموزا جائز اور شعا مسلمین اور اخلاق مومنین سے خارج اور ان امور سے پیدا ہونے والا گریہ کرتے باطل میں داخل اور خدا کا شکر ہے کہ کھنوسے پیام امور قریب قریب ٹھکے اور اٹھتے جاتے ہیں اور ان شاء اللہ اٹھ جائیں گے، خداوند عالم ہمارے علماء کرام کی سب کو شکر فرمائے اور مومنین کے توفیقات کو زیادہ کرے،

فیما خضر مضمون کی اجلی فصل

عاشور محرم فرزند رسول اعلیٰ بن عبد اللہ حسین کی شہادت کا دن ہے اور سیدہ حضرت امیہ کی بیوی، کرنے والوں کے لیے سال کے تمام دلوں میں کوئی دن اس سے زیادہ حزن و اندم کا نہیں ہو۔ یہ دن تمام مومنین کے لیے غم و الم اور گریہ و بکا کا دن ہے اور جو اخبار و احادیث حضرات ائمہ طاہرین سے مزی ہیں ان سے واضح ہے کہ یوم عاشور اعدائے دین کے لیے یوم فرح و مسرور و اہل ایمان کے لیے یوم حزن و مصیبت ہے، یہ دن کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونے کا نہیں ہو اور تمام اعمال خیر اور اہل خیرات اقامت مہم عزاؤ و بدام گریہ و بکا اور زیارات و ادعیہ، تاوڑہ کے بجالانے میں منحصر ہیں، صبح سے عصر تک نام اکل و مشرب اور حیا و فطرت ہتھرا کر ناجائز اس واسطے کہ احادیث صحیحہ میں پورے دن کے روزہ کی ممانعت وارد ہوئی ہے جنہیں سے ایک حدیث حسبِ میل ہو،

عن عبد اللہ بن سنان عن ابی عبد اللہ ۴
قال دخلت علیہ یوم عاشوراء فالفیدۃ
کا سفل للون ظاہر الحزن ودموعہ تغدما
من عینہا کاللولؤ المۃ المظفلت یا بن
رسول اللہ متباکاً وکلاً ابکی اللہ عینک
فقال لی فی غفلۃ انت اما علمت ان محمدین
اصیبت مثل هذا الیوم فقلت یا سیدک فما قو
فی صومہ فقال صم من غیر تعلیف و فطر
من غیر تشیت کما تجعل صوم یوم کحلیل
و لیکن انطارت بعد صلوۃ العصر نیساعہ
علی شریہ من ناعہ فان فی ذلک الوقت
عبد اللہ بن سنان کہتے ہیں یوم عاشور اندم
امام جعفر صادق علیہ السلام میں حاضر ہوا تو نے حضرت کے
زنگ متغیر اور حزن و اندم کو آپ کے چہرے سے ظاہر
اور موتی کی طرح کچھ حدوں آنکھوں سے آنسوؤں
جاری دیکھ کر عرض کیا کہ اے فرزند رسول آپ کیوں
روہت ہیں خدا کی آنکھوں کو نہ دلائے فرمایا تم کہیں
فقلت میں ہو کیا تعین معلوم نہیں ہو کہ حسین آج ہی
کی روز شہید ہوئے یہ نہ کہنے عرض کیا کہ یہ کس آج کے
روزہ کے! میں کہہ رہا تھا فرماتے ہیں فرمایا کہ بغیرات
کو نہ کہتے ہوئے روزہ کو بغیر لفظ شہادت کے افلا
کہ قال درمے پورے دن کا روزہ نہ قرار دے

تَجَلَّتْ لِهَيْبِهِ وَانْكَشَفَ لِمُحَمَّدٍ
بلکہ نمازِ عصر سے ایک گنٹھ کے بعد ایک گونٹ بانی
سے انبطار کر ڈال کیونکہ یہ وقت آلِ رسول سے لڑائی
(مصلح متجدد)

موقوف ہوئی تھی،

فرقہ اجیہ امتیہ کا اسی حدیث پر عمل ہے اور تمام دن کا روزہ جیسا کہ شمارِ متحبین اہلبیت کا جو
قطعاً ناجائز ہے اگرچہ بسبیلِ حزن و اذن ہو کیونکہ حدیث مذکور میں عموم نہیں آئی بھی اجازت نہیں بتی
اور جن احادیث میں آج کے روزہ کو سال بھر کے گناہوں کا کفارہ بتلایا گیا ہے یا جن سے کوئی دوسری
صورت احتجاج باوجود کی برآمد ہو سکتی ہے وہ معتدل بقیۃ اور غیر معمول بہا ہیں، اور نویں محرم کو تو حکمِ رسا
بھی ثابت نہیں ہوا اور دفعِ مشابہت ہو سکے لیے آج کے روزہ کی اولیت جب قدر عجیب و غریب منطبق ہے
وہ اہلِ عقل سے پوشیدہ نہیں، و اس لیے اگر دسویں محرم کا ظلمِ فرعون سے نجات حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی
خوشی میں یودیوں کو روزہ رکھنے دیکر مسلمانوں کو بھی اسکا حکم دیا گیا ہے تو یہ حکم خود بنی بر مشابہت ہے
جبکہ (معاذ اللہ) رسول نے کوئی لحاظ نہیں کیا پرامت کو اس کے لحاظ کی کیا ضرورت ہے اور نویں محرم کے
روزہ کا اضافہ کیا مبنی رکھنا ہے، حالانکہ یہ روایت درایتہ ثابت نہیں ہوتی اور حسابی قواعد سے حضرت
موسیٰ اور انکی قوم کی نجات سولہویں یا سترہویں ربیع الاول کو ثابت ہوتی ہو اور یہ المؤمنین علی ابطال ہے بھی
حدیثِ شتم تائیس اسکی تکذیب فرمادی ہے۔

اب ہے وہ احادیث جن کی وجہ سے یہ دن تبرک مانا جاتا ہے اور عید منانے کا حکم نکلتا ہے وہ
سب صنوع و مختلف ہیں جیسا کہ ابنِ حجر کئی مواضع مجروحہ میں تحریر کرتے ہیں:-

وَاتِيَاهُ تَحْرِيماً هَذَا انْ تَشْغَلَ بِبَدْعِ الزَّانِضِ
اور خبر دار اضمیوں وغیرہ کی بدعتوں میں متغول نہ ہوا
نَحْوَهُ مِنَ النَّدْبِ وَالْيَحْزَنِ وَالْحُزْنِ اِذَا
یعنی اگر یہ دن وصہ اور حزن و غم سے پرہیز کرنا اس واسطے
لَيْسَ ذَلِكَ مِنْ اخْلَاقِ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا لِمَا
کہ یہ امور مؤمنین کے عادات سے نہیں ہیں ورنہ
لَكَانَ يَوْمَ رَفَاتِ رَسُولِ اللَّهِ اَدْنَىٰ بَدْعٍ
رسولِ شہ کا دم و فاقب لیے افعال کیلئے زبانِ ترش
وَاُخْرَىٰ اَوْ بَدْعِ النَّاصِبِ الْمُنْصَبِ عَلَيْهِ
و ملزوم تھا اور نہ اصبوں کی بدعتوں میں متغول ہونا
اهْلُ بَيْتِهِ وَبِالْجِهَالِ الْمُنْقَابِلِينَ لِلْفَاسِدِ
جو اہلبیت کے ساتھ تصعب ہے اور نہ ان جاہلوں
بِالْفَاسِدِ وَالْبِدْعِ عَنِ الْبِدْعِ وَالشَّعْبِ
کے افعال اختیار کرنا جو فاسد کے مقابلہ میں فاسد
لَشَرِّ مِنْ اَظْهَارِ غَايَةِ الْفُرْجِ وَالسُّودِ وَاتِّخَاذِهِ
اور بدعت کے مقابلہ میں بدعت اور شر کے مقابلہ میں شر کو اختیار کرنا
عَيْدًا وَاَظْهَارًا زَيْنًا فِيمَا كَانَتْ تَحْضُرُهَا الْكَلْبَلُ
ہیں یعنی ان کے فوج و سوار کا اظہار اور بدعت و فاشو کو

ولیس جدیداً الثیاب وتوسیع النفقات
وطبخ الاطعمه والجوبل الخارج عن العادۃ
واعطافا هم ان ذلك من السنن المعتادۃ
والسنن تترك ذلك مكله فانه لم يرد في ذلك
شيء يعمد عليه ولا اثر يرجع اليه، وقد
سئل بعض ثمنه الحديث والفقهاء عن
الكلل والفلس والعناء وطبخ الجوبل
لبس الجديد واظهار السمار يوم عاشوراء
فقال لم يرد فيه حديث صحيح عنه
صلی اللہ علیہ وسلم ولا عن احدا من
اصحابہ ولا استحسنہ احد من ائمة السلفین
من الابدع ولا من غیرہم ولم يرد في
الكتب المعتمدة في ذلك صحيح ولا ضعيف
مسلمین میں سے کسی نے نہ کیا نہ ائمہ تابعین نے نہ کہی اور نہ معتبرین نے اسے منقول کوئی صحیح یا ضعیف حدیث
منقول ہے :-

ابن حجر کے اس قول میں اگرچہ مستند فقرات قابل تعرض ہیں مگر چونکہ اس کے متعلق بارہا خامہ فرسائی
ہو چکی ہے اور ہمارا مطلوب بغیر تعرض بھی حاصل ہو اور لازم فرح و سرور کے عدم حجاز بلکہ حرمت پر کافی ثبوت
پوری ہو چکے ہیں۔ یوم عاشور کا یوم خزن و غم ہونا مزید توضیح کا محتاج نہیں ہو لہذا اس بقدر برکت لکھا جاتی ہو
کہ بلکہ کا واقعہ تاریخ اسلام میں نہایت عظیم واقعہ ہے اور ہمارے اعتقاد میں اس معجزہ کے شہداء تمام
مبارک جہاد کے شہداء اور حضرت سید الشہداء امام شہداء سابعین و لاحقین سے فضل و برتری رکھتے
شہداء کے بعد اصرار بھی ان حضرات کی فوقیت ہمارے نزدیک محل کلام نہیں ہے اسلئے کہ فرق مراتب
جائے کر یہ لایتنوی منکم من افق من قبل الفیق و قابل اولئک عظمہ و رجہ من الذن
انفقوا من بعد و قاتلوا سے مستفاد ہوتا ہے نہ بقولے لفظ منکم حاضرین وقت خطاب سے مخصوص ہو اور

عہ تم میں سے جن لوگوں نے قبل فتح مکہ غطفہ کے اتفاق اور قتال کیا انکا درجہ بہت عظیم ہے بر نسبت ان لوگوں کے
جنہوں نے بعد فتح مکہ کے اتفاق و قتال کیا اول الذکر اخر الذکر کے برابر نہیں ہیں،

اور مٹے البعد کے شہد کی فضیلت کا لفظ نہیں ہے خصوصاً اس لحاظ سے کہ جو مصائب نواب شہر محل کی حفاظت میں اٹھائے جو انگریزوں سے کر بلا والوں نے برداشت کیے ویسے مصائب کبھی اور پر وار نہیں ہوئے اور خدا کی راہ میں کیئے ایسے مصیبتیں نہیں بھیلیں،

اس مطلب پر اگرچہ حدیث شریف الحسن: الحسن مستیلاً شباباً حلاً لجنۃ ما ہے بھی استدلال ہو سکتا ہے اور باستثناء ذابت جناب رنگاب کے جبکہ استثناء دلیل خارج سے معلوم ہو سید الشہد کی سیادت تمام جو ان اہل جنت اور نیز تمام شہداء سابقین و لاحقین پر عمل کلام نہیں ہو لیکن اگر اس حدیث شریف سے قطع نظر کر لیں تو بھی چونکہ سید الشہد کی شہادت بقول حدیث شریف حسین منی و انا من الحسن یعنی بغیر شہادت بول ہے اسلئے آپ کے فضیلت اور آپ کی شہادت کی فوقیت تمام شہداء سابقین و لاحقین پر محتاج بیان نہیں و خصوصاً اس لحاظ سے کہ آپ کے مصائب آپ کی شہادت کے بعد بھی ختم نہیں ہوئے اور بعد آپ کے آپ کے اہلیت پر بھی وہ مصیبتیں گذر گئیں جبکہ شہل و نظیر تاریخ کے اوراق پیش نہیں کر سکتے،

عاشورہم کا یہ دل خراش واقعہ اگرچہ عجبان اہلیت کی آنکھوں سے خون کے انسو بہا دینے کے لئے کافی اور بہت کافی ہے لیکن اس مہینہ کی پچیسویں تاریخ بھی روز عاشور سے کچھ کم نہیں ہے اسلئے کہ شہادت حضرت سید الساجدین امام زین العابدین شہادت حضرت سید الشہد کی نکل ہے اور جس غرض کے حامل ہونے کے لئے سید الشہد نے یہ تمام مصائب گوارا کیے تھے اسکو کافی طریقہ سے پورا کر رہی ہے حضرت سید الشہد کی بڑی غرض ان تمام مصائب کے برداشت کر لینے سے بنی امیہ کے فضلیت اور ان کی اہلیت اور عدم استحقاق خلافت اور اس کے لطلال کا اظہار اور عامۃ ناس کو اس سے مطلع و خبردار کرنا تھا جو کہ خود حضرت ہی کی شہادت سے واضح و آشکار ہو گیا تھا مگر شہادت حسین کے بعد جو سلوک ابن زیاد بد نہاد اور زبرد پاید نے اہلیت حسین کے ساتھ روا کرنا اور جو سید الساجدین نے کمال صبر اور انتہائے تحمل کے ساتھ برداشت کر لیا اس نے اس مطلب پر کافی سے زبان روشنی ڈال دی اور بنی امیہ کے فضلیت عالم بھر پر روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہو گئے،

ماہ محرم کے اختتام پر اگرچہ صفر کی ساتویں تاریخ روز ولادت حضرت باب الحوائج امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام ہے لیکن ماہ محرم کے گذشتہ واقعات جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سننے والے

عہ حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں،

عہ حسن و حسین جو ان اہل جنت کے سردار ہیں

انکودوں کے سلسلہ کو معروف نہ کر سکے تو ہر پرنکے موالیوں کی آنکھیں کینو کمر سرد فرخاک ہو سکتی ہیں،

روزا ہماری چشم کا دستور ہو گیا

دی تھی خدا نے آنکھ سونا سورا ہو گیا

۲۸ صفحہ وفات حضرت رسول اور شہادت امام حسن و وفات رسول اہل اسلام کے لیے عظیم مصائب اور آفتوں کا
ہر جن شخص کو جتنی معرفت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُسی قدر آپ کی مناسرت کے اہم میں غمخیزان اور آپ کی مصیبتوں کو یاد کر کے منہم ہو گا
میتہ منظرہ کے قیام میں کفار قریش کی بدسلوکیاں اور ایذا رسانیاں یہاں تک کہ آپ کے بیت الشرف کا محاصرہ کر کے آپ کے
نبیل پکان ہوا اور آپ کا دین کی طرف ہجرت کرنا پھر مدینہ پہنچا بھی ایک ساعت حین کا نہ ملنا خدا کی راہ میں اتنی مرتبہ
کے مصائب اٹھنا آفت تگرنگی میں شکم مبارک پتھر کا بازو ہنا، وڈان مبارک کا شہید ہونا، پیشانی نورانی کا خاک لکود
ہونا، چہرہ مبارک پر خون کھجاری ہونا اور ریش اقدس کا اُس سے رنگین ہونا عوام و جہال کی شد تو ہر جبر کرنا، اندر کھلوا
جانا اور آلاسنہ اسی کے اثر سے وفات کا واقع ہونا پھر قرین مان وفات کے صیبت نامہ کی تحریر میں مزاحمت پیش
اسامہ سے مختلف اور آپ کے حکم کی مخالفت یہ تمام امور ایسے ہر جن عارف حق رسول کے دل کو بچھین کر کے خون کے انسو
بہانے کے لیے کافی ہیں اور یہ سب وجہ سے احادیث میں تصریح ہو کر جس شخص کو کوئی مصیبت پیش آئے تو مصائب رسول
کو یاد کرے،

شہادت امام حسن رسول کی شہادت بہری ہو اور جو مصائب آپ نے وفات رسول کے بعد خصوصاً اپنے زمانہ امامت
میں اٹھائے اور جو صورتیں آپ کو بنی امت کے انھوں گوارا کرنا پڑیں وہ موالیان اہل بیت کے دلوں کو گراہی
ہیں ہیر المؤمنین کی شہادت کے بعد کل چھ عینہ سر حکومت پر شکن رہنا اور اُس کے بعد بدرجہ عبیدی معاویہ کے
مقابلہ میں کٹنا سر دارلن لشکر کا دوزخ فانی دونا، مصلی کا پائے اور جس کے نیچے سب کچھ بچا جانا مال و اسباب جنگ کے ہٹائے
مبارک کٹ جانا کھنڈ اور اللہ الرجل اور امتیہت باحسن کما اشرف ابولک کی آواز دہلی بلند ہونا اور آپ کی
دان کا پہاڑ دوسرے زخمی ہونا اور آلاسنہ انھیں یونانیوں کو دیکھ کر مجنونا حضرت کا معاویہ سے مصالحت کر کے
حکومت کا اس کے پکڑنا اور ہر زندگی بہر ملک گستاخوں پر صدر و تحمل کرنا یہاں تک کہ اسی کے اشارے سے ہر لاکھ لایا جانا
اور قریب قبر رسول کے دفن کی اجازت نہ ملنا اور جنازہ پر تیروں کی بارش ہونا اور تیز فک کن پر پوسٹ ہونا یہ تمام
مصیبتیں ہیں جو قیامت تک اہل دل کے دلوں سے جو نہیں ہو سکتیں،

شہادت امام حسن عسکری بھی مصائب اہل بیت میں یادگار مصیبت ہو آپ کی امامت کا شش سالہ عرصہ
بھی انتہا کے قریب تھا کا زمانہ ہی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھائی میں ایک عقیدہ رہنا ان قتل ایک کرش بعلہ پر سوار
ہو چکا سکھ دیا جانا ایک لائن میں ڈالا جانا اور آخر میں ہر کوئی لاکھ لایا جانا پھر ہر سال میں مغلین ہونا مؤمنین کے دلوں



حضرة صاحب العظمة نواب رامپور (السيد محمد حامد عليخان) ادام الله دواته

دنیا کے اسلام میں ایک عظیم نشانہ

اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ بِالْحَقِّ وَهُوَ الْحَقُّ لَا رَيْبَ لَهٗ

ہم بشری کے ہل دوسری کی ہلکاء میں پلٹ کر جانے والے ہل کی تضا پر رضی ہل دوسرے
حکم کو تسلیم کرنا ہمارا منہضی نہ

آنے والے جانے ہی کے لیے آتے ہیں اور جو چلے جاتے ہیں پھر پلٹ کر نہیں آتے، خدا جانے
اس عدم آباد کی نضامیں کون سی قوت جاذبہ ہے جکا جذبہ پراد ہر کارخ نہیں کرنے دیا یا کوئی دوسری
قوت قاہرہ ہے جو ہر طرف واپس آنے کی مانع ہے کوئی پلٹ کر آتا تو اس سے پرہیز کرتے مگر دنیا کی طاہری دلائل دنیا
امدول چسپیاں اور عدم آباد کی ابتدائی منزلوں (قبرستانوں) کے ساتھ تو یہ بتا رہے ہیں کہ انسان نہ اپنے
بس سے واپس جاتا ہے اور نہ اپنے اختیار سے واپس پھرتا ہے یہ سب قوی انتظام اور خدای کا رخا ہے اور
سوت نبی آدم کی گردن کا ن قلان ہے جس کی گلو گیری خدا جانے کتنے آباد اور دھبے مچے گھر میں برباد
خالی کر دیا کرتی ہے اور نہ معلوم کتنے مانتی فرس ہر روز بھجوا کرتی ہے، کیسے کیسے عزیز ترین عسکر آنکھوں کے
آگے دم توڑ کر گزرتے ہیں، کیسے کیسے محبوب بن اجا کو غل و کفن دیکر اپنے ہاتھ سے زیر زمین کر کے انکے
اتم میں روتا پڑتا ہے، مگر خوش نصیب ہم نے والہ جو اپنے بد اپنی نیک دلدادہ اپنی جانشینی کے سچے
مستحق کو اپنے مقام پر بھجور جائے اور اس کے اعمال صالحہ ایسی یاد کو ہر وقت تازہ کرتے ہیں،

حضرت ابنس مہجرتزل نواب سید محمد حامد علیخاں صاحب دہرا لقاہم سابق فرمانروائے ریاست عالیہ
رامپور حفظہ اللہ عن المفاسد والشور جن کے ام امی کے ساتھ سچائے ادم اللہ اقبالہم کے لفظ
مرحوم اعلی اللہ تعالیٰ لکھتے ہوئے قلم کا سینہ چاک ہوا جاتا ہے ایسی ہی موقرستی تھے جو اپنے بعد اپنا
قائم مقام بھی دیا ہی ہر دل عزیز پھوڑ گئے ہیں جسے کہ وہ خود تھے اور جو اعمال صالحہ وہ دنیا میں کر گئے وہ
بھی انہی یادانہ رکھنے کے لیے کافی ودانی اور انکے لیے بہترین نوشتہ اختتام ہیں،

۳۱ اگست ۱۹۷۷ء کو اپنے والد بزرگوار سزاہن ابنس نواب سید محمد شائق عتیق اللہ تعالیٰ رحمہ اللہ کے
مشکوئے نقلی میں پیدا ہوئے اور ۲۵ فروری ۱۹۷۷ء کو اپنے والد مرحوم کے بعد ۱۳ سال ۵ ماہ ۲۵ روز کی عمر
میں ریاست عالیہ رامپور کے فرماں روا ہوئے مگر چونکہ اس وقت قانونا بال تھے اس وجہ سے ایک سال فیضیابی
قائم ہو گئی اور آپ ۲۶ سالہ میں جھول تجربہ کی غرض سے سیاحت عالم کے لیے روانہ ہو گئے، سیاحت سے

واپس آنے کے بعد کونسل آف یونین پر ڈی گئی اور ایک انتظامی کونسل مرتب کی گئی جس کے کچھ ممبر
تھے مئی ۱۹۰۷ء میں یہ کونسل بھی ڈی گئی اور آپ کی مستقل اور بالکل اختیار فراہم کر دیا گیا۔
سنہ ۱۹۰۷ء میں آپ نے ایک لیمیٹڈ کونسل خود ترتیب دی جو آپ کے خاندان کے اراکین اور ریاست کے ممتاز افراد
پر مشتمل تھی، دلیہد سابق صاحبزادہ نواب محمد حسن علی خاں صاحب درجہ ۲۹، راکو برلاسہ ۱۹، کٹرہ
فرایاجن کی وفات کے بعد رذوق افروز مندر حکومت عزت ان کے ریاست سلطنت ہزار بنیں اور آپ نے خود ضابطہ
صاحب بیادرام اللہ اقبال ام دجلالہم دلی عہد مقرر ہوئے اور اپنے زمانہ دلی مہدی میں حکومت کی ہم دتہ اور پھر
امور کو ان کی خدا واد قابلیت و تدبیر سے فرما دی گئی کہ بہترین سخت ثابت ہو گئے،
حضور ہزار بنیں نواب صاحب درجہ ۲۹، علی اللہ خاں حکومت برطانیہ کے مشہور خیر خواہ اور بہترین دفا
تھے اور جنگ عظیم کے زمانہ میں جو خدمات ریاست پرور کے افواج نے ادا کیے ان کے ثبوت کے لیے کافی
ہیں اور حکومت برطانیہ نے بھی آپ کی جیسی قدر کی وہ بھی بہر حال قابل فخر و شکر ہے،
آپ اپنے والد مرحوم کے بعد اکتالیس سال ۲۶۵۱۳ یوم مندر حکومت پر رذوق افروز رہے اور ۱۹۰۶ء
سے جون ۱۹۰۷ء تک جس حسن و خوبی سے علوانہ فرما دی گئی اس کے فرائض ادا کیے اور مالی دلمکی اور انتظامی د
عداتی معاملات کو بہتر سے بہتر بنانے میں جب قدر تک پہنچے اور اپنے قابل عدل و انصاف اور رعایا پروری اور مملو
سلوک و علم و اہل علم کی قدر دانی و عزت افزائی اور قابل فخر اسلامی خدمات سے جو ہر دل عزیزی اپنی رعایا
اور عام اہل اسلام خصوصاً اہل تشیع میں حاصل کی وہ قیام بیان نہیں دی،
آپ شہر مذہب کے بالاعلان پابند تھے مگر آپ کا سلوک فریقین اسلام کے ساتھ مملو تھا، آپ کے عہد م
مہدیں بڑے بڑے علمائے کرام اور فضلاء عظام آپ کی ریاست سے وابستہ رہے اور آپ کی قدر دانیوں اور عزت
افزائیاں علمی دنیا میں ضرب المثل ہو گئیں، ریاست پرور کا کتب خانہ جو ایک مشہور اسلامی کتب خانہ ہے آپ کی کتب
سے اسلامی کتب خانوں میں ایک خاص امتیاز رکھتا تھا، آپ کے عہد دولت میں آپ کے حکم سے بعض کتب حدیث کا
ترجمہ بھی مواد بعض اسلامی تصانیف اشاعت پذیر بھی ہوئے، آپ علوم عربیہ و فارسیہ و انگریزی میں بہت اچھی
ہمارت رکھتے اور کتب حادث و فریقین پر آپ کے کمال عبور حاصل تھا اور علم و ادب اور علم و طلبہ کی قدر دانی آپ کی
ریاست کا طرہ امتیاز تھا، علوم عربیہ و فارسیہ اور علوم اسلامیہ کی تعلیم کے لیے مدرسہ عالیہ اسلامیہ کھلا ہوا تھا جو چچا
یونیورسٹی سے ملتی تھا اور انگریزی علوم کی تعلیم کے لیے ایک انگلش ایڈی اسکول جاری تھا، مدرسہ عالیہ اسلامیہ
طلبہ کو وظیفہ بھی دیے جاتے تھے اور زیر نگرانی اکابر علماء علوم شرعیہ کی بھی اعلیٰ تعلیم دی جاتی تھی اور کمال
الاستیاد و افاضل اور جید طلبہ کو جو عزت و جاہ کی اہلیت رکھتے تھے انھیں عراق بھی بھیج دیا جاتا تھا چنانچہ بھی

تھوڑے ہی دنوں کا ذکر ہے کہ جانب لانا مولوی البد حسین حیدر صاحب خفا علیہ السلام علیہ السلام
مصطفیٰ المدعو بجانب سیرا غاصب علی اللہ تمامہ کو سرکار مرحوم نے گیل، علوم نہایت کے لیے عراق روانہ فرمایا
تھا جو ابھی تک ہیں تشریف رکھتے ہیں،

آج کی قومی اور مذہبی ادارات سے بھی بہت گہری دل چسپی تھی اکثر اداروں کو ان کی سرکار سے گرانقدر
امداد مل کر تھی بھی اہل اندیشہ کانفرنس کے دوسرے ایچے اجلاس لکھنؤ میں حضور پر نور کی رونق افروز
اور کانفرنس کی جانب سے آپ کا اہم الشان استقبال اور ایڈریس اور حضور مددح کا جواب اور شیعہ بورڈنگ
ہوس کی اعانت کے لیے مبلغ پانچ سو روپے کا وعدہ پھر مذکورہ بالا کانفرنس کے اجلاس ششم منعقدہ پٹنہ میں حضور
مددح کی صدارت اور گذشتہ وعدہ کا ایفاء تمام مناظر اس وقت تک سمجھوں میں نہیں آتے،

کانفرنس مذکورہ کے اجلاس سہم منعقدہ جو پور میں ایک ہائی اسکول بننے کی تجویز پاس ہوئی تھی مگر
آپ ہی کی ہمت افزائی اور شاہانہ اشارہ کا نتیجہ تھا کہ بجائے شیعہ ہائی اسکول کے شیعہ کالج کی تیاریاں شروع ہوئی
اور آپ نے ایک لاکھ روپیہ کی گرانقدر عطیہ سے ان کی اعانت فرمائی،

آپ رستہ الوغظین کو بھی بڑی عزت اور قدر کی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے تھے چنانچہ مدرسہ مذکورہ کا اٹھواں
سالانہ اجلاس حضور ہی کی صدارت میں منعقد ہوا اور مددح نے مبلغ دوسو روپیہ ہمارے مدرسہ کی اعانت کا اعلان
فرمایا اور پچاس روپیہ سالانہ الوغظین کی اعانت کے لیے منظور فرمائی،

مدرسہ الوغظین کی صدارت کے لیے حضور مددح کا تشریف فرمائے لکھنؤ ہونا مدرسہ نظامیہ فرنگی محل کے
لیے بھی بہت مفید ہوا اور مبلغ دوسو روپیہ ہوا اس کی اعانت کے لیے بھی جاری ہو گئے،

آپ شیعہ بیت المال کی بھی غیر معین طریق سے امداد فرما کرتے تھے جس کی صحیح تعداد ہم کو معلوم نہیں جو

آپ کے عوام اور حضرت سید الشہداء سے بھی ایک خاص انس تھا اور جو انہماک اہتمام حضور مددح فرمایا

کرتے تھے نہ بحیثیت ایک مالی ملک کے ان کی ذات والاصفات سے مخصوص تھا، امام بارگاہ کی شاہانہ شان غفلت

لکھنؤ کے شاہی امام باڈوں کی ادا تازہ کرتی تھی، وغظین فاکرین کی ایضاً قیام و ملازمہ تھی اور کبھی کبھی بعض مشور اکبرین

علان ملازمین کے بھی بلایے جاتے تھے اور جو دارین و صا درین بلا طلب جاتے تھے ان کی بھی مناسب عزت

افزائی کی جاتی تھی عرشہ شرم کی مجلسیں بھی بڑی اہتمام و انتظام سے ہوتی تھیں جن میں یقین اسلام کو تشریف کا

موقع دیا جاتا تھا اور وغظین فاکرین انہماک احتیاط سے ذکر فضائل و محاسن کرتے تھے، سرکار مددح چونکہ

نظرہ رفیق القلب تھے اور دلائل محمد و آل محمد سے آپ کی سینہ بے کینہ لبر نہ تھا اس وجہ سے آپ بہت بے اختیار

سے روتے تھے اور آپ کی جزع و فزع سے ہم مجلس تباہ ہو جاتی تھی تبرک اور گوشت وغیرہ کی تقسیم بھی جسے بعض اوقات

خود اپنے دست مبارک سے تعمیر فرمایا کرتے تھے جو آپ کی شاہانہ فیاضی کا ایک نمونہ ہوتی تھی، محرم کو مندی اذھم کو علم بھی بڑی شان اور شوکت اور انتہائی اہتمام و انتظام سے اٹھتے تھے، مندی جب اہم ماہ ہوتی تھی تو خود اپنے دست مبارک سے شربت پلاتے تھے، علم اپنے دست مبارک میں لیکر کمال اعراد و احترام اور اتارے اوسے سر پہ پڑا اور بیان پاشاہی امام بارہ سے کر بلا اسکے لے جاتے تھے..... شہنشاہ اور تمام شب کی بیداری اور مجلسوں کا تسلسل اور تمام شب حضور کا نام شہر کے عز خانوں میں پھر کر ہر ضرر و فحشہ کے آگے نقد نذرانہ رکھنا اور روز عاشور کے حزن انگیز سلمان خیر کج کا اٹھنا اور اسکی مشالیت میں خود کثرت لہجا یتیم بائیں خجک ہونے نہایت اختصاص سے خلاصہ ذکر کیا ہے وہ یاد گار باتیں ہیں جو کبھی ہمارے دل سے سوچو نہیں ہو سکتیں ہماری کم زور ملت میں ایک ایسے نادر و انتہائی تہمتی تھے جس سے ہمارا بازو قوی تھا وہ ہمارے درمیان سے اٹھ گئی اور ایک نعمت غیر سترقبہ تھی جو ہم سے سلب کی گئی،

آپ گزشتہ تین ماہ سے مختلف ہنگام میں مبتلا تھے اور آپکی صحت بڑا فوٹو ناقابل اطمینان ہوتی جاتی تھی مگر اس طرف توڑے عرصے سے جو اطباء عین بل رہی تھیں ان سے یہ معلوم کر کے کہ آپکی صحت درست ہوتی جاتی ہے فی بظاہر اطمینان ہو گیا تھا مگر یہ خبر نہ تھی کہ یہ دینی صحت افاقت الموت کی حیثیت رکھتی ہے اور ہم غریب ہندوستان کے ایک نین پرورد علم و صحت اہل اسلام اور خصوصاً اشیوں کے پیچھے بھی خواہ وہ ہندو اور قوم و ملت کے ایک کن غلام اور محسن معظم کو ہاتھ سے کو کر اسکے غم و اہم میں شک و شبہ نہ ہونے والے ہیں، اور آپ اپنی عمر کے ۵۴ سال ۱۹۵۱ء ۲۱ نومبر تک کے ۲۱ جون ۱۹۵۳ء کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سے خدائے تعالیٰ نے، واقعہ یہ ہے کہ یہ صدر یونی کے مسلمانوں اور خصوصاً اشیوں کے لیے ایک سخت صدمہ ہے اور ان کے قلوب جھقند بھی اس صدمہ کو محسوس نہ کریں وہ تہور ہے!

مدتہ العظیم (جس کی بہت سی امیدیں اُس ذات والا صفات سے وابستہ تھیں) نے بجز اس کے اور کیا کر سکتا تھا کہ اُس نے اس جانکاہ خبر کے سنتے ہی اپنے تمام شعلات میں تامل و تدبیر سے ادرائے تمام متوسلین ایصال ثواب کے لیے بقدر امکان تلامذت و تکران اور دعا کے مغفرت میں مصروف رہے، خداوند علم و مہر کو اپنی جو ارحمت میں زیر سایہ محمدی و آل محمد جگہ دے ادا کیے اخلاف کو صبر جمیل عطا فرمائے ادا کیے جانائیں حضور ہزار ہائیں نوابیہ محمد رضا علیہ الصلاہ و العالیہ بہادری و اہم کو مدد و کاشچا جانائیں ثابت کر کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دے اور حضور کے عمر و علم و دولت و اقبال و صحت و عافیت میں بہتر سے بہتر ترقی عنایت فرمائے

(آمین ثم آمین)

باجیز میر

غیر ریکی قرآن تصورات

ملاحظہ ہو منبر جلد ۹ صفحہ ۳۷

نہجہ

اُسکے بعد اس لطیفہ کو بھی دیکھئے کہ جب آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہو چکا اور جو اسکا مدلول تھا کہ جو رہ ہو کر باوہیں بھی کامل ہو گیا نعمان خداوندی بھی تمام ہو گئی اسلام دین پسندین الہی بھی ہو گیا تو کیا یہ عجیب تھا کہ کوئی بات تبلیغ رسالت میں ایسے باقی رہ گئی ہو کہ پروردگار عالم حلت اسادہ اسکی تبلیغ پر اس شدت کے ساتھ اصرار فرمائے اور اپنی بنی کو خان لہر تفضل فمابلت رسالت سے تخلص کرے؟ واللہ ہیصلا من الناس سے یہ چلتا ہے کہ نہ ضرور کوئی ایسی بات بھی جی تبلیغ میں آنحضرت کچھ پس دین فرما رہے تھے اور آپ کو اپنی جان یا ابر کا اندیشہ تھا اپنی امت کے کہنے میں حجاب شرم و مشکیز ہوتی تھی اگر اس آیت کے نازل ہوتے ہی حضرت کو اطمینان ہو گیا اور آپ فوراً اسکی تبلیغ کے لیے آواز ہو گئی اور جب آپ اس حکم کو پہنچا دیکے تو خداوند عالم نے آپ کو اکمال دین و تمام نعمت اور دین اسلام کے پسندیدہ الہی ہونے کی خوشخبری سے سرور کر دیا یہ آیت سورہ ائمہ کی اڑسٹویں آیت ہے اور آیہ الیوم اکملت لکم دینکم لایہ سے ترجمہ آیتوں کے بعد درج کی گئی ہے حالانکہ اسکو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم لایہ سے پہلے درج ہونا چاہئے تھا جس سے قرآن مجید کی حسن ترتیب و الیع اور مؤلفین کی سلیقہ شعاری کا پتہ مل رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اُن زمانہ کے لوگ اُن پڑھتے تھے مگر لایعاجوزاً تہ اذہم کا صداق دیکھنے والوں کے پیش نظر رہتا تھا اور کسی ایک شخص کو بھی کث لفظ بالیک حرف کا مطلب نہ معلوم معلوم نہ تھا اور نہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا تھا ورنہ الیقینی کے طور پر نماز میں تفاعل مردی کی طرح قرآن پڑھ لیا جاتا تھا معنی و مطلب سے کیا سروکار اسکے سمجھنے کی کیا ضرورت اور زمانہ غافل کہ انہیں لوگوں کو مقتدرائے خلق اور پیشوائے مذہب تبارہا ہے اِنَّا لِلّٰہ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ بھی لوگ ہیں جسکے آیت سورہ البقرہ میں مآ اَنْزَلْنَا عَلٰی مَلَقْشَمٰیْن الذِّیْن جَعَلُوْا الْقُرْاٰنَ عِضْدِیْن اِنْ شَادُوْا کوئی نے یا نہ مانے تو یہی کہوں گا کہ یہ آیت کہ یہ ایک بڑی عظیم الشان خبر غیبیہ جو حضرت رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی پوری ہوئی اور دست زبردست تہر الہی نے اسے ضایع ہوئیے یا لیا در نہ ضرور کمال و اعلیٰ حقی اور ضائع ہو کر رہتی، عضدین کی تفسیر میں جو عاجز ہی و مجبور ہی و مفسرین کو لاحق ہوئی ہے نہ دیکھنے کے قابل ہے اور یہ لازمی نتیجہ قرآن باطل سے رد گردانی کا ہے،

منبر

تحریف قرآن یعنی تقدم دائریات ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے علماء اہل سنت بھی انکار نہیں کر سکتے
 میں نے اس بحث کو اپنی کتاب لوکلان تھنڈون اور الکشف عن الغشاثر میں بحال شرح و بسط تحریر کر دیا
 ہے اور جو تحقیق و انصاف اس بارہ میں ہو سکتا تھا اسکو اس طرح ادا کر دیا ہے کہ افوق اسکا میرے ذہن سے
 باہر ہے اور جس شیخ الحدیث مجلسی ثانی خاتم المحدثین و المحدثین احاج مینر احسین انوری الطبری علی اللہ
 تعالیٰ نے تو جو کچھ اپنی تصنیف فیہ فصل الخطاب فی تحریف المکتاہیں تحریر فرمایا ہے وہ تحقیق حق کے لیے دیدنی ہے
 خدا شیعوں کو نفاق تحقیق عطا فرمائے اللہ اعلم

منبر

بہر کیف ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جس روز آیہ اکملت لکم دینکم نازل ہوا ہے نہ کون سا دن تھا؟ ظاہر ہے
 کہ عقلاً کوئی نقص تبلیغ دین میں نہ ہو سکتا ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نہیں رہ گیا تھا بجز اس کے کہ بھار
 اسلام اور ہدایت الی یوم القیام کا اتنا تک کوئی اختتام نہ ہوا تھا کہ آئندہ سلسل بنی نوع انسان کی اہلین
 حق سے فائدہ اٹھا سکیں معلوم ہوتا ہے کہ یہی ایک ایسا ضروری امر تھا جس کی تبلیغ کے لیے اس شد و مد
 کے ساتھ جناب ارباب عوام نے جناب رسالت کو حکم دیا تھا مگر حضرت بوجہ چند و چند اس میں پسند
 پیش فرماتے تھے مگر جب تہدیدی فرمائی گئی کہ اگر تم غاص اس حکم کی تبلیغ نہ کر دو گے تو ساری محنت بھاری جو تم نے اپنے
 وجود مبارک پر ہماری راہ میں گوارا کی ہے وہ اہل کالعدم ہو جائے گی تو بتی بڑی تہدیدی شدیدی رسول خدا کے پیغمبر
 اولی العزم سرور سوار انبیاء کیونکر برداشت کر سکتے تھے فو اسی مقام پر آتے آگیا یہاں تو بڑے جہاں کوئی معمولی شخص
 یا سافر خیرین نہ ہو سکتا ہو اور موقع ایسا ہو کہ جہاں سے کل حاجی لو لگنے اپنے گھر کو واپس رہے ہوں یعنی کل حاجیوں
 کو من غیر شرف و رفود و اجلاس حکم کے سنتے کاموقع نہ مل سکتا ہو اسی کو رسول نے اختیار فرمایا، میدان غدیر صاف
 کیا گیا اور فی الفور حاجیوں کو اپنے اپنے ردائل سے اترنے کا حکم دیا گیا، منبر ہاں موجود نہ تھا تو بالان شتر جمع کر کے
 انکا منبر بنایا گیا اور اہل المؤمنین کے لیے ایک خاص خیمہ نصب کیا گیا اور انکی خصوصیت کے ساتھ ایک خاص طریقہ سے
 دستار بندی فرمائی گئی اور ان حکم عائد اس کو کس شان و شوکت کے ساتھ منایا گیا، یہ تاریخی واقعہ اور شواہد صحیحین
 و محدثین نے اسے اپنی تدبیروں میں درج کیا ہے، اگرچہ جو رسالت کا علم بہت بڑا تھا مگر یہ تو یہ واقعہ بھی جواز
 معلوم ہے نہ نہیں شک ہو سکتا ہے نہ اس میں ورنہ غدیر خم کی شہرت اگرچہ کچھ سے ہے وہاں کوئی کیل تماشہ
 نہیں ہوا تھا نہ کوئی بادار لگتا تھا نہ وہاں کسی مشہور چیز کی پیداوار تھی بہر حال اس مقام کی اتنی شہرت ہے تو انکا
 کسی عظیم الشان واقعہ کی وجہ سے ہونا چاہیے اس میں شک باقی ہے کہ یہی ایک عظیم الشان واقعہ حجۃ الوداع

میں مادی الحجۃ کو اس مقام پر مہاتھا لہذا اسی روز اس آیت کو یہ کاغذ دل اسی خاص مقام پر ہوا،

منبر

اس تاریخی عظیم الشان واقعہ کے متعلق ایک اور عظیم الشان واقعہ ہوا جس کی خبر اگرچہ متواتر تو ہو کر نہیں ہے مگر حیرانانہ ہے۔ درج کتب حدیث و تفسیر تاریخ ہوا ہے اس زمانہ سے آج تک جتنے علماء اہلسنت و اہل تشیع گزرے ہیں وہ سب باستثنا را ایک شخص کے اس واقعہ پر متفق نظر آتے ہیں کسی کو اسکی واقعیت میں ذرہ برابر شبہ نہیں ہے، کل تاریخی واقعات کا یہ حال ہو کہ جبکہ وہ ذہن انسانی مسنون البتہ ہو کوئی وجہ انکار نہ ہونا چاہیئے اور نہیں ہوتی اور سب کو وہ واقعہ سمجھا کرتے ہیں، قرینہ عقلیہ دلیل عقلیہ ہوا درن عجیب ہے جس پر واقعہ کے وقوع اور عدم وقوع کے علم کا انحصار ہوتا ہے قوی سے قوی سند ہو مگر مضمون خلاف عقل ہو تو اس حدیث پر کبھی اعتبار نہ ہوگا اور اگر قرینہ عقلیہ اسے موضوع ہونے پر نہ ہو تو اسے برابر تسلیم کر لیں گے جس طرح اور واقعات مندرجہ تاریخ تسلیم کر لیتے ہیں اور انہیں کوئی شک شبہ نہیں کرتے اسی طرح تاریخی واقعہ بھی ہے جسے جناب فردوس اکبر علی اللہ تعالیٰ نے عبقات الانوار کی جلد غدیر میں ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابی ہاشم ثعلبی کی اصل تفسیر سننی برکتا بکشف والبیان عن تفسیر القرآن سے جو بھلائی دینی دیکھی ہے مگر اس وقت موجود نہیں ہے نقل فرمایا ہے چنانچہ ثعلبی کہتے ہیں:-

سئل سفیان بن عیینہ عن قول اللہ عز وجل	سئل سفیان بن عیینہ عن قول اللہ عز وجل
مئل سائل بعد ابی اقمہ سے سوال کیا گیا کہ وہ	مئل سائل بعد ابی اقمہ واقعہ فیمین نزولت فقال
کیسے بارینیا زل ہوا ہے سفیان نے سائل سے کہا	سئل عن مسئلہ ما سألنی عنہا احد قبلاک
کہ تو نے ایسے مسئلہ کا سوال کیا ہے جس کا سوال تیسرے	حدثنی ابی عن جعفر بن محمد عن
قبل کسی نے مجھ سے نہیں کیا مجھ سے میرے بارے میں	ابانہ لما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
حضرت جعفر بن محمد سے اور انھوں نے اپنے آباء طاہرین	وسلم بغدیر عن رعدی الناس فاجتمعوا
سے روایت کی ہو کہ جب حضرت رسول غدیر خم میں	فخذ بید علی بن ابی طالب فقال نکنت
تھے تو حضرت نے لوگوں کو زنادی جب بن سبج ہو گئے	مولاه فعلی مولاه فتاع ذلك وطافوا لیلک
تو حضرت نے علی بن ابی طالب کی ہاتھ تھام کر ارشاد فرمایا	فبلغ ذلك الحارث بن النعمان القهري فأتی
کہ میں جس کا مولانا ہوں علی بھی اس کا مولانا ہے جب یہ خبر	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ناقہ
بلاد و اصغار میں شائع ہوئی اور حارث بن نعمان قہری	حقاً انی الابطح نازل عن نافہ فلما انجلوا
مکمل ہو چکی تو ان کا یہاں تو پر سوار ہو کر خدمت رسول کیا	عقلها انی البقی صلی اللہ علیہ وسلم وهو

فی جلاء من اصحابہ فقال یا محمد ما مرنا
عن الله ان تشهد ان لا اله الا الله وانك
رسول الله فقبلناه منك وامرنا ان نصلی
خمسة فقبلناه منك وامرنا بالزکوة فقبلناه
منك وامرنا ان نصور شهر رمضان فقبلناه
منك وامرنا بالحب فقبلناه منك ثم لم ترض هذا حتى
رفعنا ابن عمك فضله علينا فقلت كنت مكره لى
فهذا شئ منك فمن الله عز وجل فقال صلى
عليه وسلم والذى لا اله الا هو ان هذا من
الله فولى الحارث بن نعمان يريد راحله
وهو يقول للثمران كان ما يقول يا محمد
حقا فامطر علينا اجارة من السماء فاذبحوا
اليوم فماد صلا اليها حتى صام الله المحبس
فسقط على هامها وخرج من دبره فقبلناه
فانزل الله عز وجل "سئل سائل عن ذناب
واقه للكافرين ليس له دافع" الحديث .

روانہ ہوا اور الطبع میں پہنچ کر اپنے ناقہ سے اتر ااور
اُسے باز کر خدمت رسول میں حاضر ہوا حضرت مجمع
اصحاب میں تشریف فرما تھے کہنے لگا کہ اے محمد اپنے ہنود
کی جانب سے یہ حکم دیا کہ ہم خدا کی وحدانیت اور ان کی ربیت
کی گواہی دیں یعنی آپ کے حکم کو قبول کیا، آپ نے ہکوز کوہ کا
حکم دیا یعنی آپ کے حکم کو قبول کیا آپ نے ہکواہ رمضان کے
روزوں کا حکم دیا یعنی آپ کے حکم کو قبول کیا آپ نے ہکوج
کرنے کا حکم دیا یعنی آپ کے حکم کو قبول کیا اگر آپ ان امور
سے رضامند نہ ہوئے تو اپنے پلہ بن عم کو ہم پر فضیلت
دیدہ اور ارشاد فرمایا کہ میں جملہ مولا ہوں علی بھی اسکا ملاؤ
یہ حکم ان کی جانب سے ہوا خدا سے عز وجل کی طرف سے فرمایا کہ
قسم انہی جس کے سوا کوئی معبود نہیں سو کہ یہ خدا ہی کا حکم ہے
یہ نیکو عارث بن نعمان اپنے راحلہ کی طرف یکتا ہوا
پٹا کہ اے اللہ کچھ محمد کہہ رہے ہیں اگر میرے ہوتے تو میر
اکے تیرا مان سے گرا دے اور میں عذاب الیم میں مبتلا ہوں
یہ کہہ کر اپنے ناقہ کاٹ پہنچے پایا تھا کہ اللہ نے آپ پر
تجھ گرا دیا جو اس کی کوپری پر گر کے اُسکی دہریے کھلیا اور اُسے ہلاک کر دیا بعد اُس کے خدا نے عز وجل نے یہ ریت

مازل فرمائی "سئل سائل عن ذناب واقه للكافرين ليس له دافع" اما آخر حديث ،

سند کی قوت یہی ہے تملیح بیان نہیں ہی وجہ کہ کسی عالم و مؤرخ نے نقلی کے بعد سے اب تک
اسیں شک نہیں کیا اور برابر اپنے کتب میں درج کرتے رہے باستثناء ابن تیمیہ حسانی کے جو میرے رسائل مجاز
سے میں انھوں نے اپنی کتاب منہل السنہ میں البتہ اس حدیث میں تملیح کی ہے کہ اس طعن کا جواب جس شد
د کے ساتھ جنافردوس اعلیٰ نے عقبات الانوار کی جلد غدیر میں تحریر فرمایا ہو گئے بعد اُس کے عز وجل وہ اُس کے
ساتھ متفرد ہیں انھوں نے ابن تیمیہ کی ایک ایک لفظ کا جواب تحریر فرمایا کہ جس طرح اُسکو حنبوزا ہے یہ انھیں کا کام تھا
چاہتا ہے کہ اُسکو یہاں نقل کر دوں مگر مضمون حدیث میں سے ٹھکڑا کتاب ہو جائے گا اس لیے صرف اپنے
خیالات پر فتاعت کرتا ہوں :-

ابن تیمیہ نے یہی بیان کیا کہ قدح کر سکتے تھے سفیان بن عیینہ اور اہل کعبہ میں کہ قدح کر سکتے تھے حضرت
 ائمہ معصومین میں کیا قدح کر سکتے تھے لاجلہ انھوں نے فرمایا کہ ہم یہاں تک کہ حال ہو کہ کبھی تو ایک شے لیل
 کا نادل دس برس پیشتر بنا رہے اور اس پر کل غصہ بن کے اتفاق کا دعویٰ کیا ہے مگر کوئی ثبوت پیش نہیں کیا
 حالانکہ اگر دس برس پیشتر بھی اسکا نادل ان لیا جائے تو اس واقعہ کا امکان نہیں ہے ۲۰ اس لیے کہ اس واقعہ کے
 بعد اس آیت کا مکرز نادل ہونا ناممکن و متعین نہیں ہو کبھی کہا ہے کہ ابطحہ کہ میں وادعیہ واقعہ کہ میں نہیں گنرا
 حالانکہ مدینہ اور یرون مدینہ کے اکثر مقامات ابطحہ کہلاتے ہیں جبکہ محققین کی کتابوں میں تحریر ہے کہ یہ تحریر کیا
 ہے کہ حادث بن لیمان کا نام صحابہ میں معدوم نہیں ہے حالانکہ جب بن تیمیہ کے حالات و آثار کو کل صحابہ کے
 نام معلوم نہ ہو سکے اور انھوں نے اپنے اپنے کتب میں اپنے غبار و عدم ہر صحابہ کا ذکر کیا ہے اور حضرت
 ابن تیمیہ کو کل صحابہ کی نسبت کہاں سے مل گئی جس حادث بن لیمان کا نام نہ تھا اسکا نام خاصیت ہو یا عام تو دلیل
 و اقصیت ہو کہ کسی نام کو کبھی اتنے ذیل میں لا دیا اختیار کرنا طبیعت بشری کے غلطی سے جیسا کہ قرآن و حدیث میں
 معلوم ہوتا ہے انسان اپنے وجدان کی طرف رجوع کرے اور عقل سے کام لے تو اسے ابن تیمیہ کے ضمیمہ کا حال مختلف
 ہو جائے ابن تیمیہ کے بعد بڑے بڑے علماء ثقافت اثبات ایک لکھ چکے ہیں جن میں اسی رو قدح کا حوالہ بھی معلوم تھا
 مگر جب تک تو کہنے اُس پر اعتبار نہیں کیا آئندہ کا علم خدا کو ہے اب تک تو یہاں نہیں ہوا ابن تیمیہ کو علمائے
 اہلسنت نے جس نکتہ کو دیکھا ہو اسے نبی کی کتاب اللہ و اللہ فی نقص منہا ہر اللہ کے مقدمہ میں لکھ دیا ہو
 من شاء فلیرجع الیہ

منبر

ہر کف عجاں ہر المؤمنین کو لازم ہے کہ اس روز الکاہل دین و اتمام نعمت کے شکر یہ میں لازم شرعیہ
 فرج و مردحتی المقدور بحالائیں اسوجہ سے کہ شکر نعم عقلاً واجب ہے آخر خدا کا احسان اور انانیت احسان کہ
 جسکو خود اقصیت علیہ کو تحقیق سے تعبیر کرے اس سے بڑا کر اسکا انعام ہر کسی کے ارشاد کے بموجب ہو
 نہیں سکتا اگر کسی نے شکر یہ میں ہر سال ایک یا دو گار نہ قائم کریں اور انہیں ہر عین فرج و مردحتی
 جائزہ پیش وراثت و عبادات و معاملات و ذریعہ الائن لینے بڑا کر ان کا فریضہ ہو سکتا عباد اس سے بڑا کر ان نعمت دیکھا
 ہو سکتا ہر مامنا بعد موت فحکد کیا ان کو نے اسی نعمت کا ذکر نہیں کیا سکتا آخر خدا نے اپنے فضل و کرم سے نبی نعمت کے تذکرہ کو
 شکر نعمت قرار دیا ہے جیسا کہ حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام کی حدیثوں میں وارد ہے الحدیث بنعہ و اللہ
 شکر لہذا عجاں ہر المؤمنین کہ ہر سال پیش وراثت میں شکر یہ میں اہتمام کرنا چاہیے،
 دوسرے اس لیے کہ جو ہمیں اسی عید کے ملنے کی حد اسلام سے مل گئی تھی کہ آریہ مبلغ ما انزل اللہ

کو ایہ الیہو اگھلت لکھو دینکھوے ساتھ تیروں کے بعد جگہ دی گئی اور اسکے قابل وابد کی آیتوں کا کوئی لگاؤ باقی نہیں رکھا گیا اگر کسی شخص کو اس واقعہ کا اور اس کی اہمیت کا احساس نہ ہوں تب میری پوری ہونے پائے اور شانے والوں کو اس عظیم ترین اعیاد کے شانے کا موقع نہ ملے، آیام عوامیں جو دم حلال گریہ و بکا اور انعقاد مجالس عزائے کے بغیر قصد تشریف نشیوں میں مرموم ہیں مثلاً بیچ وقت نہ یہ و علم بنانا اور اس میں اپنے اہل و عیال کا صرف کرنا اور اس میں کر بلا کی یاد میں طوق و زنجیر بنانا اور اپنے بچوں کو پناہ سبز و سیاہ لباس پہنانا اور اور بننا سلیس رکھنا انواع و اقسام لذت و شربت بلانا اور لذت طعام حسین کے نام پر تہنیم کرنا اور بت بنانا، دیہاتی و روستا کا دھڑ بھناؤ وغیرہ وغیرہ نہایت عاقلانہ و دانشمندانہ اور بے انتہا شوق قابل قدر ہیں اور انھیں کا یہ اثر ہے کہ شہادت حسین علیہ السلام ہے انکار نہیں ہو سکتا اور شانے والے اسکو مشا نہیں سکتے کہ خدا کی طرف سے اس وقت کبھی اور ذبح عظیم کی یادگار قائم کرنے کا پورا پورا انتظام ہو چکا ہے گوچشم دنیا اور گوشہ خدا کی لب بھی کمی ہے اثر نہ لینے والے اب بھی کوئی اثر نہیں لینے اور احوال مسج و سرور بجا لاتے ہیں مگر انکار نہیں کر سکتے یہ نہیں ہر دم خدا کی برکت اور انھیں کی بدولت ہے اس عید سعید بلکہ عید عظیم کی یادگار میں بھی خداوند عالم کی طرف سے اعمال و عتیدہ و زیارات بجا لانے کا حکم ہے جو صد ہا حکم سے کچھ کم ہو جین مگر چونکہ ہر دم کے روم کی و اقبہ کی یادگار میں بڑا اثر رکھتے ہیں جو صفت اعمال و عبادت میں نہیں ہوتا لہذا اس عید سعید بلکہ عظیم الاعیاد میں بھی اطعام و زیارت مومنین اور متحدہ دینا کا ایک سہ کو سمجھنا اور اہل اہل کی طرح کے مشورے و ہم نظر ہونا چاہئیں جو عید نوروز میں ادا کیے جاتے ہیں کہ ان کو عام ہیئت و محاسب کی روسی محققین نے یہ طے کر دیا کہ حضرت عید نوروز و اربعہ ہوئی تھی و دن نوروز کا تھا جسے عید مجوس کہہ کر منایا جاتا ہے گر ان شانے والوں کو یہ نہیں معلوم یا عذر تجاہل یا غافانہ کرتے ہیں کہ ان کے مسلاف اور خلفاء و مسالطین اس عید مجوس کو برابر مناتے چلے آئے ہیں چنانچہ امام ابوحنیفہ کے پروردگار و ثابت و مبالغہ تیار کر کے برسم ہر نوروز امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اہل خانہ پیش کیا اسنے صرف قبول ہی نہیں کیا بلکہ ثابت اور انکی ذریت کے حق میں دعا فرمائی اس واقعہ کو شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے کتاب تحفہ الکمال میں تحریر فرمایا ہے اور میرزا ابوالکلام محمد نے یہ واقعہ تحریر کیا ہے اور معاویہ بن ابوسخیان نے حبشیہ بن ابیہ بن عبد البر بنیہ اول و بیشتر ہر ایسے نوروز کی رسم جاری کی بعد اسکے تمام خلفاء بنی عباس اور ان کے بعد تمام لوگ اہل تیمور و ترک و حکم ہر بار اس پر مایل رہے اور حمزہ مصفا کی کتاب بھی خود پڑھی ہے اسکا مضمون یہ ہے کہ کس منہ میں کس خلیفہ کے عید میں نوروز کس ہینہ میں واقع ہوا اور کس طرح ہونے یہ عید منائی گرافیوں کہ وہ کتاب اسوقت سے ہر پاس موجود نہیں پورے میں شائع ہوئی ہے وطن کرنے والے ان واقعات کو خود سے دیکھیں اور اگر کسی کے بعد انکا انصاف وطن کی اجازت سے

تو انہیں احتیاس ہے،

مبصر ۹

ہمارے مخالفین نے مشہور کر رکھا تھا کہ شہید شب عید فدیہ کو ایسے افعال شیعہ و عمرات شریعت کے ترکب ہوتے ہیں جن کی طرت اشارہ کرتے ہوئے زبان قلم کو لغزش ہوتی ہے مجھے اس کی تحقیق کا خیال ہوا کہ اس فقرہ بعض اور دروغ بنے فروغ کی اہلیت دیانت کروں عرصہ گذرا اور میں کتب بنی کر آ رہا تھا کہ مطبوعات مبصر میں مجھے ایک کتاب ملی جس کا نام بھی عمران ہو، یہ کتاب بطور دست مک ہم البلدان لکھی گئی ہے اس کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسلایہ افعال اس کے مصنف نے اطمینان کی طرت مذکور کی تھے جو نہ ان ابدیہ شیعوں چہ پاس کر دیے گئے،

اس میں شک نہیں کہ فیروز شاہ تغلق کے زمانہ تک شیعہ پیچھے تو اطمینان کا کتب مشہور تھے شیعہ کو قمری کہتے تھے حتیٰ کہ دوسری علیہ الرحمہ بھی سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں قمری کہلاتے تھے لیکن یہ بھی ناممکن ہے کہ قمری اطمینان شہید غیر ان افعال کے ترکب تھے ہول کو جو میں نے عبد اللہ بن المعتز عباسی کا قصیدہ پڑھا ہے جس نے ان قمری اطمینان کی جو اذیت میں خلیفہ معتقد باللہ کی خوشامد میں نظم کیا تھا اور جو یورپ میں شائع ہوا جو دشمن جو کہتے وقت کیا بات ذمت و شاعت کی اٹھا رکھے گا اگر ابن المعتز کا سارا قصیدہ پڑھ جائے کہیں ایسے شائع کا نام تک نہ پائے گا کہ یہ کفر الحاد کا بھی کہیں ذکر نہ ملے گا اس سے معلوم ہوا کہ قمری اطمینان پر بھی سخت لگائی گئی ہے،

چونکہ قمری اطمینان نے میں خلفائے فاطمین کے اتباع ہے تھے اور ان کے شیعوں میں محدثے اور انھوں نے کثرت فتوحات سے خلفہ بنی عباس کا نام میں مکر رکھا تھا لہذا یہ خوشامدی قمری اطمینان کی جو ذمت میں کوئی بات اٹھا کر کہتے تھے سالانہ ابواسحاق صابی کی افشا کے دیکھنے سے معلوم ہوا ہے کہ جو کتابات خلفاء بنی عباس اور ان کے سلاطین میں ہوئی ہیں انہیں خلفاء بنی عباس نے حسن ادب و تعظیم سے قمری اطمینان کا نام لیا کہ تاہم خوشامد بری چیز ہے میں نے شعر کو قمری اطمینان کی جو پرکان کرنا،

بہر حال شیعوں کے کتب حال و عبادات موجود ہیں بڑی بڑی کتابوں کا ذکر نہیں درزا و المعاد و صحیحی کتاب جو وہ ہیں جن میں ادب و تعظیم کے ساتھ اس عید سید کا ذکر کیا گیا ہے اور جو اعلیٰ و عبادات تحریر کیے گئے ہیں وہی ہمارا معمول ہیں لیکن بلاوجہ خصوصیت کا کیا علاج،

مبصر ۱۰

الغرض ان تمام امور پر نظر کر کے کہنے کے لئے قائم کی ہے کہ ہم اس عید سید کا بغیر الاعیاد میں نہیں

عید نوروز اعمال دروم مشرع مقرر کریں اور انہیں نہایت ہوں تاکہ کسی کو موقع اس کے شانے کا نہ ملے بلکہ
 ہر سال گزشتہ سال سے اضافہ اضافہ عید نوروز کی طرح اس روز عید منانے میں نہایت ہوں، علامہ ریحون
 الراغب کا مضمون ہے کہ عید نوروز کی جگہ پر کے عنوان سے شائع ہوا ہے اور متحدہ نمبروں میں طبع ہوا ہے
 اس مضمون میں ہے: **بسم اللہ الرحمن الرحیم** عن مولانا الطیب بن الکطاہرین سلام اللہ علیہما السلام
 بعن الاسلام والمسلمین خیر البشر اوشیوں پر اسکی تعدد و اشاعت اور اسکا مطالبہ ایک حد تک واجب
 علیہ ہے نہ از خود علم شیوں کو خلق تحقیق اور اہل علم کی قدر دانی و شناختی کی توفیق کر مست فرمائے اللہم
 (عاصی ندائین)

انگریزی ترجمہ صحیفہ کلام

کلام الامام اکرام

غفر لی الذنوب البتہ امام چار حضرت علی بن حسین علی بن ابی طالب کین کلام بلاغت نظام جو کلام اخوان و
 فرق کلام المخلوق اور مافوق المخلوق لانی علوم و کالات کا معدن اور رابطہ عبادت مہم و دیکھ کے معانی کا مخزن اور
 و ماہ و مناجات کے اعلیٰ ترین طرق کا معلم مدرسہ الوداعین کے کافی و توفیق کے صریح اگر نہیں ترجمہ ہو کر طبع ہو رہا ہو
 شایعہ کے تحت تقاضہ ہے پہلا جلد ۳۲ عدول کے تحت شامل ہو اور ۲ صفر پر جمع ہوا پر شائع بھی کر دیا گیا ایک صفحہ پر اہل عبادت
 عربی ہو اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ جلد نہایت عمدہ انگلش فیشن قیمت ہر جلد دو روپے اسیان ہو کہ دیکھ کر ادیشن کا
 انتظار کرنا ہوگا

ضیاء عجائز

از سالوار ترجمہ کے جواب میں کہتے ہر دستہ آرٹکل و جہیز ان تمام باتوں کی علمی اچھی طرح سکھادی گئی ہے جو
 رسالہ مذکورہ میں پیش کیا اور کتب شیعہ کی طرف متوجہ کی گئی تھیں وہ مشہور مسائل جنکے معانی و مطالب متعقدات شیعہ
 کے خلاف ظاہر کیے گئے تھے اور ان میں ادھر ادھر جو بالکل خلاف آج پیش کیے گئے نہایت شیعہ کے چہرہ پر ایک ایک
 نقاب لگنے کی کوشش کی گئی تھی ان سب کو جوہر میں واضح کر دیا اور ان واکو شہر کو جسکی مشکوک کی انتہائی حد تک
 پر نہایا گیا اور احقاق حق میں کسی دقیقہ فرگذاشت نہیں ہوا ہے
 مصنف علامہ جناب الحاج مولانا شیخ محمد امجد علی صاحب دیوبند صاحب کاشانہ گزرا ہو کہ اس سال کو
 آئے اور بہت غریب ہو کر نکال کرنا چاہیے وہ خود کا حکم ہے پیر کا نسخہ کاغذ کتابت طاعت غنیمت قیمت اور

نمبر حسین صاحب الانقی سے نشان تر اور انھیں لکھ کر بلائیے

فتنہ مرزائیت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ایک دہائی سے یہ خیال دامگیر تھا کہ موقع ملے تو اس جدید تحریک کے ہر پہلو پر طرح بے تعصب پریشانی ڈالی جائے کہ ہر ایک محقق کو صراطِ مستقیم نظر آنے لگے، چونکہ واقعات سیاسی نے مجبور کر دیا کہ اس فرقہ سے سیاسی اتحاد کو اسلام کے ظاہری دشمنوں سے ٹھکانا کیا جائے اس لئے سکوت سے کام لیا گیا اور ابھی ایک عہد تک بھی اداریہ سے کام لیا، حسبِ انبساط یہ لوگ اپنی اشتعال انگیز کارروائیوں سے ہمارے مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگاتے اور الہادی اظہار کا مصداق نہ بننے لگے اب یہ کہلی ہوئی حقیقت ہو کہ قابو بانی امت کو امتِ مسلمہ سے کوئی جدوجہد نہیں بلکہ انکی دلی آرزو یہ ہے کہ شوکتِ اسلام ٹوٹ کر ہر اسلامی ملک میں صلیبی جہنم اتر آدھکائی دے تاکہ کسریہ کی ظاہری دینگ بنے والوں کو زیرِ سایہ صلیب میں مانی کارروائی کا موقع مل جائے اور تحریک اتحاد اسلام میں اسلامزم کو ایک نصابِ خیال بنا کر مذہب کے پرچم میں مسلمانوں کے مذہب پر خطرناک حملہ کیا جائے، عوام ان اسباب تک نہیں آتے کہ یہی فرقہ سمجھے رہے کہ اب حقیقت کا انکشاف ہو چکا ہے کہ یہ ایک سیاسی وہ جو جھکا کام صرف یہ ہے کہ تقریباً بین المسلمین سے مسلمانوں کی طاقت کو کم کر دے اور ساتھ ہی اسکے ہمسایہ اقوام کو بھی خوفناک طریقوں سے مشتعل کر کے خرمین ملک پر صاعقہ باری کر رہا ہے، یہ چالیں انھوں نے یورپ کے سیاسی شہنشاہوں سے اخذ کر کے اپنے اس شر کا مصداق صحیح ثابت کر دیا ہے۔

درس آئینہ طوطی صغیر دست اند

ہر چہ استاد اول گفت ہماں میگویم

ممکن ہے کہ سان لوح مسلمان اس حقیقت سے واقف ہوں لہذا انکی آگاہی کے لئے مرزا صاحب کے کتب طیفنا شاہ و کتبنا کافی سمجھتا ہوں تاکہ سعید طباطبائی جی کو قبول کر لیں اور اسلامی دین و عقیدے اپنے بھائیوں کو آگاہ کر کے اپنے اخلاقی فرض سے سبکدوش ہو جائیں اور جو شجرِ تنہی اسلام کی راہ میں خار بچھانے کے لئے بویا گیا ہو اور جو کا مقصد حید صرف اپنے مقصد کے حصول کے لئے عالم اسلام کو نصاریٰ کا حلقہ گوش بنانا ہو انکی قریب مسلمانوں کو محفوظ رکھیں دیکھو ذرا حق صفا ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ جنہیں نصاریٰ کی غلامی کا خریہ اٹھا رہی کرتے ہیں اور ہر کسریہ کے بھی مٹی ہیں،

ایک دور اندیش سیاسی مدبر جس نے دورِ حاضر کی تمام تحریکوں کو بغور دیکھا ہو اور اسلامی حاکم کے غیر

معمولی انقلاب بھی پیش نظر ہوں اور نیگ انڈیا وغیرہ کتب کا بھی جنسی مطالعہ کیا ہوں ایک دفعہ اس نوع
درعکس ہند نام زنی کا فورم کے مصنف کے دعوے مہمدیت و سحیت کی علت غائی ہے آگاہ ہو کر نیاز مند
کی رائے کی ضرورتاً ٹیڈ کرے گا،

بہر حال رسول عربی کے ساتھ رسول قادیانی کی دشمنی اب ناقابل انکار حقیقت ہے، رسول اللہ علیہ السلام
کے ساتھ انصاری نے بھی دشمنی کی اور بیویوں نے بھی اور اس زمانہ میں آریہ سماجیوں کے ایک طبقہ نے بھی اپنے
اُس زہریلے عناد کا اظہار کیا جو خاصانِ خدا کی طرف سے اُن کے دلوں میں بھرا ہوا ہے لیکن ان فرقوں کی رنگا
رنگ عداوتیں قادیانیوں کے نفیض سے کوئی نسبت نہیں ٹھٹھیں مسیح اور عذریہ کو ابن اللہ کھنے والوں کی دشمنی
اور سری کرشن کو آفریندہ کون و مکان کا پیکر خاکی قرار دینے والوں کی عداوت مسلمانوں کو کوئی اندیشہ نہیں
کیونکہ نقشِ شکر کے حاجی عظیم کے ساتھ مشرکین کی عداوت پر ہر خفا میں نہیں ہے اور اسلئے اُس سے بچنے کی
ہر اذہمیرین ہو سکتی ہیں بخلاف قادیانیوں کے جن کی عداوت و دہشتی کے ظاہری حجاب میں محجوب ہے یہ فرقہ
پر ہی پرہیز میں اسلام کا کام تام کرنے کی کوشش کر رہا ہے اور فرزند ان توحید حقیقی کے گمراہ کرنے میں اپنے
اسکان بھڑکائی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کرتا، نصرانی اور یہودی اور آریہ سماجی جو کام کھلے بندوں نہ کر سکے
ن مرزا غلام احمد کا گمہ بڑپنے والا اندر ہی اندر انجام دے سکتا ہے اور سیکڑوں فرزند ان اسلام کے دلوں میں پختہ
عقائد ذیل کا بیج بو کر انھیں دائرۂ اسلام سے خارج کر سکتا ہے :-

مورالت حضرت محمد مصطفیٰ پر ختم نہیں ہوئی بلکہ اسکا سلسلہ غلام احمد قادیانی تک پہنچا مرزا
صاحب بن الدین صبی سے برابر افضل میں اور ذہنی ارتقا میں آنحضرت پر فوقیت
رکھتے ہیں، آنحضرت کا تمدن مرزا صاحب کے تمدن سے بہت تھا اور دیکھو اس فرقہ کا لڑ بچہ
خصوصاً ریویو آف ریلیجز

پھر کیا کوئی باغیرت مسلمان ان عقائد کو دیکھ کر ان لوگوں کے ساتھ کوئی حسن بن کرہ سکتا ہے لاجول
ولا قوۃ الا باللہ العظیم، سچ ہے جو آرام و آسائش آج خلیفۃ المسیح قادیانی کو حاصل ہوئے آنحضرت کے جانشینوں
کو کہاں میسر تھی آنحضرت کے اہل بیت کی وہ حالت تھی کہ اگر تم صحت آ کر یہ دیکھو و یطعمون الطحام کی تفسیر دیکھیں
تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ آنحضرت نے اور آپ کے اہلبیت نے دنیا میں کیونکر بسر کی اور اعلیٰ کلمۃ اللہ میں کن کن نصیحتا
کو اپنے نفوسِ نفیسہ پر گوارا کر لیا (دیکھو تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی جلد ۸ صفحہ ۲۹۲ تفسیر کشف جلد ۳ صفحہ ۵۴۵)
مصر تفسیر بیضاوی جلد ۲ صفحہ ۵۱ تفسیر معالم التنزیل صفحہ ۵۹ مصر وغیرہم
بہر حال اس فرقہ کے انھیں دغا تراش عقائد کو دیکھ کر ان لوگوں کے اہلی غرض و مقاصد کو غائب

کے دین نشین کرادینے کا مصمم ارادہ کر لیا، اور بالکل ایک مختصر خاکہ اس جدید تحریک کا ناظرین کرام کے سامنے پیش کر کے ہر خواندہ بھائی سے ناخواندہ بھائی کے مطلع کر دینے کا امیدوار ہوں، مگر اُمتِ مسلمہ ہمیشہ کے لئے روحانی موت کی نیند نہ سو جائے اور غفلت کے خواب گناہ سے بیدار ہو کر اپنے دین و مذہب کی حفاظت میں بیش از بیش کوشش کرتی رہی،

بانی تحریک کی مختصر سرگذشت مرزا غلام احمد صاحب قادریانی مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کے فرزند ہیں جو ایک زمانہ میں پیشہ تعلیمی اور ایک زمانہ میں بذریعہ طبابت اپنی بسر اوقات کرتے رہے، ہندوستان میں مرزا غلام احمد صاحب کی ولادت ہوئی جو سن ۱۸۷۱ء کو ہونچکریا لکھنؤ میں محری کی ملازمت کے بعد فتوحاری کے استخوان میں شریک ہوئے اور ان کا ہی سے روشناس ہو کر پنجابوں کی ذہنیت کا اندازہ لگاتے ہوئے مذہبی دنیا پر کامزن ہوئے درسات کھرجلہ ختم کر کے مذہبی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور بزعم خود ان سب باتوں کو فاسخ ہو کر تصنیف التلیف کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مستقبل کی بہتری کے لئے ایک پریس کی سخت ضرورت محسوس کی اور ہمارے ہوطن حکیم نور الدین جیسے رفیق کار ہو جانے سے ایک نئے دیکھنے کی صورتیں ظاہر ہوئے،

حکیم نور الدین صاحب علوم عربیہ میں یدِ طولی رکھتے تھے صحیح سہ کے ماہر کامل تھے کتب خانہ بھی ہزاروں کا موجود تھا پنجاب عہد میں کوئی خفی اس پیکار نہ تھا پہلے خفی تھے پہلے اہل حدیث ہو گئے اور ہر قسم کی سختی برداشت کر کے اس فکر میں تھے کہ کوئی آگے کارا سا بل جائے کہ جدید تحریک کا سنگ بنیاد کھدیا جائے جو منہ باندہ بالآخر ایسا آلہ کار قادیان میں لگایا اور جسے صاحب کی کورائے تقلید میں ان کے سابق اہل حدیث دوست قدم بڑھاتے چلے گئے اور ہر خدا جاننے والے کو صراطِ مستقیم سے بھٹک کر مادی ضلالت میں لگ گئے،

شیخ قادیان نے ۶۸ برس کی عمر میں ۲۶ مئی سن ۱۹۰۷ء کو لاہور میں مبتلائے دبا ہو کر انتقال کیا، مرزا صاحب کی ڈیپلومسی مرزا صاحب کے تصنیفات اور ان کے اذہن پر ان کے تابعین کے طرز عمل پر غور کر کے ہمیں نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں یہ ہے کہ شروع شروع میں مرزا صاحب کے حکیم صاحب کی رفاقت میں یہ بات سمجھو کہ تمام ہندوستان میں عوام اور پنجاب میں خصوصاً اس امر کی ضرورت ہے کہ تحفہ اثنا عشریہ کے تحریرات سے جو انش نبض و عناد و ہیبت و شہدہ میں بھڑک چکی ہے اس کو اور بڑھ کر اُجاڑ دیا جائے اور بجائے اتحاد و تعلقین کی کوششوں کے اس لگ پڑے ڈاکٹر کے شعلوں کو اور بلند کیا جائے اور نبض و عداوت کے ترکشوں کے زہر کو و تیردوں سے عوام کو مسلح کر کے میدان کارزار میں بھیجا جائے تاکہ شیعانِ علی کے جذبات کو ٹھیس لگے اور وہ خفی بھائیوں سے دست بگریاں ہوتے رہیں، اس کا نتیجہ یہ نکلیا کہ جب جدید حضرات اس جنگِ جدل سے بیزار ہو جائیں گے تو فی الواقع اس تحریک کے محرک کی طرف رجوع کر سینگے اور ان کو اپنا حلقہ گوش بنا کر مغربی مالک میں تبلیغ کی ضرورت پر دغلا کر کے

اعتقالات سابقہ سے بد دل کرنا کچھ زبان و شمار نہ ہو گا یہی وجہ ہے کہ سنی شیعی فسادات میں بہت کم فسادات ایسے مجلس کے جس میں مرزائی اُمت کا نام نہ ہو آخر خلافت راشدہ اور سنی ائمہ انت جیسے کتب کی اشاعت کی کیا ضرورت تھی؟ یہی کہ خفی بنکر الحمد لہ ہو نہ کیا ہو کہ دیگر سنی شیعہ فساد کو تازہ کیا جائے اور اہل محمد کی شانیں شانہ الفاظ استعمال کیے جائیں، یہ موقع ایسا تھا کہ اسلام کے ہی خواہ متنبہ ہو کر پوری مستعدی سے مقابلہ کیے لئے آئیں ہو جاتے اور اس فتنہ کو آگے نہ بڑھنے دیتے مگر انہیں کہ خفی دوستوں نے مجرمانہ خاموشی سے کام لیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانان عالم کو مخاطب کر کے کرن الفاظ سے خطاب کیا گیا اور مسیح اور اہل محمد کے حق میں یہاں تک دیدہ و بینی کی گئی کہ تمام مسلمانوں کے ہوش بجا نہ رہے اور موت کر دت بدلی جب دشمن اپنا کام کر چکا، دیکھو کشتی نوح، الحکم امجدی شمسہ عیام اصلح، دافع البلاء، ضمیمہ انجام آتم، اعجاز احمدی، جن کے ذریعہ سے مجدد کا خطا حاصل کیا گیا، اسی کا بھر پور اثر ہے کہ بعض اہل علم نے اس بے دردی سے شیعی جذبات کو ٹھیس لگائی کہ منصف مزاج خفی دوستوں نے فیصلہ دیدیا کہ یہ مسلک مرزائیہ کا قلعہ ہے، کاش خفی دوست ان چالوں سے متنبہ ہو کر اس قدر کم از کم انہیں ذہن سے اور دوست دشمن میں امتیاز کر لیتے، بس مرزائیت کا آخری سہارا یہی ہے کہ خلافت خلفائے ثلاثہ کی آڑ میں تبلیغ مرزائیت کا سالانہ حج کیا جائے ہر کس اہل سنت و اجماعت بھائی انا بھی نہیں سمجھتے کہ اگر قادیانی حضرات کو آپ کے ساتھ دلی ہمدردی ہوتی تو کم از کم بغیر اہل قبلہ سے تو آپ کو مستثنیٰ کر دیتے کہ آپ حضرات خلفائے ثلاثہ سے حسن ظن ہو مگر ہر بھی آپ مرزا صاحب کے خلیفہ میان محمد رفیع الدین صاحب کے نزدیک عیائی اور یہودی سے برتر ہیں آپ کے بچہ پاک کی ناز جنازہ پڑھنا سننے ہے آپ کے پیچھے کوئی قادیانی نماز نہیں پڑھ سکتا آپ سے رشتہ اتنا جوار نہیں ہر آپ کو اس جدید فرقہ سے حسن ظن اور شیعوں سے وطنی کی کیا وجہ ہے (خالدیہ و رشتہ الدین) راجعون و قادیانی فتویٰ کے لئے دیکھو اذار خلافت صفحہ ۳۲ و آئینہ صداقت صفحہ ۲۵

قادیانیوں کے خصوصیات (الف ختم نبوت) خدا نے تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ (مرزا غلام احمد) کو نبی اور رسول رکھا اور آپ کی برودی اور ظلی نہ کہا پس ہم خدا کے حکم کو مقدم رکھیں گے اس لئے قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رد سی آپ حقیقی نبی تھے اسلام کی رد سی حضرت مسیح موعود ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں (الحکم ۲۱ اپریل ۱۹۱۲ء حقیقۃ النبوة صفحہ ۱۷۷)

دب تو ہیں رسول محمد پھر آئے ہیں ہم میں، اور آگے سے ہیں بڑا کہ اپنی شان میں محمد دیکھنا ہو جسے اکمل غلام احمد کو دیکھتے قادیان میں (اخبار بدر قادیان نمبر ۳۲ جلد ۱ کا نمبر اول) آنحضرت ہلال کمانند پہلی رات کا چاند اور غلام احمد موجود ہویں رات کا چاند کی طرح ہے (الفضل ذوالحجہ ۱۳۲۳ نمبر ۳ صفحہ ۱۵) اور حوالہ ۱۹۱۲ء کا نام دنیائیں کئی تحت از ہی پر تیرا تخت سے اونچا بچھا یا گیا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۹) یہ میرا بون اُس باندی کے

جس پر تمام بلندیاں ختم ہیں (خطبہ المامیہ صفحہ ۳۵) جو مرتبہ غلام احمد کو دیا گیا ہے ن سائے جہاں میں کسی
 بنی و دلی کو نہیں دیا (ترغیب صفحہ ۸۷) منہم سرخ زان منہم کلیم ضلہ منہم محمد احمد کہ محبتی باشد (تربیان اطلوب)
 کہاں کہاں اقبال دید و شنید کلمات کو لکھول و زانطین کے مذہبی جذبات کو تھیس لگاؤ تفصیل کی
 ضرورت ہو تو دلن اہل صفحہ ۶ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۶ و صفحہ ۵۶ ضمیمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۳ عباد احمدیہ صفحہ ۱
 مطالبہ کیے اور اگر رسالہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۷۱ از دل المسیح صفحہ ۱۸۰ انجام آتم صفحہ ۱۶ و ۱۷۱۸۱۸ خطہ فرامیے
 توکل انما تیرتج با فیہ کا مقولہ یاد آجئے،

مرثیٰ لڑکچہ پر مختصر تبصرہ جہاں تک دینی لڑکچہ کا مطالعہ کیا گیا یہ حقیقت اطرین انشس ہو گئی

کہ اس فرقہ سیاسی کا بانی اختلاف اقوال میں ایک فہم دلائی تھا اور اپنے قول سابق سے اختلاف کی پروا نہ کرنا
 تھا نہ اس قدر اختلاف اقوال نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص ایک وقت کچھ دوسرے نبوت رابر دستہ اختتام
 اور ہر وہ بھی کہ وہ منہم محمد دا عہد کہ محبتی باشد کبھی منہم کا دین ملک گلیل شام تبا کے اور کبھی سرنگی کے کجلا خان
 یارین قبر کا پتہ دے کبھی دہۃ الارض سے مراد عکائے سورہول اور کبھی دہۃ الارض سے مراد طاعون کے
 جراثیم کبھی مسیح و مہدی و شخصیت ہولاد پر منہم سے مراد مہدی ہو کبھی منہم سجدہ عصری تشلیف لاکر سلام
 کو عالمگیر مذہب بنادیں کبھی خود مرزا صاحب ہی بروز مسیح ہوں غرض کہ کسی ایک بات پر یقین نہیں ہو سکتا
 باتیں اس سے زبان کیا ہو سکتی ہیں، اگر پیشگوئیاں دیکھتوں بھی غلط کلیں حالانکہ "آرکیکل آت ولفی یاوچہ"
 ماہر علم فرات الیہ آت ورنے غیر معمولی سنسنی اپنی صحیح پیشگوئیوں سے مذہب دنیا میں پیدا کر دی ہے، اور
 لارڈ کچہ کی ناگمانی، دہۃ الارض کا مشہور عالم باتسم، لیکن پنجابی نبی کا کہاں دیکھے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کے
 ساتھ مباہلہ میں یہ نتیجہ نکلا کہ خود چل بے اور ثناء اللہ رو قادیانیت میں سرگرم و کمائی دے رہے ہیں، محمدی مہم
 کا واقعہ تو مشہور عالم افسانہ بن چکا ہے، اور قدرت حق کا تماشہ دنیا دیکھ چکی ہے بلکہ خود نصف مزاج قادیانی
 دوستوں نے کہہ دیا ہے کہ اس محمدی بیگم کی پیشگوئی میں ایسے امور پیش آئے جن سے دشمنوں کو بھی منہ ہی
 اور ستہر کا موقع ملا دیکھو تنخید الادیان جلد ۸ ص ۱۵۷ آج کل حکیم پھیروی نے دہۃ الارض کی کہ کسنا ہی پڑا کہ
 منی چلتے پھرتے ادیل مشر نے لگی باہری عبداللہ آتم کا واقعہ کون پنجابی فراموش کر سکتا ہے کہ کس طرح
 عیسا نیل نے فتح کاجوس کالاد صلیب کے مقابلہ میں بھی قدرت کو یہ منظور نہ ہوا کہ مرزا صاحب کے فتح نصیب
 ہوا، ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کی بھی یاد آ رہی ہے کہ ۱۲ سال بعد تک قادیانی مسیح کی وفات کے اشاعت مہم
 کرتے رہے، اُس فیض ہوا کہ ایک دن مرگئی سنایہ پیشگوئی کا مفہوم یہی ہوا کہ مرثیے کے ضرر دہتے بھی مرزا غلام
 احمد کے دشمن بقول احمدی دوستوں کے تھے تو سب زندہ رہے، اور اگر ایک آریہ لیکر ہم مرے بھی تو نہ کسی

دہائی مرض ہے بلکہ اس طریقہ سے کہ دانا اس مرنے کو نہ مرنے کے برابر سمجھے کیونکہ قاتل کا نہ لینا کوئی دلیل صدق نہیں، ہزاروں قاتل آج تک ہندوستان میں غرور و پوش ہیں۔ دیکھو نوجوہاری مقدما کے قابل، قدرت کو یہاں تک منظور نہیں تھا کہ یہ قادیانی نبی اسکے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرمہ للعالمین کے مزار شریف کی بھی زیارت کر سکیں کیونکہ وہاں صلیبی پناہ نہیں تھی اور ممکن تھا کہ عرب کے مسلمان توہین انبیاء کے مجرم کو خوفناک سزا دیتے ہر صلیب بھی تھی کہ ہندوستان کے باہر قدم نہ بچھے، حیرانی تو اس بات کی ہے کہ وہ علامات جو ظہور حضرت قائمؑ کے مقرر ہیں انکی بھی کوئی تاویل کارگزار ثابت نہ ہوئی جو نشان تمام دنیا کے لئے تھے کہ ہندوستان کے لئے مخصوص کر دیا گیا گو اپنے ہی دلائل سے ثابت کر دیا کہ پنجابی مسیح کاٹن کوئی عالمگیر مشن نہ تھا ورنہ کیا ضرورت تھی کہ ہندوستان میں طاعون کو اپنا نشان قرار دیتے جب کہ طاعون حضرت مسیحؑ سے پہلے کل دنیا میں نمودار ہو چکا تھا،

اور جہاں جہاں کے زمانہ میں خاص ہندوستان میں دکھایا گیا تھا، سرخ موت و سفید موت کی بھی خوب ہی تاویل کی لیکن یہ نہ سمجھ سکے کہ قائم علیہ السلام سے پہلے یہ دو نشان ظاہر ہو گئے اور ہر ہر، بے ہلاک ہوں گے اور طاعون تو ایسا مرض ہے کہ ہندوستان میں ہی علاقہ مدراس میں اب تک اب وہاں کے اثر سے ظاہر نہیں ہو سکا، گو یاد الہی کی ضرورت ہی نہیں چند دہائیوں نے عجیب لطیفہ اس مروجہ واقعہ کی طرف پلادرام مدراس میں مسیح کے سانچے بیان کیا کہ ڈاکٹر کمر شیش کو چکے ہیں طاعونی جراثیم وہاں نشو و نما نہیں پاسکتے، ادنٹ کی سواری کا کاروبار نہ تو ابھی خوب لکھا گیا گو دنیا کی آنکھوں میں جان بوجھکر دھول بھونکی گئی، یہ نشان اسوقت ظاہر ہو گا جب راجپوتانہ، صحرائے نجد، صحرائے کوئی چین صحرائے اعظم اور فلیقہ و امریکہ میں جہاز چلیں گے جیسا کہ فرانزکا موجد الیک ایسا جہاز تیار کر رہا ہے، ادنٹ کی سواری بیکار کبھی جگہ ہو گی جہاں ادنٹ پہلے کام دیتا ہے نہ کہ لندن، نیو یارک لاہور بمبئی میں، اور لطف کی بات یہ ہے کہ اب سن ۱۹ء میں صرف محدود علاقے میں جہاز کے موٹر کا سفر شروع ہوا ہے اور علام احمد کو چل بے بھی عرصہ گزر گیا، خوب عوام کو اتنی نیا لگا کہ ریل گاڑی دیکھی اور تاویل بے معنی کر دی، ہام عمر چلائے رہے کہ بس جنگ کا زمانہ نزدیک ہے لیکن ایک سچ صاحب کیلئے کہ دنیا بھر میں انقلاب بعد ان کے مرنے کے ظاہر ہو گیا، اور جو نشان تھے جنہیں امام کے لئے مقرر تھے اب اصلی نشان میں ظاہر ہونے کو ہیں عمل اندر فرج کی قادیانی مسیح نہیں کہتے تھے جنہیں ایسا کا تو صلح کون ساتھ لایا گیا۔ خوب سچ کا نقشہ دیکھا کہ ان کے مرنے کے بعد ہی عالمگیر یوہاں کی خوفناک جنگ نے تباہ کر دیا، انقلاب ترکی، روس، ایران، افغانستان عرب نے تو صلح کی اسبد کو بھی خواب پریشان نہ لایا اور اب پنجابی بنی کے اپنے ملک میں تحریک انتہا پس وطن سے قیامت صنوف سے بپا ہے کیونکہ کہ انتہا پس مسیح

کی آمد آمد ہے اور سطح صبح کا ذب پر صبح صادق کا ذوق کہ ہوتا ہے اُسی طرح بنجانی مسیح پر حقیقی مسیح کا ذوق ہوا۔ اب سپرد دنیا میں آفتاب محمد کی روشنی پھیل رہی ہے، اور سیاہ بادل پھٹ رہے ہیں، اور دنیا کو علم ہو رہا ہے کہ یہ سب تباہی حقیقی اسلام سے نجات کا نتیجہ تھی اور فلسفہ آکال محمد کی مخالفت میں دیکھا نصیب تھا کہ ایک غمخوار فیملی نے جتنے عرصہ سالہین کا دعویٰ کیا۔ اہم حقیقی معیار نبوت امامت سے واقفیت کا یہ نتیجہ یہ نتیجہ تھا کہ ۹۹ فیصدی شیعان علی علیہ السلام اس روحانی طوفان بے تیزی میں محفوظ رہے،

خلاصہ نتائج بیان سابق اب اس محقق خفاک کے مطالعہ سے امید ہے کہ آپ اس جدید فرقہ کے خفاک اوروں سے اپنے ہمسایہ بھائیوں کو بھی آگاہ کر دینگے اور آپ کو بھی معلوم کر کے خوشی ہوگی کہ قدرت نے بھی اب اپنی گرفت شروع کر دی ہے اور دیر گیر سخت گیر و مزاحمت کا نقشہ دکھا دیا ہے، خاص قادیان سے چند چاروں نے تائب ہو کر خفاک الزام خلیفہ قادیان کے لیکر ٹرنگا دیے ہیں اور مباہلہ نے چہرہ ہوا انھیں خلیفہ کی پرتو زندگی پر تبصرہ کرنے کے لیے شائع کیا گیا ہے، جسکے دو خاص ممبران تک شائع ہو چکے ہیں، اور دنیا جہاں کو کر کیا اس روشنی کے زمانے میں ایسے خفاک حالات سر زمین قادیان میں ممکن ہیں اور پھر مریدوں کو حسن ظن ہے، اس ٹھیک مباہلہ نے اب سخت ہی خطر صورت اختیار کی ہے اور خلیفہ حارثیوں کے انتظام کے لیے میدان میں نکل پڑے ہیں۔ اور قادیان میں ایک خطرناک صورت حالات ہو رہی ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کی نگاہیں اس سر زمین قادیان کی طرف لگی ہوئی ہیں جیسا کہ روزانہ اخبارات کے دیکھنے والوں پر یہ باتیں صبح ہیں قدرتی دیکھا دیا کہ پنجابوں میں جہاں زہد و اعتقاد کی کوئی حد نہیں دسپیر پرتی نے اکو تباہ خستہ حال کر رکھا ہے وہاں بھی حقیقت نمایاں ہو گئی کہ استقلال کے ساتھ ہر کام میں خاص کامیابی ہو سکتی ہو کیونکہ ذاتی شخصی تحریک میں جب یہ رونق ہو تو قومی و مذہبی تحریک میں کیوں نہ ہوگی۔ مضمون کے طویل ہونے کا خوف اور آپ کی نازک مزاجی بھی سدا رہے درز اس موضع پر کئی جلدیں بھی کم تھیں، اگر آپ اس مشن میں میری تائید کی تو کسی اور صحبت میں جدید طریقہ سے محض تمدنی اسلامی پہلو کو مد نظر رکھ کر غلط فہمی کو انشا اللہ،

سید تصدق حسین بی اے۔ بھیرہ ضلع شاہ پور پنجاب

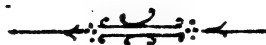
کتابتِ شیعہ علی ہجو

اس سوال کا جواب علی صورتیں دیکر اپنی قوی غیرت کا ثبوت دیجئے یعنی تلخے سخن دے اس جہاد فی سبیل اللہ میں حصہ لیکر غیر مسلم پارٹی کو دکھا دو کہ پردیگن ڈاؤرک میں خائنانہ آل محمد کسی فرقہ سے کم قربانی نہیں کرتے بلکہ زندہ قوم کے مذہبی اور پھر کو بھی بغور مطالعہ کر کے آج محمدی القول کفر توڑنا نصیت شکن اور پھر سے غیر معمولی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ کوئی حیوان الحق نہ رہے جسے ایک نفعہ براہین امامیہ جلد اول کا مطالعہ نہ کیا ہو، صرف چند جلدیں باقی ہیں، اس خطبہ مطہر پر سے نہیں ہو بلکہ یہ اپیل صرف مفرد و صفت باجہ کے مفرد و صفت غلاموں سے ہے، فی الفور لیدیک کیجئے اور قطعاً آل محمد کی اشاعت میں حصہ لیجو اپنے اخلاقی فلسفہ سے سبکدوش ہو جائے، اگر صرف وہ شیعہ علی بھی اس چودھویں صدی میں موجود ہوئے تو انشاء اللہ غیر مسلم پارٹی بھی دیکھ لے گی کہ سنیہ مجاہدین کی کر سکتے ہیں۔ خدا گواہ ہے کہ اس روحانی امرت سے اگر محروم رہ گئے تو اکتفہ ہوسٹے پڑینگے صرف یہ کامی آؤر یا عار کا دی پی اس نفعہ روحانیت مسور کر دے گا،

مذہبِ اہلِ علم کے قابل قدر محققین کو کھانا چیلنج ہے کہ اگر اس قسم کی کتاب نیا کہی خطبہ میں لکھی ہوئی جو جو جس میں بلا تعصب جنبہ داری صحیح مذہبی تعلیم کو پیش کیا گیا ہو تو یہی اطلاع ملے پرنقہ انعام کے علاوہ اس سلسلہ کی تمام کتب کو دریا برد کردگا انشاء اللہ آپ خود دیکھ لینگے قدیم طریقہ مناظرہ کی ایک جھلک بھی اس کتاب میں نہیں ہوگی بلکہ جدید طریقہ سے مذہب حقہ کی تلاش کا سامان پیدا کر دیا ہے اور حق جو کہ تلخے صراطِ مستقیم کو دکھا دیا ہے۔ یہ آخری تمام حجت ہے، غرض کہ اسے صرف ہرگز نہ کٹا دستند و عظیم صرف کتا کار و لکھکر غیر معمولی مذہبی اور پھر کاذب حیرہ جمع کر سکتے ہیں، کوئی مذہبی تفصیل میں رعایت میں نہیں دے، اس میں اختیار کو ہر ایک شیعہ علی کا اخلاقی فرض ہے کہ اپنے دوستوں کو نسا لے اور ہر مذہب ساشی میں اس کتاب کا تفاوت کر اگر سنہری فرست میں نام لکھوائے، ترسیل زر و خط و کتابت بنام

(خاک نشین السید تصدق حسین بصری بی بی لہ فاضل)

جلال شاہ بلندنگ، تمام پھر ضلع شاہ پور پنجاب



علیٰ ختین

بائے گذشتہ

آوردہ انکار کرنے والوں کے دعویٰ اور بحثیں پھر فیصلہ اور استدلال فیصلہ لکھا ہے لہذا اس قابل ہے کہ غیر جانب دار ہو کر اسے پڑھا اور اس سے فائدہ اٹھایا جائے، چنانچہ اہی گفتگو کے آثار میں تاریخ مختصر الدول ابو الفرج البلی کی عبارت بطور ثبوت پیش کی ہے جو بعینہ درج ذیل ہے:-

ثامناً جلد فی تاریخ مختصر الدول لابی الفرج البلی عند کلامه عن فتح مصر علی ید عمرو بن العاص مانصباً وعلی رعیی العزما طیقی اللان فتح عمرو بن العاص مدینہ الاسکندریہ ودخل علی عمرو وقد عرف موضعه من العلوم فکلمه وسمع من القاطن فی الفلسفۃ الی لمرکن للعرب بما انشأنا فاحاله ففتن بمرکان عمرو عاتلا حسن الاسماء صیغ الفکر فلاذ کان لایضار قدیم قال لریعی یوما انک قد اخطت بحواصل الاسکندریہ فحمت علی کل الاصناف الموحوۃ بما اصابک بہ انشاء فلا تعارضت فیہ ما لا تنقل لک بہ فخن اولی بہ فقال لہ عمرو وما الذی تحتاج الیه قال کتب لحکمۃ الی فی الخزان الملوکیہ فقال لہ عمرو وھذا ملا یکنی ان آمر فیہ الاعداء استیدان امیر المؤمنین عمرو بن الخطاب فکذب

کتبہ اسکندریہ کے حکم حضرت جلائے جلنہ کی دوری دلیل یہ ہے کہ تاریخ مختصر الدول ابو الفرج البلی میں جہاں عمرو عاص کے ہاتھوں فتح مصر کا بیان ہے وہاں یہ الفاظ ہیں اور نہ رہا یہی عمر اطیقی اُقتوت ایک شہر اسکندریہ کے عمرو عاص نے فتح کیا اور عمرو کے پاس گیا جو کہ عمرو عاص کو بھی کاظمی بابہ معلوم ہو چکا تھا اسے انکی تعظیم و تکریم کی اور اس سے فلسفہ کی ایسی ایسی باتیں سنیں جنہیں عربوں کے کان بھی آشنا نہ تھے یہ بھرا گیا اور بھی بزرگ فتنہ ہو گیا۔ چونکہ عمرو عاص وصال دربار کو کان لگا کر سنے والا جمع الفکر تھا، سیانہ چالاک اور سمجھ والا تھا اسکو اپنے ساتھ لے گئے لگا اھ اس سے معلوم ہوا تھا اسکا یہ ایک روز عمرو سے بھی نے کہا کہ آپ نے تمام حاصلات اسکندریہ کا احاطہ کر لیا اور یہاں جو کچھ موجود تھا سب ہر لگا دی میں ان چیزوں سے بحث نہیں کرتا جسے آپ کو لغت کی امتیہ ہوا البتہ بن حریف سے آپ لغت نہیں پڑھا سکتے اسکے لئے ہم احم ہیں آپ عمر نے کہا کہ تمھیں کیا یاد کار ہے یعنی نے کہا کہ ابھی نوا میں جو حرکت کی کتابیں محفوظ ہیں (ن مطالبہ)

عمر و قریب قول یحییٰ فوخر الیہ کتاب
عمر قریب فیہ (۱) و اما الکتب الی ذکر قہا
فان کان فیہا ما یوافق کتاب اللہ ففی کتاب
اللہ عنہ عنہ فان کان فیہا ما یخالف کتاب
اللہ فلا حرج علیہ ما یفقد مراد امہا فخر
عمر بن العاص فی تفریقہا علی حاکم
الاسکندر امیر و احراقہا فی موقادھا
فاستفدت فی مدۃ ستر و شہر فاسمع
ما جری و اعجب

(۱) کتاب مختصر الدال ص ۷۰ امن طبعہ
بوکوت فل و سکو فی استقام و لما التیخ
المطبوعہ فی مطبعۃ الکباء السوعلان فی
میدوت فقد حدث منها ہذہ الجملہ
کلہا بسجلہ علمہ

تب عمر و عاص نے کہا کہ اس امر میں میرے المؤمنین عمر بن
الخطاب کے حکم نمبر میں جو کچھ نہیں کہہ سکتا اسکے بعد عمر
نے عمر بن خطاب کو خط لکھا اور یہی کامیان بھی لکھ بھیجا
اُس کے جواب میں عمر بن خطاب خط آیا جس میں یہ تھا کہ
جن کتابوں کی تم نے مذکورہ کیا ہے اگر ان میں کتاب خدا کے
موافق ہیں کچھ تو بر کتاب اللہ کافی ہو اور اگر اُس کے
مضامین کتاب اللہ کے مخالف ہیں تو ان کی کوئی حاجت نہیں
بہر حال تم انکو تلف کرو اب عمر و عاص نے ان کتابوں کی
اسکندریہ کے حاکموں میں جلانے کے لئے تقسیم کرنا
اور اُن کے چلوں میں جلوانا شروع کر دیا یہاں تک کہ ایک
کتابیں چھ مہینہ میں جل کر تمام ہوئیں یہ اقد سننے اور
توجہ کرنے کے قابل ہو

راقم المحرف لکھتا ہے کہ اس عبارت کے ساتھ آخری
نقطہ واجب ہے اس پر جو جی زیدان نے حاشیہ نمبر ادا ہے و

حاشیہ پائیں عبارت فہ زوت میں اسطرح مذکور ہے حطح میں نے یہاں نقل کیا ہے اور اسکا ترجمہ درج ذیل
ہے اس کتاب مختصر الدول صفحہ ۱۸۰ ایک سو اسی طبع بوکرک اسکو نیا ۱۷۱۳ عیسوی کی یہ عبارت ہے لیکن جو
نسخہ بیروت میں عیسیٰ ای پوپ لوگوں کے چھاپہ خانہ میں چھپا ہے اس میں سے یہ ساری عبارت میں
نہیں سمجھا کر کیوں نکال ڈالی گئی ہے

راقم لکھتا ہے کہ عجب نہیں بیروت کے پادریوں کو بھی وہی خیال ہوا ہو جو مولوی شبلی صاحب نے شرح عقائد
نفسی کے متعلق لکھا ہے اور ممکن ہے کہ بعض تجارت بھی ایسا کیا گیا ہو تاکہ اس کتاب کو مسلمان جس نہریں
بہر حال جو سبب ہو مجھے اس سے بحث نہیں میں کھلا اچا ہتا ہوں کہ کچھ کی روشن دنیا فریب اور جھوٹ کی ہو
آج کی چھپی ہوئی کتب آئندہ کسی اعتبار کی نہ رہ جائیں گی

۰ نظریں مضمون سے انہاس کو کہ اگر مولوی شبلی صاحب کے ”رسائل شبلی“ دیکھے ہوں جن میں حضرت عمرؓ کو
مکتبہ اسکندریہ سے بچانے کی سعی لاجائل کی گئی ہے تو بالضرورہ تاریخ تمدن اسلامی کے اس حصہ کو کھل
دیکھیں اعتباری نقطہ نگاہ سے مولوی صاحب کے مؤرخ ہونے کی داد دیں اور جو جی زیدان کے عنوان ان

فقہ اللغت شیعوں کی تصنیفات میں سے اپنے اوپر پڑنے والے اعتراضات کو تو اہانت نکال ڈالیں بلکہ خود اہانت کے کتبے جو ابتدائے شیعوں کے حق میں لیں ان کے نکال ڈالنے کا نام بہر حال "اعتدایہ" رکھا جائے لیکن جب اس بدعاتی ہے فائدہ اٹھا کر عیسائی مسلمانوں پر حملہ آور ہوں تو حکایت کا دروازہ دے۔ اگرچہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے مجھے عیسائیوں کی اس حرکت سے بھی صدمہ ہے اور سخت صدمہ ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ میلان غالب میرے عیسائی ہر فرعون نے راستی ہو گئے ہیں البتہ ان دو بدعاتیوں کے سیلاب سے شیعوں کا گھر محض غرق ہوا ہے فالہبوط العبود لے دعوے داران تشیع اپنے مذہب لہت کے لیے پریں، کی طاقت کو مضبوط کر دے اور کم از کم اتنا کر دے کہ اپنی کتابوں کو لینے بھاپ لیں تو لازم تھا کہ سینوں کی ان کتابوں کو بھی جیسا اصل مصنفین نے لکھا تھا شائع کرتے تاکہ پتھر سے ماتھ میں تقدیر میں اہانت کی دی ہوئی سند حکم جتنی اس ہتید کے بعد میں فقہ اللغۃ کے لوح کی عبارت نقل کرتا ہوں جس سے معلوم ہو گا کہ فقہ اللغۃ میں بھی تحریف کی گئی ہے یہ کتاب مطبوعہ مہار میں پہلی دفعہ ۱۲۸۵ھ مطابق ۱۸۶۸ء میں شیخ محمد زین الدین کی تصحیح سے جو علماء اہل حجاز ازہر میں سے ایک شخص میں بھیجی ہو اس کی لوح پر عبارت ذیل مرقوم ہے:-

کتاب فقہ اللغۃ ودر العربیۃ الیف ابی منصور عبد الملک بن محمد النعمانی المتوفی سنہ ۳۲۰ھ ہجری
ووطیع طبق اصل مولفہ لاکا طبعۃ المحمیدیۃ السیوسیۃ قدفت من کل ایعلق بالاسلام قسم

اسرار العربیۃ برمتہ

اس سے واضح ہو گیا کہ عیسائیوں نے اصل کتاب میں سے کل متعلقات اسلام بھی نکال ڈالے اور اصل کتاب کا آخری حصہ اسرار العربیۃ اکیدم غائب کر دیا۔

خاتمہ کلام پر میں تمام شیعوں سے بلکہ مصنف سے متنبی ہوں کہ آیا شیعوں کے لیے یہ اسباب ہلاکت نہیں؟ اگر آج پر میں کی طاقت محکم نہ کی گئی اور نہایت فنا ہو گئی (اور خارجیت یا کوئی اور مذہب نکل آیا اللہ شہید) کھلا دار ہا جس تراش حشر اشل کالاذی نتیجہ ہے کیا شیعوں کو اس سے کوئی صدمہ پہونچے گا، اصلاح کچھ "غریب جیج چچ" کر تھا گیا جسکی خالص دینی اور بے نظیر مذہبی خدمات کے بارے میں ہند کے شیعہ گریح قیامت تک سبکدوش نہیں ہو سکتے جسے مجھ جیسے ہزاروں بے سوادوں کی صاحب سواد بنادیا ہو گا اسکی آواز اور استحکام مطیع کی آواز صد اصوات بھی جاری ہے،

"درستہ الوظیفین" کے خدمات لائق صد تحسین کا منہ بن اور ہماری قوم کے لفظی شکر یوں کے باروں سے معطر ہوئی مگر اس سے اس کے پاس نہ اردو پر سن خطبوطانہ انگیزیری تحکم
"منہ زندہ کی چھوٹی سے عمر اسکی چچ بکار بھی ابھی تک ہماری در و کلام نہ ہو سکی اگر سی پیل و

ہمارے اور ہمارے پیچھے شارقون، دن و درہنیں جب (خدا خواستہ شیعوں کی تصنیف سے) اسیدتِ لہنت
جیسا کہ مکارم الاخلاق، طبری رحمہ کے حال سے واضح ہے) کی آوازیں بلند بلکہ شیعوں کی کتبے شیعوں کی متین
بچنے لگیں، ان فتنوں کو مختصر نہ سمجھیے! اسرا تاد کیسا انھیں پتہ نہیں ملا دیکھتا ہے جنھیں جاہل چارہ جاتا ہو۔
ع سحر حتمہ! بدگوشتن بے میل

میں نے نام کتب کا استقصا نہیں کیا اور نہ ممکن ہے میرا تاد معظم جناب مولانا سید بطحان صاحب
دام ظلہ العالی نے نیز جناب لانا شیخ قدس نے اس سے پہلے بعض ہی قسم کا تحریفات کا پتہ دیا اور
ان حضرات کے نقش قدم پر چل کر بعض چیزوں کو آپ حضرت کے سامنے بطور غور و تدبیر پیش کر دیا ہے، ممکن ہے کہ کبھی کبھ
اد عرض کروں کافی تو اتنا بھی ہے

تم کچھ چکوزانے کی خبر نہ کہنیں!!

ناچیز
عدیل خیراز پشاور



ایک سو و تھم کی تہا

مروے زندوں کے تعلق ہیں، قافلہ سے آگے بڑھانے والے اپنے پیما ندوں سے ایصالِ ثواب کے
اشیدوار ہیں، وہ اب اپنے لیے کوئی عمل خیر نہیں کر سکتے صرف آپ کے رحم و کرم کی امید پر منازلِ اہم
کو طے کر رہے ہیں لہذا جو عمل خیر اپنے اہل بیت کے لیے آپ کر سکتے ہیں اس سے دریغ نہ کیجیے اور یہی
سلسلہ میں ایک شیدہ علویہ مومنہ پاک اعتماد جانشاہ علی و ملکہ و آل اہل بیت علیہ السلام و والدہ ماجدہ معلویہ سیدہ کبریٰ
صاحبہ مکرمہ شری شہیدہ تبلیغ مدرسہ الاعظمین کو بھی فراوانی نہ فرمائیے جنھوں نے منہم برج الاعلیٰ کو اسرار
فانی سے عالمِ جاودہ کی طرف انتقال فرمایا! اللہ وانا اللہ! سہا جوت و فتر الواعظ اس حادثہ میں جناب
سکرٹری اشیا حبت صوف سے اپنی فی ہمدی کا اظہار کر کے تار تین کر ام سے مرعہ و موصوفہ کے لیے ایک
سورہ حمد کا تمثیلی و امیدوار ہے

(ناچیز)

انجمن موبد سوم دارالافتادہ راولپنڈی کے مفید و قابل تصنیف شاہ

نور انمگائے قیمتی نہیں زبردست عایت

خواجہ غلام احسن صاحب

تصدیق رسالت گوتم بدہ کی مشینوں سے کیا

نہجی محبت کی سالانہ بت از جناب مولوی سید احمد علی

صاحب مولانی بی اے

اسلام ایٹمی لائٹ آف شیخرم اگر نیری ترجمہ

شرعیۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ بادشاہ حسین صاحب

بی اے اہول دہ اند اسلام کی حقیقت دیگر مذاہب

مقابلہ میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی و طبع کش فتن

دی پرافٹ شپ نیٹ وی کلیمٹا اگر نیری ترجمہ

مخلافہ سید صاحب لوی قلعہ صاحب اعظم جلد پنجم

دی ٹریجڈی آف کرلا اعظمی اگر نیری نہیں

تبصرہ از جناب میر علی صاحب لکھنؤ نویندی ار

الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انتخاب و شہادت کا د

از جناب لانا محمد اردو صاحب قبلہ مرحوم

المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از جناب

مولانا السید محمد اردو صاحب قبلہ مرحوم

اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہنشاہ حسین صاحب

شرعیۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد و مذہب کا دلائل

تذکرہ از جناب لانا السید محمد صاحب بن سرکار خرم المہدی

شرعیۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل

مصدقہ مناجات سرکار خرم المہدی

شرعیۃ الاسلام حصہ سوم نور کے متعلق ضروری احکام اور دیگر مفید

البینۃ و خلافہ تصنیف حضرت شمس العلماء خرم المہدی

صدر انجمن خلافہ پر تنقیدی اور محققانہ نظر قابل

دید مولانا اگر نیری ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے

الموصلہ شمع قلم شمس العلماء خرم المہدی

مسئلہ توحید کو نہایت متفنن دلائل سے ثابت کیا گیا

ہو غفر رب اگر نیری ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا

خطاب فاضل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب

شمس العلماء مولانا السید صاحب قبلہ ابصر

انجمن اسلام اور مسلمان کے اصول کا مقابلہ

مسائل الحکما اردو ترجمہ مناجات الحکما ترجمہ جناب

شمس العلماء مولانا السید صاحب باہرہ پرتو

مذہب کی تفصیل اور اس کے خیالات کا رد

ید برضا و ریت کی مشکوکوں سے جناب سالک کی

رسالت کا ثبوت از جناب لوی سید علی غضنفر صاحب

نیو جناب سلطان العلماء علی اللہ مقام

روشناسی مضبوط جناب لانا محمد اردو صاحب قبلہ

مرحوم مسئلہ تنازع پر حکمانہ لیکن عام فہم بحث و رد

لہو کی قدامت کا ابطال آریوں کی نایہ از کتاب

کاسکت جواب

انسانی قربانی دیدوں کے ذمہ میں انسانی قربانی

از جناب خواجہ غلام احسن صاحب

دیدت قربانی دید سے قربانی کا جوار ارجح

سیاستِ سلوہ

حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کے عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی غزب و
سرکشیوں کی وجہ سے سلاواں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئی تھیں جو صورتِ روزگار ہو گئی ہو
اس پر نظر کر کے اکثر اراکین و کرامہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت
کی ذاتِ لائقِ صفات میں سیاست لکھ نظم حکومت کا وہ مادہ موجود نہ تھا جو ایک بر
حکمران میں ہونا چاہیے اس خلافِ واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضلِ جلیلِ خد
مولوی سید محمد رفیع صاحب نے پوری تلبیہ حضرت قدسِ قلوب کا لکھیں مولانا ابوالحسن علی
صاحب (جو) دہلوی نے پوری نے اس کے بعد رسالہ کی ترتیب و ترتیب میں محتاجِ جد
جد فرمایا ہے اور یہ شبہ اس موضوعِ خاص میں یہ رسالہ کم نظیر لکھ عظیم و فاضل
ممدوح نے دین و دنیا اور انہی سیاسیات کا ہمہ اہل و اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی
غراض و مقاصد سے دستِ نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین
صلوات اللہ علیہ نے نظامِ حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے متبرک
انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر و داعی میں نہیں آسکتی اور انہی اصول میں بن و بن
دونوں کی فلاح و ترقی کا ارادہ ضرور تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و
افتراق روزگار ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض میں رسالہ کے خصوصیات کا تفصیلی
ہر اکمل ذوق کو اس کے مطالعہ سے قطع نہ کرنا چاہیے قیمتِ جملہ احوال و حصولِ مال باوجود
صلوات علیہ و آلہ و سلمہ

الواعظ

مدرسۃ العظیمین کالج، کاندھلوی، ماہور مدرسۃ اسلامی سائنس

بیت السلام

مجلد الاصحاح الاختصاصیہ فی العلم

زیر دستا



مکمل

حکیم شید قائم علی اصولی و فروعی و عمیقہ فی روضۃ الافان

باہتمام شید اقبال حسین منیر مطبع

مدرسۃ العظیمین کالج، کاندھلوی، ماہور مدرسۃ اسلامی سائنس

مدرسۃ العظیمین کالج، کاندھلوی، ماہور مدرسۃ اسلامی سائنس

کتابہ حق الکوثرین فی کتبہ حسن بن علی

مَصْبُحًا

قَوْلُهُ

مَسْرُومًا

(۱) یہ رسالہ بالفعل ہر انگریزی ماہ (۱) معابد سال کا حال و کس کس نے

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل اخلاق ہوا۔ کی آخری تاریخوں میں شائع ہوا کرے گا

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور (۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال

انکی جامعیت کے لئے خریدنا ہوگا، (۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں

(۴) اسلامی اخلاق آداب کی فضیلت (۳) نمونہ کا پرچہ ہر کے کتب

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت آنے پر روانہ ہو سکتا ہے

(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت (۴) ہر طالب امور کیلئے

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات ہدایت جوابی کارڈ یا کتب کو بچا ہے

(۸) سلف صالحین کے تاریخی حالات (۵) اختارات کی آخرت مذہبیہ

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتاب ہونا، خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل (۶) علمی معاملات کے متعلق خط

عقلیہ و نقلیہ و کتابت و ارسال مضامین بنام

(۱۱) فلسفہ قدیمہ جدیدہ اور دیگر دیر اور دیگر امور کے متعلق بنام

(۱۲) مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام

دعا، شرح قیمت :-

(۱۳) انتشارات جدیدہ و حقائق

رو ساء الیابن لکب سے جو حجت

فرامیں علم سرمدی (۱۴) نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب

بہ فخر الیابن الیابن لکب

مضمون کو کتب بھیجا جائے

بسم الله الرحمن الرحيم

مَنْ بَيَّنَّ لِلنَّاسِ مَعِيَّتِي فِي عِظَمِ الْغُفَّانِ
سوره آل عمران

الْوَاقِعَاتِ

سبب بابت نهج سوره طابق جمادی الاخری ۱۲۹۹ هجری قمری

نهیست مضامین

موضوع	مضمون	موضوع	مضمون
۲	مدیر	۱	شذرات
۹	"	۱	جواب تفهیم
۱۵	"	۲	قوم اور مدرستہ الاعظمین
۱۹	"	۳	نقد و تبصرہ
۲۱	خباثت شیخ حسین صاحب کلاکت رستہ الاعظمین	۵	نتیجہ امتحان سالانہ مدرستہ الاعظمین
۲۲	"	۶	فہرست رقوم اعانت
۲۳	خباثت عالم حسین صاحب حیدرآبادی شیعہ کلچر	۷	نتیجہ امتحان عربی شیعہ کلچر
۲۴	خباثت لوی سید مجتبیٰ حسن صاحب (نقیہ فاضل)	۸	بصفتہ الرسول
۲۵	خباثت لوی سید محمد عمید صاحب ریل دیات لکھنؤ	۹	حرمت خلق محبہ

شکست

جناب مولوی امجد حسین صاحب اعظم مالک متوسطہ میں

جناب مددج ایک عرصہ سے اس علاقہ میں دورہ کر رہے ہیں اور ۱۵ جولائی سے خاص سیونی میں تشریف فرما رہ کر وزانہ مختلف موضوعات پر چار بار پنج گنٹہ تقریر فرمایا کرتے ہیں اکثر حضرات دین و دین میں پیش کی تعداد میں آتے ہیں اور مسائل توحید اور حدود ان درود اور صدق اسلام اور تعلیمات اینا اور سیرت نبوی اور امامت و خلافت اور حقیقت قرآن اور حقیقت اہل بیت عصمت و طہارت پر پرزور تقریریں ہوتی رہتی ہیں اور بعض لوگ راہ راست کے قریب آتے جلتے ہیں بلکہ آگے لیکن انکی مصلحتیں اعلان و اظہار کی بلاتے ہیں، ۱۲ ربیع الاول کو یوم کث بنہ کو یوم انجی بنا لیا گیا تھا ٹیٹر ہال میں جلسہ تھا معززین ہندو اور عام مسلمان تقریباً ۵۰۰ کی تعداد میں مجتمع تھے جس میں فریقین اسلام کے گریجویٹس زبان تعداد میں تشریف رکھتے تھے جناب واعظ نے باوجود ماسازی طبع ایک گنٹہ کا بل توحید اور حدود ان درود اور سیرت نبوی پر فلسفیانہ تقریر فرما کر تمام مجمع کو محو حیرت بنا دیا پھر اس اسلام کے تعلیم یافتہ طبقہ کی استدعا کی موافق ۲۹ ربیع الاول کو بجے دن کے وقت عید گاہ کی مسجد میں انما انشاہش مشکوہ پر تقریر فرمائی پھر ۱۲ ربیع الآخر کو اسی مسجد میں بڑے مجمع کے سامنے جو خط اور خلعت انبار اور انصافیت جناب و لہذا پر تقریر فرمائی اس تقریر میں بی بی کے ایک بوسہ لجا برہم بھائی امجد حسین ایک پنجابی تاجر سیٹھ حاجی الرحمن صاحب بھی تشریف فرما تھے آخر الذکر جو اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہیں اور مذہبی معلومات بھی اچھی رکھتے ہیں جناب واعظ کی تقریر سے نہایت محظوظ و متاثر ہو کر مددج کی فرو د گاہ پر تشریف لائے اور انھیں اپنے ہمراہ حیدر آباد لے جانے پر بہت مہر ہوئے مگر جناب واعظ کو ناسازی طبع نے اجاہت نہ دی اور حاجی صاحب موصوف ثنوت تحقیق حق میں وزانہ چاچا گنٹہ بحث امامت و خلافت پر گفتگو کرتے رہے اور کتب موجود کے مطالعہ میں مصروف رہ کر ۲۶ ستمبر مطابق ۳۰ جمادی الاول کی شام کو بڑے جوش اور بے خلوص سے بعض بزرگان قوم کی موجودگی میں ان حضرات کو گواہ قرار دیکر محترف حق اور بصیر ہو گئے اور ۲ ستمبر کو جناب واعظ کے ہمراہ ناگورہ آکر سکیم صاحب کے امام بارگاہ میں کئی روز تک مقیم رہے ۳۰ ستمبر کو بجے شب کے وقت ایک بڑے پیمانہ پر جناب شہ نعمت حسین صاحب سب اور سیرت نے جلسہ و خط منعقد کیا جس میں برادران اہل سنت کافی تعداد میں موجود تھے اور سیٹھ صاحب بھی تشریف فرما تھے، کیم اکثر کو موصوف سیونی واپس ہوئے اور جناب واعظ کو اپنی مذہبی ضرورتوں کی تکمیل کے لئے مدعو فرما گئے،

کوہ منصور ہی پر تبلیغ کی بہار، یہ مقام ایک ایسا شہور و معروف مقام ہے جہاں ہر طبقہ کے افراد بسلسلہ سیر و

سیاحت کیا کرتے ہیں اور ہر ملت و مذہب کی جانب مذہبی تبلیغ ہوتی رہتی ہے لیکن اہل حق جن کی تعداد وہاں بہت ہی قلیل ہو آج سے دو سال قبل تک اس فریقہ سے بالکل قاصر یا غافل تھے، تفریق الکی شامل حال ہوئی اور دو سال سے ایک عظیم الشان تبلیغی جلسہ کی بنیاد انجمن الامیہ کوہ منصوری کی جانب سے ڈال دی گئی چنانچہ اس سال کے تبلیغی اجلاس جو ۱۲، ۱۳، ۱۴ ستمبر سنہ ۱۳۱۳ھ کو منعقد ہوئے تھے اپنی وجاہت اور کامیابی کی وجہ سے یادگار ہو گئے ہر روز صبح و شام دو جلسہ ہوتے تھے اور کافی اشاعت ہو جانے سے جلسہ کا پندرہ ال مقامی اور سب سے مشاہیر کی کثرت سے چمکتا رہتا تھا ہر قوم و ملت کے افراد کا مواغظے کافی اثر و تکرار انھیں جلسوں کی کامیابی کا ثبوت تھا اور تمام اسلامی فروع کا ایک متحدہ و مشترکہ اسٹیج پر قابل دید اجتماع اور کافی لچرپی کا مظاہرہ ایک قابل دید منظر تھا،

پنجاب کے جناب مولانا مولوی مرزا احمد علی صاحب قبلہ اترسری بھی تشریف لائے ہوئے تھے اور مدرسہ اوقافین لکھنؤ نے اپنی جانب سے جناب مولانا مولوی فضل علی صاحب واعظ کو روانہ کیا تھا ان حضرات کی عام فہم اور قبول تقریروں نے نہایت کر دیا کہ اسلام کے دہن میں ابھی ایسے جواہر موجود ہیں جن سے غیر اقوام کی آنکھیں چڑبیا جائیں جناب مولوی مرزا احمد علی صاحب قبلہ نے علاوہ اپنے مواغظے کا پادری عبدالغنی صاحب جی مبلغ سے مسند توحید اور صفات باری تعالیٰ پر مبادلہ خیالات فرما کر تمام حاضرین کو متاثر و مخطوظ فرمایا اور جناب مولوی فضل علی صاحب کے مقبول مواغظے نے آپ کی جامعیت کا سکھ حاضرین کے دلوں پر جا دیا

اس جلسہ کی کامیابی کے لیے جناب سید باقر حسین صاحب کے شرعی حبلہ اور ان کے مشرک و زندقہ کا جنہوں نے کوئی ممکنہ تفریقہ اپنی کوشش کا اس جلسہ کی کامیابی بنانے میں مدد و گزاشت نہیں کیا نہایت پر زور شکر کے متفق ہیں،

جناب مولوی سید علی صاحب اجناسلیح کلنا صوبہ بنگال میں

یہ تمام کلکتہ سے ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر ہے جو ریل و سٹیمریلے ہوتا ہے، مشرک و زندقہ صاحب ایم لے جی ایک با فہم سچے مسلمان ہیں اور جناب واعظ کی آٹھ دینی کتابوں کا بنگلہ زبان میں ترجمہ کر چکے ہیں جناب ممدوح کو سجدہ اصرار کر کے اپنی ہمراہ لے گئے وہ بہت کم عمر کو کیرا ضلع کلنا میں ہو چکے مرقم ہوئے یکم اکتوبر سنہ ۱۳۱۳ھ کو بخیر و صلاح مذکور میں عام مسلمانوں کا ایک جلسہ ہونے والا تھا جس میں جناب واعظ کو بھی شرکت و تقریر کی دعوت دی گئی ممدوح وقت معینہ پر تشریف لے گئے تقریباً پانچ سو اہل اسلام کا مجمع تھا اور سبھی کافی تعداد میں موجود تھے حد جلسہ ایک خفی المذہب بزرگ تھے جنہوں نے بہت تھوڑا سا وقت جناب واعظ کو مرحمت فرمایا مگر جناب واعظ نے اسی مختصر وقت میں ایسی مؤثر تقریر ارشاد فرمائی کہ تمام جلسہ بعد مخطوظ و متاثر ہوئے،

موضوع تقریر حکام اسلام کی عقل تطبیق اور ہمارے تمدن و بقائے تمدن کی ضرورت تھی جس کی تصحیح کے ضمن میں اپنے شاگرد ابوالکلام نے ہمدردی کو بہترین نمونہ اور ہماری زندگی کو بہترین نمونہ بنانے کے لیے جو دستور لایا وہ بالکل جامع و متنوع ہے اور اسے حفظ فضل و حفظ عزت (۳) حفظ لقب (۴) حفظ مال، اسی کی اجمالی تفصیل میں وہ مختصر وقت ختم ہو گیا اور بالآخر جناب داغستانے تمام مسلمانوں کو باہمی اتفاق و اتحاد اور پابندی احکام اسلام اور سچے اور حقیقی اسلام کی تحقیق اور ہمسایہ اقوام سے حفظ تمدن اور حفظ امن کے لیے مصلحت و مروت اور درواداری کی نصیحت فرما کر یہود و نصاریٰ کے ساتھ جناب رسالتاں کے حسن انصاف اور حسن سلوک اور غزوات رسول کو مدافعت ثابت کر کے اپنے کلام کو ختم کیا اور بعد ختم تقریر ایک مطبوعہ پینڈل بھی بیکٹہ زبان میں تقسیم کیا جس میں حقانیت اسلام کو باحسن و جود بیان کر کے جو کتابیں جنگہ زبان میں ترجمہ کرائی گئیں انکا بھی اعلان تھا،

جناب داغستانے ہمراہ ایک ترجمان بھی لیتے گئے تھے جو جنگہ زبان میں ترجمہ کرنا چاہتا تھا اور اس لیے اصل طلبہ کافی دیر تک بیٹھے رہے تھے اور چونکہ جنگال میں پیری مریدی کا چرچہ بے انتہا ہے اس وجہ سے بہت لوگ خوشنہند تھے کہ موقع بھٹلانیہ پیر بالیکر کو معراج کا مہینہ اور ان کے معنی میں انھیں اسکی مبارک نہ دے سکتے تھے اور یہی استغاثہ گان ضلع کی گردیدگی کا موجب تھا اور ان اس ضلع میں مزید قیام اور ضلع کے محصولات میں دورہ کر سکتے کے لیے سجدہ حشر تھے مگر جناب داغستانے اس ضلع کے دورہ اور مکملانے کے مزید قیام کو جو بات خلاف مصلحت اور سند رہن کی تسلی کو خوشوں میں حارج و مانع سمجھا کر یہی آئندہ موقع پر حسب طلب تشریف آوری کا وعدہ کر کے پانچ روز کے بعد مکملتہ واپس آگئے،

جناب مولوی ممتاز حسین صاحب اجڑمانہ اور کاٹھیا دار میں۔

جناب مدد محسن، مصنف مطابق، ۱۱ جولائی سنہ ۱۳۰۷ء کو راکو بریک جن جن مقامات کا دور کیا ہے انکی تفصیل خلاصہ حسب ذیل ہے:-

ریاست لور، اس ریاست میں اگرچہ مومنین کی تعداد ۵۰، ۶۰ نفوس سے زائد نہیں لیکن اور ان میں بھی خاص یہاں کے باشندہ نہیں ہیں دیگر مقامات کے رہنے والے ہیں جو یہاں بسلسلہ ملازمت مقیم ہیں جن میں دو بزرگوار فوج کے کرنیل بھی ہیں لیکن مجموعی حیثیت سے اہل اسلام بھی تعداد میں آباد ہیں اور حنفیت کو نسبت غلبہ ہے مگر تعصب مذہبی نسبت دیگر مقامات کے بہت کم ہے چنانچہ اسی وجہ سے جناب داغستانے کو وقتاً فوقتاً علان عام مجلس و محافل کے مکالمہ کا موقع بھی ملتا رہا اور اسکان جوں حق کے لحاظ سے قیام بھی زائر کرنا پڑا اور نتیجہ بھی اچھا رہا ہوا یہاں ایک چھوٹی سی مسجد اہل تشیع کی ہے جو بڑے نام ان کی طرف موسیٰ جناب داغستانے اپنے دوران قیام میں ایک مسجد کی تحریک شروع کی جس کے لیے بعض حضرات آمان ہو گئے ہیں اور شوق علمی پیدا ہونے کے لیے ایک

لائبریری کی بنیاد بھی ڈال دی ہے حسین بن مکتب کا ذخیرہ فی الحال جمع ہو گیا ہے اور بعض رسائل و اخبارات بھی آنے لگے ہیں ایک صاحب نے دو سال کے لئے اپنا مکان اس لائبریری کے لئے عنایت فرادیا ہے اور ممتاز لائبریری کے نام سے اسکو موسوم کیا ہے، لوگ آتے ہیں اور کتب و اخبارات کا مطالعہ شروع ہو گیا ہے لیکن یہ کہ آئندہ کوئی بہتر نتیجہ پیدا ہو بالفعل تو تقریباً دو ماہ کے قیام میں صرف اسقدر نتیجہ نکلا ہے کہ دو شخصوں نے مذاہن حق قبول کر کے مدرسہ میں تھری اقرار نامہ بھی بھیج دیا ہے جنہیں سے ایک تو ایسا پختہ ہو گیا ہے کہ اب وہ بالاعلان دوسروں کو دعوت دے رہا ہے جزا اللہ خیر الجزاء اور دوسرے شخص ایک فوجی آدمی ہے مگر نہایت قلیل فہم و زمانہ شناس ہے مگر جس نے متعدد پرائیویٹ صحبتوں اور عام بیانات و موالات و جوابات کے بعد ایک مجمع کے اندر مذہب حق قبول کیا ہے اور عام اعلان میں مصلحت نہ دیکھ کر ابھی صرف اپنے متعلقین کو آواز دے رہا ہے چنانچہ اسکے خیال بھی اب مجالس وغیرہ میں شریک ہونے لگے ہیں اللہ تعالیٰ غائب و غیبتہ علو صلاطتہ المستقیم،

موضع پہاڑی ریاست الورد۔ اس ریاست میں یوں تو کئی بستیاں مومنین کی قرار گاہ ہیں لیکن موضع بہادر اور بہاڑی اور قصبہ کھیر تل زیادہ مشہور ہے چنانچہ ۲۲ ربیع الاول کی کو حسب الطلب موضع پہاڑی میں پہنچ کر جناب شیخ ہر اول حسین صاحب کے مکان پر قیام کیا اور اسی روز سے سلسلہ مواعظ شروع ہو کر پے در پے تین جلسہ و خط کے منعقد ہوئے ان بیانات کافی اثر سے روشناس ہوئے یہاں تقریباً پچاس نفوس مومنین جمع و وزن آباد ہیں اور مسجد اور امام باڑہ وغیرہ بھی،

قصبہ بہادر ریاست الورد۔ یہ سب سے سابق الذکر جتنی سے متصل ہی یہاں کے حضرات خصوصاً کنور سید قدس حسین سید عباس علی صاحبان نے اپنے یہاں کے قیام پر بہت اصرار کیا مگر میرزا باقی سابق رضی نہ ہوئے آخر یہاں کے حضرات نے مجمع و شام آمد و رفت شروع کر دی اور اپنے یہاں متواتر مجالس منعقد کیے جس میں جناب واعظ کے بیانات نہایت مضبوط و مؤثر ثابت ہوئے اور وہی چار تقریروں کے بعد باہمی نزاعات جہاں کے سادات میں تھے وہ بطور ہو گئے،

علاقہ راجپوتانہ میں بناسی ہندو میراث میں نبی کو حصہ نہ دینا تھا جناب واعظ نے اس امر شروع رسم سے مطلع ہو کر اپنے بیان میں اس رسم قبیح کے ٹٹلنے کے لئے کوئی امکانی گوشہ نشین باقی نہیں رکھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کنور سید قدس صاحب نے جو یہاں کے رکن محترم ہیں تقریر اور تقریر اس امر کا اعلان کر دیا کہ میری جائیداد قبضہ میں جو حصہ شرعی میری چھو بھی اور بہمنوں کا ہے اسکو مطابقت حکم خدا و رسول دینے کو تیار ہوں،

لَقَدْ تَحَرَّيْنَا فِي حَبْرٍ

باعث تحریر انکہ

لسبلکہ تبلیغ جناب مولانا قبلہ سید ممتاز حسین صاحب قصبہ ہذا میں تشریف لائے اگرچہ میں کچھ مسئلہ ماریٹ سے واقف تھا لیکن جانب بد و کعبہ کے موقعہ سے متاثر ہو کر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میں اپنے جدا و جد عید کی عشا صاحب مرحوم کے ترکہ کو انکی اولاد کو رد اناث پر شرعی قاعدہ سے تعلیم کر کے سب کی حق دینی کر دوا دانا پنا شرعی حصہ پا کر برات حاصل کر دوں چکہ میرا دوسرا بھائی سید طاہر محمد میرا حصہ دار ہے اُن کا میں ذمہ دار نہیں ہوں میں نے حج سے مومن جانہ اپنا مقصود ذاتی حیثیت سے نہیں کہہ سکتا تو داناں شرعیہ سے استغنی الیک مقصود ہو گا یا اُن کا ذہل خارج کرادوں گا میں اس تحریر کو جناب الاماکہ حاکم کرنا ہوں، المرقوم، ۲۴ ربیع الاولیٰ ۱۴۰۲ھ تقویم علیہ علی

العبد

سید فدا حسین خلیفہ علیہ ثقی علی

تین جہازوں پر ایک ہفتہ تک بہادر پور میں قیام کر کے تین چار روز کے لیے الوداع کیے اور وہاں سے حبیب اللہ علی ریڈمر فنی حسین صاحب جاگیر وارو سید رحمت حسین صاحب زمیندار حصہ کھیتیں ملیں ہو چکے۔

تین چار روز قیام کیا جس میں تین مجلس منعقد ہوئیں اور خراج و اعطائے نبوت و ولایت اور پابندی صوم و صلوات پر تقریریں فرمائیں جو نہایت مفید و مؤثر ہوئیں،

جہاں نگر کا ٹھیکہ دار کی روداد لگی۔ کثیر ترل سے الور واپس آکر ۱۹ ستمبر کو کاٹھیاوار گجرات کی طرف روانہ ہوئے چلتے وقت چند روزہ بد زاد سفر یا اعانت حضرات الور نے پیش کیے، ۱۱ ستمبر کو جہاں نگر پہنچ کر پہلے مسافر خانہ میں پھر سکریٹری خوجہ بورڈنگ کے اہلراد سے خوجہ بورڈنگ میں قیام کیا، یہاں انشاء عشری خوجوں کے میں گھر میں جو حالت عزت میں بسر کرتے ہیں، ایک تیم خانہ ہے جس میں ملا نذر علی گانگی ناظر میں جو ضروری تعلیم سکے لئے کافی ہیں ایک مسجد اور ایک امام بازہ اور ایک مدرسہ بھی ہے جس میں مولوی انشاء حسین صاحب تعلیم دیتے ہیں، ایک فتنہ یہاں قیام رہا جس میں روزانہ مجلسیں ہوتی رہیں مگر یہاں کے لوگوں میں اخلاقی کمزوری اور آجائی تعلیم کی وجہ سے آثار نکاحان بہت کم ہے،

ہر مایہ کا ٹھنڈا دار۔ ۲۷، متنبہ شہر کو جام گوے ہر مایہ روانہ ہوے یہاں بھی میں گسرا تا عشریٰ خوبوں کے ہیں اور مسجد وام باڑہ بھی مالیشان ہے عزیز لوگ ہیں، صوم وصلوۃ کے پابند ہیں، خوش خلق ہیں ذی انہم ہیں مواعظے اتر لیتے ہیں اکثر روز یہاں قیام رہا مواعظۃ کے جلسہ منعقد ہوتے رہے جس میں خیاب اغظۃ مختلف

موضوعات پر تقریریں فرمائیں جو نہایت مؤثر ہوئیں،
جوڑیہ بند رکاٹھیا وار۔ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۳۵۷ء کو موضع مذکور میں پہونچ کر آٹھ روز قیام پذیر رہے یہاں صرف
چار پانچ گھنٹہ عشریٰ خوجوں کے ہیں جنہیں دو تین شخص بڑی حیثیت کے ہیں اور اکثر لوگ پابندی شریعت
کی طرف مائل ہیں خصوصاً پیر بھائی سندرجی جو نہایت مومن و متقی خوش فہم سلیم الطبع پابند شریعت مہذب و
متین اور اس تمام علاقہ میں واجد بزرگ ہیں دوران قیام میں ہر روز موعظہ ہوتا رہا اور ہر دو مواقع سے
مدرسہ کی امداد بھی ہوئی،

۱۱ اکتوبر کو ان مقامات کے پھر جام نگر واپس آئے اور ۱۲ اکتوبر کو کچھ مجموعہ روانہ ہو گئے،
جناب لوی شیخ جو احسن حصہ واغطا صوبہ بمبئی میں

جناب مدرسہ نے ان اطراف میں بہت کامیاب دورے فرمائے بطریق مہیضہ پرنہ میں آپ کا قیام
زبان رہا جہاں آپ کے مسامی جلیلہ ہے ایک مرکزی مدرسہ دینیہ کی بنیاد ڈالی جا رہی تھی اور امیسہ کلاب
نہ تکمیل کو پہونچ گئی ہوگی اس مدرسہ کی تحریک غالباً سوشلزم کی دوسری ششماہی میں کی گئی تھی مگر
آمدنی کا کوئی ذریعہ دستیاب نہ ہونے سے بالکل پڑی تھی زمان قیام میں پرنہ میں حضرات جنہوں نے پیچھے
جناب واغطا سے اس تحریک کے متعلق گفتگو کی اور ایک جائداد مشترکہ تقریباً پانچ ہزار روپیہ مالیت کی وقف
کرنے کو راضی ہوئے اور جناب واغطا کو اپنے ہمراہ جنہوں نے گئے مدرسہ نے وہاں پہونچ کر لوگ راضی نہ تھے ان کو
بھی راضی کر لیا اور موجود حصہ دہان نے ہمہ شعبان تک جائداد کو وقف کرنے کے لیے جناب واغطا کو غفار
کر دیا اور جو حصہ دہان موجود نہ تھے ان کے ممتاز نامہ کے لیے مدرسہ کو کوئی جائداد پھر بمبئی سے واپس آ کر
بعض ایام کے حصہ دار ہونے سے جو شرعی اشکال پیدا ہوئے تھا انکی تدبیر اور نیز حیدر آباد سے ممتاز نامہ کے گانے
میں کچھ تاخیر ہوئی اور ان تمام امور کے طے کرنے میں ۱۳ مارچ سنہ ۱۳۵۷ء تک جبر پڑی نہ ہو سکی مگر امیسہ
کہ مارچ ہی میں یہ تمام مراحل طے ہو گئے ہوں گے اس جائداد کی سالانہ آمدنی دو ڈوبائی سو روپیہ سالانہ ہے مگر اسندہ
چار سو تک ہو جانے کی امید ہے اور چار پانچ سو روپیہ چندہ بھی ہو چکا ہے،

یہاں کے حضرات کا یہ بھی خیال کہ یہاں جو مدرسہ تعلیم قرآن و غیرہ کا ہے جسکی امداد حاجی نذر علی صاحب
کرتے رہتے ہیں انہیں ایک واغطا مدرسہ الواعظین کا جو پیشناز بھی ہو ہمیشہ رہا کرے اور اگر انگریزی سے بھی تعلیم
ہو تو نہایت مناسب ہے اور کچھ شک نہیں کہ یہاں کی تعلیمی حالت کے مادرست ہونے کا حقیقتاً بھی یہی ہے
اور چونکہ حضرات جنہوں نے اس امر پر بھی ایمان ہیں کہ تبلیغی سلسلہ کے لیے وہ وقتاً فوقتاً واغطا مذکور کو ہفتہ عشرہ کے
لیے دیگر مقامات پر بھی جانے کی اجازت دیدہ میٹھے لہذا ایک واغطا کا دائمی قیام یہاں نہایت مناسب ہے،

جناب مولوی سید ظفر عباس صاحب سراج کز مال میں

جناب مددج اس علاقہ میں ایک عرصہ سے تبلیغی اور اصلاحی خدمات ادا کر رہے ہیں اور ماضیت و تعلیم دین و دنیا میں سجدہ کو شاں ہیں شاہ آباد سونی پت، بڑاوت، گنور و غیرہ میں آپ کا دوشہا کر رہا ہے جن جن مقامات پر آپ پہنچتے ہیں وہاں کے لوگوں کو حج کر کے ہول و فروع کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور بعض لوگوں کو بختہ کار بنا کر وہاں کی دینی تعلیم ان کے سپرد کر دیتے ہیں بعض مقامات پر انہیں اور مدرسہ بھی قائم کرادیے ہیں چنانچہ ایک انجمن شاہ آباد میں اور ایک مدرسہ سونی پت میں بھی قائم ہو گیا ہے، بڑاوت میں ایک مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی ہے بہر حال آپ کے سامی حیلہ بہت کچھ قابل قدر و شکر ہیں،

جناب مولوی لقار علی صاحب انجمن ناصر الاتحاد پٹنہ سٹی میں۔

انجمن مذکور اس شہر میں تھوڑے عرصہ سے خدمت دین و دنیا کے لیے قائم ہوئی ہے اور باوجود بے بضاعتی بہت گرانقدر خدمتیں قوم و مذہب کی ادا کر رہی ہے اور جب کوئی عالم دین یا داعی شہر مذکور میں پہنچ جاتا ہے تو حسب وعظ منفقہ کر کے مومنین و مومنین کو مستفید ہونے کا موقع دیتی رہتی ہے چنانچہ اس مامدین جناب لوی محمد لقار علی صاحب داعی مدرسہ الوداعین کے تشریف بری پٹنہ کے موقع پر بھی انجمن مذکور نے ایک جلسہ وعظ ۱۰ مارچ ۱۳۳۳ء کو بزم نماز مغرب میں ٹھیک، بجے شب کو بمقام باؤلی حسینہ جنت آرام گاہ عالیجاہ لٹاب سید لطف علی خان صاحب سی آئی اے منعقد کیا جس میں جناب لوی صاحب مددج کو وعظ فرمانے کی رحمت دی گئی، جناب مرزا الفت حسین صاحب سکریٹری انجمن مذکور بذریعہ نائبہ کرم اللہ دیتے ہیں کہ ”بجھاد اللہ مجلس وعظ ہر خیریت سے کامیاب ہی جمع بھی نہایت کافی تعداد میں تھا، شہر کے باؤدار و علماء دیگر اعیان قوم نے بھی اپنی شرکت سے اس انجمن کو سرفراز فرمایا جس کی انجمن ہر دل سے کمال شکر گزار ہے اور آئندہ ایسی ہی بلکہ اس سے بہتر و برتر تو کی جاسکتی ہے، سارے آٹھ بجے مجلس وعظ انجمن و خوبی اختتام کو پہنچی مولانا مددج نے بھی جعدہ رحمت اور اس ناچیز انجمن کی عزت افزائی فرمائی، اس کے شکر سے زبان انجمن بالکل قاصر ہے مگر مولانا سے یہ پر خلوص شکریہ بھی رکھتی ہے کہ آپ نے اثنائے وعظ میں انجمن کا کوئی ذکر نہیں فرمایا جس سے اس کا حسن و تیج ظاہر ہوتا، انجمن جناب موصوف کی آئی توجہ کی تشنہ رہ گئی، مگر ہم جناب سکریٹری صاحب کو باور کرانا چاہتے ہیں کہ جناب مددج نے اس امر میں عدا چشم پوشی نہیں فرمائی یا جناب مددج کو خیال نہیں رہا یا سلسلہ کلام میں کوئی موقع ملے اس تذکرہ کا نہیں ملا ہے کہ کسی آئندہ موقع پر یہ تسکایت آپ کی دفع ہو جائے گی،



مَفْلَاح

استفکار جواب صوب

دنیا میں جتنے مذاہب وادیان از مسنہ سابقہ میں رونما ہو چکے اور اب بھی موجود ہیں یا آئندہ علم و حد میں آئیں گے جس کی امید نجات کے مذہب آفرین خطہ سے زبان تر ہو سکتی ہے ان سب کی حیت کا معیار عقل کی راہ سے صرف ایک ہی ہو سکتا ہو اور نہ محض عقلی تر اور جو مذہب اس میں پکا دل نہیں ہے وہ اہل عقل کے نزدیک اعتنا اور توجہ کے قابل نہیں کیونکہ یہ مسئلہ علم کلام میں بدلائل یقینہ طے ہو چکا ہے کہ حسن و قبح اشیا و افعال عقلی جو نقل کو ہمیں کوئی دخل نہیں بلکہ نقل کی خوبی بھی عقل ہی سے معلوم ہوتی ہے اور اسی بنا پر ہم نے اسلام کی خوبی کو بھی عقل ہی سے دریافت کر کے قبول کیا ہے اور اسی وجہ سے ہمارے تمام اصول عقلی ہیں خدا کے وجود اور اس کی وحدانیت اور عدالت اور نبوت عامہ اور خاصہ اور امامت و مہد اور قرآن کے کتاب خدا ہونے کو بھی ہم نے عقل ہی سے معلوم کیا ہے نقل صرف اسکی موید ہے، نہ یہ کہ ہمارے عقائد کی بنا محض نقل پر ہو بخلاف ہمارے مخالفین کے جو اپنے اصول و عقائد کی بنا محض نقل پر قرار دیتے ہیں اور جن دق و قبح اشیا کے عقل یا نقلی ہونے سے بحث نہ کر کے جیسا کہ خود حسن و قبح کے نقلی ہونے کے قائل ہیں ویسا ہی ہر کوئی سمجھ کر ہمارے اصول عقائد پر اعتراض کر سکتے ہیں اور اتنا نہیں سمجھتے کہ جن مذہب کے اصول و عقائد محض عقل پر مبنی ہوں اور جو اس باب خاص میں عقل کا پابند ہو اور نقل صرف موید جانا ہو اس سے یہ مطالبہ کما نکتہ صحیح ہے کہ تم اپنے اصول و عقائد کو محض نقل سے ثابت کر دھالو اگر ان کے یہ سوال کرے کہ تم نے اسلام کی خوبی کو کیونکر اور کہا ہے یہ معلوم کیا تو بخیر حیران نہ جانے کے کوئی بات بنائے نہ بن سکے اس لئے کہ اگر کہتے ہیں کہ اسلام کی خوبی کو ہم نے اپنی عقل سے دریافت کیا ہے تو پھر اپنے مخالف کے قول کو اختیار کر کے ماننا پڑے گا کہ اصول و عقائد کا مبنی ہو اور محض عقل ہے اور اگر کہتے ہیں کہ اسلام کی خوبی کو ہم نے عقل سے دریافت کیا ہے خدا کو خدا اور نبی کو نبی اور قرآن کے کتاب خدا ہونے کا یقین ہم کو کس سے ہوا ہے اور وہی اور صرف وہی ہمارے عقائد کا ماخذ ہے تو درمصر لازم آتا ہے جو عقائد محال ہے، اسلام کی حقانیت قرآن سے ثابت ہے اور قرآن کی حقانیت اسلام سے نتیجہ یہ ہوا کہ اسلام کی حقانیت اسلام سے ثابت ہے پہلا اسکو کون قائل تسلیم کرے گا،

ہمارے قادیانی بھائی بھی اسی دھوکہ میں مبتلا ہیں اور ہم سے پوچھتے ہیں کہ تباہ عدالت و امامت کلام کیا ہے یہ عقیدہ تمہارا خود ساختہ ہے یا قرآن مجید کی کسی آیت سے نکلے اس عقیدہ کو قائم کیجیو یہ سوال خبر نشانی

کے جلسہ سالانہ میں ایک مبلّغ اُستاد کے ذریعہ سے پیش کیا گیا تھا جس کے متعدد جواب بھی سننے میں بذریعہ الفاظ دیے جا چکے ہیں مگر حضرات متوسّصین کی تسکین نہیں ہوتی اور ہمارے متعدد جلالت سے چشم پوشی فرما کر بار بار اپنے اعتراضات کو دہرائے چلے جاتے ہیں جبکہ ہمارے نزدیک تو یہی ہے کہ ہم اور ان اصولاً متعدد نہیں ہم حق قبح کو کھلی جانے ہر ادا عقلی ہائے اصول معتاد ہمارے نزدیک محض عقل پر ہی ہر نقل محض انکی ہو یہ ادا وہ محض نقل پر ہی جانتے ہیں اور ہر عقیدہ کا اخذ قرآن وحدیث سے معلوم کرنا چاہتے ہیں تا دیکھ کہ یہ الجھن طے نہ ہو جائے اسوقت تک سوال وجواب محض فضول اور تفسیع اوقات ہے چنانچہ اسی وجہ سے ہم نے آخر خاموشی اختیار کر لی اور اپنے عزیز وقت کو تحریر جواب میں ضائع کرنا پسند نہیں کیا مگر چونکہ اس زمانہ میں جناب امتیاز احمد صاحب رودلوئی نے اپنی تفسیف لطیفہ المستفسر میں کس قدر لہجہ بد لکھ اپنی آواز کو بلند کیا ہے اور بالخصوص یہ کہو خطاب درادیکر ہم ہی سے جواب طلب کیا ہے لہذا احتیاطاً لفظی و انما للوجه مجبوراً قلم اٹھاتے ہیں اور المستفسر والاستفسار کی لفظی بحث سے لفظاً متعلم ہونے کے چشم پوشی کر کے اصل جواب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں مگر چونکہ الوا غلط کے صفحات عدد دو ہیں لہذا اس سلسلہ کو متعدد اشاعتوں میں ختم کرنا پڑے گا ناظرین کرام وجواب مسترض سے امید ہے کہ وہ قبل ختم جواب کوئی رائے قائم نہ فرمائیں گے اور جو رائے قائم کرنا ہو یا جواب ہماری تحریر کا دنیا ہو وہ بعد ختم جواب کے اسی تہذیب و سمانت کو پیش نظر رکھ کر محنت فرمائیں گے جس تہذیب کے ہمارے قلم اٹھایا ہے، ہم در بیان میں اس تحریر کو بالکل دھجھو مینے اگر کوئی صاحب قبل اختتام حاشہ فرمائی فرمائیں گے بھی تو ہم جواب اجواب کی طرف متوجہ نہ ہوں گے، الوا غلط سے مراد ہمارا پہلا جواب ہے جو ہمیں جلد ۱ میں مجھے دیا تھا اور جسے جناب مسترض نے نقل فرمایا، المستفسر سے مراد جناب متحرر کا مترجمی جو انھوں نے رسالہ المستفسر میں درج فرمایا اور جواب سے مراد المستفسر کا جواب ہے، الوا غلط بیشک اثنا عشری شیعوں کے اصول خیر ہی رتوحید و نبوت و مساو و عدالت و امامت ہیں اور انھیں پرانے ایمان کا دار در اسے صفحہ ۱۱،

المستفسر یہ تو معلوم ہے کہ شیعوں نے عدل اور اثنا عشری امامت کو اپنی عقل محض سے دار ایمان بنا رکھا ہے لیکن دریافت طلب یہ ہے کہ ایمان باللہ ایمان بالرسول ایمان بالیوم الآخر کی طرح عدل اور اثنا عشری امامت پر ایمان لانے کے لیے فرقان حمید میں کوئی آیت بھی موجود ہے؟

الجواب شیعوں نے توحید و نبوت اور مساو کو بھی محض دلائل عقلیہ سے دار ایمان بنا رکھا ہے اور آیات قرآن مجید کو اپنی عقیدہ کا مؤید جانتے ہیں انکا مدار ان اصول میں محض قرآن مجید کے آیات نہیں ہیں بلکہ محض عقل و باور معنی کی اگر بالفرض یہ آیات قرآن مجید میں نہ بھی ہوتے تب بھی وہ اپنے ہادی باطنی عقل کی ہدایت سے ان کو اصول دین اور دار ایمان قرار دینے میں نائل نہ کرتے ان کے نزدیک جس طرح توحید و نبوت و

معاذ کے عقیدہ کی تائید آیات قرآن مجید پر ہی ہے اسی طرح عقیدہ عدل و امامت کی تائید بھی قرآن مجید پر ثابت ہے

(۱) شہد ان الله انزل الاله الا هو الملك
یقین جانو کہ اللہ اور ملائکہ اور اہل علم گواہی دیتے ہیں
داولوا العلم فانما بالفسط لا اله الا هو العزيز
بجز اُس کے کوئی معبود نہیں وہ عدل و انصاف کے
الحکیم رآل عمران آیت ۱۸
ساتھ کار خاں عالم کا نبھانے والا ہے اُس کے سوا کوئی قابل

پرستش نہیں ہو وہی ہر چیز کا عالم ہے اور ہر چیز پر غالب ہے

(۲) ذلك بما قدمت ليدكم و ان الله ليس
یہ نہیں کاموں کا بدلہ ہے جو تمھارے ہاتھ پہلے سے
بظلام للعبید رآل عمران آیت ۱۸۲
کرتے ہیں اور یقین جانو کہ اللہ بندوں پر ظلم کرنے والا
نہیں ہو

(۳) ان الله لا يظلمو مشغال ذرغ و ان ذك
یقین جانو کہ اللہ ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا اور اگر کوئی
حسنه يضاعفها ويؤت من لدن اجرًا
نیکی ہوتی ہے تو اس کو دوا کر دیتا ہے اور اپنی طرف سے
عظيما (النساء آیت ۴۰)
اجر عظیم عطا فرماتا ہے

(۴) و تمت كلمته ربك صدق وعدك لا
اور پوری ہو گئی بات تیرے پروردگار کی بچائی اور بدل
لا ميبدل انكلماته وهو السميع العليم
میکرئی انکی باتوں کی برسنے والا نہیں ہے اور سننے والا
واقف کار ہے (الانعام آیت ۱۱۵)

(۵) ذلك ان لورين ربك مهالط الغر
یہ پیغمبروں کا بھیجا اس وجہ سے ہے کہ تیرا پروردگار راز
بظلم و اهلها غافلون (الانعام آیت ۱۲۱)
کو ظلم و تم سے وہاں کے باشندوں کی فطرت کی حالت
میں ہلاک کرنے والا نہ تھا

(۶) قل مربي بالفسط و انموا اوجوهكم
کہدلاسے رسول کہ میرے پروردگار نے عدل کا حکم
عند كل مسجد و ادعوه مخلصين لا اله الا هو
دوبارے اور یہی فوادیا کہ ہر نماز کے وقت اپنے منہ
را لا دعوات آیت ۲۹
قبلہ کی طرف سیدھے کر لیا کہ وہاں کے بے خالص

عبادت کر کے اُس سے دعا مانگا کر دے

(۷) ان الله لا يظلم الناس
یقین جانو کہ اللہ لوگوں پر کبھی ظلم نہیں کرتا نہ اگر
شيئا و لكن الناس انفسهم يظلمون
لوگ اپنے نفسوں پر خود ہی ظلم کرتے ہیں
(يونس آیت ۲۴)

(۸) وَلِكُلِّ مَن يَرْسُلْ فَاِذَا جَاءَهُمْ سَوْهَمٌ
تَضَعِيْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝
(دین آیت ۱۰۰)

نہ کیا جائے گا،

(۹) وَتَضَعِيْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ
(دین آیت ۵۴)

(۱۰) وَلَا تَكْنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَاَنْفُسُكُمْ
الشَّارِدُ مَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءٍ ثُمَّ
لَا تُنصَرُوْنَ، (ہود آیت ۱۳)

تمہاری کوئی مدد بھی نہیں کرے گا۔

(۱۱) وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ لٰكِن ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ
فَمَا اخْتَفَتْ عَنْهُمْ اَلِهَتُهُمُ الَّتِي يَدْعُوْنَ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لِّمَا جَاءَ اَمْرُهُمْ
وَمَا زَادُوْهُمُ غَيْرَ تَتٰبٍ (ہود آیت ۱۰۱)

کرنے کے کوئی فائدہ پہنچایا

(۱۲) اِنَّ اللّٰهَ يَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ
اِيتَاٰنًّ ذٰلِكَ الْقَرٰبِیْ وَنَهٰی عَنِ الْفَحْشَاۤءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغٰی یُظَلِّمُ لِقُلُوْبِهِمْ ذٰلِكَ
وَدُوْنَهُ (النحل آیت ۵۰)

(۱۳) وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ
فَلَا تَظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا كَانَ شَفَاۤءٌ
حَبْرٌ مِنْ خَدُوْلٍ اِیْتَنَابَهَا وَكُنْیٰ بِنَا حَاسِبِیْنَ
لَا اَنْبِیَآءَ (آیت ۴۴)

(۱۴) ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتَ یَدَکَ وَاِنَّ اللّٰهَ لَیْسَ
بظَلٰمٍ لِّلْعٰبِدِیْنَ (الحج آیت ۱۰)

اور ہر امت کے لیے خاص ایک رسل ہوا ہے تو
جب ان کا رسل ہماری بارگاہ میں آئیگا تو ان کے دین
میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائیگا۔ اور ان پر ظلم

اور ان کے درمیان میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا
جائیگا اور ان پر ظلم نہ ہوگا،

اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے انکی طرف اہل نبوت
تھیں بھی ورنہ انکی الگ لپیٹ لے گی اور خدا کے
سوا اور لوگ تمہارے سرپرست ہی نہیں ہیں تو پھر

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ انھوں نے ہماری نافرمانی
کر کے خود اپنے نفسوں پر ظلم کیا اور جن خداؤں کو ان
کے سوا پکارا کرتے تھے ان کے کچھ بھی کام نہ آئے جبکہ
تیسرے پروردگار کا حکم پہنچ گیا اور نہ ان کو بخیر مالک

یقین جانو کہ اللہ عدل و احسان اور قربت و درندگی
ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور ناشائستہ
حرکتوں سے اور سرکشی سے روکتا ہے اور تعین نصیحت
کرتا ہے تاکہ نصیحت حاصل کرو،

اور قیامت کے دن ہم عدل کی ترازو میں ہر چیز کے
پہر تو کسی نفس پر کچھ ظلم نہ ہوگا اور اگر رائی کے دانے کے
برابر بھی کوئی عمل ہوگا تو ہم اسے موزوں کر دینگے اور
ہم حساب کرنے کے لیے کافی ہیں

یہ ان کاموں کی سزا ہے جو تیسرے ہاتھوں نے پہلے
سے کیے ہیں اور یقین جانو کہ اللہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا

(۵) وما الله يريد ظلمًا للعباد،

اور اللہ نیکو دلی ظلم کا ارادہ نہیں کرتا،

(المومن آیت ۳۱)

— ❦ — ❦ — ❦ —

(۶) وما يابك بظلام للعبيد،

اور تیرا پروردگار نیکو دلی ظلم کرنے والا نہیں

(رحمہ سبحانہ آیت ۴۶)

ہے،

(۷) ما يبدل القول لدى وما انا

میں سے یہاں بات بدلا نہیں کرتی اور نہ میں بندوں

بظلام للعبيد (ق آیت ۳۹)

نیکو دلی ظلم کرنے والا ہوں،

(۸) داوفا الكيل والميزان بالفلس فلا

اور انصاف کے ساتھ ناپ تول پوری کردم کسی شخص

نكلفت نفسًا الا ومعها واذا افلحت فاعدا لولا

کوئی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے اور جب بولتو

ولو كان ذا قوتي وبعهد الله او فواذ ليكو

انصاف ہے اگرچہ (جس کے خلاف ہوں) تمہارا عزیز

وصيكم به لئن كنتم تذكرون ۝

ہی کیوں نہ ہو اور خدا کے عہد کو پورا کر دینے باتیں ہیں

(الاحقاف آیت ۱۵۲)

جس کا تم کو خدا نے حکم دیا ہے تاکہ تم عبرت حاصل کرو

یہ سب اٹھارہ آیتیں ہیں جن میں خداوند عالم نے اپنی عدالت کا اثبات و اظہار اور ظلم سے بارت دینا

فرما کر ہمیں بھی عدل و انصاف کا حکم دیا ہے اور آیت نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ میں اپنی عدالت کے اثبات اور نفی

ظلم اور حکموں اور بدل فرماتے ہیں ان حق و تاکید و تحقیق کا استعمال فرما کر ہمیں اپنی عدالت کا یقین دلانے

میں کوئی گنجائش شک و شبہ کی باقی نہیں رکھی رہی یہ بات کہ ان آیات میں ایمان باللہ اور ایمان

بالرسول اور ایمان بالیوم الآخر والے آیات کی طرح لفظ الامنوا کا استعمال نہیں فرمایا تو جواب اسکا یہ ہے

کہ اگر ان حق و تاکید و تحقیق و اور تاکید و تحقیق مفید یقین ہے (اور ضرور ہے) اور یقین و ایمان مترادف لفظیں

ہیں جن میں سے ایک دوسرے کا قائم مقام ہو سکتا ہے، لہذا امنوا کے نہ ہونے سے کوئی اعتراض وار نہ ہو سکتا

اور چونکہ لفظ امنوا سے محال ہو سکتا تھا ہی ان سے محال ہو سکتا اور اگر ان سے نہ ہو سکتا تو یقین اور یقین

نہیں و تو جن جن مقالات پر ان یا امنوا کا استعمال نہیں ہوا ہے مثلاً انھیں اٹھارہ آیتوں میں سے

آیت نمبر ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۲۹ و ۳۰ و ۳۱ و ۳۲ و ۳۳ و ۳۴ و ۳۵ و ۳۶ و ۳۷ و ۳۸ و ۳۹ و ۴۰ و ۴۱ و ۴۲ و ۴۳ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ و ۴۷ و ۴۸ و ۴۹ و ۵۰ و ۵۱ و ۵۲ و ۵۳ و ۵۴ و ۵۵ و ۵۶ و ۵۷ و ۵۸ و ۵۹ و ۶۰ و ۶۱ و ۶۲ و ۶۳ و ۶۴ و ۶۵ و ۶۶ و ۶۷ و ۶۸ و ۶۹ و ۷۰ و ۷۱ و ۷۲ و ۷۳ و ۷۴ و ۷۵ و ۷۶ و ۷۷ و ۷۸ و ۷۹ و ۸۰ و ۸۱ و ۸۲ و ۸۳ و ۸۴ و ۸۵ و ۸۶ و ۸۷ و ۸۸ و ۸۹ و ۹۰ و ۹۱ و ۹۲ و ۹۳ و ۹۴ و ۹۵ و ۹۶ و ۹۷ و ۹۸ و ۹۹ و ۱۰۰

چاہئے اور غور کرنا چاہئے کہ ان الفاظ قرآن کو میں یقین سے ملاحظہ فرما کر ایمان باقی بھی رہتا ہے یا نہیں؟

خدا و رسول اور قرآن مجید اور کتب سابقہ اور انبیائے سابقین اور ملائکہ مقربین اور یوم حسنہ و بر ایمان:

لاؤ، کے معنی کیا ہیں؟ یہی ناکہ خدا کی ہستی و توحید اور ملائکہ کے وجود اور انبیائے سابقین اور جناب انصاریین

کے مبعوث من اللہ اور کتب سابقہ اور قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے اور دنیا میں اس کے یقین و ایمان

پھر یہی فائدہ کو آیات مذکورہ بالا میں حرف تاکید و تحقیق (ان) سے بھی حاصل ہو رہا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ باوجود اتحاد مطلب کے ایک کے افزائے دوسرے کے انکار کی کیا وجہ ہو؟ کیا آیت منبر منبر خدا کی شہادت اپنی تجدید و صحت پر اور اُس کے ملائکہ اور اولیاء علم کی گواہی اُس کے قائم بالقسط ہونے پر ان حرف تاکید و تحقیق کے ساتھ باوجود اُسے مفید یقین ہونے کے نہیں اُنکی عدالت کا یقین دلانے کے لئے کافی نہیں ہو اور کیا آیت منبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ اس اسی عنوان پر ہم کو عدالت کا حکم دیا اُس کی عدالت پسندی اور اُس کے عادل ہونے کا یقین دلانے کے لئے کفایت نہیں کرتا اور کیا باقی آیات میں کلمہ ربانی کا صدق و عدل کی راہ ہے پورا مژدہ اور مختلف عنوانوں سے ظلم کا انکار کرنا اور ظالموں سے میل نہ رکھنے کی ہدایت فرمانا اور پھر رسول سے یہ کہنا انا کہ ”مجھے میرے پروردگار نے عدل کا حکم دیا ہے“ ہمیں اُنکی عدالت کا یقین کرنے اور اُن پر ایمان لانے کے لئے کافی ہو؟ میں کب خیال میں تو کوئی راسخ العقیدہ مسلمان یہ نہیں کہہ سکتا کہ ”یہ آیات اثبات مطلوب میں کافی نہیں ہیں“ اور جب کفایت اُنکی تسلیم ہو تو اس عقیدہ کو اصول ایمان میں داخل کرنا کسی طرح قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔

ایک باب کفایات

عقیدہ عدالت کو داخل اصول دین کرنے کے جو وجوہ آج سے پہلے سپرد قلم ہو چکے ہیں اُنکے علان آج ہم یہ بھی کھنا چاہتے ہیں کہ عقیدہ معاد جو کہ تمام مسلمانوں کا اتفاقی عقیدہ اور ہر مسلمان کے نزدیک اصول دین میں داخل اور ہر ایک کے نزدیک لازم سزا جزا ہو اور دین کا لفظ اصل لفظ میں بھی معنی جزا ہے اور اس لئے اصول دین کا مطلب مجزائے اسکے اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ یہ اصول میں خبر پر سزا جزا کا دار و مدار ہے لہذا اگر عقیدہ عدالت خدا اصول دین میں داخل و شامل نہ ہو تو برورد قیامت جس سزا و جزا کے صحیح و کامل اور بہتر و استحقاق ملنے پر اطمینان کا بل حاصل نہیں ہو سکتا، اہل خباب قدس اکی عسرا عہ کی عدالت کا عقیدہ ہی ایک ایسا عقیدہ ہو جو ہر جزا و سزا کے صحیح و کامل اور بقدر استحقاق ملنے پر اطمینان دلا کر ہمیں اُسکے احکام کی تعمیل پر ایمان اور اُس کے لواہی سے روکتا رہنا ہے اگر عقیدہ نہ ہو تو جزا و سزا کے غیر صحیح و غیر کامل اور استحقاق سے کم و بیش ملنے کا امکان نہ نہیں اُسکے احکام کی تعمیل پر ایمان کر سکتا ہے اور نہ اُسکے لواہی سے روک سکتا ہے،

یہ مختصر جملہ عدالت کے متعلق عرض کیے گئے ذرہ رہی تو آنرہ اشاعتوں میں امامت کے متعلق بھی کچھ عرض کر دینے کے، و مہر میں جب منبر نکالنا ہو ایسے معذور ہیں واللہ اعلم بالصواب

سیر الوداعین اقوام

دنیا میں شاید ہی کوئی تحریک ایسی ہو جسکی آواز بوقت واحد کسی ایک جماعت کی زبان سے بلند ہو بلکہ ہر تحریک کے الفاظ پہلے پہل کسی شخص واحد ہی کی زبان سے ادا ہوتے ہیں اسکے بعد خود اس شخص کی کوشش یا اس تحریک کی قوت مؤثرہ اور لوگوں کو بھی اسکی طرف جذب کر کے اپنے مؤید اور ہم آواز پیدا کرتی ہے اور بالآخر ان تحریک ایک جماعتی یا قومی تحریک ہو جاتی ہے اور اگر کوئی تحریک اکہو ایسی ہی نہیں جانی جس کی آواز بوقت واحد ایک جماعت کی زبان سے بلند ہوئی ہو تو یاد رکھیے گا کہ اس تحریک کا محرک بھی کسی شخص واحد ہی ہوگا جس کی آواز کی کوشش نے اس جماعت کے قلوب کو بوقت واحد اپنی طرف جذب کر کے اس کے تمام افراد کو متحد و ملتان بنا دیا، مدرسۃ الوداعین لکھنؤ بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں اس تعلیمکام کے قیام لکھنؤ اور جناب سرکار صد الشریعہ دام ظلہ العالی کے فرزند ارجمند خلیفہ الموی سید محمد صاحب جم طلبہ خواہ کی مقدس زبان سے ادا ہوئی اور اسکی قوت مؤثرہ نے سب سے پہلے آریزہ بل سرمد اور اصحاب ہمدان و ہمدانہ آباد امام اللہ قیامہ العالی کے مبارک قلب کو اپنی طرف جذب کر کے حضور مدوح کی عالی ہمتی اور بلی ذہنی ہمدردی و بھی خواہی کو جو شرف الماکراس مدرسہ کو قائم کرا دیا جس کے مصارف کے لئے پچھلے چار ہزار روپیہ سالانہ وقف ریاست عالیہ سے حشر ہوتے رہے اور اب تین چار برس سے ایک ہزار سالانہ کی رقم کا اضافہ ہو کر سات ہزار روپیہ سالانہ لاکر کرنے میں واضح ہو کہ یہ رقم نہ آئے دن کے بڑھتے ہوئے مصارف ضروریہ کو کافی ہو سکتی تھی اور نہ ادارہ جو بلی و قومی مفاد کے لئے قائم کیا گیا ہو اور جس کے اثرات کو تمام قطیع عالم میں پھیلا نہ ہوں بغیر قومی اعانت کے کامیابی کی منزل میں طے کر سکتا ہے اسلئے ضرورت تھی کہ اس قومی ادارہ کی اعانت اور اشتراک عمل کے لئے تمام قوم کو دعوت دی جائے اور ہر فرد قوم کو اسکی اعانت اور انہیں شرکت کا حق دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور مختلف علامات و نشان اور ارکان مدرسہ کے طرز عمل سے یہ بات واضح کر دی گئی کہ حضور مدوح اسکے مؤسس و بانی ضرور ہیں اور سب فیان گرا نقدر رقم اسکے مصارف کے لئے عطا فرماتے رہتے ہیں لیکن حضور مدوح کی دلی خواہش اور دیگر کارکن مدرسہ کی طلبی تناسیب ہے کہ یہ قومی ادارہ قومی ادارہ ہو کر ہے اور ہر فرد قوم کو قوم کا مال سمجھتی ہے، یہاں کسی قسم کی شخصیت نہیں کو کسی نوع کا استبداد نہیں ہے میننگ کیٹی قائم ہے جو نظم و نسق کلی کی نگران و مختلف شعبوں کے سرکاری الگ الگ ہیں جو اپنے اپنے سینے کے نگران ہیں، مالی ضروریات کی طرف قوم کو توجہ دلائی جاتی ہے ہر قوم اعانت شکر کے ساتھ قبول کیے جاتے ہیں جو ہر مہینہ رسالہ الواغظ میں شائع ہوتے رہتے ہیں، سال بھر کے بعد سال تمام کا حساب چھاپا جاتا ہے جس سے زبان کوئی اور صورت کسی ادارہ کو قومی ادارہ ثابت کرنے کی ہمارے ہاتھ میں

نہیں آسکتی، ہاں یہ ضرور ہے کہ اس وقت تک کوئی عام فہرت چندہ کی نہیں کوئی گئی جس کا باعث صرف اپنے طرز عمل سے افرادِ قوم کو متوجہ کرنا اور اس کی ضرورت محسوس کرنا تھا چنانچہ بحمدہ تعالیٰ بعض افرادِ قوم کے دل پر اس دارہ کے قابل قدر و قابلِ بھار و عہدات و ذمہ سے ایسے شاکر و شکرگزار بن گئے کہ انہوں نے تمام قوم کو متوجہ کرنے اور مالی امداد پہنچانے کے لیے بعض مضامین بھی بعض اخبارات میں شائع کرادیے جیسا کہ اخبار سرفراز مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۳۲۷ء کے ملاحظہ سے واضح ہے جس میں جناب شیخ حسن صاحبِ بُلْتَنانی کا ایک مضمون بعنوان ”مدرسۃ الواعظین اور قوم“ شائع ہوا ہے جس میں سید صاحب موصوف نے اپنی تجویز سابق یعنی مدرسۃ الواعظین کو شدید تنبیہ کی طرح شیعوہ کانفرنس کا ایک شعبہ قرار دیدیے جانے پر اہم جاننے والی برگمانی کو دفع فرما کر شیعوہ کانفرنس کے آئینہ اجلاس میں رستہ الواعظین کے سالانہ جلسہ کو کجانی کی طور پر منعقد کرنے کی رائے دی ہے ہم ان دونوں تجویزوں کو نامکن اہلِ کھبر اگرچہ ان سے متفق نہیں ہو سکتے مگر اس پوری تحریر کو جناب موصوف کی بلی دتوی ہمدردی و جوشِ ملیح و خلوص و مدرسہ کی خیر اندیشی پر مبنی جانکر اس مضمون کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خداوندِ عالم کی بارگاہ میں لے کر متعدد افراد کے پیدا ہو جانے کے لیے دستِ دعا ہیں،

سید صاحب موصوف نے اس دارہ کو ایک قومی ادارہ ثابت کرنے اور قوم کو اس کی طرف متوجہ فرمانے کی قابل قدر کوشش فرمائی ہے مگر انہوں نے جناب شیخ علی عباس صاحبِ سینی ایٹم اے نے یکم اکتوبر ۱۳۲۷ء کے اخبار سرفراز میں باوجود اسکی ضرورت و اہمیت مسلم و عیسوی فرمائے کے بھی سید حسن صاحبِ بُلْتَنانی کی مذکورہ بالا پہلی تجویز سے جن الفاظ میں اختلاف فرمایا ہے وہ سخت مایہ حیرت و متعجب ہیں چنانچہ اب تحریر فرماتے ہیں:-

البتہ مجھے جناب بُلْتَنانی کے مضمون کے اُس حصے خلاف ہیں جہاں موصوف نے مدرسۃ الواعظین کو ایک قومی ادارہ فرض کر کے اُسے آلِ ائمہ یا شیعوہ کانفرنس کا ایک شعبہ قرار دینے کی سعی فرمائی ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے یہ اربابِ حل و عقد مدرسہ کے نزدیک ایک ایسے کی ذاتی ملکیت ہے نہ کہ کوئی قومی ادارہ بانی مدرسہ اس بیان کی بنا پر ذاتی طور پر اس کے مالیات کے مزار ہیں اور نہ اس مدرسہ میں قوم کی دخل اندازی پسند نہیں فرماتے چنانچہ انھیں وجہ کی بنا پر (۱) آج تک اس مدرسہ کا سالانہ بجٹ کسی اخبار میں شائع نہیں کیا گیا (۲) آج تک اُن حضرات کے اسماء گرامی کسی جریدہ میں نظر سے نہیں گزرے جنہوں نے اس مدرسہ کو کوئی مالی امداد دی ہو اور اُن اعانتی رقوم کے اعداد و شمار معلوم ہو سکے جواب تک دوسرے مالک کے حامل ہوں (۳) آج تک یہ اخبارات میں میں شائع نہیں ہوا کہ مدرسہ کے مختلف درجوں میں کتنے طلبہ ایک سال میں شریک ہوئے اور کتنے کامیاب ہو گئے، لکھنا یہ میری دانست میں مستدرجہ بالا امور کی جانب سے

بے اعتنائی کرنا اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ مدرسہ قومی نہیں ہو اپنا آزیری جنرل سکرٹری لیا جب کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ قوم سے اس وقت تک کسی مدد کی استدعا صحیح نہیں ہو جب تک کہ مدرسہ شخصی ملکیت کی حیثیت سے نکل کر قومی ملکیت کی صورت نہ اختیار کر لے صرف آخر الذکر ہی حالت میں قوم قابل الزام و ملامت بنائی جاسکتی ہو ورنہ قوم کو مجرم قرار دینا حد درجہ زیادتی ہو ہمیں اس سب کے بے نیاز نہ ہونا جواب میں صرف اس قدر عرض کرنا ہے کہ ملتانی صاحب نے اس ادارہ کو قومی ادارہ فرض نہیں کیا ہو بلکہ جو کچھ لکھا ہوا وہ اس ادارہ کو قومی ادارہ تسلیم کر کے لکھا ہے جیسا کہ انکی تحریر کے عنوان سے واضح و آشکار ہے البتہ خاستی علی عباس صاحب ایم اے نے اپنا دعویٰ ثابت فرمائے کہ قبل اس کے قومی ہونے سے انکا فردا یہ ہے جو نہایت تعجب خیز و حیرت انگیز ہے اور لطف یہ ہے کہ بنا برابری مصلحتات کے مدرسہ کے ارباب جل عقد کی نسبت یہ تحریر فرمایا ہو کہ ان کے نزدیک یہ مدرسہ ایک ایسی کی ذاتی ملکیت ہے نہ کہ کوئی قومی ادارہ ۱۱ مدرسہ الاعلیٰ کے ارباب جل عقد یا مدرسہ کے متولی منتظم خباب قبلہ و کبیر صدر الشریعہ حضرت آقائے عظم الاعلیٰ دم ظلہ العالی یا مینجنگ مسیٹی کے ممبران والا نشان ہیں یا سکریٹری عاجان شنبہ جات مختلفہ بہر کیا ان حضرات میں سے کسی بزرگ نے تحریر یا تفریر کبھی اس خیال کو ظاہر فرمایا ہے اور کسی شخص نے اسکو دیکھا یا سنا ہے ہمارے نزدیک تو ان حضرات کا آزیری طور پر کلام کرنا اس امر کی دلیل صریح ہے کہ وہ اس ادارہ کو ایک قومی ادارہ مان رہے ہیں انھیں آزیری طور پر کام کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی،

بانی مدرسہ اس کے مالیات کے پورے پورے ذمہ دار تو اسی وقت ہو سکتے تھے کہ جب انکی ذاتی ملکیت ہوتی اور جب انکی ذاتی ملکیت نہیں ہو اور ان اپنے چندہ معینہ کی مقدار کے موافق ایک جائیداد تعین فرما کر اپنے ملکیت سے خارج فرما چکے ہوتے تو علاوہ مقدار معینہ یا مقدار عطا فرماتے کے لئے انکی مالیات کا پورے پورے ذمہ دار ہو سکتے ہیں ذمہ کے اشتراک میں کوئی ناپسند ہو سکتے ہیں علی الخصوص جبکہ انہی مختلف تقریریں بکرات و مرات اس امر کو ظاہر فرما چکے ہوں کہ یہ مدرسہ قومی مدرسہ ہے اور ہر فرد قوم کو اس میں اشتراک مل کا حق حاصل ہے ۱۰

(۱) بحث ہمیشہ معین یا مستقر آمدنی کے لحاظ سے بنایا جاتا ہے آمد آمدنی و خرچ کا توازن دکھایا جاتا ہے لیکن جس ادارہ میں آمدنی کی یقینی تعداد محدود اور بقا بلکہ آمدنی کے خرچ کی تعداد نامحدود ہو اور کوئی قومی ایشہ بھی کہیں سے نہ ہو بلکہ اعضاء مدرسہ کی کوشش اس کے ضروریات کی تکفل ہو اسکا بجٹ کیونکر بن سکتا ہے اور کیونکر شایع ہو سکتا ہے اس وقت تک اس مدرسہ کے خارجہ تنویر کا علی اللہ جل جلالہ ہیں اور چونکہ اسی کے لئے بلند کرنے اور اسی کے پسندیدہ دین کے ترویج کے لئے یہ تمام کوششیں ہو رہی ہیں لہذا انہی ضروریات لائق کو پورا کر دیتا ہے اعضاء مدرسہ متفکر و مترو و ضرور رہتے ہیں مگر قوم میں حیث القوم متوجہ ہو کر ایک مرتبہ

استدرا و دبیر جمع کر دے جو ہمیشہ کے لیے تمام محتاج کو کافی ہو تو یہ انتشار مبتدل بہ اطمینان ہو جائے اور اس ادارہ کے لیے کوئی کٹکا باقی نہ رہے،

(۲) مدرسۃ الراضیین کی جانب سے ایک ماہانہ رسالہ الواعظ، شائع ہوتا ہے جس میں مدرس کے تمام حالات درج ہوتے رہتے ہیں اسلئے اشکو کسی دوسری جریدہ میں اپنے حالات شائع کرانے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اگر جناب مینی صاحب (الواعظ) ملاحظہ فرماتے رہتے تو انھیں معلوم ہوتا رہتا کہ ابتدا سے اس وقت تک ہفتوں کے کن کن اکابر و علماء نے کتنی مالی امداد دی اور کون کون حضرات دے رہے ہیں اور کتنی امداد دوسرے ممالک سے جا رہی ہو رہی، اس قدر حسرت و افسوس کا مقام ہے کہ اخبار النجم تو اس مدرس کے حسابات کو الواظف میں دیکھ کر اتنا متاثر ہو کر اپنی قوم کو غیرت دلا کر ایک ایسا ہی مرکز قائم کرنے کی ترغیب دے اور جناب مینی صاحب اس قدر لاسلم دے خبر ہوں،

(۳) طلاب کی سالانہ تعداد اور کامیاب و ناکامیاب طلبہ کی فہرست بھی الراضی شائع ہوتی رہتی ہے اگر الواظف جناب مینی صاحب ملاحظہ فرماتے رہیں تو وہی اصل لائبریری کا واحد علاج ہے،

میری دانست میں اب اس موضوع پر کافی بحث ہو چکی اور اس ادارہ کا قومی ادارہ ہونا اچھی طرح واضح ہو گیا اور قوم سے استمداد غیر صحیح نہ رہی قوم میں حیث القوم اگر اب بھی آمان نہ ہو تو شکایت بجان نہ ہو گی (ناجنیز دیر)

البتہ

شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل دید رسالہ ہے جس میں بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور انھیں کی سمجھ کا اندازہ کر کے پہلے ایک مقدمہ میں اصول دین اور کلید اسلام و ایمان کو سمجھایا ہے پھر پہلے باب میں اصول دین کی ہر اصل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا ہے اور دوسرے باب میں منسروع دین میں سے ہر ہر منسروع کے معانی و مطالب بیان کر کے ہر ایک منسروع کو تفصیل سے عملی عنوان پر سمجھایا ہے اور ان باب مطالب کو پچاس کے باواجمی کاغذ پر پانی قلم سے صفحہ میل داکیا کی قیمت فی رسالہ ادرطان محمول فی ۱۲ رسالہ مع محصل علان فیس حسب مری دی پی عہد

نقد و تبصرہ

برہان مجاہد بچہ کشمیری یہ مجال نافعہ اور علائقہ سلسلہ تبلیغ اعجازی کا نواں رسالہ ہے جسے جناب تفسیر آیہ مباہلہ شایخ الالقاب مولانا الحاج مولوی محمد اعجاز حسن صاحب صدیقی بدایونی مدرسہ الداعیین نے جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب مدرسہ الخیم کی تفسیر آیہ مباہلہ کے جواب میں نہایت محکم مقنن دلائل کے ساتھ تحریر فرما کر شیعہ علم کلام میں ایک گر افندہ اضافہ فرمادیا ہے، اس رسالہ کی مہتد میں آپنے اتحاد مسلمین کے محاسن اور اتحادی جلوں کی تصویر کشی اور شیعوں کی تکفیر کرنے والوں کے دلائل و براہین کی رد فرماتے ہوئے نبی کے اتحادی جلسہ عید مباہلہ کو بدیہ الخیم کی تفسیر نبوی کا موجب ظاہر فرما کر اس تفسیر کا جواب تحریر فرمایا ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ یوم مباہلہ اسلامی عید نہیں خاص اہمیت رکھتی ہے اور حضرت رسولؐ سے نہ صرف علی و فاطمہ اور حسین علیہم السلام کو اپنے ہمراہ لیکر خانہ عصمت سے برآمد ہوئے تھے کوئی صحابی آپ کے ہمراہ نہ تھا اور اس لیے آیہ مباہلہ امت امیر المؤمنین اور حسین علیہم السلام کی دلیل صریح اور خلافت بلا فاصلہ علیہ التین کی حجت واضح اور برہان لائق ہے،

اسم اس رسالہ کے خصوصیات کو ان چند سطروں میں تفصیل سے درج نہیں کر سکتے مگر تفسیر آیہ مباہلہ میں ایک پر زور اور کل تسلیم کرتے ہوئے ناظرین کرام سے اسکے مطالبہ کی پر زور سفارش کرتے ہیں ۲۰ × ۲۵ پیچہ نہ سفید کاغذ پر ۵ صفحہ کا حجم ہے کتابت طباعت نہایت واضح درشن قیمت ۵ روپے شنبہ احسن لکھنؤ مدرسۃ الداعیین سے طلب فرمائی،

اعلیٰ کلمۃ حق یہ رسالہ دراصل دائرۃ الاصلاح لاہور کے ایک اشتہار کے جواب میں لکھا گیا ہے جو دستی ہدایت نامہ کے عنوان سے شہر کیا گیا تھا چونکہ اس اشتہار میں اخفائے واقعات مصائب اہلبیتؑ کی بلنج گوشیش کی گئی تھی اور مقصد اسکا اتحاد مسلمین کو نفاق و شقاق کی صورتوں میں تبدیل کرنا تھا جو ایک اتفاق و اتحاد پسند قلب اور ایک حق کوش ہستی کے لئے اہلئے تعوب اور تنہلئے قلق کا باعث تھا لہذا جناب مفتی القاب شہنشاہ سلطان علی صاحب دُرانی نے اس اشتہار کا جواب دینا ضروری سمجھا اس سلسلہ کو تحریر فرمایا اور احقاق حق و انکلائے کلمۃ اللہ کی داد و دیکر اظہار واقعات اور کشف حقائق میں اپنے زود قلم و معلومات کو کافی طریقہ سے صرف کیا و بیانیہ چنانکہ سفید کاغذ پر مع مرتزق ۲۲ صفحہ کا حجم ہے کتابت طباعت اچھی ہے قیمت کچھ نہیں ار کا کٹ بھجکر جعفریہ ایسوسی ایشن لاہور سے طلب فرمائیے،

اسلامی بچہ کا قاعدہ ایک دستے یخیال تھا کہ قرآن مجید پڑھنے والے بچوں کے لئے بنوادنی قاعدہ کے

اعلان کوئی ایسا مختصر قاعدہ ترتیب دیا جائے جو حروف مفرد کے نقوش یاد ہو جانے کے بعد الفاظ و کلمات کیہ میں حروف مفردہ کی شکلوں کے تغیر اور ان کے جوڑ پر نہ کی ترکیب سمجھنے میں مدد و معاون ہو اور یہی بخوبی سمجھیں کہ کون کون حروف دوسرے حروف کے ساتھ کس صورت اور کس عنوان سے ملتا ہے اور کیوں کر بڑا جاتا ہے ہلے قاعدہ اکثر حضرات نے بنائے مگر اس قاعدہ میں جناب ابوالمنظر صاحب نے اسکی طریقہ تعلیم کو پیش نظر رکھ کر یہ حروف کے ساتھ چھوٹے حروف اور ان کے جوڑوں کی تختی بھی ساتھ ساتھ دیدی ہے اور حروف مفرد کی تختیاں ختم کر کے دو حرفی بہ حرفی چار حرفی پچ حرفی سٹش حرفی ہفت حرفی نوٹیس اور حروف مشدوں کے قواعد لکھ کر دوسرے حصہ میں بعض آیات اور چھوٹے چھوٹے سورہ بھی لکھ دیے ہیں، اگر پہلے حصہ کو سمجھانے سے پہلے خود سمجھنے کی ضرورت ہے، پانچ پانچ کے سفید کتبے کاغذ پر ۴۰ صفو میں اچھی لکھائی چھپائی سے طبع ہوا ہے قیمت ۱۰/- ملوث پینر کچھ لکھا نہیں، صادق پریس لکھنؤ، کاب گنج میں طبع ہوا ہے،

شامِ نسیم یہ رسالہ بھی جناب ابوالمنظر صاحب کے زور قلم کا نتیجہ ہے جس میں شادی و غم کے وجوہ و اسباب حقیقت اور زمانہ قیام وغیرہ سے بحث کر کے عزائم جناب سید الشہداء کے فطری ہونے اور تا قیام قیامت تک اس کے باقی رہنے پر تائید و اطمینان اچھی روشنی ڈالی ہے پانچ پانچ کے سفید کاغذ پر اچھی لکھائی چھپائی سے طبع ہوا ہے

ملوث پینر کچھ لکھا نہیں، صادق پریس لکھنؤ میں طبع ہوا ہے غالباً اسی مطبع سے یا انجمن اسلام دہلا لا شاعت ہو رہی ہے،

انگریزی ترجمہ صحیفہ کابلہ

کلام الامام المام الکلام

علی ثانی یا امام المثلث امام چہارم حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا وہ کلام باغت نظام جو تحت کلام پنجابن دوق کلام مخلوق اور موقوف تھوڑا انسانی علوم و کمالات کا معدن اور ابطہ عبودیت و معبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعاء و مناجات کے اعلیٰ ترین طرز کا معلم و مرشد الوافطین کے کافی وقت و رسم کے صرف انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہو رہا ہے وراثتین کے تحت تقاضہ سے پہلا حصہ جو ۳۰ دعاء و پرتل و اور ۱۰ صفو پر جمع ہوا ہے شائع بھی کر دیا گیا ایک صفو پر اصل عبارت عربی و اور دوسرے صفو پر ترجمہ و جلد نہایت عمدہ انگلش فین قریب یہ ترجمہ کیسا ہے اور اسکے کیا خصوصیات ہیں؟ ایک ان پڑت جو منی اسکو دیکھ کر کہتا ہو کہ اگر خدا ایسا ہی ہو جیسا کہ اس کتاب میں بتلایا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں، ہاتھوں ہاتھ نکل رہا ہے جلد ہو گئی ایسا نہ ہو کہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے،

فہرست پتہ امتحان لائسنس بابت ۱۹۲۹ء تحریری تقریری سنسکرت

نمبر	نام متعلم	نمبر تجوزہ	نمبر حصہ	کیفیت
سال سوم	سوی سید وجیہ الحسن صاحب	۶۰۰	۲۶۴	
سال دوم	مولوی آغا بدین صاحب	۵۰۰	۳۲۵	پاس بافتائے سنسکرت
"	مولوی سید ابن جن صاحب	۶۰۰	۲۴۶	
"	مولوی محمد بشیر صاحب	۶۰۰	۲۴۹	
"	مولوی رشید محمد عارف صاحب	۶۰۰	۳۴۵	پاس
سال اول	مولوی احمد رضا صاحب	۶۰۰	۲۵۹	
"	مولوی بنیر رضا صاحب	۶۰۰	۲۶۰	
"	مولوی سجاد حسین صاحب	۶۰۰	۲۵۸	
دوسرا سال	مولوی انصار حسین صاحب	۲۵۰	۱۷۳	
"	مولوی نذیر علی صاحب	۲۵۰	۲۳۵	پاس
سال اول	مولوی رضی عباس صاحب	۲۵۰	۲۴۱	پاس

سید عاشق حسین بیڈکلک ۶ نومبر ۱۹۲۹ء

فہرست قوم اعانت مستقل و غیر مستقل بابت اہل کتب و سلف

مستقل

غیر مستقل

- ۱۔ راہپور سٹٹ
عالمیاتیہ آل احمد صاحب انیس پندرہ شتر
عالمیاتیہ نوابیہ محمد رضا صاحب چک لکھنؤ
عالمیاتیہ محمد جمال صاحب مدراس
عالمیاتیہ محمد عجبی حسن صاحب دیکل بستی
عالمیاتیہ محمد محمود صاحب منچر و ادلاء شاہ کپنی
عالمیاتیہ مظفر حسین صاحب دیکل سیتاپور
عالمیاتیہ سی مرتضیٰ صاحب انجمن تیرانا اگر جمشید
عالمیاتیہ خاجہ حسن صاحب بازار سکرو کٹھیر
عالمیاتیہ تہلیق حسین صاحب میرہ ضلع شاہ پور پچا
عالمیاتیہ علی شیر خان صاحب گیر دارلداغ
عالمیاتیہ جعفر حسین صاحب پتھور
عالمیاتیہ محمد عوث صاحب الیور ضلع ملتان
عالمیاتیہ علی محمد صاحب چائی حیدر آباد کون
عالمیاتیہ حسن رضا صاحب بستی ضلع کراچال
عالمیاتیہ مولوی محمد معین صاحب
عالمیاتیہ شی رضا حسین صاحب
عالمیاتیہ لوی محمد متین صاحب
عالمیاتیہ لوی محمد حسن صاحب
عالمیاتیہ عظیم صاحب کٹان مکا ضلع سنال پور
عالمیاتیہ لوی محمد حلیم صاحب تریہ ضلع ہزارہی
عالمیاتیہ عزیز اللہ خان صاحب نون ضلع پوچی ضلع
نظرفرگڑہ

مدرسہ

- عالمیاتیہ وقار حسین صاحب بریلی
عالمیاتیہ کریم صاحب بستی

عالمیاتیہ

بہار علی محمد صاحب
مدرسہ
بہار علی محمد صاحب
مدرسہ

بَيْتَةُ الرَّسُولِ

عالم نسل و سر فیہ عالمیان

آپ کے آفرینش عالم سے آج تک کی واجب الاحترام خاتون کے جہد و انکساب و سنت یا تاریخ دیر میں ہم ایسے کوتاہ نظر فل نے دیکھے ہیں مثلاً اہم سابقہ میں ام لہبر حضرت عائشہ زین فرعون، کلثم اخت موسیٰ مریم مادر عیسیٰ، رحیمہ زوجہ حضرت ایوب، ہاجرہ حضرت اسماعیل وغیرہ وغیرہ ان سب میں حضرت مریم سلام اللہ علیہا کا مرتبہ ہم کو سب سے بڑا ہوا نظر آتا ہے اس لیے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے ایضاً تہذیب و آداب بیت المقدس کا خام قرار دیا، آپ باشتائے وقت ولادت عیسیٰ کی وقت بیت المقدس سے باہر نہیں نکلیں حضرت ذکر کیا اگلی پرورش کے متحمل ہوئے، طعام ہستی آپ کے لئے نازل ہوتا رہا آپ کی عصمت و طہارت پر قرآن مجید نے گواہی دی، آپ اپنے زمانہ کی عورتوں کی سیدہ قرار پائیں، یا بغیر کسی مرد کے س لئے ہوئے حضرت حضرت عیسیٰ آپ کے بطن سے پیدا ہوئے اور لسان قدر نے آپ کو حدیقہ ام آیت اللہ ارشاد فرمایا جیسا کہ آیات ذیل سے ظاہر ہے

واذ قالت امرأة عمران (ب) انی نذرت (۳۵) اور اس وقت کو یاد کر جب عمران کی بی بی جنم نے

لک ما فی بطنی محرراً اقبل منی انک انت لسمیع العلیم (آل عمران آیت ۳۵) کہا کہ اے میری پالنے والے جو بچہ میرے پیٹ میں ہے

ہوں بیشک تو بڑے سننے والا جلتے والا ہے

و کفلھا ذکر یتاماً داخل علیہا ذکر یتاماً الخواص اور کفالت کی مرہم کی ذکر یا نے جب ذکر یا محراب عبادت میں انکے پاس جاتے تو انکے پاس کہنا مہو جو و پاکر پوچھتے

وجد عندہا ہذا فافال یتیم امی لک هذا قالت ہومن عند اللہ واللہ رزق من یشاء (۳۷) جب یہ حساب رآل عمران آیت ۳۷

دیتا ہے

واذ قالت الملائکہ یتیم ان اللہ اصطفیک وطہرک واصطفیک علی نساء العالمین (آل عمران آیت ۴۲) اور اس وقت کو یاد کر جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بیشک اللہ نے تجھ کو برگزیدہ کیا اور تجھیں پاک و پاکیزہ بنایا اور تمہیں تمام دنیا کی عورتوں میں سے منتخب کیا،

واذ قالت الملائکہ یتیم ان اللہ یشترک اور اس وقت کو یاد کر جب ملائکہ نے کہا کہ اے مریم

بکلمہ نامہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم و جیہا فی الدنیا و فی الآخرۃ و من المقربین و یکلو الناس فی المہل و کھلاً و من الصالحین ہ فالت رب اتی یکون لی ولد و لم یحسبنی بشر فال کد لک اللہ یخلق ما یشاء اذا قضی امرًا فانما یقول لہ کن فیکون دال عمران آیت ۴۵ء)

جہا ذکر اللہ تبارک و تعالیٰ ایک کلمہ کی بشارت دیتا ہے جبکہ نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہو گا دنیا اور آخرت میں دونوں میں ابر و دار اور مقربان خدا ہے اور جھوٹے میں اور بڑا ہو کر لوگوں سے یکساں باتیں کرے گا اور صالحین سے ہو گا ایم نے کہا کہ میں نے یہ سب پالنے والے سے سیکھا ہے یہاں کیونکہ اگر اللہ پیدا ہو گا حالانکہ مخلوق کسی بشر نے نہیں کیا ارشاد ہوا کہ تم ایسی ہی ہو مگر اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ پیدا کرنا ہے جب کہ کسی کام کا کرنا نہیں جانتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو ان ہو جاتا ہے

ما المسیح بن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقہ لایہ (المائدہ آیت ۵ء)

سبح بن مریم رسول ہی ہیں بیشک ان کے پہلے بہت سے رسول گزر گئے اور ان انکی صدیقہ تھیں

و جعلنا بن مریم و امہ ایمنہ و اولینہما الی ربوبنا ذات قواہد و معیت (المومنون آیت ۵ء)

اور ہم نے بن مریم و امہ ایمنہ کی بیٹی جس نے اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھا تو ہم نے انہیں اپنی روح ہونکدی اور اس نے اپنے پالنے والے کے طمات اور ان کی کتابوں کی تصدیق کی اور ان فرماں برداروں میں سے تھی

۱) الخوریدہ (آیت ۱۲)

ان آیات کریمہ میں جو فضائل حضرت مریم کے ذکر کیے ہیں وہ اہم سالفہ میں کسی محترم خاتون کے منظر میں آتے مگر جب اس امت کی محترم خاتونوں کے حالات پر نظر کرتے ہیں تو سب سے پہلے تبارک و تعالیٰ نظر آتا ہے نہت و سبب مادر گرامی آنحضرت اور فاطمہ نہت و سبب مادر گرامی امیر المؤمنین پر پڑتی ہے جن کے خیر و شرف کے لیے ہمیں ان دونوں بندگانوں کی ولادت باسعادت ضرورت سے زبان کافی معلوم ہوتی ہے پھر اسکے بعد ازواجِ مہول کے حالات دیکھتے ہیں تو سب سے زبان مقدم ہو کر حضرت خدیجہ نہت و سبب مادر گرامی خباب سیدہ عالم اور ان کے بچے کے بعد خبابہ ام سلمہ و خبابہ نہت و سبب امیر المؤمنین نظر آتی ہیں پھر ان کے بعد نبات مہول کے حالات دیکھتے ہیں تو تین صاحبزادیوں زینب، کلثوم، رقیہ میں تو یہ اختلاف نظر آتا ہے کہ یہ صاحبزادیاں آنحضرت کی صلیبی بیٹیاں تھیں بھی نہیں

اگرچہ قول منصور یہی ہے کہ ان کی صلیبی صاحبزادیاں نہ تھیں بھرجب آپ کی صلیبی صاحبزادیاں نہ تھیں تو کس کی صاحبزادیاں تھیں کوئی کہتا ہے کہ جناب خدیجہ کے شوہر اہل کی لڑکیاں تھیں کوئی کہتا ہے کہ خانبےہ بچہ کی حقیقی بھانجیاں تھیں کوئی کہتا ہے کہ جناب خدیجہ کے بہنوئی کی لڑکیاں ان کی دوسری زوجہ سے تھیں اگرچہ مذہب منصور یہی ہے کہ نہ خانبےہ بچہ کی بھانجیاں تھیں اور نہ کہ جناب خدیجہ عند تحقیق بن بیاسی تھیں اور آنحضرت کے پہلے اکا کوئی شوہر نہ تھا لہذا قول اول غلط محض ہے اور جن علما و محدثین نے اس قول کو نقل کیا ہے علماء ماسے نقل کیا ہے ان کی ذاتی تحقیق نہیں ہو مگر خیر ہم اس وقت اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے اور صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ بہر حال چونکہ ان صاحبزادیوں نے وصل کے گھر میں پرورش پائی اس وجہ سے شہرت ہو گئی کہ وہ بنات رسول تھیں مگر ان صاحبزادیوں کی کوئی ایسی فضیلت نظر نہیں آتی جو کتب اخبار و احادیث اور سیر و تاریخ میں غیر معمولی طریقے سے مندرج ہو البتہ جناب میر کبریٰ صدیقہ غفلی فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا علیہا کے فضائل و خصائل اور مراتب و مناقب سے کتب اخبار و احادیث اور سیر و تاریخ غیر العقول طریقے سے مالا مال نظر آ رہے ہیں جنہیں ہم کمال اختصار پر ناظرین کرتے ہیں،

ایکا حنیب

آپ کے پدر بزرگوار جناب رسول مختار خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی ہیں اور مادر گرامی قدس جناب خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد الغری بن قصی ہیں یعنی آپ کا دایاں سلسلہ بھی قصی پر منتهی ہو تو بڑے اداغیاں بھی اور قصی کے بعد نظر بن کنانہ (قریش) تک متحد چلا جاتا ہے اور جناب خدیجہ کی والدہ فاطمہ بنت زائن ہیں اور انھیں والد ہمال دونوں ایک ہیں آپ کی دادی پر دادی کا نسب بھی چند پیشین آگے بڑھ کر آنحضرت کے نسب میں جذب ہوجاتا ہے،

ولادت باسعادت

آپ کی ولادت باسعادت بھی دیکھی ہی آثار و آیات سے لبریز ہے جو خود آنحضرت کی ولادت میں جناب اکمنہ کی آنکھوں نے دیکھے تھے آپ کا شکم مادر سے باتیں کرنا اور ماں کی تہائی میں منس ہونا وقت ولادت قریشی عورتوں کا خدمت خدیجہ سے انکار کرنا اور خداوند عالم کا روحانی ابواب اعانت کوئی ایسی مہیا سارہ کلثوم کا جنت کی راحت چھوڑ کر خدمت خدیجہ کے لیے آنا اور اسی قسم کے بہت سے غیر العنوں حالات مروی ہیں جنکے اندراج میں لحاظ احتقار ملتا ہے،

تعیین تاریخ ولادت

سید عالم کی تاریخ ولادت میں بہت کچھ اختلاف ہو کئی قبل بخت لکھا ہوا اور کئی بعد بخت لیکن اصح یہی ہو کہ آپ کی ولادت باسلام بخت کے بعد ہی واقع ہوئی اور صدیقہ طاہرہ نے اُس وقت تک گزار جو میں قدم نہیں رکھا جو وقت تک وحی نے خیر مقدم نہیں کر لیا اور آپ کی مصیبت و طہارت کا شام و فرائیں مجید نازل نہیں ہوا،

بیتوں جمادی الاخرہ یوم جمعہ ۱۲ بخت کی منظر میں خانہ رسالت نور فاطمہ کے طور سے خیابار اور خباب خدیجہ کے لئے موجب تزیین اختیار ہوا،

جو لوگ قبل بخت آپ کی ولادت کے قابل ہیں ان کا شمار صرف یہ ہے کہ فخر و افتخار کا موقع جو بخت کی ولادت سے مکمل ہو سکتا ہے وہ ہو جاوے حال نہ ہو سکے حالانکہ اگر ائمہ حدیث اسی کے قابل ہیں کہ ولادت خاتمہ کی آنحضرت کے درجہ نبوت پر فائز ہو سکے چار سال بعد واقع ہوئی جبکہ آنحضرت کا سن شریف ۴۹ سال کا تھا اور انہیں دنوں قریش از سر نو کعبہ کو تعمیر کر رہے تھے اور یہ بھی منقول ہے کہ ولادت آپ کی موعول ہے تین برس کے بعد واقع ہوئی اور ایک قول کی بنا پر دوسرے بعد سلسلہ میلاد نبوی میں

ذکر الامتاذ ابو سعید الحافظی کتاب استاد ابو سعید حافظ نے کتاب شریعت ابنی بن زکریا شریعت البغیان جمیع اولاد رسول اللہ کیسے کہ تمام اولاد رسول قبل طور اسلام پیدا ہوئی مگر طاہر ولد و اقبل الاسلام الا فاطمہ و ابواہم اور برہم علی ولادت بعد بخت واقع ہوئی،

یہی قول اجماع و منصور ہو اور بحار الانوار کشف الخفاء، روضۃ الواعظین، کتاب قبائل احوال الریاض، دلائل الائمہ، معارج الابرار، کتاب معرفۃ اصحابہ وغیرہ اسی قول کی تائید میں ہم زبان ہیں اختلاف جو کچھ ہے وہ یہ جو کہ بخت کے کتبے دنوں کے بعد ولادت ہوئی بعض میں پانچ برس بعد آیام تعمیر خانہ کعبہ میں اور بعض میں دوسرے مندرج ہیں،

اسماء و کنیت والہاب

نام تو بہت سے ہیں مگر حضرت رسول آپ کو اکثر فاطمہ فرمایا کرتے تھے اور وجہ اس نام کی خود آنحضرت سے اس طرح منقول ہے لان اللہ فطمہا و فطم من اجہا من النسا و خدا نے فاطمہ اور اس کے دو منوں کو ناز جنم سے پیدا کر دیا، و اعلام الوری اور اس کے علان قبول عذرا، زہرا، طاہرہ، مطہرہ سیدہ (اخبار الادلہ)

مبارک، زکیہ، راضیہ، مرضیہ، مریم کبریٰ، صدیقہ کبریٰ بھی ہیں ذابخ التواریح کیات ام الحسن، ام حسین
ام الحسن، ام الائمہ ام السطین ہیں،

حلیہ کث

یہ ایک ایسا سخت مشکل وادی ہے جس سے بڑے بڑے اکابر مرد نہیں کر سکتے چہ جائیکہ مجھ ایسا قصیر النظر
و کوتاہ بصر ایسے کہ جب ان مصومہ کی حیا پرین داری نے مرد و مرد عورتوں کو بھی ایسے حالات بیان کرنے کی جرأت
نہ دلائی ہو جو بدن کے منافی ہوں تو بغیر اسکے اور ہم کیچہ نہیں کہہ سکتے کہ جب بر امر طے شدہ ہے کہ باپ کو دیکھنا چاہا
تو سیکھ اولاد کو دیکھو گویا اولاد باپ کا نوٹ ہے تو ذابخ ہے کہ جناب سیدہ میں نہ نام آمار و انوار موجود تھے جو ہشت
میں پائے جاتے تھے خصوصاً اس نظر سے کہ ولادت ان مصومہ کی بد بخت واقع ہوئی تھی اور یہ جس قدر دوائے
باطن رسالت کے آثار آپ میں جملک رہے تھے جیسا دنیٰ ترین غمرہ سے ہے کہ بغیر رسالت و امامت آپ کی بصیرت
کا اقرار ضروریات دنیہ میں داخل ہے اور ایسا جو ہے رفتار و گفتار نشست و برخاست اخلاق و آداب آپ کے
بقول حضرت عائشہ عینہ ویسی ہی تھی جیسے حضرت رسول کے تھے (صحیح ترمذی) آپ کے چہرہ مبارک کا نور آئینہ تھا
کہ حضرت عائشہ رات کو چرخہ کاٹنے سینے پر دے میں چراغ کی قلعج نہ ہوتی تھیں (اخبار الاول)

مختصر سوانح حیات

جو کہ مذکورہ بالا بیان سے واضح ہو چکا ہے کہ ولادت آپ کی ۲۰ جمادی الاول ۶۱۰ء کو بخت کے چار سال
بعد واقع ہوئی اور جناب خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سنہ ۱۰ بخت میں ۲۹ رجب کو انتقال فرمایا بعد از وقت
وفات خدیجہ آپ کی عمر شریف کل پانچ برس ایک ماہ دس یوم کی تھی، پانچ برس کے بچہ کے سر سے ایکی مہربان
ماں کے سایہ کا اٹھ جانا کچھ کم اطمینان و مصیبت خیر نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب باپ ہی مصائب
و آلام کی چار دیواری میں محصور ہو کر اس پر بھی آنحضرتؐ آپ کی پرورش و پرورش میں کوئی دقیقہ فراموش
نہیں کیا خود متولی پرورش ہوئے اپنے خاندان کی بھی کسی قانون کے سپرد نہیں کیا اور اسی وجہ سے تین برس
تک آپ نے کوئی عقد نہیں فرمایا تا کیسے جناب مصومہ کی عمر شریف کے دس برس اسی طرح بسر ہوئے کیا چوں
برس رجب ۱۰ ہجری میں بحکم خدا عز و جل آپ کی ترویج علی بن ابی طالبؓ واقع ہوئی،

اولاد محبہ

دو بیٹے امام حسن امام حسین اور دو صاحبزادیاں زینب و ام کلثوم، ۵ ارمضان ۱۰ ہجری کو امام حسن

پیدا ہوئے اور سہ شبان گلسہ ہجری کو امام حسین پیدا ہوئے جن کی حمل و رضاعت کا زمانہ کل تیس ماہ تھا پھر
 مہینہ زمانہ حمل کا اور دوسرا زمانہ رضاعت کا مگر یہ کوئی قابل تعجب بات نہیں کیونکہ ان حضرات کا تعلق
 عالم خلق یعنی تدریج سے نہیں ہے بلکہ یہ مخلوق عالم امر ہیں انسانی لباس ان حضرات نے صرف اس لئے
 پہنا ہے کہ ان اس دراطلہ جو بنی نوع انسان میں ہے وہ قائم رہ سکے، نظیر اس کی اولاد انبیاء میں حضرت یحییٰ
 بن زکریا ہیں کہ ان بھی کشتیاہ پیدا ہوئے تھے ولو جعلناہم ملکا لجعلناہم رجلا وللبنا علیہم
 ملاکانو ایلسون ۵ اور اگر ہم ملکہ کو خلعت نبوت و رسالت پہناتے تو بھی انھیں انسان ہی کی صورت میں بھیجتے
 اور انھیں وہی لباس پہناتے جو انسان پیغمبر اور جناب نبی ام کلثوم کی تاریخ ولادت و وفات صحیح طور پر معلوم نہیں ہوئی،
 جناب زینب کا عقد عبداللہ بن جعفر طیار سے ہوا، اور جناب ام کلثوم محمد بن جعفر سے منعقد ہوئیں اور
 حضرت خلیفہ ثانی عمر بن خطابؓ انکا انعقاد علیہما ہوا،
 ان دونوں بیٹوں اور دونوں بیٹیوں کے علان ایک بیٹے کا صل بھی سابقہ ہوا جن کا نام آنحضرت نے
 قبل ولادت عن رکھا تھا،

عام حالات زندگی

بیسے شوہر تارک دنیا تھے ویسی ہی بی بی بھی تارک دنیا تھیں آپ کی تلکدستی کی انتہاء تھی یہاں تک کہ
 فاقہ پر فاقہ کی نوبت آجاتی تھی باہر کا کام علی کرتے تھے مگر کام مصومہ انجام دیتی تھیں، ایک روز آنحضرتؐ
 خادمہ بکینہ کی خواہش کی تو آپ نے فرمایا کہ یہاں کی ایک کھینچ چاہیے ہے، یادوں کی ستر دونوں خدا شناس
 زن دشوہ زہاں کی ستر کھینچوں پر راضی ہو گئے، پھر آپ نے ایک تسبیح اپنی بیٹی کو تسلیم فرمائی جو تسبیح فاطمہ کملانی
 ہے جو کہ ان دونوں نے زندگی بھر چھوڑا نہ اس کے پیر دان خاص چھوڑتے ہیں،
 پھر وہ کمر بیدار آنحضرتؐ نے نفضہ کو خدمت کے لئے مقرر فرمایا جن سے ایک ان بیان دیگر کام لیا جاتا تھا یہی
 ایک روز تمام گھر کا کام نفضہ کرتی تھیں اور دوسرے روز خود سیدہ زینب نفس تمام خدمات انجام دیتی تھیں
 جیسے نفضہ کے حضور دیات بھی شامل تھے،
 اگر کبھی کبھی آپ بھوک سخت چین ہو جاتی تھیں تو آنحضرت تشریف لاکر شکم اقدس پر ہاتھ رکھ دیتے
 تھے جس سے بھوک دفع ہو جاتی تھی، اور جب کبھی آنحضرت بھوکے ہوتے تھے تو خانہ سیدہ میں تشریف
 لاتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سیدہ نہ گھر میں کھانا پکاتا تھا تو کچھ نہ کچھ آنحضرت کے لئے بھی ضرور رکھ لیا
 جاتا تھا،

آپ اکثر چکی پیا کرتی تھیں ادبانی بھی بہرتی تھیں اور اکثر جنت پر شمیم یا سوت کا ٹکڑی میں
گرا س جنت میں عدالت کا خاص لحاظ رہتا تھا مثلاً اگر تین پاؤ یا تین سیر جو آپ کو بہت میں بے نوکچہ اس کے
تین جنت کیے ایک حصہ ریشم یا سوت کا کاٹا ایک ہی حصہ جو کا بھی صرف کیا یہ نہیں کہ ریشم یا سوت کا ایک
حصہ کاٹا ہوا ڈیڑھ حصہ یا دو حصہ جو کے صرف کر ڈالے ہوں، اس عمل سے امت کی عورتوں کو یہ بتلانا
تھا کہ کل کے بھروسہ پر آج مصارف میں زیاتی نہ کرو اور کل کا خرچ آج نہ اٹھا لے جتنی اجتناب سے اس
سے آج اُس قدر صرف کر دو جتنی پہچان لیا ہو،

آپ کبھی علی سے کوئی فرمائش نہ کرتی تھیں اور جو کچھ علی کو کراتے تھے اس کی قلت و کثرت کا خیال نہ
فرما کر کبھی اپنے شوہر کو رنجیدہ نہ ہونے دیتی تھیں اور جو کچھ میسر آتا تھا اُس کو صبر و شکر کے ساتھ صرف کرتی تھیں اور
دنیا کی رنج و تاح و آرام و مصیبت پر کبھی اعتنا نہ فرماتی تھیں،

منافع فضائل

اچکی شان والا شان میں اس کثرت سے آیات و احادیث وارد ہوئے ہیں جن کا احسان محدود و ضوابط
میں نہیں بلکہ بڑے بڑے طواری کتب میں بھی ناممکن ہے مگر ان محدود و ضوابط کی زینت و درون بڑھانے
کے لیے بعض فضائل تبرکات و تینانہ و ناظرین ہیں مگر ہم کو حیرت ہے کہ ہم کس وقت سے ان فضائل کی
ابتدا کریں اور کس وقت پر انتہا،

حالتِ حل میں جب زمانِ قریش نے جنابِ خدیجہ سے میل جول ترک کر دیا تو آپ اپنی والدہ کی بلے
مولس تنہائی اور اپنی ماں سے باتیں کر کے اُن کی تسکین کا باعث ہوئیں اور آنحضرت نے عند الاستفسار
جنابِ خدیجہ سے یہ جواب پا کر کہ میں سے کچھ بھیجے باتیں کیا کرتا ہے ارشاد فرمایا کہ یہ بچہ دخترِ نیکو خرم
اور تمام عیوب و نجاسات سے پاکیزہ اور صاحبِ برکت و فضیلت ہے، اسی دختر سے میری نسل باقی رہے گی
اور اسی کی اولاد میری خلیفہ و جانشین ہوگی امالی ابن ابویہ فی،

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں جنابِ مریم کا مرتبہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں سب سے زیادہ رفیع و منبع ہے لیکن انکی
ولادت میں وہ قدرتی سامانِ نظر نہیں آج ہمارے شاہزادی کی ولادت میں نظر آ رہا ہے وہی مریم جو
بعیدہ نسواں عالمِ قرار دی گئی تھیں و نسواںِ قریش کے اکھار کے بعد حضرت کی خدمت پر منجنابِ خدا مائے
ہوئیں نہ صرف تمنا بلکہ اُس کے ساتھ سارہ اور آسیہ اور کلثم اخت ہوئی بھی تھیں، ان چاروں مخطات نے
قابلہ کی خدمت میں ادائیں اور انھیں میں سے ایک نے جو سانسے جنابِ خدیجہ کے بیٹی ہوئی تھیں اُن معصومہ کو

اب کر کے غسل دیا جسے مع طشت و آئینا پر ہستی دس حویں خیمے اپنے ہمراہ لائی تھیں،
 اور دو سفید پارچہ دو دھ سے زیان سفید اور مشک و عنبر سے زیان خوشبودار کا لکڑا ایک میں
 اُنھیں صومہ کر لیا اور ایک بطور مقننہ سر پر ڈالا اور پکھلائیں کر نیکی تہن کا کی جسے شکر خباب معصومہ نے دعائیت
 خدا اور رسالت پر مصطلع اور وصایت و ولایت علی مرتضیٰ اور ائمہ بی بی کی گہجی کی اور اُنھیں مخطات کو نام بنام سلام کیا
 جس سے وہ نہایت مسرور ہوئیں اور ہر ایک بی بی نے خباب خدیجہ کو مبارکباد دی اور حوران بہشت اور دیگر
 اہل آسمان میں شور مبلکہ بلند ہوا اور آسمان میں کچھ ایسی روشنی پیدا ہوئی جس سے پہلے فرشتوں نے کبھی نہ دیکھی
 تھی (امالی ابن بابویر قمی رہ)

اسکے علان اور بھی بہت ہے آثار و علامات ظاہر ہوئے جو عجبا اختصار ترک کر کے صرف اتحد
 عرض کرنا ہے کہ خباب مریم باسثار دقت و ولادت عینی کبھی بیت المقدس سے باہر نہیں نکلیں اور ہمیشہ
 عبادت اکی رہیں مگر اُن پر کوئی از غیر معمولی ظاہر نہیں ہوا انجلاط خباب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے بن
 کے باپ اے اقدس پر کثرت عبادت سے درم آگیا (علل الشریع) حضرت مریم کی پرورش حضرت ذکر کرانے
 کی اور خباب سیدہ کی پرورش خباب سیدہ المرسلین نے کی اور جلیل حضرت مریم کے لئے طعام ہمیشی آیا کرتا
 تھا اسی طرح فاطمہ زہرا کے لئے بھی آیا کرتا تھا جیسا کہ روایات کثیرہ سے ثابت ہے اور بخم ان کے یہ ہے کہ ایک
 روز خباب رسالتا سب نے خانہ سیدہ میں تشریف لا کر ارشاد فرمایا اگر فاطمہ کچھ کھانا ہو تو ہمارے لئے آؤ
 کہ ہم سوخت گرنے ہیں عرض کی بابا ہم سب کا بھی یہی حال ہے مگر جب آنحضرت واپس تشریف لے گئے
 تو مجھ و ہمارے بڑے طعام آنے لگی اگر ملاحظہ فرمایا تو گرم گرم کھانا مہوہ تھا بچھے بھیجے گئے کہ مانا کو بلا لاؤ حضرت
 تشریف لائے تو کھانا پیش کیا گیا اپنے پوچھا کہ یہ کھانا کہاں سے آیا عرض کیا من عند اللہ واللہ
 یزنی من یشاء بنیو حلب یہ کھانا خدا کی طرف سے آیا ہے اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب
 رزق دیتا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ شکر اُس خدا کا جس نے میری زندگی میں تمکو سیدہ بنی اسرائیل (مریم)
 سے مشابہ فرمایا تذکرہ سلطان جوزی وغیرہ جس طرح حضرت مریم کو ملا کہ گرام نہ دیتے تھے کہ تمکو خدا نے
 برگزین کیا اور تمھیں پاک و پاکیزہ بنایا اور تمھیں تمام دنیا کی عورتوں میں سے منتخب کیا اُسی طرح خباب
 سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو بھی ملا کہ نہ دیتے تھے یا فاطمہ ان اللہ اصطفیک وطمہ لک و
 اصطفاک علی نساء (علل الشریع) حضرت مریم کے ایک ہی بیٹی تھی حضرت عیسیٰ (جملہ اللہ
 درود اللہ ہیں اور فاطمہ زہرا کے گیارہ فرزند کلمات اللہ اور حج اللہ اور خلفا اللہ فی ارضہ ہیں حضرت
 مریم اپنے زمانہ کے عورتوں کی سیدہ تھیں اور خباب سیدہ اپنے زمانہ کی عورتوں کی بھی سیدہ اور اُس نے

کی عورتوں کی بھی سیدہ تھیں، صادق آل محمد سے پوچھا گیا کہ دو جناب سیدہ زنان اہل بہشت کی سردار ہیں۔ اس کے کیا معنی ہیں کیا یہ کہ وہ اپنے زنانہ کے عورتوں کی سیدہ ہیں؟ فرمایا کہ وہ جناب مریم عقیں اور سیدہ تو تمام زنان اولین و آخرین اہل بہشت کی سردار ہیں (بجاء حضرت مریم کا کوئی شوہر نہ تھا اور بغیر کسی مرد کے مس کیے ہوئے حضرت عیسیٰ لنگے بطن سے پیدا ہوئے اور لسان قدرت نے اُن کو صدیقہ و آیت اللہ ارشاد فرمایا مگر خلیب عیسیٰ لا ولد رہے اور جناب سیدہ کے شوہر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب جناب مریم عیسیٰ بلکہ تمام اولین و آخرین سے افضل تھے اور جس طرح وہ جناب صدیق اکبرؐ سے سطرچ و منظر بھی صدیق اکبرؐ کی عقیں جیسا کہ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے آپ فرماتے ہیں کہ خداوند عالم کے نزدیک فاطمہ کے تو نام ہیں، فاطمہ، مبارکہ، طاہرہ، زاکیہ، راضیہ، مرضیہ، محمدتہ، زہرا، صدیقہ (امانی جہا) معافی الاخبار، اور خداوند عالم نے ان دونوں کی اولاد میں امامت و ولایت و وصایت کو قرار دیا جو آج تک باقی اور قیام قیامت تک باقی رہے گی حضرت عیسیٰ اپنے عہد سے معزل ہو گئے اور اُن کا فرزند کون ہمک زینت مندا لستے اور قیامت تک اس طرح مندا لست پر جلوہ افروز رہیگا اور حضرت عیسیٰؑ کی اتنا کر سینگے،

ذاتِ حُجَّتِ آیات

آپ کی زندگی کے اکثر حالات اگرچہ نہایت درد انگیز حُجَّتِ بغیر ہیں لیکن جو سمدہ آپ کی ذات کے حالات و کوائف اور اُن کے اسباب و موجبات سے ایک درد مند قلب پر گزرتا ہے وہ ناقابل بیان ہے، پیغمبرِ آخر الزماں کی اکوفی بیٹی اور اُس پر یہ مصائب و نوابِ افاغیہ وانا الیہ راجعون کن کن حالت کو بیان کیا جائے اور کن کن مصائب پر خون کے آنسوؤں سے دیا جائے مختصر یہ ہے کہ جناب سیدہ اپنے پدر بزرگوار کے بعد بہت دُشمن نہیں زندہ رہیں، چالیس روز یا پچیس روز یا پچتر روز یا تین ماہ تین روز یا زیادہ سے زبان چھ ماہ اس سے زبان کی کوئی روایت نظر سے نہیں گذری مگر اسی طویل زمانہ میں کچھ ایسے مصائب اُن منظر پر گزرتے کہ قبر رسولؐ جاکر ارشاد فرمائی تھیں:-

صبت علی مصائب لوا عفا صبت علی الایام صدون لیا لیا

مجھ پر کچھ ایسے مصیبتیں گزرتی ہیں کہ اگر وہ دُشمنوں پر پڑتیں تو ن رات ہو جاتے۔

بہر حال جیسا کہ جناب رسالتؐ نے ارشاد فرمایا تھا کہ سیدہ! میرے المیبت میں تم سے پہلے سے ملتی ہو جاؤ گی و یا سہی ہو کہ اُن منظر نے بنا بر غتا ر علما سے متاخرین کے تیسری جمادی الاخریٰ السہ ہجری

کو دنیا سے دار آخرت کی طوطی انتقال فرمایا۔ امیر المؤمنینؑ کی مجلس دشمن ہمارے اور مع جنت نبی اکرمؐ کا جنازہ ادا کر کے بنا قبول شہادت کے بہشت ان بقعہ میں لے گئے وقت دفن کو آیا اور پھر معراجی المصیبت

حرمت حلق لمیہ

ریش تراشی کی حرمت

ان دنوں اس قبیح رسم کا وہ دو دہے کے اسلامی حلقوں میں اپنے اپنی کمال ہر دل عزیز کی وجہ سے ناز صبح اور ملا دت قرآن کی جگہ بے لی ہے اور یہ ہم فریضہ تقریباً اکثر گھروں میں اس جہارت سے ادا کیا جاتا ہے کہ اگر بغیر ہمدی بھی کسی نے کچھ کمانا تو بجائے اسکے کہ خود آدم ہوں جہنم وارد ہے آثار پشیمانی ظاہر ہوں، الٹے کھنے والے کو بابک کرنے کی فرض ہے ریش تراشی کے جواز و عدم جواز کی بحثیں چھیڑ دیجاتی ہیں، اور علمائے کرام کے فتوؤں کو ناقابل اعتماد بنا کر ادلا شرعیہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے، ان حالات پر نظر کرتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حرمت ریش تراشی پر کچھ ایسی دلیلین یہ قارئین کرام یکجائی جن سے ان لوگوں کی تشفی ہو سکے جو واقف اس مسئلہ کے متعلق حکم شریعت کے جو بایں باقی جو حضرات بہت زبان روشن خیال ہیں ان کے متعلق اسکے سوا اور کیا چارہ کلمہ کہ بارگاہِ احادیث میں عرض کیا جائے۔

یارب نہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے میری دے اور دل ان کو جو نہ دے مجھ کو زبالہ در

الشیطان

قال الله تعالى حكايه عن الشيطان الرجيم لا اتخذ من عبادك نصيباً مفروضاً ولا ضلّهم ولا ينههم ولا هم فليبتكن اذان الانعام ولا تحمهم فليغيرون خلق الله ومن يتخذ الشيطان ولياً من دون الله فقد خسر خسراناً مبيناً

شیطان کو خراب آدم سے نفی و حسد تو تھا ہی جب انکی وجہ سے مردود بارگاہِ احادیث ہوا تو غیظ و غضب کی انتہا نہ رہی اور منتہائے جوش انتقام میں کمال جراحت و دلیری کے ساتھ خود خلاق عالم سے یوں خطاب کرتا ہے:-

(خداوند!) میں تیری بندوں میں سے کچھ خاص لوگوں کو (اپنی طرف) ضرور لئے لوں گا اور پھر ان میں ضرور حکم کر دوں گا اور انہیں (بڑی بڑی) اسیدیں بھی دلا دوں گا اور یقیناً انہیں سکما دوں گا پھر ان

رتبول کے واسطے جانوروں کے کان ضرور چیر بھاڑ کر سینکے، اور البتہ اُن سے کمد دلگ پس (پہرہ میری تعلیم کے موافق) خدا کی بنائی ہوئی صورت کو ضرور بدل ڈالیں گے اور (پہ یاد ہے کہ) جس نے خدا کو چھو کر شیطان کو اپنا سر پرست بنالیا تو اُس نے گھاٹا اٹھایا (از ترجمہ حافظ مولانا فرمان علی صاحب مرحوم)

ایہ مبارکہ ہے حرمت۔ ریش تراشی پر استدلال کرنے کے لیے چند باتوں کا پیش نظر رکھنا ضرور ہے۔

(۱) چونکہ اقتضائے مقام اور بیچ کلام شاہد کو کہ اس آئیہ کر میر کا آخری جلد (اور البتہ اُن سے کمد دلگ پس

وہ میری تعلیم کے موافق خدا کی بنائی ہوئی صورت کو ضرور بدل ڈالیں گے) بھی اس طرح مبتدل جلد ہے حطج

اس کے قبل کے جلد، اور یہ بھی معلوم ہے کہ عطف میں اصل تغیر ہے، اور تا عین تا کی حد سے اولیٰ ہے اسلئے

آخری جلد ہے بتیاب آذان (جائداد کے کان کا چیز بھاڑنا) مراد لینا کسی طرح پیچ نہیں ہو سکتا بلکہ

یا تو اس کے علاوہ اور تغیرات مقصود ہونگے یا ایک عام معنی جس میں یہ بھی داخل ہو اور دیگر تغیرات بھی

(۲) لفظ خلق اللہ کے جو معنی بھی ہوں مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے معنی میں تغیر دینا یا نہ کرنا

کی بنا پر حرام ضرور ہے اسلئے کہ یہ تغیر تبدیل خلاق عالم کی مرضی سے کلمات اور ابیس کے حکم سے ہوگی،

جیسا کہ آیت میں اسکی تصریح کر دی گئی ہے اور اتباع کرنے والوں کو حیران مہین میں بتایا گیا ہے، البتہ

اس حرمت سے وہ چیزیں مستثنیٰ ہوں گی جنکا جواز شرعاً ثابت ہے مثلاً ختنہ اور اصلاح خطا وغیرہ بشرطیکہ حلیٰ

اللہ کی تشریح ہم کسی ایسے معنی سے نہ کر سکیں جسکی بنا پر یہ اصلاص خود خلق اللہ میں داخل ہو جائیں، ورنہ

استثنا کی بھی حاجت نہ ہوگی،

بہر حال ان چیزوں کے علاوہ جنکا جواز شرعاً ثابت ہے تمام تغیرات عموم آیت میں داخل رہیں گے

جیسا کہ ہضیادی میں ہے عموم اللفظ ینعم الخطاء مطلقاً (عموم لفظ ہر غلطی سے روکتا ہے)

یعنی یہ عموم یہ اصالتاً برآۃ کا بیج کل اور تغیر فی خلق اللہ میں صالت حرمت کا ثبوت ہے جسکی مطلب لغات

دیگر یہ ہوا کہ جن تغیرات کا خلق اللہ سے مستثنیٰ ہونا مشکوک ہو وہ بھی حرام رہیں گے، جاز نہیں ہو سکتے

(۳) ریش تراشی تغیر فی خلق اللہ کے مصادیق میں ضرور داخل ہے اسلئے کہ معصوم فرماتے ہیں،

خلق اللہ من المثلہ ومن مثل فعلیہا ڈاڑھی منڈوانا مثلاً (ناک کان وغیرہ کاٹنا) ہر

لغز اللہ اور جو شخص مثلاً کرے اسے خدا کی لغت سے

اور مثلاً کا تغیر فی خلق اللہ میں ہونا واضح ہے،

عہ (افان معنی جدید) ۱۲

عہ (استحکام معنی سابق) ۱۲

اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ ریش تراشی لفظ خلیٰ اللہ کے معادین میں کیونکہ داخل ہو سکتی ہے اسلئے کہ معصومین نے خلق اللہ کی تغیر میں خدا اور فطرت الہیہ سے کی ہے جو اک معنوی اور غیر محسوس چیز ہے پھر اسکے افراد میں خلق یہیہ کا داخل کرنا تغیر معصومین سے بغیر کی دلیل ہے

تو یہ خیال صحیح نہیں ہے اسلئے کہ اولاً تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ لفظ خلق اللہ سے ظاہر حسی خلقت ہو نہ معنوی لہذا معصوم کا دین و فطرت کے ساتھ تغیر کرنا باطن پر محمول ہو گا اور اسکا اثر حقیقت ظاہر پر کچھ نہیں پڑ سکتا، اسکی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں ثانیاً ہو سکتا ہے کہ لفظ خلق اللہ سے اک ایسے عام معنی مراد لیے جائیں جو حسی و غیر حسی دونوں کو شامل ہوں اسلئے کہ تحقیق یہ ہے کہ ہر معنی و مفہوم کی اک روح و حقیقت ہوتی ہے جو مختلف قالبوں اور صورتوں میں ظاہر ہوتی ہے، اور الفاظ حقیقت انھیں اور اوج حقائق کے لیے وضع کئے گئے ہیں، تو الب کو موضوع لڑ میں کوئی دخل نہیں ہے مثلاً لفظ میزان اک ایسی شے کے لیے وضع کی گئی ہے جو کسی چیز کی مقدار بتا سکے اس بنا پر ہماری یہ روزمرہ کی ترازو دلوہے کی ہوا کی پٹی کی، بھی میزان ہوا اس لیے کہ اس سے آیات کا وزن معلوم ہوتا ہے اور علم عرض بھی میزان ہے اسلئے کہ اسے شکر کا وزن معلوم ہوتا ہے منطوق بھی میزان ہے اسلئے کہ اس سے دلائل عقلیہ کا وزن معلوم ہوتا ہے، مختصر یہ ہے کہ ہر شے کی میزان اسکی حیثیت کے موافق ہوتی ہے اور ان تمام میزانوں میں لفظ میزان کا استعمال بطور حقیقت ہے نہ بعنوان مجاز اسلئے کہ وہی روح میزان جو حقیقت موضوع لڑ ہے ہر مقام پر موجود ہے یوں ہی ممکن ہے کہ کہا جائے کہ خلق اللہ سے مراد ایک وضع مخصوص ہے جو خدا کی پیدا کی ہوئی ہر شے میں مثل روح میزان اس شے کی حیثیت کے موافق پائی جاتی ہے عام اس ہے کہ وہ شے آنکھوں سے دکھائی دیتی ہو یا عقل سے سمجھی جاتی ہو، لہذا خلق اللہ میں تغیر حسی و غیر حسی دونوں کو شامل رہیگا، کیف ماسکات نام مفسرین عامہ و خاصہ نے بالاتفاق خلق اللہ کی تفسیر میں سیرۃ و صورۃ لکھا ہے اور فقہائے فریقین نے جانوروں کے آختہ کرنے کو تغیر خلق اللہ قرار دیا ہے، بلکہ خود معصومین علیہم السلام نے بھی حسی تغیرات کو داخل آیہ مذکورہ سمجھا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

لعن اللہ الواشرات والمنتمصات والمستوشمات المغیرات خلق اللہ،
خدا لعنت کرتا ہے ان عورتوں پر جو چہرے کے بال اکھڑ کر اور دانتوں کو باریک کر کے اور گردن سے گرد لے کر خلق اللہ میں تغیر کرتی ہیں،
(ذکر ص ۵۷)

اور یہ واضح ہے کہ حدیث مذکور کا آخری حصہ (المغیرات خلق اللہ) آیہ مبارکہ (قلبیغیوت خلق اللہ) کی جانب اشارہ ہے، اور یہ روشن دلیل ہے اس امر کی کہ جن امور کا ذکر حدیث مذکور میں

ہوا ہے ہا جو یکہ غیر جہتی نہیں ہیں، وہ مصدقین کے نزدیک مدلول آیت میں داخل ہیں پھر اتو معلوم ہوا کہ مصداق تفسیر خلق اللہ میں ریش تراشی کو داخل کرنا تفسیر مصدق سے بخبری نہیں ہے بلکہ تفسیر مسندی میں آیت کو منحصر سمجھنا ہی دلیل بے خبری ہو،

احادیث

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وآله خاب رسائنا بشاد فرماتے ہیں ڈاڑھی منڈنا خلق اللہ من المثلہ ومن مثل فعلیہ شلہ ذاک کان کاٹنا ہے اور جو شخص مثلہ کرے لعننا الله (منقول از جعفریات) اُس پر خدا کی لعنت ہے،

ریش تراشی مثلہ کے افراد حقیقیہ میں سے ہوا نہ لیکن اس بات میں ہر کہ اس حدیث سے ریش تراشی اور شلہ کا حکم الایک ہونا بالکل واضح ہے اور مثلہ کی حرمت مسلم ہے حتیٰ کہ کافر عربی کا شلہ کرنا بھی جائز نہیں ہے بلکہ یہ فعل منکر نتیجہ ہے کہ خباب امیر المؤمنین نے واقعہ ضربت کے بعد اہم حق وصیت کی تھی کہ بیٹا ابن عم کو شلہ نہ کرنا ایسے کہ سرور کائنات نے کاٹنے والے کے کا بھی شلہ کرنا جائز نہیں قرار دیا ہے،

(۲) قال رسول الله ﷺ ليس منامن سلق ولا خوف ولا خلق (منقول از غزالی السالی) بیان کرنے والا اور مال کو ناجائز امور میں صرف

کرنے والا اور ڈاڑھی منڈانے والا ہم میں سے نہیں ہو،

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ریش تراشی کا وہی حکم ہے جو نہ کورہ بالا دونوں امور کا ہے اور ان دونوں کی حرمت بلا اختلاف مسلم ہے بلکہ اسی بنا پر فرمایا ہے لیس مناد ان افعال کا مرکب فطرت اسلام سے

خارج ہے) چنانچہ اک حدیث میں فرماتے ہیں :-

ان المجوس جزوا الحاهه ووفروا شواتهم واما نحن بنحو الشوارب دفعلنا للحي وھے الفطره

(۳) عن علي بن جعفر قال سألت ابا علي السلام عن الرجل ياخذ من تحت ريشه فقال

اما من عارضه فلا باس واما من مقدحها فولا ياخذنا (منقول از محاسن وقرب الانام)

علی ابن جعفر بیان کرتے ہیں اپنے اپنے بھائی امام علی کاظم سے اُس شخص کے متعلق دریافت کیا جو ڈاڑھی کے بال جن سے نہ کٹی مٹاؤ فرمایا کہ ضرور ہے بال جن سے کٹی مٹاؤ نہیں ہو لیکن چہرے کے سامنے کے جھکے نہ چھپے

فلایاخذ صیفہ نہی ہوا دینی میں اہل حرمت کے لہذا مقدم وجہ ہے بالوں کا منڈنا یا ترخانا
حرام ہونکا البتہ اہل کاح جواز اور دلیوں سے ثابت ہے،

(۴) عن حبابہ الوالبیہ قالت رأیت امیر المومنین فی شرطہ الخمیس ومعہ
دفع لہا سائبان یضرب بھا یاعی الجوی والمار ماہی والزمر والطاقی ویقول
لہو یا یاعی صوخر بنی اسرائیل و
جندی ہر دان فقام الیہ قرات ابن
الاحف نفال یا امیر المومنین وما
جندی ہر دان فقال قوا امر خلقوا للی
وفتلو الثواب فصنعہم اللہ ما راہی
(روسل)

خاب جابہ والبیہ فرماتے ہیں کہ میں نے امیر المومنین
کو جمع لشکر میں دیکھا کہ دست مبارک میں ایک تانہ زیادہ
ہے جسکے دو سر ہیں اور آپس سے جڑی دارا ہی
ذریسر وطافی دھجلیوں کی قسمیں ہیں بیچنے والوں
کو سزا دی رہے ہیں اور فٹختے جاتے ہیں کہ اس
بنی اسرائیل و لشکر بنی مردان کے بیچنے والوں ایک
فرات بن اخیث اللہ اکسڑ ہو سے اور عرض کی کہ
یا امیر المومنین لشکر بنی مردان ہے کون لوگ مراد ہیں
فرمایا کہ یہ ن لوگ ہیں جنہوں نے ڈاڑھیاں منڈوائیں
اور مونچھیں کوٹوائیں ان ٹیکوں میں منہ کر دیے

گئے،

ظاہر ہے کہ منہ اک قسم کا عذاب ہے اور عذاب ارتکاب معرات پر ہوتا ہے لہذا بیش تراشی نام
ہوگی اور یہ واضح ہے کہ دین عیسوی کے احکام ہمارے لیے بھی ایسے طرح قابل عمل ہیں جیسے بنی اسرائیل کے لیے تھے اپنے شریعت ہلکے
نے جن حکام کو منہ کر دیا ہوا ہے ناخن پر عمل کرنا ہوگا اور مستحق حلق کا نسخ معلوم نہیں بلکہ عدم نسخ معلوم ہوتا ہے،
اگر کسی شخص کو یہ خیال ہو کہ علت منہ صرف ڈاڑھی منڈوانا نہیں ہے بلکہ مجموعہ حلق عیسوی
ڈاڑھی منڈوانا، قتل شارب (مونچھ کوٹنا) ہے لہذا اگر اس عبارت سے حرمت ثابت ہوگی تو جو
کی نہ ہر ایک حلق و قتل کی،

تو یہ خیال صحیح نہیں ہے اس لیے کہ یہ ہیں تسلیم ہے کہ علت منہ مجموعی ہی ہے
لیکن حرمت حلق بدلتی ہے کہ اس مجموعہ کا ہر جزء علت ہوگا اور باعث نزول عذاب فی الجملہ ہی تمام
ہی ہو سکتا ہے نہ واجب و مستحب و مکروہ اور تراشی کی بدولت منہ کی علت تسلیم کرنا ضرور ہے ورنہ اسکا
ذکر اس مقام پر بے عمل ہوگا، خلاصہ یہ کہ نزول عذاب اور صیغہ ہے اور فی نفسہ حرمت اور نسخ ہے
نزول عذاب کی علت بیشک مجموعہ ہی ہے لیکن اس مجموعہ کے اجزاء کا حرام ہونا بھی ضروری ہے
(۵) قال رسول اللہ ص صموا الشوارب انھن ترانے ہیں کہ مونچھیں چھوٹی رکھو اور ایک

واعفوا للی ولا تشبهوا بالمجوس کنا سے ہے بڑھنے نہ پائیں اور ڈارہیاں بڑھاؤ
(من لایحضرنا لہ) مجوس سے مشابہ نہ ہو

اس حدیث کی دلالت حرمت ریش تراشی پر بالکل واضح ہے ایسے کہ امر میں وجوب اہل ہے
اور وجوب کاترک کرنا حرام ہے لہذا ڈاڑھی منڈانا بھی حرام ہوگا،
اگر کسی شخص کو یہ شبہ ہو کہ پہلا امر (حفظ) احتیاب کے لئے ہے لہذا بدالانت قرینہ دوسرا امر
(اعفوا) بھی احتیابی کے لئے ہوگا تو اس شبہ کا جواب دو عنوان سے دیا جاسکتا ہے،

پہلا جواب یہ ہے کہ صیغہ امر میں اہل وجوب کے لیکن امر اول کا احتیاب بعض دلائل خارجیہ سے
ثابت ہوتا ہے ایسے مقتضائے اصل کے خلاف اسکو متنب مانا جائیگا، اور امر دوم کے احتیاب
پر چونکہ کوئی دلیل نہیں ہے ایسے ن اپنی اصل پر باقی رہیگا، اعلان اسکے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ اگر اپنی
بھی احتیاب کے لئے ہے مگر ڈاڑھی بڑھانے کے جو حد شریعت نے معین کر دی ہے یعنی ایک مشت نہ بھی مہم
اعفوا میں داخل ہے جکا محصل یہ ہوگا ڈاڑھی ایک مشت رکھو اب اس امر کے احتیابی ہونے میں
کیا شک ہے لیکن اس بنا پر نفس ابقائے بحیہ (ڈارمی رکھنا) پر اعفوا للی ہے کوئی دشمنی نہ پڑیگی نہ وجوب
ثابت ہوگا نہ احتیاب لیکن پھر بھی یہ حدیث ثبت حرمت ریش تراشی رہیگی ایسے کہ جلا بید یعنی لا
تشبهوا بالمجوس نفس ابقا کو واجب کرنا ہے ایسے کہ حلق منظم کشا ہے اوشابہ کی ممانعت کی
گئی ہے لہذا ڈارمی رکھنا واجب اور منڈانا حرام ہوگا،

جواب دوم یہ ہے کہ ہم امر اول کا احتیاب تسلیم نہیں کرتے ایسے کہ مقتضائے امر وجوب ہے اور دلیل
خارجی ہے احتیاب کا ثبوت قابل اطمینان نہیں ہے، اگرچہ یہ کیا جائے کہ تقریباً امام علما احتیاب
امر اول پر متفق ہیں تو میں عرض کروں گا کہ یونہی امر ثانی کے وجوب پر بھی علما کا جماع ہے چنانچہ
علامہ بہائی نے اعتقادات الامیہ میں اور میر باقر داماد نے شارح الحجۃ میں شمید نے قواعد میں نفی
مجلسی نے شرح من لایحضر میں اور علامہ مجلسی نے علیہ میں اور عارف کاشانی نے دانی و منہاج
میں اور شیخ جعفر نے کشف الظہار میں اور صاحب جواہر الکلام میں اور شیخ یوسف مہرینی
نے صدائق میں اور بحر العلوم نے درہ میں اور حوالی نے وسائل میں اور متجرب شری نے شرح منہاج
ذہن التوفیم میں اور ابن ابی جمہور نے غوالی اللالی میں اور نعمۃ اللہ جزائری نے شرح غوالی میں
اور دیگر حضرات نے اپنے مصنفات میں، نصرت حرمت ریش تراشی کے فتویٰ دیے ہیں بلکہ اکثر علمائے
دعویٰ اجماع کیا ہے بعض نے مسلمات سے شمار کیا ہے انتہا یہ ہے کہ شمید نے قواعد میں نفی پر بھی ریش تراشی

کو اس احتمال کی بنا پر حرام لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ کن مرن ہو اور بظاہر کسی نے کوئی ایسی لفظ بھی نہیں
 طحی جس سے کسی اختلاف کا شائبہ بھی معلوم ہوتا ہو، مثلاً علی الاصح یا علی الاقویٰ وغیرہ اگر بالفرض کسی کا شاذ
 ذاد ر قول ہو بھی تو ظاہر ہے کہ کن قاذح اجماع نہیں ہو سکتا،

باجلہ اعتبار امر اہل کا مستند اس قدر قوی نہیں معلوم ہوتا جتنا کہ وجوب افزائی کا، بلکہ معصوم کا
 عمل اخذ شراب (موتھیں ترشوانا) کے متعلق یہ قیاس ہے،

احقی شارب حثیٰ لہ تعذر بالعیب (اللہ) موتھوں کو اتنا ہار یک کر لیا کہ عیب سے ملا دیا اور
 ہو منبت المتعذر (وہاں) اور کے لوگوں حصہ ہے جس پر الگ گئے ہیں،

اس سے بالاتر یہ ہے کہ خباب میر المؤمنین فرماتے ہیں:-

لولم اخف من عذاب اللہ لکویت موضع اگر مجھے عذاب خدا کا (غالباً حرمت ایزد کی وجہ سے)
 خوف نہ ہوتا تو موتھ کے اُگنے کی جگہ کو داغ دیتا،

بلکہ میں لا یحضرہ الفقیہ میں سر مری امرون کی تاکید سمیت موجود ہے،

لا یطولن احدکم شاربہ تم میں سے کوئی اپنی موتھوں کو ہرگز نہ بڑھائے

محصل جواب یہ ہوا کہ یا تو دونوں امر صحیح و جو کے لئے ہیں یا کم از کم یہ کہا جاسکتا ہے کہ وجوب افزائی
 کی وجہ سے وجوب امر اول پر استدلال کرتا، اقویٰ ہے بطلان اسکے کہ اعتبار اول سے اعتبار ثانی پر استدلال کیلئے
 ممکن ہے کہ کچھ یہ خیال ہو کہ اگر جو جس ڈار صی مند و ناچھوڑیں تو ریش تراشی حرام رہیگی ایسے کہ
 مدار حرمت تشبیہ ہے اور ان اس صورت میں باقی نہ رہیگا،

تو خیال بھی صحیح نہیں ایسے کہ تشبیہ بالجوس بیان حکمت ہے نہ بیان علت بلکہ انا کہ علت ہے
 لیکن از قسم معفات، نہ علت نامہ،

یہ چند دلیلیں اثبات حرمت ریش تراشی میں کافی سے زبان ہیں باقی جو حضرات قریب نفس
 کی وجہ سے عدم سمجھنا ہی نہیں چاہتے ان کے لئے دفتر کے دفتر بھی کافی ہیں۔ اب میں اپنی اس مضمون کو
 در مختصر باتوں پر ختم کرتا ہوں،

(۱) ریش تراشی کی حرمت صرف ہمارے ہی ممالک میں ہے بلکہ مملکت اسلام سے ہے صحاح
 معتبرات السنن اخبار و اقوال حرم سے ملو ہیں (۲) ریش تراشی ایک جہت ہے بہت سے گناہوں کی کبریہ
 ہے بہتر ہے ایسے کہ ان میں اختار ممکن ہے لیکن اس میں قیاساً ظاہر بالفسق لازم ہے جبکہ معنی خدا کی کبریہ
 ہوئی مخالفت کے ہیں، (مقلد آقا سے عبد الکریم قلی مقلد مدظلہ العالی)

دودو باتیں

(۱) مدرسۃ الواعظین کا سالانہ اجلاس سال ہفت دجہ ہے ماہ دسمبر ۳۳ء میں منعقد ہوا لیکن ہمدردان و وہی خواہان مدرسہ کو طینان دلایا جاتا ہے کہ ان شاء اللہ المستعان سلسلہ کی پہلی ہی سہ ماہی میں یہ اجلاس اسی عظیم و شان کے ساتھ منعقد ہوگا جسے آپ حضرات سالہائے مہین میں ملاحظہ فرما چکے ہیں، مقام تاریخی کی اطلاع حسب معمول قبل سے دی جا سکی،

(۲) جناب فضیلت اکب مولانا المولوی السید علی نقی صاحب قبلہ نے بھی ایک مضمون مہایت شریعہ و سبب کے ساتھ دستغریب کر کے جو اہم نکتہ اشرفیہ ارسال فرمایا ہے، اگر یہ مضمون کچھ قبل سے پہنچ جاتا تو ہم اسی اشاعت سے اسکو شروع کر دیتے مگر افسوس کہ یہ مضمون ایسے وقت پر پہنچا کہ پورا پرچہ مرتب ہو چکا تھا اور کاپی بھی تفریقہ تھی تاہم ناظرین کرام کو انتظار کی رحمت زبان تر نہ اٹھنا پڑی گی ہم کوشش کرینگے کہ جلد سے جلد اسکو شائع کر دیں (۳) تذکرہ شیعہ حفاظ قرآن کی تیسری قسط بھی جناب ممدوح نے ارسال فرمادی ہے وہ بھی انشاء اللہ غفرلہ کسی آئندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیے گا، (ناچیز میر)

(۴) جن حضرات کی خدمتیں سلسلہ کی آخری ششماہی یا سہ ماہی میں لواغذ کے کل گذشتہ مبشر بذریعہ دی پی رواد ہو کر آخر سال تک مسلسل رواد ہوتے رہے اور باوجود ۱۲ مبشر پہنچ جانے کے بھی جنوری سلسلہ میں انکی خدمتیں صرف اسوجہ سے دی پی رواد نہیں کی گئیں کہ بھلا دی پی وصول کرنے کے غور و ہوا ہی دنوں کے بعد دوسرے دی پی کا وصول کرنا اگر ان کے گزرے جن حضرات سلسلہ کا بقایا اور سلسلہ کا پیشگی چندہ بذریعہ منی آڈر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ورنہ جنوری سلسلہ کا پرچہ ان کی خدمت میں بذریعہ دی پی قیمتی سے پہنچا دینا پیشگی حاضر ہوگا جسکا وصول کرنا انکا اخلاقی فرض ہوگا،

جن حضرات نے ابتدائے سلسلہ میں دی پی کی مالیت فرما کر خود چندہ بھیجے گا و عدہ فرمایا تھا مگر اب تک اپنے وعدہ کو وفا نہیں فرمایا جن سلسلہ کا بقایا اور سلسلہ کا پیشگی چندہ بذریعہ منی آڈر ارسال فرما کر ممنون فرمائیں ورنہ انکی خدمت میں بھی جنوری سلسلہ کا پرچہ بذریعہ دی پی قیمتی سے پہنچا دینا پیشگی حاضر ہوگا جسکا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا،

جو حضرات سلسلہ کے درمیان خریدار ہوئے تھے اور جن کی خدمت میں کل گذشتہ پرچہ بذریعہ دی پی رواد ہو کر آج تک مسلسل حاضر ہوتے رہے وہ بھی دسمبر کا پرچہ وصول فرما کر سلسلہ کا پیشگی چندہ بذریعہ منی آڈر ارسال فرمادیں ورنہ ان کی خدمت میں جنوری سلسلہ کا پرچہ بذریعہ دی پی قیمتی سے پہنچا دینا پیشگی حاضر ہوگا جسکا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہوگا اور یہ عاجزانہ اتنا س نہایت توجہ سے ملاحظہ ہوگی (ناچیز میر)

ہمارا ایران

سلطنت ایران شیعیان نے سب کی وحدت اور علم کمال کا مرکز جو علمی نیار علمائے ایران کا بڑا احسان ہو رہا ہے۔ یہ کے افراد کبھی تمام پرپوں کو اس سلطنت کو اپنے لئے مایہ ناز و افتخار اور موجب قوت سمجھتے ہیں کچھ زمانے سے جو غرضی اور مذہبی نے سلطنت کو ضعیف رکھ دیا تھا اور یہاں یہاں سلطنت اپنے اپنے اثر ہو چکا کہ تقسیم کر لینے پر آمادہ ہو گئی تھیں ایران کی خوش قسمتی تھی کہ یہ سلطنت اعلیٰ حضرت رضا شاہ پہلوی خلد اللہ ملکہ کے زیر سایہ آگئی اور بید مغر شہنشاہ ملک ان چکران مجھے اور گئے ہوئے اقتدار و عظمت کے واپس لینے میں اپنی مہترانہ قیادت سے نہک موئے اور سیاست اور دیانت دونوں کی طرف انتظامی توجہ فرمائی لیکن کچھ دیانت کی کمی کی کہ یہ طبقہ علماء و مجتہدین کے اثرات کافی طور پر جوڑتھے اور سیاست کی خرابیاں سلطنت کے سامنے کو متزلزل کیے ہوئے تھیں اس لئے ملکی انتظام کی اہمیت کا اندازہ ہوئے جو کام ملک کے مذکور مقدم کیا اور ملک کے گوشہ میں سے جو خرابی ہے پوری ترقی پیدا کر دی اور خرابی کے اثرات کو قطع کر کے ملک کو آزاد ملک و سلطنت کو بحکم سلطنت بنادیا اور اب تک ہمہ تن ملکی ترقیوں میں مصروف ہیں اور جب پوری طرح سلطنت متحکم ہو جائے گی اس وقت دیانت کی ترقی بھی خد نہ چاہا تو اس طرح نظر آئے گی جس طرح ملکی ترقیاں ظاہر ہوئی ہیں۔

یہ ہر لوگوں کی سمجھ میں آئے کہ یہاں آج اس لئے لوگوں کے توجہات مبصر گئے کوئی کتا تھا کہ ایران میں نیشنل ٹرنکی کے اسلام سے آزاد ہوا چاہتا ہو کوئی سمجھتا تھا کہ مذہب شیعہ ایران سے خصت ہو رہا ہو کوئی شخص نہ ہو لوگ ان کی نسبت طرح طرح کے خیال کر رہا تھا لیکن اس طلب میں تھا جو ہم نے بیان کر دیا اور ہمارے قلم کی تصدیق اس تحریر سے ہوئی ہوتی ہو جو در در بار پہلی کی بجانب کے مذکور مجلہ "اسلام دیو" کے نام ان کے ایک مسئلہ کے جواب میں ملو ہوئی ہو، جس کا ترجمہ فل میں آج ہو اور نقل کی وجہ سے ہم نے صنم پلا خطہ ناظرین کے لئے پہنچا ہے جو حسن ہے ایران کی اسلام نوازی پر کلمی روشنی پڑی ہو،

ترجمہ سلتیہ تفسیر وزارت باہنوشی

آقا شہید حیدر حسین میر محمد مرسلہ سلم لویہ

مرسلہ تفسیر فیہ وصول ہوا اور مرسلہ سلم لویہ کے ذمہ فرکان اڈیٹورین جہاں نگار فوس کھتے
ہوئے اشاعت ہائے سابقہ کی تکرار میں بیچ بیتی ملا خطہ ہوا اور ان حسابات سے جنہوں
نے جناب عالی کو غلط فہمی کے بعد اس کی تلافی کی ہدایت کی جو مستحق حاصل ہوئی، کچھ
شک نہیں کہ پاک و بے عیب طاہر کرنا مقام بلند سلطنت عظیمہ ایران کا جو اس زمانہ میں عالم تشیع
اسلامی کی یکتا پشت پناہ ہو نام مسلیم تشیع نہ رہا پہلا فریضہ اور جناب عالی کی وفات پر
جو اس ملک میں کچھ کامیوں سے ہیں فرض ہو کہ ترقیات عالیہ ایران کو جو ایک تسلیات میں
زیر سایہ مبارک نگہاں ملخصت ہادیوں شاہنشاهی ادا خاندانہ حاصل ہوئی ہیں اور
جنہوں نے اس ملک کے غالب مسخرین میں مدح تازہ ہو کر شاہراہ ترقی بلند ہو چکا اور
تمام دنیا کے شیعوں کے کانوں تک پہنچا دین خاتمہ کلام میں جناب عالی کے لئے زیادتی
توفیقات ترویج مذہب تشیع کا خداوند عالم ہے ختم سنگار ہوں

تیور دانش

وزیر دربار پہلوی

ہم شعیان نیا کو طہنان لائے ہیں اور یہاں گاہ کرتے ہیں سلطنت ایران نہایت قلیل صبر میں ختم
اور شیعہ میں اپنی ترقی کی ہر کار میں سلطنت ایک عظیم الشان سلطنت کچھ جانی کی متقی ہو گئی ہو، تمام
شعیان نیا کو شاہنشاہ پہلوی کے لئے معین طلبے دعا کرنی چاہیے اور اپنے دلوں کو مطمئن رکھنا
چاہئے کہ ان شاء اللہ بہت جلد دینا ترقیاں بھی اس سلطنت میں اسی اعلیٰ بیانیہ نظر آئیں گی جس بلند پایا
پر یاسی ترقیاں غیر العقول نظر آ رہی ہیں،

(ناچیز مدیر)

نقل سلسله تفسیر و آثار در بار سید

شماره ۲۵
۹/۴/۱۳

آقای محمد حسین میر محترم مجله سلیم لوی

مسلک بشری و دین مقاله و موه مجله سلیم لوی که باطرا تأسف کذب و اغماض است
منبر خود را ملاحظه شد و از حساباتیکه خباب علی ابن ابی سرفه هم بهت بجزان نمود است
مستحق حاصل شد البته تقدیر و تنزیه مقام شایع سلطنت بی ایران که در دنیا امر و نگارند
عالم شیخ سلامی است اما این طیفه عیش و مسکن شیعی و برب شخص خباب علی که از حیات این ملک
مستحق نیستید فرض است که رقیات عالیله ایران که در قتل و قتل مبارک علحضرت یون
شاهنشاهی و اخافاده حاصل و به کالبد منسوب این ملک و حجاز و مدینه و شاهره قری
تعالی سون و ان گونش و شیعیان دنیا بفرمایند و خاتمه فرید و فیقا خباب علی ابن ابی سرفه و

نزدیک شیخ از خداوند ابراهیم

تمبوره تاش

وزیر دربار پهلوی

نجم العلوم السالک من الودائع النبی

فوز انسا کے قیمتوں پر دست مکت

النبوة والخلافه تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملک ملا محمد
 انجمن اسلام خلافت پر تنقیدی اور عقائد نظر قابل دیدار
 ہے اگر نیری ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳
 الموحد توحید علم شمس العلماء نجم الملک ملا محمد انجمن اسلام
 توحید کو نہایت تبیین و دلائل سے ثابت کیا گیا جو معترب
 انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو چکا ۳
 خطاب فصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ خباب
 شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب بدہ المصباح
 انجمن اسلام اور عیسائی کے اصول کا مقابلہ ۳
 مسالک الحکما اردو ترجمہ سناج الحکما ترجمہ خباب
 شمس العلماء مولانا السید سبط حسن صاحب بدہ مان پرستوں
 مذہب کی تفصیل و در انکے خیالات کا رد ۳
 یہ مضیا توریت کی پیشگوئیوں سے خباب سلمان کی
 رسالت کا ثبوت از خباب لوی شید علی غفر صاحب غیر
 خباب سلطان العلماء اعلیٰ الشرفا ہما ۳
 رد المناسخ مصنفہ خباب لانا محمد ہارون صاحب بدہ
 مرحوم مسئلہ تنازع پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح
 و مان کی قدامت کا ابطال آریوں کی ایہ از کتبوں کا
 مسکت جواب ۱
 انسانی قربانی دیدوں کے زیادہ کی انسانی قربانی از خباب
 خواجہ غلام آئین صاحب ۲
 دیدست قربانی دید سے قربانی کا جواز از خباب لبر

غلام آئین صاحب ۲
 تصدیق رسالت گوتم بدھ کی پیشگوئیوں سے خباب
 مرتبت کی رسالت کا ثبوت از خباب مولوی شید احمد علی
 صاحب مولانی بی راے ۲
 اسلام اینڈ وی لائٹ آف شیعہ انگریزی ترجمہ
 شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ خباب ایماہ حسن
 صاحب بی اے اصول عقائد اسلام کی حقیقت دیگر مذاہب کے مقابلہ
 میں برست دلائل سے ثابت کی گئی ہر جلد انگلش فیشن ۲
 وی پرافٹ شپ اینڈ وی کیلیفٹ انگریزی ترجمہ
 و خلافت ترجمہ خباب لوی لقاء علیا صاحب غلط جلد انگلش فیشن
 دی ٹریجڈی آف کولاماراداری پر انگریزی یا نیر ترجمہ
 از خباب امیر علی صاحب لکچر لکچر نو روٹی ۱
 الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انتخاب اور نہایت کلام
 از خباب لانا مولوی محمد ہارون صاحب بدہ مرحوم ۱
 المعراج دلائل عقلیہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از خباب
 مولانا السید محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم ۱
 اسلام مغرب کی نظرمیں از خباب شاہ حسین صاحب ایم اے
 شریعۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب کا دلائل
 تذکرہ از خباب لانا السید محمد صاحب بن ہر کا نجم الملک ملا محمد ۲
 شریعۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل
 مصدقہ خباب ہر کا نجم الملک ملا محمد ۲
 تہذیب الاسلام حصہ متواتر کے متعلق شریح حکام اور دیگر فقہاء

سیاستِ لہو

حضرت امیر المومنین سلام اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تحریکیں گریں
 کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی ہے اسے نظر
 کر کے اکثر واقف کو تاہ نظر لوگ اس شبہہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات الہوتی سفا
 میں سیاست لگاؤ نظر حکومت کا وہ ملکہ موجود تھا جو ایک بڑے حکمران میں ہونا چاہیے اس خلافت
 و راجہ خیال کو دفع کرنے کے لئے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب زنگی پور قلیبیہ
 حضرت قدس الکاملین مولانا ابوالکلام محمد ارون صاحب مرحوم و مغفور زنگی پوری نے اس کو افسانہ رسالہ
 کی ترتیب و ایض میں محققانہ جہد و جہد فرمائی ہے اور بے شبہہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ
 کم نظیر ملکہ عدم نظیر ہے فاضل عمدہ روح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا اہم تعلق اور اہل دنیا
 کی سیاستوں کے حقیقی غراض و مقاصد سے دوست نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا
 ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی
 تھی ان سے ہر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر و داغ میں نہیں آسکتی اور انہیں
 اصول میں دین و دنیا دونوں کی صلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے
 کہ آپ کے عہد میں خستہ حال و افتراق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس
 رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے مدد و فائدہ
 نہ کرنا چاہیے قیمت اعلان معصومہ لک ۱۲

لے کاپی

میخروا اعظمیہ تر الو اعظین لکھنؤ

جس طرح تم نے ۱۰۶۷

الواعظ

مَدْرَسَةُ الْعَطْرِ الْجَدِيدِ كَمَا مَأْمُورٌ بِهَا

زیریں
محترمہ الامامہ احمدیہ و آلہما
عظیمہ

میں

حکیم شید قائم علی رضوی ابو سعید خیر بخاری (۶۲۰) عہدہ الافاق

باہتمام شیدائقبال حسین منیر مطبع

مصباح الامانة والبر والوفاء

مسدود استرالوا عظیمین لکھنؤ شام ہوا

کتابہ احقر الکونین فیہ کتبہ حسنہ

مَصْبُوحَاتُ قَوْلِ الْحَدِيثِ مَسَامِعُ

- (۱) مذہب اسلام کا اکل الادیان ہونا۔ (۱) یہ رسالہ بالفعل ہر اگر نیری ماہ (۱) مقابعد رسالہ کا خانہ رکسکے زمین
- (۲) پیغمبر اسلام کا افضل مخلوق ہونا۔ کی آخری تاریخوں میں شائع ہوا کریگا لکھا جائے ورنہ درج الواعظ
- (۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور (۲) ہر خریدار کہ کم از کم ایک سال نہ ہو سکے گا
- (۴) انکی جامعیت کے لئے خریدنا ہوگا، (۳) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں
- (۵) اسلامی خلائق آداب کی فضیلت (۳) نمونہ کا پرچہ ہر کے کتب ڈیڑھ کو تین روپے و تبدل در صلاح کا اختیار
- (۶) اسلامی تمدن کی فوقیت آنے پر دانہ ہو سکتا ہے، (۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور
- (۷) اسلامی احکام و قوانین شریعت (۴) جوابی کارڈ یا کتب آچاہئے عالم ہسم ہو
- (۸) ائمہ طہارین کے کمالات ہدایات (۵) اختارات کی حجت مذکورہ (۴) مضامین صاف خط میں تحریر کیے
- (۹) سلف، صالحین کے تاریخی حالات (۵) خط و کتابت طے ہو سکتی ہے جائیں اور عبارت عربیہ پر
- (۱۰) قرآن مجید کا افضل الکتاب ہونا، (۶) علمی معاملات کے متعلق خط عربیہ لکھائے جائیں نیز
- (۱۱) اثبات اصول اسلام بدلائل (۷) کتابت و ارسال مضامین بنام عربی عبارت کا دوسرے
- (۱۲) عقلیت و نقلیت (۸) کتابت و ارسال مضامین بنام عالم میں ترجمہ ہونا چاہئے
- (۱۳) فلسفہ قدیمہ جدیدہ اور دیگر (۹) حوالہ دیا جائے، (۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا
- (۱۴) مذاہب کے مقابلہ میں جماعت اسلام (۱۰) منبر ہونا چاہئے (۱۱) حوالہ دیا جائے، (۱۲) حوالہ دیا جائے،
- (۱۵) دلائل شہادت (۱۱) منبر ہونا چاہئے (۱۲) حوالہ دیا جائے، (۱۳) حوالہ دیا جائے،
- (۱۶) شرح قیمت :- (۱۴) حوالہ دیا جائے، (۱۵) حوالہ دیا جائے،
- (۱۷) رواۃ والیان ملک سے جو حجت (۱۶) حوالہ دیا جائے، (۱۷) حوالہ دیا جائے،
- (۱۸) کشفات جدیدہ و حقائق (۱۷) حوالہ دیا جائے، (۱۸) حوالہ دیا جائے،
- (۱۹) اسلام (۱۸) حوالہ دیا جائے، (۱۹) حوالہ دیا جائے،
- (۲۰) اخبار علمیہ (۱۹) حوالہ دیا جائے، (۲۰) حوالہ دیا جائے،



وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدانا لهذا وَكُنَّا لَهُ كَافِرِينَ
سورۃ عمران

الاول

نسبہ ایت ماہ ذی الحجہ ۱۳۹۹ ہجری قمریہ
جلد ۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	اداب سے دیکھ لو جا تا رہ گلا دیں	۲
۲	مشذرات	۳
۳	فہرست توہم الکافیت و التہذیبین	۱۳
۴	سلسلہ اہل بیت علیہم السلام	۱۴
۵	شجرہ نبوت محمدی کی پانچویں نسل کا طو	۲۳
۶	نخل امامت کی سیرت نامی برزخ الہی کا اثر	۲۸
۷	گلزار امامت کے نویں گل سرسبز کی ہرکت	۳۰
۸	تاریخ کعبہ و امیر المؤمنین	۳۵
۹	سولانا علی بن ابی طالب بیان بیاحت میں	۴۳
۱۰	اولوالامر کی تعیین	۵۵
۱۱	عبدسج الطحاکی و مولانا علی بن طاہر	۵۸
۱۲	قیس فیہ	۶۳
۱۳	ضبط غیظ کی پیش مثال	۶۵
۱۴	قطعات تاریخ	۷۰
۱۵	معراج صاحب لاک	۷۱
۱۶	خلافت و تہذیب و تمدن	۷۵
	مضمون نگار	
	میجر	
	خاستہ ہاشم حسین صاحب لکیر	
	خاستہ لوی سید غلامرضا صاحب	
	میر	
	خاستہ لوی مرزا یوسف حسین صاحب و عطا	
	خاستہ لوی سید غلامرضا صاحب	
	خاستہ ملا الشیخ محمد حسین صاحب	
	خاستہ خان بہادر شیخ احمد علی صاحب بہادر	
	میر	
	خاستہ خان بہادر شیخ احمد علی صاحب بہادر	
	خاستہ لوی محمد تقی صاحب لکیر	
	میر	

ادائے پھر لہجہ آواز کو گلدل کا
برلینگا ہے یہ فیصلہ دل کا

ہمارے کچھ قارئین غلام اسلمہ حضرت راہبر اسلمہ کی آمد آمد ہو یا رسول بنبر حلو کا حضور ہم سب سے
کے پہلے نمبر کی تباہی کریں اور آپ بقایا کے گذشتہ اور اسلمہ کی پیشگی قیمت یا اگر کچھ باقی نہ تو صرف اسلمہ
کی پیشگی قیمت بذریعہ منی اور ارسال فرما کر نمونہ نمائیں

جن حضرات نے آپ کے ارسال قیمتیں دیا فرمادی ہیں وہ بھی ادا ہو گئیں اور جو حضرات دس سال میں
نہ دیا رہے تھے اور جنہیں پندرہ سال سے کل نمبر روانہ کر کے آپ کے ارسال کی قیمت وصول کی گئی تھی انکی بھی ہوی
قیمت بھی اس نمبر کے پہنچ جانے کے بعد ادا ہو جائیگی ایسے حضرات کے لئے اسلمہ کی پیشگی قیمت کا مطالبہ
ہو اور بھال تنہا اس کے کہ اگر آپ سہہ بھی اپنی نظر تو جسے اس کے چکر کمرشٹ لکھنا چاہتے ہیں تو براہ کرم آپ
نمبر کے بلا غلط فرماتے ہی سب سے صلہ کا پیشگی چندہ بذریعہ منی اور ارسال اسلمہ کے نمبر کا بند باریہ دی گئی قیمت
سے حاضر ہو گا جس کا وصول کرنا آپ کا اخلاقی فرض ہو گا اور اگر خدا خواستہ کوئی اسلمہ کے خیر داری کی مانع نہ ہو تو
براہ ہمزہ دی قومی ایک کارڈ کے ذریعہ سے مطلع فرما کر دی پی کے بیجا مصارف سے اس قومی اداں کو محفوظ
رکھ کر شکر گزار کی متعہ دیجئے

کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جن کی خدمتیں اسلمہ کی آخری ششماہی یا سہ ماہی میں لاوا غلط کے گذشتہ
نمبر روانہ ہو کر آخر سال تک سلسلہ روانہ ہوتے رہے اور اب جو ۱۲ نمبر پہنچ جانے کے بھی جنوری اسلمہ
میں صرف اسوجہ ان کی خدمتیں ہی پی وائے نہیں کیا گیا کہ پہلا وہ پی وصول کرنے کے محسوس ہے ہی
دس بعد دو اسلمہ دی پی کا وصول کرنا اگر ان کے گذشتہ حضرات اسلمہ کا بقایا اور اسلمہ کا پیشگی چندہ بذریعہ
منی اور ارسال فرمائیں جن جنوری اسلمہ کا پرچہ انکی خدمت میں بذریعہ منی یا قیمت سے پہلے بقایا پیشگی حاضر
ہو گا جس کا وصول کرنا ان کا اخلاقی فرض ہو گا

کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جنہوں نے آپ کے اسلمہ میں پی کی مانگت فرما کر اسوجہ بھیجے گا
وعدہ فرما کے اتنا کہ اپنے وعدہ کو وفا نہیں دیا وہ بھی اسلمہ کا بقایا اور اسلمہ کا پیشگی چندہ بذریعہ منی اور ارسال
فرما کر نمونہ نمائیں بذریعہ منی انکی خدمت میں جنوری اسلمہ کا پرچہ ہی پی قیمت سے پہلے بقایا پیشگی حاضر

(نمبر ۱۱ جلد ۹) ہمارے کچھ قارئین غلام اسلمہ حضرت راہبر اسلمہ کی آمد آمد ہو یا رسول بنبر حلو کا حضور ہم سب سے
کے پہلے نمبر کی تباہی کریں اور آپ بقایا کے گذشتہ اور اسلمہ کی پیشگی قیمت یا اگر کچھ باقی نہ تو صرف اسلمہ
کی پیشگی قیمت بذریعہ منی اور ارسال فرما کر نمونہ نمائیں

شعبہ دہلی

جناب مولوی فضل علی صاحب اعظم میرٹھ اور پنجاب میں
جناب سراج نے ۷ مارچ سے ۱۲ اپریل ۱۹۵۷ء تک جن جن مقامات کا دورہ کیا وہ ان کی مختصر تفصیل
حسب ذیل ہے:-

کھڑا جلال پور ضلع میرٹھ یہاں جناب غلط اور پنڈت ہرم بھکشو صاحب یہ ہے ایک معرکہ الاكرام مناظرہ
ہوا تھا جس کی اجمالی کیفیت منبر جلدوں میں ہر ذیہ نظر من ہو چکی ہو لہذا انی اجمالہ اس کے تفصیلات چھپ کر گئے
جائے میں موضوع مذکور میں جناب اعظم کے تشریف لے جانے کا پہلی سبب تھا کہ چار پانچ برس آریوں نے سخت
شورش برپا کر رکھی تھی ہر سال اپنا تبلیغی جلسہ کرتے تھے اور مسلمانوں کو مناظرہ کا اعلان دیا کرتے تھے اور جو با
نہ پا کر مسلمانوں کی سبب اعتراضات کئے تھے انہیں اسلام کی جانب سے مشکوک کرنے کی کوشش کرتے تھے وہ ایک
مرتبہ مناظرہ بھی ہوئے مگر ان اپنی حرکت سے باز نہ آئے چنانچہ اسی سال بھی اپنے جلسوں کے اعلان کے
ساتھ مناظرہ کا اعلان دیا اور مسلمانوں سے مباہلہ پر آمادہ ہوئے اور رسوائی سے نفع الدراجات بھی آماں ہو گئے
اور انھوں نے ایک معرکہ الاكرام مناظرہ کا اعلان کر کے جناب غلط سے جو ربط مولوی احمد رضا صاحب معلم سیر الایضین
مرہٹ شریعہ کو دی اور جن تاریخوں میں جناب غلط حضرات منظر گڑھ کو اپنی تشریف لیمانے کی اطلاع دی
چکے تھے انھیں تاریخوں میں منعوج کی تشریف آوری کی استدعا پیش کی مگر چونکہ مناظرہ بہ نسبت منظر گڑھ
جانے کے زبان اہم تھا اس وجہ سے منظر گڑھ کا جانا ملتوی کر کے ۷ مارچ کو انبالہ سے کھڑا پور پور سفر
مناظرہ موضوع بحث طے کر کے ۸ مارچ کو آریوں کی کتابوں کی نظام کرنے کے لیے لکھنؤ تشریف لائے
اور ۱۱ مارچ کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر ۱۲ مارچ کو کھڑا پور پہنچ گئے اور آریوں نے بھی اپنے نمائندوں کو پنڈت ام
چند سبھی اور پنڈت ہرم بھکشو سبھی کے بلانے کے لیے دہلی اور لکھنؤ روانہ کیا اور ہزار قیمت و کوشش
پنڈت ہرم بھکشو صاحب کے لائیکر کامیاب لے ۱۵، ۱۶، ۱۷ مارچ مناظرہ کی تاریخیں مقرر ہو چکی تھیں یعنی پانچ
پہلا جلسہ ۱۷ مارچ کو زیر صدارت پنڈت شری سنگھ جی منظر نگری منعقد ہوا جس میں آج کے لیے موضوع بحث قرار دیا گیا

عل ہے ایک منشیہ ڈپٹی کلکٹر صاحب نے انتہائے جوش میں ایک اسلامی عالم کو بے تہذیبی سے خطاب کئے
کی شکایت کی اور جلسہ گاہ کے اندر ادراہم ایک لعل پیدا ہو گئی قریب تھا کہ کوئی بدنامی صورت پیدا ہو جائے
مگر پولیس مین فریقین کھڑی ہو گئی اور جناب غلط نے بھی اپنے حسن تدبیر سے بہت کچھ روک تھام کر کے مسلمانوں
خصوصیت کے سلسلہ توجہ لائی کہ نہ صبر نہ کام لیں اور بے صبری کر کے مناظرہ کے بند ہو جائیگا موجب بین الا
بندت جی کی اس کو کثیر شریک مناظرہ بند ہو جائے کاسیاب نہ بنے دین اس طرز عمل سے جلسہ میں سکون پیدا ہوا
اور مناظرہ شروع ہو کر مقرر وقت پر ختم ہوا اور دیکھنے والوں نے اعتراضات و جوابات کی نوعیت کو دیکھ لیا اور دل
جلسہ حائر لیکر اٹھ گئے نہ دوسرے دن راتوں تک تبلیغی جلسہ کی بے دریغی سے جو ان کے خیال میں ایک کھلے مقابلے منعقد ہوا
اور مسلمانوں کے جلسہ عظیم نہ ہو مسلمانوں کے مجمع کی کثرت واضع ہو گیا اور عوام پر بہت اچھا اثر پڑا، اس
جلسہ میں اگرچہ موضوع بیان خفایت صلیب اسلام تھا لیکن اس کے کلام میں نہ سبک دینے کے بعض نقائص پر بھی
روشنی ڈالی گئی، ہدایت نفع الہیات کا خیال تھا کہ اگر دو چار غلط اور بھی ایسے ہی ہو جائیں تو سیکورڈ کی
مذہب حق کے دلوں میں خلل ہو جائیں برادران اہنت کو یہ حیرت تھی کہ آریہ مقام اعتراض میں نہیں کی گئیں
کو کیوں نہیں کرتے ہیں اور کبھی سیدہ کہیں نہیں پیش کرتے جس کے وجہ ہمیں کافی طریقہ سے سمجھائیے گئے اور
تبدلہ لیا گیا کہ کتب سیدہ میں نہیں اعتراضات کی گنجائش نہیں مل سکتی بہر حال فریقین اسلام بلکہ غیر متعصب ہندو
بھی نہایت محفوظ و متاثر ہوئے اور مناظرہ اور جلسہ نہایت کامیاب ہوا،

نار و وال ۱۸ مارچ کو صبح سا بجے کھڑ جلال پور سے رانہ ہو کر سرسٹھ اور نالہ اور گجرا نالہ اور زیر آباد اور بالکوٹ سے
مرد کرتے ہوئے ۲۴ مارچ کو نار و وال پہونچا ۲۹ مارچ تک مقیم ہے،

۲۵ مارچ کو دوپہر کے قریب عیسائی جناب غطا کی جنرل کے تقریباً دو ڈھائی گھنٹہ صفات جناب یاری
تعالیٰ اور خلق عالم کے متعلق گفتگو رہی شکوہ اسیہ ہال میں جلسہ منعقد ہوا منع کافی تھا موضوع تقریر عبادت اور
عبدیت تھا،

۲۶ مارچ کو عیسائی مسلمانین بعد دوپہر تشریف لائے عبادت قرآن مجید اور جن عباد پر گفتگو رہی اس میں
انہوں نے کھاکر از اعلام احمد صاحب قادانی نے قرآن کا بڑا بڑا ذکر کیا اور گرجب ان کے دعویٰ کی سند مانگی گئی
اور کتاب میں ان صاحب نے یہ دعویٰ کیا ہوں طلب کی گئی تو ان حیلہ حوالہ کر کے چلے گئے اور باوجود وعدہ فرمانے

کے سپر نہیں آئے،

ناز وال شیعہ خوجہ کی مشورتی ہوا درمیاں کے لوگ بھی مثل خوجگان بیٹی کے تجارت پیشہ ہیں مگر انکی تجارتیں چھوٹے پیمانہ کی اور زبان و تنہا نہیں ہیں لیکن باایں یہ ان لوگوں میں کچھ ایسی شخصیں جو دین کی وجہ سے خدا کی خدمت میں پناہ لگا کر اتر پڑ رہے ہیں جناب اعظم نے اس سببی کے نامزد کئے امامیہ ال میں بلکہ بہت کچھ نمائش کی اور اس میں اتفاق اتحاد کے فوائد اور سلام و کلام کر گزرنے کی دینی و دنیوی نقصانات بیان کر کے سب حضرات سے عفو و رگزر کا عہد لیا اور دینی اثر بزرگ جنہر کا فی بخش ہو چکی تھی باہم مل گئے ہر سر کے لیے تقریر چندہ بھی فراہم ہو گیا اور ہندو کسی مناسب متعہ پر اسی چندہ کا وعدہ بھی کیا گیا،

۲۷ راج کو دیکھتے مختلف مسائل دریافت کیے گئے شکیو ایک عام جلسہ خطاب شرک ایک وسیع میدان میں منعقد ہوا جس میں ہندو مسلمان سنی شیعہ احمدی وغیرہ تشریف فرما تھے موضع بیان قرآن مجید کے الہامی پہلو کا ثبوت اور شیعہ کے خصوصیات تھے،

۲۸ راج کو یہاں کے صاحبزادہ صاحب احمدی طریقہ کے پابند ہیں جناب اعظم سے ملنے آئے اور دیکھتے مکمل خلافت کے متعلق گفتگو کرتے رہے اور بعد نماز جمعہ جلسہ رائے حق والدین پر تقریر کی گئی،

علیٰ علیہ الصلوٰۃ علیہ وسلم ۲۹ راج کو ناز وال سے روانہ ہو کر سیالکوٹ اور گجر نواز اور لاہور اور ملتان سے مرور کرتے ہوئے ۳۱ راج کو صبح کے ۹ بجے مظفر گڑھ پہنچ کر گھنٹے کے بعد علی پور روانہ ہوئے اور تین بجے کے قریب سیالکوٹ پہنچ کر شب کو بعد نماز عصر میں ہندو بہت عمل پر ایک مختصر تقریر فرمائی اور اسکے بعد ۲ مارچ پر ایک سلسلہ خطاب و تبلیغ جاری رہا،

اس سببی میں کل چار سو شیعہ آباد ہیں اور پندرہ سو سنی اور وہابی اور خالیں اشخاص احمدی ہیں مگر شیعوں کی تعلیمی حالت نہایت خراب ہے عقائد درست ہیں مگر علم بہت پست میں مالی حالت بھی بدستاب ہیں معمولی ہوشیوں کی ایک مختصر سی مسجد اور دفعتی امام بارہ ہیں گرد و نواح کی حالت بہت خراب زانگنہ ہے جس کی اصلاح کے لیے دھچکار مینہ کسی مستقل اعظم کے قیام کی ضرورت ہے سکرٹری صاحب انجن حسیہ نے وفد بھی کیا ہے کہ اگر کوئی واعظ صاحب بیان قیام کرینگے تو انھیں مالی امداد بھی دی جائے گی اور کوشش کی جائے گی کہ ہر پرستگار پرستگار کے لیے ایک مدرسہ کے لیے ایک مین بھی وقف کر دینا و عطا کیا ہو

کیم اپر کل تین حضرات فرقا حمیہ کے تشریف لائے جن میں سے ایک منہا صاحب کی نبوت کے او و اُن کی ممد و
وجہیت کے منقہ تھے ان حضرات میں سے مولیٰ شیر خدا خالص اصل و پربند جو مرزا بنی ہماست بن ہیں
ہو کر لاہوری احمادیوں کی جانب سے باقاعدہ وظیفہ لیکر انہیں کی جانب سے خدمت تبلیغ ادا کر رہے ہیں تقریباً
دو گھنٹہ تک ملاقات غلبے کے متعلق سوالات کیے رہے اور بالآخر آئندہ کا وعدہ کر کے تشریف لے گئے اور پھر ادھر کا
رخ نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالات کی غرض مضمون صحیح پر تال ہتی جس کے بعد پھر انکو بحث و گفتگو مناسب
نہ معلوم ہوئی

پنجاب میں کل احمدیوں کی ترقی رک گئی ہے کہیں منزل واکہیں توقف ہو علیٰ رُوح عجمی مرکزوں نے دور
اور بیوی آسٹین سے بھی اکاون میل کی مسافت سے اس جماعت کو اچھا موقوف کیا ہوا اس کے مبلغ باطنینا
تمام اپنا کام انجام دے رہے ہیں

بہر حال سہ پہر کو جن حسینہ کی جانب سے عطا کا اعلان تھا اشتراکیت پائی دیے گئے تھے ہندو کو بھی با
قاعدہ عزت دی گئی تھی مگر وہ جلسہ میں شریک نہیں ہوئے بلکہ ایک فریق کے مکان میں تبدیل ہو کر جمع ہو کر خباب
و عطا کی تقریر کو غور و خوض سے سمجھا رہے تھے ۱۸ مارچ کو جو اعتراضات آریوں نے اسلام اور بانی اسلام پر اپنے جلسہ
میں کیے تھے انکا جواب دیکر ثابت کیا گیا کہ وہ اس کے تعلیم نہایت ناقص اور محض اخلاق پر اور بھی واضح
کیا گیا کہ اس اسلام چلنے کے ہندو مسلم نفاذ کے موجب تھے بلکہ درائن جائز طریقہ سے ساتن دہر میں ہندو
کی ہمدردی حاصل کرنا چاہتے ہیں

۱۲ اپریل کو نوبے شب کے وقت پر جلسہ دو عطا منعقد ہوا برادران اہلسنت بکثرت تشریف فرما تھے
جہی حضرات بھی موجود تھے ضرورت نبوت پر تقریر کرتے ہوئے خاتم النبیین کی نبوت و رسالت کا اثبات
کیا گیا اور ہندوؤں کو بھی انکی قابل احترام و شہ سے باز رہنے کی ہدایت کی گئی

۱۳ اپریل کو سردار سرائل بخش خالص صاحب کی مبنی شب جمعہ کی مجلس میں مولانا محمد ابراہیم سیرینی
مشہور میلہ کی وجہ سے جمع نہیں ہوئے

ملتان شہر، ۱۴ اپریل کی صبح کو علی پور سے روانہ ہو کر شہر سلطان اور مظفر گڑھ سے موز کر رہے ہوئے اسٹھ
بجے شہر کو ملتان پہنچے اور جو جلسہ ڈاکٹ کے خلاف منعقد ہوا تھا اور جس کے لئے اس سفر کی رحمت گوارائی

بھی انہیں شریک نہ ہو سکا افسوس! گیا، ہر حال ۱۲ اپریل سے ۱۷ اپریل تک نئی قرضی صاحبہ الکا
پیشا علاقہ جہاں کے ہمراہ جنابین بخش صاحبہ اگر ملتان کے مکان پر اپنے فرائض میں مصروف ہو،
۱۵ اپریل کو صاحبہ بدینہ اگر صاحبہ فاضلہ کی جانب سے شاد اکیت کی مخالفت میں ایک
عام جلسہ اعلان کیا گیا اور شریک فیہ جلسہ کے متواتر کی سہ ماہی نماز مغربین کے بعد ایک مختصر جلسہ و عطا مسجد
میں منعقد ہوا جس میں جلسہ کے چند آدمی خبر نہ لگے تھے حقوق الدین پتھر کی گئی۔

۱۸ اپریل کو کلاس جہاں واقع تھا جنابین جلسہ عام منعقد ہوا جس میں کثیر تعداد میں اہل تشیع علیہ السلام نے شرکت کی
حضرت جی کے ساتھ جو کچھ کشیدی جلسہ میں شرکت ہوئے تھے شاد اکیت کی مخالفت میں تقریر کی گئی اور اسے عنوان علی لفظ
کی غیلا کی گئی کہ حضرتین پر اگر غلطیاں ہو گئے ہیں کہ بعد ہی شبہ دو لہا بنائے گئے اور چھ چلوں کی صورتوں میں لکھ کر لیٹان
روا ہوا کہ میں صبح کی تعداد غیر متواتر ہو چکی اور کمال شک و شبہ اس سے روزینہ کی صورتوں کے متعلق لگے،

آئیے اذ سے ایک حنفی طالب علم جناب واعظ کے ہمراہ ہو کر مروج کی قیام گاہ تاکے اور شیعہ مذہب کے
متعلق گفتگو کر کے جو حوالہ لائی کتابوں کے بتائے گئے تھے انکے دیکھنے اور تحقیق کرنے کا وعدہ کر کے تشریف لے گئے،
گو جرنوالہ، ۱۷ اپریل کی دوپہر کو ملتان سے روانہ ہو کر دس بجے شکوہ جرنوالہ پر پونجا اپنے فرائض کی
ادائی میں مصروف ہوئے،

۸-۱۰ اپریل کو مقامی حضرات کی اصلاح اور تعلیم مسائل و نماز جماعت میں کو شش کی گئی،
۱۱ اپریل کو شیعہ امام باورہ میں انعقاد نماز جماعت اور امام باورہ کی درستی و درست اوضاف جہاں امام باورہ کو
مالکے خرید کرنے کے لئے حسینہ زوج عیال اطفال عظیم تھے چندہ کی تحریک کی اور ہر مرد و عورت سے اس کی
آمدنی میں سے فی سہ ماہ ایک سینیہ کا، عسکریہ عورتوں میں حبشی فنڈ قائم کر دیا،

موضع مدرسہ ضلع گو جرنوالہ اس موضع میں حدود ایک بہت بڑے اداروں کو ایک چالاک کرتے ہیں اپنی
کتابوں کے حوالہ جات کو غلط کہتے ہیں لہذا گو جرنوالہ کے حضرات سے چندہ وصول کر کے ان کی کتابوں کے
خرید کر نیکے لئے پہلے لاہور گئے اور احمدیہ بلندنگ لاہور سے کچھ کتابیں تقبیت اور کچھ بلا تقبیت حاصل کر کے ۱۲ اپریل
کی شام کو پہر گو جرنوالہ آئے اور ۲۵ اپریل تک ہاں مقیم رہے اور ۲۷ اپریل کو وہاں سے روانہ ہو کر ۲۸ اپریل
کو مدرسہ پونچھ لے رہے ہو کہ غلط کا اعلان کیا گیا موضع تقریر ذکر تقویٰ تھا جسے ضمن میں مرزا صاحب کی نبوت

اور ان کے دعوت پر بھی روشنی ڈالکر یہ اعلان کر دیا گیا کہ اگر مرزا کی صاحبان کچھ پوچھنا چاہتے ہوں تو بعد ختم غلط
پوچھ سکتے ہیں چنانچہ وہ ختم ہوئے کے بعد مرزا کیوں سوالات شروع کر دیے اور بحث سے عاجز ہو کر یہ جملہ کرتے
ہے کہ جناب عطا اپنے علم کے دوسرے حکم دے دیتے ہیں اگر ہمارا بھی کئی عالم ہوتا تو ممدوح کو ایسا ہی جواب
دیتا اور بالآخر اپنی نہایت اہمیت و جناب عطا کا اثر سامنے کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ اگر مولوی صاحب سچے ہیں تو مناظرہ کیلئے
آج ہی مجاہدین ہم اپنے مولوی کو بھی بلائے جیج کہ وہ سال قبل ذوالفقار علی شاہ صاحب سے مناظرہ کر کے ان کے حوصلہ
بڑھ گئے تھے اور پانچ چھ جاہل شیعہ شکوک و شبہات میں مبتلا ہو کر اس صیانت میں داخل ہو چکے تھے اس لئے
نہ سمجھتے تھے کہ جناب عطا مناظرہ کرینگے مگر ممدوح نے مناظرہ منظور کر لیا اور تاریخ و شرائط کا طے کرنا دوسرے
وقت پر قبول کیا گیا،

انگلوں کی علمی حالت بہت خراب ہے نہایت جاہل دوسرے خبر لوگ ہیں ایک اہم سی کچھ لکھ پڑھ کے بحث
و مناظرہ میں لاکھ لاکھ گئے ہیں مگر جو دوسری سردار علیا صاحبہ جو پڑھ لکھتے نہ ہوئے کے مرزائیوں کی خوب
خبر لیتے رہتے ہیں صرف ایک شیعہ مسجد جو حال ہی میں جوہر صاحب صوفی نے بنوائی ہوئی حالت بھی یہاں کے
لوگوں کی بہت بدست ہے اس نہایت کی آبادی قلیل و شیعوں کے بعد مرزائیوں کا نمبر
انگلوں کے قریب ایک سیل ہے بھی کم خاصہ پر ایک گانہ نوجوانان الہیہ جو حسن العمل اس سنت
کی متبی ہو ایک شخص بھی شیعوں کے بکاسین سے نہ کوہ بالا عظیم میں ان کے بعض حضرات بھی شریک تھے اور دوسرے
نیز اس گانہ زمین بھی علیہ عطا کا انبیاء قرار پایا،

۲۸ اپریل کو وہ ہر ایک احمدی حضرات مختلف سوالات کرتے رہے اور شیعوں نے حضرات بھی ان کی بحث سے
پیدا ہونے والے شکوک کو رفع کرتے رہے سہرہ کہ ستورات کی شد پار جو دوسری سردار علیا صاحبہ کی مسجد میں ایک
علیہ عطا منقہ ہوا فرج کے حلقہ میں ستورات کا مجمع تمام شیعوں نے تقریر حقوق الدین اور بیت و لاوتھا
شام کے قریب بعض حضرات زمین کی میت میں جو اتیان الہیہ چکر غلام غوث صاحبہ منیدار
کے ہمان مجھے سمجھوں نے نہایت غلام سے ہمانی کے فضل و اکیے انگلوں میں ایک شک کوئی شیعہ تھا اور
شیعوں کی کوئی مسجد جو جسے الہنت کی مسجد میں مغربین کا انتظام کیا گیا تیار کر کے ایک صاحب نے اذان
کہی چونکہ اس متبی میں ایک کتاب اہل حق کی اذان کی آواز بلند ہوئی تھی اس وجہ سے اندیشہ تھا کہ کوئی بے لطفی

نہ ہو لیکن احمد نے کہ نہایت امن ہے مگر ہونگی اور دریاں تر خوشی یہی کہ مغز میں زبان غلام غوث صاحب رضی اللہ
 اور ان کے ساتھ چون پند و انخاص سے جناب غلام کی اقتدا میں ہاتھ کو نہ مگر زمین بجاعت ادا کی اور سطح
 تقریباً سولہ دیوے کی اپنی شعیث کا اعلان کو اب بعد از ان طعام و عطر شروع ہوا اہل بیت اطہار کے افضل
 است و مقرر ان کا عطر ہوئے پر تقریر کی گئی اور بلا درازان اہلسنت کے علماء کو جو ان مجمع میں جو بیتہ اجازت ہو گئی
 کہ جو بیتہ طہ و مہر شوق سے ہنرمیں کریں ایک صاحب نے ختم تقریر کے بعد ارشاد فرمایا کہ اپنے فضائل اہلسنت
 صبح جاری ہے بیان کیے ہیں حالانکہ اسی کتاب میں فضائل خلفا بھی جو جو ہیں غرض اپنے بیان میں کیا جاتا
 و عطا فرمایا کہ خلفائے ثلاثہ کے فضائل و اہل فضائل اہلسنت کا مقابلہ نہیں کر سکتے دوسرے کہ یہ نجاری
 میں فضائل خلفا کے ساتھ ان کے مثال بھی نہ کر رہیں ہر کیا آپ لوگ اجازت دیجئے کہ خلفائے ثلاثہ
 کے فضائل مثال دلوں کر کر دیے جائیں اہل بیت کے نقائص بہت تلاش کیے گئے مگر نہ ملے اور خلفاء کے
 مثال بہت مست کچھ پر نہ آلا گیا مگر ہر بھی کافی مواد جو مجھے ہنجامی ہے اہلسنت کے فضائل صرف اس لئے بیان کیے
 کہ جو کسی کتاب سے لیا گیا ہے کہ یہ فضائل کی شہادت ہے جو اہل سنت و اہل طہ و مہر میں ہے خیرا کہ اہل طہ و مہر کی فضائل میں
 جس میں کہی گئی شہادت نہیں بلکہ غلام غوث صاحب نے اس قسم کے حقائق اور احادیث سے مستفاد ہونے کے جواب میں لکھا
 اہل گاہ میں صرف ایک ہی سجدہ جو چاہئے تو اہل سنت کی بھی اگر آپ کو مشترک کہہ سکتے ہیں یا
 حالت کے لحاظ سے صرف غلام غوث صاحب تھے مطمئن ہیں علی حالت بھی باسنت غلام غوث صاحب کے
 کچھ ایسے ہی ہو لیا کہ جب شب نکلتا تمام اہل طہ و مہر کے جگہ بعد جناب غلام اپنے ہمراہیوں کے موضع در
 کو واپس ہوئے

۲۹ اپریل کو جب داغ سفر کے لیے آنا ہوا تو احمدی فرقہ کی جانب مناظرہ کا مطالبہ ہوا جو فوراً
 منظور کیا گیا۔ جولائی تاریخ مناظرہ مقرر ہوئی جس کے شرائط وغیرہ لکھے جانے میں اتنی تاخیر ہوئی کہ دوسرے
 سے توڑ دی گئی۔ بزرگ کاڑھی گئی مجبوراً سید نگر میں قیام کیا اور صبح کو جہلم روانہ ہو گئے
 جناب علی کوئی آمد اور حسین صاحب لکڑی منٹہ میں

گذشتہ نمبر میں جناب صاحب کے معترف کارنامہ در اسکے مسامی حیلہ ہے بیٹھ صاحبی الہ بخش صاحب کا ۶ ستر
 کو معترف حق ہونا اور ۱۲ ستر کو ناگور ہو چکا۔ ۳ ستر کو وقت شب ایک مجلس عظمیٰ کا ایک شب سے پہلے پر ہفتہ

ہونا اور کیم اکثر کرسیٹھ صاحب کی سی دہیں مزا اور غائب غلط کو اپنی نہ ہی ضرورتوں کے لیے سیدنی طلب
کرنا ملاحظہ ناظرین سے گزر چکا ہو جبکہ کرسیٹھ صاحب صوفیہ و فقہ کے لیے بھی تشریف لے گئے ہیں
درمان میں کئی جلسہ غلط کے سید صاحبین صاحب درسیہ کرسیٹھ صاحب حسین صاحب غیرہ وغیرہ نے
منہقر کیے اور عام مسلمان نہایت اچھی سے شرکت کرتے تھے بعد کرسیٹھ صاحب نے بھی بے دہلی سے آکر
وہ جلسہ کرسیٹھ صاحب کی منہقر میں فرما کر مسٹر مرن پہلا اتفاق کر کے جلسہ منہقر کی دہلی سے پہلے
تو مجھے مجلسین مستی تہلانی لگی تھیں اب صوفیہ ایک طرح الاقترقا دہلی میں ہو گئے ہیں اور جو شخص
صوفیہ کے پاس آتا ہے اسکو مذہب حق کے ہول منوانے کی کوشش کرتے ہیں
کرسیٹھ صاحب صوفیہ کے ایک ملازم سید ابراہیم جو دہلی خیال کے لکھے پڑھے آدمی ہیں کن بھی
زمانہ قلم ناگور میں بحث و مباحثہ کے بعد بہت کچھ درست کر لیا تھا مگر ایک ضروری کام کی وجہ سے
ضلع چاندہ چلے گئے اور غائب غلط سے مدد کر گئے تھے کہ اب میرے ضلع بالا گھاٹ میں لوگ اکثر
اسے ذرا تامل دریافت کرنا ہیں اور بس

صوفیہ کے چھ جانے کے بعد غائب غلط کا مٹی اور تو سر ضلع بالا گھاٹ تشریف لے گیا اور وہاں سے
کرسیٹھ صاحب ان کے ملازم سید ابراہیم کے پیر ناگور واپس آئے یہاں پوچھ کر سید ابراہیم نے ان
اور جو انکی نظر میں بہت اہم تھے غائب غلط سے دریافت کیے اور اطمینان بخش جواب پا کر بعد اظہار کمال
غائب لے بیٹی قاد علی صاحب غائب سید نعمت حسین صاحب سیر اور غائب کرسیٹھ صاحب صوفیہ کی موجودگی میں
مذہب حق کے قبول کرنے کا اعلان کیا اور کہا کہ اب میں تقیہ میں رہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا،

سید ابراہیم ایک لائق و مستند شخص ہیں اور اکثر خد متسلع میں مصروف ہوا اکثر غیر مسلمین کو مسلمان
بنا چکے ہیں وہاں ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو یہاں کے مسلمین غیر مسلمین میں ان کے طرز معاشرت
وغیرہ کے لحاظ سے فرض متسلع کو ادا کرے اور زبان مرثی سے بھی واقف ہو یہ بزرگ مرثی سے بھی واقف
ہیں و درود فارسی بھی اچھی جانتے ہیں

سید ابراہیم ضلع چاندہ کے باشندہ ہیں جہاں کوئی مذہب حق کا معرفت تھا درجہ کا تقب
اور حالت پھیلی ہوئی تھی مگر ان بزرگ کی ان کے اسے کہ یہ متعدد دشمنان کا پناہ خیال بنالیں گے۔

چنانچہ ۱۱ نومبر ۱۳۳۸ء کو خانباغہ میں خانباغہ صاحب نے ابراہیم صاحب علیہ السلام کا شرف لے
 گئے یہاں ایک انجمن بنام انجمن ناصر الاسلام نے عبد الرزاق صاحب رشید ابراہیم صاحب کی سہرت
 میں سرورس ہے قائم ہو ۱۵ نومبر کی شب کو انجمن نے ایک جلسہ منعقد کیا موضوع تقریر بیان ہو
 تھا، ۱۶ نومبر کو ہفتوں کی مسجد میں جلسہ منعقد ہوا یہاں وضع تقریر امامت و قیام تھا، ۱۹ نومبر کو چند
 مغز خاص رہنما ناصر الاسلام کے معائنہ کرنے کے لیے خانباغہ کو اپنے محل پر لے گئے اس سیر میں راکول
 اور اکیو کی تعلیم دینا ہی جاتی ہو اس لیے ابراہیم صاحب فکر کر رہے ہیں کہ اس مقام پر شیوہ عمل کیسے جائے
 ادب و حق کو فتنہ فتنہ اس رنگ میں لا جائے، عبد الرزاق صاحب ایک سخیہ اور ابراہیم صاحب میں انگریزی کی تعلیم
 کافی ہو جسے خانباغہ نے اس کے لیے اپنی سہرت پر ہے ہر روز صاحب سے ہوا خیالات میں شامل ہی ہو رہے
 چاہتے ہیں کہ ساری دنیا جلد جلد بیت تیار کرے انھیں محض دینی امور کے لیے تجارتی کاموں کو بھی نااہل سمجھتے ہیں، یہی
 سید صاحب تیار رہیں صاحب حسن عقل کی جو سہرت ان کی ہریت کا موجب امت کچھ قابل مبارک
 ہیں وہ سید برہم صاحب کا اعلان مذہب امت بڑی تہ کا باعث ہو کیوں کہ ان کی ان کے لوگوں کے اصلاح
 پذیر ہونے کی ہے

فریقہ سر میں نے غطون کی داگی

سب سے پہلے ان ملکات میں خاتم لوی سید علی صاحب غطون نے لکھے گئے تھے جو کہ مشرق و
 سال کنہایت کامیابی کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کرتے ہوئے ایک بعد خانباغہ ہی سید سلطان علی صاحب غطون
 و سال کنہایت منجمی سے فرائض تبلیغ ادا کر کے آخر جزی سید میں ان کے واپس آئے، ہمدرد غطون کے ان
 دونوں غطون نے جو کارنامے ان کی زبان پر خاتم لوی کا مقصد انہی تھا کہ ان فریقان حضرت کے فرائض سے سیر ہو کہ ہر ان حضرات
 کی تشریف آوری کی خواہش ان کے دلوں کے بھی جانے کے مستحق ہو چاں چاہی کہ وہ ان کے اعلان کا کلامی ملک کے
 موافق دو غطون ان کے کہ گئے ایک خانباغہ لوی سید سلطان علی صاحب غطون جو سید صاحب لوی رشید انھیں ان
 صاحب غطون جن سال کنہایت راویہ من فریق تبلیغ کر کے حال ہی میں واپس آئے تھے دونوں ملک و سرورس
 کو بھی سے راویہ ہو جائیں گے اول مذکور کا ڈاکا شرف لیا جائے گا اور میں ان کا ہڈ کو اڑے گا اور ہر اکر و
 تشریف لیا جائے گا خداوند عالم کامیاب ہو

(زاجیز مدبر)

فہستہ دوم استعارہ غیر متعارف و در اول اخطین بابت ہر ستر

مستقل

عالمیاب عبد جلال صاحب ان

راہ پوکنٹ

عالمیاب عبد محمد صاحب لکھنؤ

عالمیاب عبد محبتی حسن صاحب کلکتہ

عالمیاب عبد محمد محمود صاحب دہلی

عالمیاب عبد جلال الدین صاحب ایم اے

عالمیاب عبد مظہر حسین صاحب سیتا پور

عالمیاب عبد اقبال بہادر صاحب سرگودھا

دفتہ یاسر الیہ محرو آباد

عالمیاب عبد غلام حسین صاحب کراچی

عالمیاب عبد خاتما گیلوان ضلع مظفر گڑھ

عالمیاب عبد حسن صاحب سیتا پور

عالمیاب عبد محمد خان صاحب کراچی

عالمیاب عبد جلال صاحب کراچی

عالمیاب عبد غلام عباس صاحب ملتان

عالمیاب عبد بنی بخش صاحب ہمدان

عالمیاب عبد حسین صاحب کراچی

سکرٹری عبد بنی علی پور

عالمیاب عبد کریم بخش صاحب آجمن حیدر علی پور

عالمیاب عبد ارض حسین صاحب کراچی

عالمیاب عبد سلطان علی صاحب لکھنؤ

عالمیاب عبد غلام حیدر صاحب کراچی

عالمیاب عبد غلام محمد صاحب کراچی

عالمیاب عبد حسن صاحب کراچی

عالمیاب عبد ارباب صاحب کراچی

عالمیاب عبد حسین بخش صاحب کراچی

عالمیاب عبد غلام رسول شاہ صاحب کراچی

عالمیاب عبد القادر شاہ صاحب کراچی

عالمیاب عبد حسین صاحب کراچی

عالمیاب عبد خاتما گیلوان ضلع مظفر گڑھ

عالمیاب عبد حسن صاحب سیتا پور

عالمیاب عبد محمد خان صاحب کراچی

عالمیاب عبد جلال صاحب کراچی

عالمیاب عبد غلام عباس صاحب ملتان

عالمیاب عبد بنی بخش صاحب ہمدان

عالمیاب عبد حسین صاحب کراچی

سکرٹری عبد بنی علی پور

عالمیاب عبد غلام حیدر صاحب کراچی

عالمیاب عبد سلطان علی صاحب لکھنؤ

مَقَالَة

مَحَاسِنُ الدِّينِ

فِيمَا

وَقَعَ فِي السَّيِّئَاتِ

حمد میں محض نیکوئی سے عزت میں لہلہاک عالم اولیٰ اور غور فیما بقیہ وقوع
نوح میں قبل ان کے کافرا اطوار اطعمہ الموفکہ اھوول (وہی شلول)
نعت اللہ صریح علی محمد کہ قبلتہا الذی مثلہم کما سفینہ نوح
میں کیا بھانجی و مختلف عنہا غرق و کھو

دنیا میں کمال پر جو مگر حقیقت میں نظروں میں نہ روز بروز لپٹ ہوتی جاتی و عقلیں بادی نظر
میں ارتقائی درجہ طے کر چکی ہیں مگر ناظرین جب کہ نزدیک تنزل پذیر ہیں خلائق و شن بکھے جاتے ہیں لیکن
یہ اقبہ ہو کر داغوں میں عصیت بے سواری کئی تاریکی کے سوا کچھ نہیں کیوں؟ صرف اسلئے کہ مذہب کی
روشنی میں نشوونما پائی ہوئی ہستیاں بہت کم ہیں عام طور پر جمالت کی ظلمت اور مطلق انسانی کے ادوی میں
انسانی تربیت ہو رہی ہے اویان دین تک کہ نامیرب سمجھا جا رہی ہے ایک مقدس لوگوں کو دیکھ کر زبان تنہا و
کی جاتی ہو میرب و استغیم کھائی دے تو کینہ کو ہم نہیں کہتے کہ مذہب کو عقل کی روشنی میں دیکھیے لیکن
جس عقل بے کام لیا جائے عقل بھی قہور ہمارا دعویٰ یہ کہ کل حکم بہ الشرح حکم بہ العقل و اس کا عکس

بھی بالکل صحیح لیکن انوسل کا ہر کمال عقلی اسوت تک حاصل نہیں کیا تھا انہی مہمونی ہنستے مقابلہ میں اقوال مہم اور آیتے رکن کی نفی پر جسارت نہوتی یہ اوسکی اثرات میں کہ کوئی یونس کے بطن ہی میں جانینے انکار کرتا ہوا کسی کو قصہ یوسف میں واقعہ و مترجیح ہے مخالفت ہر کوئی رسل سلیمان ہر ہر کو راوی بتا ہوا دھن ہم نہا و اہل اسلام طوفان نوح کے عوم ہے انکار کرتے ہیں

ہفتے سالہائے سابق میں اوطاف حیرتہ کے لئے سلسلہ الذہب کے خزان ہے واقعات جب کی ایک مسوطہ دستہ قوم کے سامنے پیش کی تھی میں چار سے زین و طلع و حادث اس ماہ کے بطور فرست بیان کیے تھے جسکا پہلا حادثہ طوفان تھا،

ازیکہ ہر ارجاع کی تفصیل کی دل ہونہ تھا ہر لہذا اسل گذشتہ ان جملہ اثبات کو ختم کر کے بلکہ مالان اس کے تفاسیل پر اختصار قلم اٹھاتے ہیں اور انب کہ قلعہ جبکہ پہلا واقعہ طوفان ہوا اسلے اسل سے پیش کر کے اظہر کرتے ہیں ایسے انکشافات ہر دیگر عنادین پر بھی انشا اللہ تبصرہ کیا جائیگا،

طوفان نوح اگر تاریخی واقعہ کی حد میں تاؤ ہم ہر قلم نہ اٹھاتے اور سیلاب کے عوم ہے انکار کر نوالوں کی روچہا ضروری نہ سمجھتے لیکن چونکہ اسکا انکار ان حکم کی کذبیت احوال اللہ کی درشتی و اندھا با و فضل و دین کو کہ طوفان نوح ہے اس عنر زمر میں بحث کریں بھی کھائیے کہ طوفان نوح ہے سب سے پہلے کسے انکار کیا ہوا اس سے کیا مقصد تھا انوسل اسکا ہر کمال اسلام ایسے بدینیات کے کول انکار کرتے ہیں کیا انھوں نے قرآن مجید پڑھنا چھوڑ دیا کہ حسب اکو قبول کسر سے لے کر ادا کیا تاکہ اسکے مطالبہ منہا ہم پس پشت اللہ سے جانیں جو کہ کچھ غلطی شہاری اخیلہ فہمی پہلی ہر قرآن مجید کو چھوڑ دینی کے وجہ سے دو قرآن آج بھی ان معمولی خستہ فالت کو طے کرانے کے لئے کافی ہوا و کلام پاک میں طوفان نوح کے عوم پر مستعد دایات ہیں

(۲)

قبل اسکے کہ ہم قرآن مجید سے ثابت کریں طوفان نوح تمام عالم میں کیا اور نوح او الفرم عجیب تھے انکے درشت میں کی بی دوسرا رسل مبعوث ہوا دنیا کے کسی خطہ میں شتون تبلیغ نہ تھا بلکہ شرق و غرب عالم میں ایک نوح کا دم تھا جو توحید کا کلمہ پڑھتے تھے اس سب سے پہلے بتہ معلوم ہوا کہ صفت نیار ہے طوفان کے عوم پر پس قلم کریں اور دیکھ لیا کہ صفت ہر ای ہی کہ عوم طوفان کہ اندر سے نہیں دیکھتے کتب اللہ بھی ان اخیر سے معلوم ہیں

انجیل اور طوفان نوح

(۱۲) اور طوح کہ نوح کے وقت میں ۱۱۰ برس کا انا بھی ایسا ہی ہو گا۔ طوح نے اُن دنوں میں طوفان سے پیشتر جبلت تک نوح کو سختی پر چڑھاتا ہے اور بتیے تھے اور بتیا کرتے تھے اور جب تک طوفان آیا اور نہیں بے اپنا معلوم نہ کرتے ابراہیم کا انا بھی ایسی طرح ہو گا

(آیت ۳۷ نہایت ۱۱۲ صفحہ ۵۰۰ انجیل متی اردو چاب کلکتہ)
(ب) پرانی دنیا پر بھی رحم نہ کیا لیکن نبی کی غلط کرنے والے اٹھویں آدمی نوح کو بچا کر دینا کے تمام کلاموں پر طوفان لایا (آیت ۵۰۰ پر انجیل چاب کلکتہ ص ۴۸)

توریت اور طوفان نوح

کافرانہ و ہم الخ اصحاب من النباوت ما
اور کشتی سے ابراہیم ہونے والے پسران نوح سام و
حام دیانت تھے حام کی کنیت ابو کنعان تھی پس
یہی تین بیٹے نوح کے تھے اور انہیں سے بعد نوح کے
زین بن شلیس متفرق ہوئیں
(سفر الخلیفہ فصل اولیٰ کلکتہ ص ۱۸)

کتاب دین اور طوفان نوح

(۱) اس میں تین بن طوفان کا بانی تھا ہر ایک جنم کو حسین زندگی کا دم ہو آسمان کے نیچے ہے مثلاً اول و سب جو
زمین پر ہیں ماحیہ کے ہیں تھہرے اپنا عہد قائم کر دوں گا اور کشتی میں جا لیگا تو امد تیری بیٹی اور جو داور تیری
بیٹوں کی جو دیتیں کے ساتھ اور جیسا تو نہیں ہے ہر جنس کے دو دو اپنے ساتھ کشتی میں لے لو کہ وہ نوح ہیں
چاہتے کہ نہ مراد ان ہوں اور پرندوں میں سے ہر ایک جنس کے اور سپرندوں میں سے ہر ایک جنس کے
اور زمین کے سارے رنگینی والوں میں ہر ایک جنس کے دو دو

(ب) کیونکہ ساتوں کے بدنیں پر چالیں ان دو چالیں بات بانی برساؤ لگا اور جب نذر موجود
 کو جنیں میں بنایا زمین پر سے مشاود لگا، (آیت ۴۱ باب ۱)
 صحیح چالیں ان طوفان کی بارہ زمین پر ہی اور بانی بڑھ گیا کشتی کو اوپر اٹھلوا کشتی زمین پر ٹھہ گئی
 اور بانی زمین پر بڑھ اویسٹ زبان ہوا اور کشتی بانی کے اوپر سہی رہی اور بانی زمین کے اوپر بے نہایت بڑھ
 گیا اور اٹھنے پہاڑ جو آسمان کے نیچے ہیں چنگے پندرہ ہاتھ بانی اوپر بڑھ گیا اور پہاڑ ڈو گئے اور جیسا نذر جو زمین
 پر چلتے تھے پڑنے اور چرند نے اور جنگلی جانور اور کھیت کوٹے، جو زمین پر سنگتی ہیں در سب انسان کو
 جنگلے غنوں میں زندگی کا دم تھا اُن میں سے خوشی پرستے تھے مر گئے البتہ موجب دات جو زمین پر جان رکھتے
 تھے مر گئے انسان سے لیکے جو ان تک کر کے کوڑوں اور آسمان کے پڑوں تک سے سب میں
 سے مر گئے..... نقطہ فوج اور جو ان کے ساتھ کشتی کے اندر تھے بچ رہے اور بانی کی بارہ دیر سو دن
 تک میں پر رہا (آیت ۴۲ لغایت ۴۲)

ان تمام عبارتوں سے صحت ساری کی ثابت ہوا کہ طوفان نوح تمام عالم میں تھا دھواں لٹکا

۳

طوفان نوح پر عربی شاعر کے کتب

عرب کی شاعری خواہ ن قدیم ہو یا جدید ہر طبقہ کے اراکین ہر سخن نے طوفان کے عزم کو نظم کیا ہے جو
 شہر عہد احمد کی چند نمونہ جی اور موزا جیسے ملاحظہ ہوں
 (۱) ابوالاعلیٰ بن حسین بن عبد الصمد بن عبد الحمید المعرف البتونی الشہیری اپنے مشہور دیوان
 میں مختار ہے ،

وَحْشِيَتُ مِنْكَ عَلَيَّ كَلَامًا هَلْ لَهَا مَسَاحِكًا لِيَا لَيْلًا مَقْرُوعًا مَحْضًا مَوْجًا
 تَبْرِي كَثْرَ عَطَايَ تَمَامَ شَهْرًا رَاكِبًا لَشَدْدِ نَجْمِي حَفَّتْ هَامُوجُ بَرْقِ نَجْمِي نَوْمًا كَوْنًا رَاكِبًا
 يَمِيلَانَهُ كِي اُتْلَى تَرَيْنِ شَبَابًا وَكَدَّ بَرْقَمِ كِي بَارِشَ سَاسِ بَتَّ كَانَتْ وَتَ كَدَّ مَنِيَا اَوَّلًا نِيَا قَوْمًا نَوْحًا
 كَيْطَحُ اَوَّلًا كَيْطَحُ مَرْغَرِقُ مَوْجَانِ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ مَرْغَرِقُ

السَّعِيرُ الَّذِي مِنْهَا وَجَعَلَهَا مَازِلًا بَاسًا ۝
 الغَرْفُ الْجَبَلُ الَّذِي فِيهِ كَاهِنُ لُوطٍ ۝
 ہمے اور کمان تیری مچل بھی تھاپس خزانے اس تیرے
 کو در کردیا اور بس اپنے شہروں کے لیے غرق آب
 ہونے سے موجب انستار دیا

وَجَعَلَ الْبُلْبُلَ الْمَاءَ وَالْعِلَادَ الشَّرَّاحَ ۝
 ————— ﴿٢٠﴾ —————

(۵)

طوفان نوح کا انی بوت

کلام پاک کے سورہ دیکھئے ہے چپستہ کہ جناب اس الہی نے متعدد مقامات پر طوفان نوح
 کے عوم کو مابست کیا ہو،

(الف) سورہ نون میں جہاں قصہ نوح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہو ارشاد ہوتا ہو

فَأَنذَرْنَا (الَّذِينَ) صُنْعَ الْفَلَاحِ بَاعِثَانَا ۝
 وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ (مِنْ) خَلْقٍ آخَرَ فَسَلَّكْ
 فِيهَا مِيزَانَ تَجْدِ التَّائِينَ وَاهْلَكَ الْأَمْنُ
 سَبْعِينَ لَيْلًا مُّجْتَهِدًا رَّجُلًا ۝
 ہم نے نوح کے پاس وحی بھیجی کہ تم جانے سنا ہے کہ
 حکم کے مطابق کشتی بنا، شروع کرو پھر حسب ارشاد
 آجائے اور نور اپنے لگے تو تم آئیں ہر قسم سے ڈو دو
 جوڑے اور اپنے اہل کو بٹھالو مگر وہ کہہ چکی نسبت پہلے
 ہے ہمارا حکم نافذ ہو چکا ہو،

آیت کا منشا یہ کہ کس طرح نوح نے طوفان کے بعد ہر دنیا کے طوائف میں کھائی دین
 ایسے ہنوی روح سے ایک ایک جہاں اپنے کام ہوا تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام عالم کے لیے طوفان تھا اور آیت
 بنے ہوئے

(ب) سورہ یونس میں چند انبیاء کرام کے حالات و قصص ہماری عبرت کے لیے بیان کیے گئے ہیں اور قصہ نوح
 کی طرف بول شان کیا گیا ہو،

فَجَعَلْنَاهُ مِنْ مَّعَدٍ فِي الْفَلَاحِ وَجَعَلْنَاهُمْ
 خَلَاقًا مِّنْ خَلْقٍ (آخَرَ) كَذَلِكَ بَلَّغْنَا نُبَا
 (آیت ۴۲ پارہ ۵) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰)
 ہم نے ان کو راجہ لوگشتی میں ساتھ ہی بھجوا دیا
 اور ان کو جانشین بنایا ان کو ان کے لوگوں کے ساتھ
 آیتوں کو بھجوا دیا تھا ان کو ڈو دیا،

اس آیتِ اظہار میں جملہ مخالفینِ خلافت اس مطلب پر پیش قدمی کرتے ہیں کہ تمام عالمِ ہاک ہو گیا تھا چنانچہ علامہ طبرسی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں،

وَجَعَلْنَاهُمْ خِزْيَانًا لِّذِي نَحْمِلُ ۖ
اور فرما دیا کہ اے لوگو! ان جانٹیں یعنی اُن لوگوں کو

وَجَعَلْنَاهُ خِلَافًا لِّمَنْ هَلَكَ لَمَّا عَرَفَٰنَا فِتْنَةً
مَّعَ نُوْحٍ خَلَفَهُ لَمَّا هَلَكَ لَمَّا عَرَفَٰنَا فِتْنَةً

النَّذِيرُ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ هَلْ كُنَّا بِبَاقِي

اِھْلَ الْاُخْلُ حَبِیْرَتِکَ دِیْمَ لَوْحِ رِجْلِیْ اِنَّ
 جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اُن کو کہتے

وَبُورِ يَعْنِي ابْنِ تَامَّ ابْنِ زَيْنٍ كَوْنِهِمْ زَوْجٌ كَوْنَهُمَا ابْنُ تَمَّانٍ هَكَذَا دِيَا.

ۛ ایل صرّج و عوم لوفان کی،

(ج) سٹو صافات میں مسکین کے تکرہ میرا خراج کے حالات پر یوں مبنی دلی ہے،

لفظاً دنا فوج فلغو المجتوب ونجی واهلہ
روح نے کمزور پکارا تھا ہم کیا خوب اپنے والے

مِنْ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ جَعَلْنَا دُرِّيَّتًا لِّلْبَاقِيَةِ
فَجَاءُوهُنَّ أَكْوَادُ رُكْنَيْهِ الْكَبْرَىٰ نَحْتِ مَصِيبَةٍ

نجات دہی اور پہنچنے انیس کی لولا کو قبضہ طوفان زندگان (قرارد یا،

سُورہ یونس کی آیت میں جنابِ نبی نے اولادِ نوح کو خلفاء کی لفظ سے تعبیر کیا تھا جس سے معنی ہمارا دنیا

کے ہاکہٹنے پر استدلال کیا تھا۔ اس لیے یہ مین ریت فوج کو باقین میں شمار کر کے مطلب پر مزید روشنی ملانی

ہی چنانچہ تغیر میں اس حسرت آیت کی (دارمواہی،

بعد از غزق این امر کلمه بعد از غزق من لدا

ہنوم (تفسیر لیبیان) ہے ہیں

سون قمز قصبہ نوح پر انتہائی بلاغت فصاحت کے ساتھ غبارِ توحید میں بندول ہوئی ہے،

فدا دینا (انی مغلوباً و انفسہ فخریاً) تو کیا
 ترانہوں نے اپنے پُروردگار سے دعا کی کہ میں کمزور ہوں

السماء من نور مجرى الاخر عين كفا النقي

آسمان کے دروازے کو لے کر اور زمین سے چھٹکارے

کئے صرف ایک بات کیسے جو مقدمہ پہلی ججی،

آیت میں چھوڑ دیا گیا ہے طوفان نوح کا ثبوت کچھ ایسا کہ آسمانی کے دروازہ کھل جائے گے بعد
سبب کی کوئی انتہا یعنی اور ہر اوست کہ جبے میں بھی اپنے چشموں کو جوشن کر کے پر تیار تھی تفسیر میں
فجور الارض عیون (آحق قضا الارض علیہا) ہم نے زمین سے چشمہ جاری کیے یعنی شق کیا ہم نے تمام
عیون خلق و جمیع الارض علیہا (الارض علیہا) زمین کو پانی کے ساتھ بہا تاکہ پانی نہ زمین پر نہ
اس کے بعد یہ کہ طوفان نوح ہے زمین کا کوئی خطہ محفوظ تھا قرآنی آیات کی تکذیب ہے

(۵) سورہ خادہ میں جہاں قہم نمون کی ہلاکت اور عیون کے مذبح کے جانے کا ذکر ہے وہاں کہ نوح پر فرمایا
انما اطعنا الله وحملناكم في الحيا والبعث لعلنا نكفر
جس پانی چڑھنے لگا تو ہم نے تم کو کشتی پر عمار کیا تاکہ تم اس
لکھ نہ کفر
تھا ہے پلے یا گار نہائیں

پانی کی طغیانی عمومی حیثیت سے بیان کی گئی ہے اور مقام اتیان میں اب لغز کا خطاب آیا ہے کہ حد و آب
تمام عالم کو گیس ہے تھے تفسیر مؤید مطلوب ہے :-

احی در الخضر من حی غیرنا الارض
مع ان چیزوں کے جو برتین و بگٹی گرن کر جے
خدا نے سجا لیا تھا ہا، ہم نے تم کو کشتی پر عمار کیا یعنی ہم
نے تمہارے آبار و اجساد کو آؤں بٹھایا،
(مجمع البیان)

(۶) مذکور بالا آیات سے قطع نظر کہ جس کے بقول ان میں خود سوو نوح موجود ہیں جسے جب دیتے نوح کی زبان
مبارک کے نکلے سے کلمات کو فرمائی جاسے نہایا ہے اور مقام حکایت میں ارشاد ہوتا ہے

قال نوح وکلنا علی الارض من الحی و الخضر
بساجود جھوڑا و دان ظالموں کی تباہی کو زبان کر

اس عالم کے بدرجہ اذیت رسیدہ مسل کی زبان پر انتقامی رحمت اٹھانے کے بعد جاری ہوئی امل آج
دکھل ہوئی ولیلین میں جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا تفسیر بیان کرنے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ نبی
و رسولین جی کہ ہمارے ائمہ معصومین کا متبادل دعوات ہونا گویا ان کے فضائل میں کمالی اور عقلی فیصلہ
ہو کہ معصوم کی دعا قابل ہو جائے کہ ہمارے نبیوں کی دعا کے برابر ہوئے زمین پر کوئی زمین نہیں کتا تھا کمال آیت

لا تخرج الظالمين الا بظلام عاے کج اور خطرناک بنا رہا ہے تفسیر میں لا بظلام کی وارد ہوا ہوا ہے لا کا
وہ ملامت جمع البیان
ہر اسکی توضیح میں علامہ طبری رقمطراز ہیں :-

فَالْاِصْلَاحُ لِلْخَيْرِ عَمَّا يَخْرُجُ مِنْهُ عَوْدًا عَلَى
الْكَافِرِينَ عَوْدًا لِلْمُؤْمِنِينَ سَبِيحًا لِلَّهِ عَمَّا
الْكَافِرُونَ فِي هَالِكٍ كَانُوا فِيهِمْ عَلَى جَهْلٍ لَا يَكُونُ
وَيَرْجُو أَنْ يَنْجِيَهُ (الْبَصَائِرُ عَمَّا لِلْمُؤْمِنِينَ فِي هَالِكٍ لَا يَكُونُ
مَجْعُ الْبَيَانِ
یہ تھارائی نبوت جسکے بعد عقل سلیم رکھنے والے طوفانِ نوح کے عوم کو کبر و جبر و غلبہ قبول کر سکتے،
(باقی آئندہ)

نقیر باب البیت کا غامد ہی الرضوی

گزشتہ جرمہ صحیفہ کا ترجمہ

کلام الامام امام الکلام

علی ثانی آدم ثالث امام چہارم حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا کلام بلاغت و نظم و جہت کلام اربعی
ادق کلام المخلوقین کا مصدق و ذوق تصور انسانی علوم کمال کا مدارک و رابطہ عبادت و عبادت کے سرچشمہ معانی کا مخزن
اور دعا و مناجات کے علی ترین طریق و سلام و درود و اذکار کا فنی وقت و وجہ کے صرف اگر گزشتہ جرمہ جو کلام ہزاروں نقیبان
کے تحت تقاضے سے پہلا حصہ جو ۳۸ دعاؤں و اشعار و ۹۷ صفحہ پر ختم ہوا ۱۰ سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرے
ج ۱۹۶۰ء اولیٰ اشعار و ۱۸۰۰ صفحہ پر ختم ہوا ۱۰ سال گذشتہ شائع کیا گیا تھا اور دوسرے جرمہ میں بھی آپ
صفوحہ پامل غایت علی اور دوسرے صفحہ پر جرمہ سے جلد و قیمت میں گئی فرق بین و فرق جو بنی جلد ہوتا ہے مگر کتب فیشن اور بیرون
صوفیت ہر ایک کی قیمت میں دیکھ کر حیرت و حیرت میں بیادوم ہوتا ہے اور اب یہ کتب کے طبع ہوئے
یہ ترجمہ کیا ہوا اور اسکے کیا خصوصیات ہیں ایک نامہ پرستہ جرمہ اسکو دیکھ کر کھٹکا ہوگا اگر خدایا نہ ہی ہو جیسا کہ اس کتاب

تجلیا کی تواریخ نے خدا کے لئے لڑا ہوا ہوں اور حق اور عدل کا ایسا پروردگار کہ وہ خدا کی شان کا مظاہرہ کرنا چاہے

شجرہ نبوت سید کی پانچویں نسل کا

حضرت ابو محمد عبد اللہ بن ابی طالبؑ

یکم حبشہ ہجری

جس در پہ علیؑ نیا کی نشو و نما شروع ہوئی اس درجہ سے اسی جیسے جن میں حضرت ادریس علی بنیاد اہل
عیسایہ کے زائد ایک اور طبعی حکیموں میں اسطاطالیس کے عہد تک تعلیم و علم کا دلچسپ سلسلہ ساتھ کی زبان
اور تلامذہ کے سینہ تھے، تدوین کتب و تحریر کے موجد اور حضرت ادریس علی بنیاد اہل عیسایہ میں
ادوہر اسطاطالیس جنہ حکماء سابقین کے تعلیمات کو سلسلہ قبل میلاد مسیح میں دن و مرتب کیا اور بالخصوص
علم منطق کی تالیف میں اپنے اوقات کو صرف کیا انھیں منور سے حکماء ناموس میں حضرت ادریس کو اور حکماء
میں اسطاطالیس کو معلم اول کے لقب سے یاد کرتے ہیں نہ واضح ہو کہ تعلیم و علم کا سلسلہ کچھ اعلیٰ و ذیل کے عہد سے
شروع نہیں ہوا بلکہ دنیا کے ساتھ ہی ساتھ یہ سلسلہ بھی دفناؤت خاتمی کرنا ہوا،

حضرت ادریس علی بنیاد اہل عیسایہ اور اسطاطالیس کے زانوں سے اگرچہ اکثر علوم و فنون سہولت سے
مغنیوں کی طرف منتقل ہوا شروع ہو گئے تھے لیکن پہر بھی تعلیم و علم کے سلسلہ نے زبانون در کانون سے کلیتہ
دست برداری نہیں کی تھی اکثر تعلیمات زبانی ہی نقل و روایت ہوا کرتے تھے اور سینہ سیدنی ہی لوگوں تک
پہنچا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت مسیح علی بنیاد اہل عیسایہ کے اسمان پر اٹھ جانے کے پانچ سو بار
پانچویں برس کے بعد زمانہ فقر ختم ہوا اور رہا بے شکر و آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانی
نور سے دنیا اور نور و روشن منور ہوئی گئی اور آپ کے تعلیمات زبانی کی صلیٰ علیہا وسلم نے شروع ہوئے سننے والوں
نے سنا اور دیکھا اور ملفوظات سے ریفہ سنت سے ملے، اس قدر مبارک تھے کہ لوگ جنہوں نے آپ کے تعلیمات
کو آپ کی تعداد میں ان سے پہلے پتہ ہو کر پہنچا ہوا اور کا تحریق بنادیا اور بقدر قابل قدر میں نیک سہیاں
جنہوں نے ان تعلیمات کو صفحہ سے لے کر کاغذ یا شاہد کو سفند یا درخوں کی چھال یا کپڑے کے ٹکڑوں پر
منتقل کر لیا، زبانی یاد کرنے والوں کی تعداد اگرچہ لاتعداد اور لکھنے والوں کی تعداد نسبتاً قلیل لیکن

صد اول کے آخر الذکر حضرات میں سے مقدم امیر المؤمنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے
 بعض بعض مخصوص شعبہ ہی ہیں اور یہ غرضیوں کے لئے کچھ کم نہیں ہے،
 یہ سلسلہ عمدہ کرامت ہفتہ روزہ کے زان فیض تو اماں سیدالاجدین امام زین العابدین علیہ السلام تک
 اگرچہ سطح کم کم جاری رہا ہو لیکن ہمارے لئے اور شیعوں کا تقدم تمام علوم و فنون شریعہ میں قابل انکار ہے
 حبیب کہ کتب حال کے مطالعہ کا وضع یہاں تک شجرہ نبوت کی کو محض فرع بنی امیہ کی سببی استیلا سے
 مرجعاً اور باخویش سچ اسکی قائم مقامی میں ہوا ہے جس آبی کا نونہ کا بلکہ منظر ظاہر ہوئی ہی و زانہ
 جو حسین علیہ السلام کی رفوہ نہا شروع ہوئی اور حبیب کہ جناب سالت کتب جابر بن عبد اللہ انصاری کو خبر
 دے گئے تھے وہ یہاں ہی ہوا اور نشر علم کا جو حق تھا وہ اپنی ذات فیضاً سے پورا ہو گیا، آپ کے زانہ میں
 نسبت ازمنہ سابقہ کے کتابت نیست کو بہت کچھ ترقی ہوئی اور آپ کے اصحاب نے الالباب کے آپ کے تعلیمات
 ہدایت و ارشادات کی جمع و تدوین کی تھی اگلی کو کشش ٹھانیں بھی تیس تیس ہزار بلکہ تیس ہزار حدیثیں
 آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے حاصل کیں اور تدوین میں مرتب کے طالبان علوم کو امال کر گئے،
 تفسیر قرآن، قرأت قرآن، صافی قرآن، غرائب قرآن، احکام قرآن، علم حدیث، علم فقہ، علم فہم
 اصول و دایت علم کلام، غرض کہ علوم شریعہ میں کوئی علم و فن ایسا نہیں ہے جو آپ کے فیوض کا منشور ہو،
 آپ کے آثار طہرین کے آثار جہد قرآن کے ذریعہ سے خلق اللہ تک پہنچے اور جتنے لوگوں نے آپ سے احادیث
 کو اخذ کیا اور جتنی کتابیں آپ کے زانہ میں آپ کے اصحاب نے الیف کیں وہ اپنے فیض و نعم قلوب کو جنبش دے کر ذوالی
 نسلوں کے ذریعہ جہد کافی ذخیرہ چھوڑ گئے اور اس چھوٹے سے فرقہ کو اربابِ یاتات میں جس اعلیٰ مرتبہ پر
 پہنچا گئے اس کا پورا تذکرہ اگرچہ بحفظ طول ہمارے محدود صفحات کے لئے مناسب نہیں ہے تاہم بطور اجمال اختصار یہ قدر
 عرض کر دینا مناسب ہو گا کہ جب ہم کتب جہاد و اذاعہ اور کتب فہم تفسیر و تالیفات و نظائر کرتے ہیں اور
 اپنے اہم کی فیض سبانی اور آپ کے اصحاب کی الالباب کی ان محنتوں و مشقوں کو غور کرتے ہیں غرض نہیں
 نے امام کے ارشادات کی حفاظت اور ان کی جمع و تدوین میں گوارا کیوں عقل ہماری تحیر کے ایک عظیم دریاں
 دُوب کر جاتی ہو اور پھر اسے نہ کام نہیں لیتی،

علم تفسیر میں حمید بن حمیر، سیدی کبیر، اسماعیل بن عبد الرحمن، کو فی التوفی علیہ السلام اور محمد بن سائب بن

بشر کلبی المتوفی سلسلہ ہجری اور امام افسرین جابر بن زید جعفی اور ابو بکار و زیاد بن منذر زیدی قبل زید کے تصنیفات کو اکابر علمائے اہل بیت نے جرح و کج گاہ سے دیکھا کہ ان کے کتبے واضح ہوں،

(دیکھو اتفاقاً سیوطی و بہت سے ابن نمیر وغیرہ)

علم قتیبہ ابن ابان بن قنبل المتوفی سلسلہ ہجری اور محمد بن حسن بن سہل اور ابو جعفر رومی کوئی آباؤ فرادہ کو سائی اور حران ابن عین اس علم کے تمام علمائے مقدم ایک خزانہ کرد حضرت کے تصنیفات کا پتہ و معلوم ہو گا لیکن ابان بن قنبل کی کتاب القراءت ملے اہل بیت و علمائے اہل تشیع دونوں میں مشہور ہے

(دیکھو جلال غائبی و بہت سے ابن نمیر وغیرہ)

علم حماد بن قزاق میں ابان بن قنبل کی کتاب فی القراءت سے پہلی تصنیف ہے، (دیکھو بہت سے ابن نمیر وغیرہ) علم غائبی ابن عیسیٰ ابان بن قنبل و کتاب القراءت کو بہت سے پہلی تصنیف ہو چکا مگر حاصل ہے (دیکھو محمد الادب کیا وقت حموی نعتیہ الوفا سیوطی)

علم حکام قرآن میں محمد بن سائب بن بشر کلبی کی کتاب حکام القرآن کو اس علم کی تصنیفوں میں مقدم حاصل ہوئی اس علم میں پہلے تصنیف میں در امام شافعی عبد اکبر سیوطی نے تحریر کیا ہے ہرگز اس علم کے پہلے تصنیف نہیں ہو سکتا کہ محمد بن سائب کلبی کا سنہ وفات سلسلہ ہجری و امام شافعی کا سنہ وفات سلسلہ ہجری اور انکی کل عمر ۷۰ سال کی ہو،

علم حدیث میں اگر آپ کے تمام اصحاب بڑے بڑے ائمہ و فخر و ناز ہیں اور تصنیفات ان حضرات کے علوم مذکور میں ذکر کیے گئے و سیوطی امام علیہ السلام کے ارشاد سے اخذ اور دخل حدیث ہیں لیکن جابر بن زید جعفی جعفی نے سترہ ہزار حدیثیں امام عالمیہ عام سے حاصل کیں اور محمد بن مسلم جعفی نے تیس ہزار حدیثیں آپ سے حاصل کیں اور ابو بن ابی فاختہ ابو جہم جعفی نے امام عالی مقام کے احادیث میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی و بہت کچھ قابل ذکر و فخر ہیں،

علم فقہ میں ان ہجری بن خبیب، برید البصیر اسدی، فضل بن یسار، مسلم بن مسلم طائفی آپ کے اصحاب میں بہت مشہور ہیں علی الخصوص ان جو ان سب میں ان تر علم فقہ کے عالم و اہل تبحر، (دیکھو جلال غائبی) علم اصول فقہ میں اگرچہ شیعہ نیشاپور بار مضطرب علی بن مبارک عبد کے صولیین سے مقدم ہیں مگر ان

دنوں مبارک ان میں حج حضرات عاملِ حاکم بنا کر بلا دھواں بلا مٹی میں بھیجے جاتے تھے انھیں کچھ ایسے
 مولیٰ کیا تسلیم کرتے جاتے تھے جو مسائل عامۃً اہلِ مونی کے جواب فیصلِ حضرات میں قرآنِ حدیث سے
 استنباطِ احکام میں ان کے عمدہ سادہ رکارتے تھے مگر مولیٰ کلیات جہک مدن مرتب ہوئے تھے انھیں
 عہد رسالت و ولایت کے بعد جنی گوارا نے اپنے زمانہ میں سب سے پہلے اس علم کا دروازہ کھولا اور اسکے مسائل
 بیان کیے وہ حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقر اور ان کے فرزند احمد ابو عبد اللہ جعفر بن محمد الصادق علیہما السلام
 ہر جنھوں نے اپنے تئیں ان کی اطاعت میں علم کے قوسٹھوں کو کھلے اور انھوں نے ان کو کجا جمع کیا اور انھیں نے مباحثِ اصول
 کی ترتیب پر مرتب کر کے اصول الیٰ رسول، اصول الاصلیہ، اصول الخمسہ فی اصول لا یرفع الذریعہ فی علم مولیٰ علیہ
 اور عن الاصول سے بے مثل بنے نظر کرتا میں تندرہ نسلوں کے لیے چھوڑ کر ہماری گرفتار اور چھوڑ کر
 کا استحقاق حاصل کر لیا۔

علمِ اصولِ دین میں بان بن تہلب مدن علمِ قرأت، مصنف کتاب فی القرآن کتاب القراءات،
 کتاب لب القرآن کی کتاب اصول فی الروایۃ علی مذہب یہ ایک مشہور کتاب ہے،
 علمِ کلام میں جابر بن زید جوفی کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں جو علمِ کلام کے دیگر علوم شرعیہ
 میں ایک بحرِ متلاطم ہے،

یہ سب حضرات امامِ ہمام حضرت ابو جعفر محمد بن علی الباقر کی فیضِ صحبت سے آسمانِ علم و کمال کے ستارہ
 بلکہ چمکے اور ایک ہی علم میں نہیں بلکہ کئی کئی علموں میں ان حضرات نے دستِ نگاہِ کامل حاصل کی تا انکی
 فحالیہ کی مان لینا پڑا کہ بعد علوم و کمالات حضرت ابو جعفر علیہ السلام کے دوسرے امتِ رسول نے مان
 اتنے کئی دوسرے کے دوسرے حاصل نہیں ہوئے۔

آپسے پیریز گوار کے بعد کل انیس برس چہ ماہ اندامتِ چلوہ افزہ ہے یکم ربیعہ ہجری کو آپ کی
 ولادت ہوئی ۲۵۰ھ ۲۵۰ھ ہجری میں حضرت سید الساجدین شہید ہوئے اور آپ کی امامت کا دور شروع
 ہوا جو سلسلہ ہجری کی کتابی رہا اس ستاون برس چہ ماہ کی امامت میں باوجود حکومت کی سختی سے سخت
 بدسلوکیوں کے تمام اوقات علانِ اوقاتِ عبادتِ اطاعتِ الہی کے نشہِ علم میں بسر ہو گئی اور فحالیہ ہوئے
 دوست دشمن سب ہی اس بحرِ علم سے سیر ہوئے ہے

حکومت کی مخالفت آپ کی ذاتِ فضیلت کے کوئی مخفی بات نہیں ہو اور جو ایذا آپ کو پہنچے اس کے لئے
پہنچی ہیں نہ کہ سب سے برا خیال سے واضح دشمنی کا ہے لیکن باوجود کمر تجارت کے غلط و نفعیت ارشاد و ہدایت
اور حقانیت کے موقع پر کبھی آپ نے تامل نہیں فرمایا اور ظالم وقت کی مخالفت سے خائف نہیں ہوئے، ہم ان اتقا
کو حفظِ طول تک کر کے صرف ایک اقبہ پر اکتفا کرتے ہیں عمر بن عبدالعزیز کی سلطنت میں واقع ہوا اور جس نے
غضبِ حق کی آگیاں تامل بکھار نہادت ہم پہنچا دی،

دعوتِ عمر بن عبدالعزیز اپنی سلطنت کے زمانہ میں حنیبل میں منور ہوا اور منادی کو حکم دیا کہ وہ ہام شہ میں
پکارے کہ جس شخص پر کچھ ظلم ہوا ہو یا کوئی جاگیر چھین لی گئی ہو وہ دولت پر حاضر ہو کر داد خواہی کرے، نیز اسکو
امام عالی مقام اس کے دروازہ پر شرف سے گئے اور فرمایا کہ اسے عذر دیا گیا کہ اسے کوئی کام ہے وہ چہیز تیار
ہے گئے جنہیں کو نفع ہو گا اور کچھ ایسا نہ کر گئے جس سے نقصان اٹھائیں گے یہ لوگ خفت و اور بلاست نہ
ہو کر دنیا ہے گئے، اس جہ سے کہ انھوں نے کسی کو راہِ آخرت کا فیصلہ پایا اور جس نے اسے دے دے تھے اس کوئی بچا
بالا نہ لے، اسے عمر خد کا خوف کر اور دباؤ کی خیال کر کہ ایکے جو عمل کرنے کے ساتھ عدل کے سامنے بیٹھا جاتا ہو
اسی میں شمول ہو دیکھ جو اعمالِ خستہ اچھپنا چاہتا ہو اس کے بدلہ کی کر اسے عمر خستہ اور دوزخ کی
کولہ دے اور ان کو درست کر کے ظلم کی عنایت کر جب کا حق ظلم چھین گیا ہو اسکو داپس کر، اس کلامِ معجزینا
نے عمر کے دل پر اپنا نقش چلا دیا اور فوراً اس نے تمام دوات اور کاغذ منگو کر دیا یہی فیکر کیا پرانہ ان الفاظ
میں تحریر کر دیا :-

بسم الله الرحمن الرحيم

ہم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما سے کہا

علامہ فہرست محمد ابن علی کا حق ہو اور ظلم چھین لیا گیا تھا عمر بن عبدالعزیز نے داپس کر دیا
یہ ہر ما فیہ روایت اور ہر حق طلبی اور ہر ظہور حق اللہ صلا علیہ وسلم رحمہ اللہ
زما چہیز مبر



نخل المبرک و سونڈا کی پختہ خزانہ ربکا

حضرت ابو الحسن علی بن محمد النقی کی شہادتِ ثلاثہ

سہریل ۲۵۲ھ و ۲۵۳ھ

ن خوشی بھی کوئی خوشی، جسک ایک ہی روز کے بعد مصیبت کا پہلا ہپٹ پڑے یکم جبکہ ولادتِ باحہ
حضرت محمد بن علی الباقری علیہما السلام سے لے کر کئی شکستہ ذویِ تیسری و چوتھی فوجتِ آیات حضرت علی بن محمد بن
الحق سے مر جھا گئی اور ہر ایک نے ان درمیان دیکر پانچویں جبکہ کفایت کی ولادت باسعادت نے روئے ہوئی کو
ہنس دیا، معلوم ہوا کہ دنیا میں شادی و غم رنج و راحت کچھ بھی قابلِ اعتنائیں نہ کرے کہ خوشی کے پہلو میں غم
اور غم کے پیش و پس ایک ہی نمود ہے خند و زاری میں عجب ہے ہونٹ و انتوں کے چھانے نہیں پائے کہ انھیں
اتو و کا تار باندھتی ہیں، لہذا کچھ کا انہیں خفا نہیں ہوتا تاکہ ان کے لبے مست رہے گونج اٹھتے ہیں سبقت
کبھی ہمارے ہادیان دین بنیادِ غیرت سے کوئی اثر نہیں لیا اور جس موقع عمل و کردہ کرتے ہے اور ہر کو بھی یہی حکم
دے گئے کہ ہادی خوشی و خوشی ہے بسر کرو اور ہمارے غم میں غلین ہو، ہر جیسے اگر تیسری و چوتھی غم
سنا کر مصیبت پر لڑائی و جوئی جیسے حضور خدا متوکل کے ہاتھوں سے بلکہ بلام پر گزرتی اور ایسے خفاک نہ ہو
جاری ہو جاتا ہو اور جب پانچویں جبکہ کئی ولادتِ باحہ کی خبر سامنے آئی کرتی تو موت کی لہر ہمارے
قلوب میں ڈرتی رہی،

مدینۃ الرسول سے حکم متوکل کے پانچویں سہریل میں پہونچ کر ایک رسدِ احاطہ طنی بلکہ نظربندی کی مصیبت کو
جھیلنا ایک سبیل سے میر تقی میر نے زیرِ نوا بار بار میں بلوایا جاتا متوکل کی سولہ کی ساتھ ٹھیک دو ہرین مجوراً
ڈونا مانا نہ ملائی ہذا اثر جسے کا الزام لگایا جانا، یہ اپنی مصیبتیں نہیں جن پر ایک و نڈل صبر و تحمل کر سکتے
حضور خدا متوکل سے کہ ان مصیبتوں کے بعد بھی آپ کی جان عزیز محفوظ رہے گی اور جب تک کہ بعد اسکا بیٹا متوکل
تختِ خلافت پر بیٹھا تو اسکا حضرت علیؑ دیکھ بھری حیات بھی اعتدال و اگر گری کرے نہ رہ لابل و دیکھ حضرت
کا کام تمام کر دیا (ان شاء اللہ) لایا جاتا جوتی و حضور خدا متوکل کا کام،

پرسہ جاتے قلوب کثرت روزگار و ادا و ادا کے ساتھ ہمارے انکھوس جاری ہوئے ہیں
پانچویں جب کی صبح نہایت صبح عید نکلتی ہو اور حضرت کی ولادت باسلام کے مقرر نہ کر ہمارے
مرحوم جو کھلی کھلی کو شکستہ کرتی ہو آپ کے قصائل مناسبت سے کہ ایک لڑکے قلوب میں پیدا ہوتی
ہو اور آپ کے ناقابل کا علوم و کمالات آپ کے مخالفین کا عتراف ہو کر عام سرت میں سجدہ شکر کے لئے خاک
پر جھکا دیتا ہو،

متوکل غباری جو خدمت اقدس میں اس وقت کیوں تھے اور جو یہ لو کیا ان اس دوران الاشان خصوصاً حضرت
امام علی نقی علیہ السلام سے کہ ان کا ان طریقہ سے ہمیشہ نہیں ہیں لیکن باہر سے جب کسی موقع
میں سلوک آگیا تو امام نے کبھی ان کے ساتھ بھی کرنے میں تامل نہ کر کے دنیا کو تہا واکہ امام ایسا ہونا
چاہئے جو اپنے دشمنوں سے بھی بلطف و مہربانی کے اوقات مصیبت کے بھی نہ کٹے اور ان کے چاہے منتقل
ہو کہ ایک مرتبہ رسولِ نبوت جبار علیہ السلام علیہ السلام سے عاجز آگئے اور متوکل نے یہ کہہ کر اگر ہمسکا
لڑکا اچھا ہو جائے گا تو بہت مال و زام علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں، اس کا نتیجہ جو کہ امام
علیہ السلام نے فیضِ شفقت کا منظر تھا اندازہ نہ کر سکی بقول ہوئی فتح بن خلدان کے مشورہ ہے اس میں
کے طریق میں حضرت کی طاعت و جوع کی گئی اور آپ کی تباہی ہوئی تدریس سے مرنے کا صحت سے بدل گیا،
اور اور متوکل نے اپنے لئے مذکور کے لئے مال کثیر حضرت کو خدمت میں دانا کیا تھا اور الاحسان والا
الاحسان احسان کی جزایہ کہ محسن کے ساتھ محسن کی جگہ لے کر بیان حالہ جو عکس خیال بیت رسول
کی عداوت سے انکھوت پرین والدیہ تھے اور ان حضرت کے حقوق سے چشم پوشی شاعر حکومت میں داخل
ہوئی تھی چند دن کے بعد امام کے دشمنوں نے متوکل سے کہا کہ امام بڑے مالدار ہیں اور ان کے گھر میں بہت سا
مال و زینت ہے متوکل تو حضرت کی دشمنی پر آمان رہتا ہی تھا اس نے فوراً حاجت کے وقت حضرت
کی خانہ تلاشی کے لئے مامور کیا حاجت کی رات کی اندھیری جھانی ہوئی تھی امام علیہ السلام نے متوکل سے کہا
اے کانا مسلم کہنے سے اندر بلا لیا اور باہر دیکھ بیٹھ بیٹھ لے کر متوکل کی مالک سے عید بھانپ لیا اور
کوئی چیز مال نہ بنا ہے نہیں ہو اس کو لے کر متوکل کے والد کو کہ حاجت کی رات کے لئے بیٹھ لے لے لے لے لے لے لے
جزا کیلے رات کے لئے حضرت نماز پڑھ رہے تھے اور کوئی مال حضرت کے گھر میں نہیں پایا اور حبیب السیر

وہ کہنے والا حضرت علیہ السلام کو کہہ رہا تھا کہ خدا کا فضل و کرم

آں کی تفسیر میں جو معانی بیان کیے گئے ہیں ان میں سے تیسرے معنی فی الجملہ شامل ہے خالی نہیں میں اس لئے
 کہ اگر تمام تابعین بالعموم آل میں داخل ہونے کو ہی فرق تابع اولاد وغیرہ اولاد و غلام اور خدم میں جکا دوسرے
 کی آل و اولاد میں شامل ہونے سے منع ہو جاتی رہے مگر یہ مراد تابعین سے مسلمان حبشیہ تابعین کا لفظ میں اور معلوم ہو کہ آنحضرت
 کی امت میں ان حضرات سے زبان آپ کا کوئی تابع نہ تھا اس طرح تفسیر المہبت میں تھمال سببی حبشہ کے تابع
 اور ان کے رشتہ دار بھی داخل ہو سکتے ہیں قابل قبول نہیں کیلئے کہ اسکا انکار بھی اس آیت واضح ہے
 جسے مسلم نے اپنی صحیح میں بند خود زید بن جراح روایت کیا اور احمد اسکا یہ کہ زید بن حیان صحیح حسین
 ابن سبر اور ابن مسلم کے زید ابن ارقم کے پاس جا کر ان سے حدیث سننے کے مشاق ہوئے اور زید ابن ارقم
 نے متورثی سہی غد مہذرت کے بعد آنحضرت کے خطبہ غدیر خم کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ آنحضرت نے اپنی موت
 کی خبر دیکر ارشاد فرمایا کہ میں تم میں گراؤ چیز بیچ دوں گا تاہوں یا خدا کی کتاب سے ہونے اپنے المہبت جن کے
 بائیں میں تمہیں خدا کو یاد دلاتا ہوں اور کایہ آنحضرت نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا جسے شکر حسین نے کہا کہ یہ کیا
 آنحضرت کے المہبت آپ کے اور جن میں میں نے یہ غلام آپ کے المہبت میں جن پر دست حرام ہے
 محمد بن طلحہ شافعی نے مطالبہ حل فی مناقب آل رسول میں لفظ مذکورہ کو بیان کر کے ان کے
 معانی کو ائمہ المہبت سے مخصوص کر کے عد کو باہ میں منحصر اور اس کے ثبوت میں لاجق کے لئے انہیں سابق
 کا اعتبار کرتے ہوئے جو جن اپنے کلام کی تابعداری کر کے ہیں ان میں سے چھٹی وجہ نہایت لطیفہ
 اور علامہ حجتہ اسکایہ ہے۔

جب آنحضرت نے (لا یموت من یرى) ارشاد فرمایا امت کو قریش میں منحصر فرمایا اور واضح ہو کہ قریش
 قریش کی امت جتنا نہیں ہو اگرچہ بن عرب ہی ہوا سو اسلئے کہ امت لفظ سے منہد نہیں ہو سکتی لہذا
 یہ صنف یعنی قریشیت مقام تعلیل میں بمنزلہ علت مخصوص علیہا کہ ہو گا اور شرف و شرفیت و شرفیت کا
 عہ شرف اگرچہ محبت المہبت کے لئے مشہور ہے لیکن خلافت ثلاثہ کے متبع نہیں ہیں اور جو علم اہل
 کے ابن علوی کا یہ فقرہ فافخ لا یخلف لہذا بابت کچھ قابل غور ہے کہ یہ ان کے نزدیک خلافت امت ثلاثہ
 چیز میں خلافت اس سلطنت نبوی سے اور امت نبوی پیشوا ہی سے متعلق اور امیر المؤمنین آنحضرت کے بعد میں
 برکتی بعد جارج امت نبوی کے ہوں

لفظ مولانا کے لحاظ سے قرشی ہی سے مقدم ہونے کا تعلق ہوگا اور کوئی مقدم نہ کر سکیگا اور قرشی کوئی
محققین عسکرا نے کے نزدیک نضر بن کنانہ کی تمام اولاد قرشی کہند ان نضر بن کنانہ میں جن سے
شرافت کی شاخیں ہوتی ہیں ان میں کچھ طرف راج ہوئی ہیں درخت شجر نضر سے نازل ہوا ہوا اولاد شجر نضر سے
اور حضرت ہی کی جسے قبیلہ تمام قبائل بطون میں سب زبان کا لال الشرف و عظیم القدر و عظیم الشرف
بنزلہ مرکز دارہ شرف کے ہیں ان نضر بن کنانہ بنزلہ محیط کے اور شرافت و خطہ جو مرکز سے اوپر کی جانب تھی
کہ مستقل اور متصل چلا گیا اور جن فطوس و مرکز سے ہی ان حضرت کے آباؤں کی تفصیل حسب ذیل ہے،

محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن كلاب بن مرہ بن کعب
بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ مرکز سے شرافت اور کی جانب اپنے ہو کر محیط ملک پختا ہوا و سوال نہیں
اور محیط خانہ پر چکر خطہ شرافت بنتی بھاتا ہوا نضر بن کنانہ بن خطہ جو مرکز سے ملکر محیط ملک پختا ہوا و فطوس
مرکز سے جو حضرت کے آباؤں اور لانی ہوئی بات کہ مرکز سے محیط ملک پختا ہوا و فطوس کا ہمیشہ اسی حال ہے
پس جس طرح صدوی یعنی مرکز سے اوپر چلنے والا خطہ بان فطوس مرکز سے اسی طرح نزدیکی نیچے کی جانب
چلنے والا خطہ بھی ان ہی فطوس مرکز سے جو حضرت کے آباؤں اور لانی ہوا و فطوس کا ہمیشہ اسی حال ہے

علی بن حسین علی محمد جعفر موسیٰ علی محمد علی حسن محمد

اس تفصیل سے واضح ہو کہ ذراں نضر بن خطہ کا محمد بن ابی جعفر ثانی محمد بن علی ابی جواد ہیں جن کے فضائل و مناقب
کئی یہ تہذیب اٹھائی گئی تھی اور جن کے کمالات و معجزات نے صحیفہ و کتبہ کی پوری پوری تصدیق کی ہے اور جو عجیب و غریب

کو جس کے دن پیدا ہوئے اور ۲۵ صفر سن ۱۰ کو اپنے پدر بزرگوار کے بدسات برس ماہ بارہ دن کے سن میں پیدا ہوا
چلوہ افروز ہوئے اور اسی سن میں وہ کمالات کی پہلے ظاہر ہوا کہ وہ کہ عقل بشریہ کو بحر غرق فرمایا حیرت
ہونے کے کوئی چارواکار باقی نہ باور دیتی تھی کی بات نہیں نظر ان کی اولاد انبیاء میں حضرت عیسیٰ ہیں جو بہت
ہی کم سن کی حالت میں مرثیہ نعت پر نازل ہو گئے جیسا کہ حضرت امام علیہ السلام صفوان بن یحییٰ سے انکے چچا
میں اڑا دیا کرتے تھے تین برس کی عمر میں سے بچہ کی امامت میں کیا نقصان ہو چکا کہتی ہو حضرت بی تو میں
برس کے بھی نہ تھے کہ مرثیہ نعت پر نازل ہو گئے خلاصہ یہ کہ اولاد انبیاء میں صغیر سن والے ظہور کمال نہیں

ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہل و خداوند عالم ابن حضرت کون کمال عطا فرمایا کہ سلاطین و قسطنطنیہ کی معجزات پر کون
 شکر بیان کرنے والوں کو ادعا ہے نبوت کی نعمت لگا کر اپنے دل کو بجا رکھا کرتے ہیں جیسا کہ کتاب کافی میں ہے
 بن ادیس سے محمد بن حسان علی بن خالد سے (جو قبل محمد بن حسان بن یحییٰ سے تھے) اس طرح منقول ہو کہ میں نے
 زان بن عسکریں سے کہ ایک شخص ملک شام سے آیا ہو کر آیا ہو چلنے کو بغیر تباہی و تہ نہ کر کے اس قید میں سے
 ملاقات کر کے اسکا حال پوچھا اس نے کہا کہ میں ملک شام میں رہا تھا اور تمام حسین ایک جگہ کا نام دوہاں
 عبادت کیا کرتا تھا اب ان میں عبادت میں شوال تھا کہ ایک بزرگ ہاں تشریف لائے اور فرمایا اے عیسیٰ
 ہمارے ساتھ آؤ یہ سنکر میں نے ساتھ ہو لیا، یہاں کیا کیا دیکھا ہوں مسجد کو نہ میں کھڑا ہوں انھوں نے مجھ سے
 فرمایا (تعرف) اے خداوند عیسیٰ اس مسجد کو پھیلانا دینے عرض کیا کہ ہاں میں جانا ہوں مسجد کو نہ ہو پر کچھ
 ساتھ اس مسجد میں زبردگان کے ساتھ چلا گیا ایک دیکھا ہوں کہ مدینہ منورہ میں مسجد رسول خدا میں حاضر ہوں
 ان بزرگوار نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھیجا اور زبردستی اور بیعتی بھی انحضرت پر دو سلام بھیجا اور ان کے ساتھ نماز پڑھ کر
 روانہ ہو گیا ایک ہم دونوں آدمی کو مغلطہ میں پہنچ گئے اور انھوں نے مناسک دیکھے مینے بھی انکی متابعت کی پر
 وہاں سے روانہ ہو کر میں نے مقام پر آگیا اور بزرگ تشریف لے گئے سال آئندہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا
 اور اکی مرتبہ جو مجھے پہنچا کہ تشریف لیجانے لگے تیسرے عرض کی کہ میں کچھ اسی خطہ کا دیکھتا ہوں جس نے
 آپ کو قدرت عطا کی ہو یہ بتا دیجیے کہ آپ کون ہیں فرمایا انا محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صلی اللہ علیہ وسلم
 علی بن ابی الرضا ہوں پھر یہ خبر سیکر محمد بن عبد الملک سے کہیے نبی اُس نے مجھے طوق زنجیر میں گرفتار کر کے
 عراق میں بھیجا یا یہ اقبہ شکر میں اخالد نے اسے مشورہ دیا کہ جو نبی محمد بن عبد الملک کو حقیقت حال سے
 مطلع کئے اس قیدی بنے دینا ہی کیا اگر محمد بن عبد الملک نے اسکی عرضی پر اس طرح دستخط کئے کہ جو شخص تجھ کو اتوں
 راستہ شام سے کو نہ لے جائے یہ منورہ اور کو نہ مغلطہ لے گیا اور اس سے تجھے شام میں پہنچا گیا اسی سے کہہ کہ میں تجھے قید
 سے چھوڑنے پر علی بن خالد کہتا ہے کہ یہ دستخط دیکھ کر مجھے بہت بخشود اس کا کہ اب مجھ پر شکر کے کیا چاہو
 یہ کہ میں چلا آیا اور مسرور ہو پھر اسکی ملاقات کو گیا تو کو دیکھا ہوں کہ سیاہی و تباہی کے لوگ اور غمناک
 اور ام الناس سب خیر کیلئے مجھے پیش پوچھتا کہ کیا اجازت ہو اب ان کو شخص جو شام سے قید ہو کر آیا تھا اولیٰ نے
 کہ نہ بھر کھاترات کو غالب ہو گیا زجائے زمین میں ہا گیا یا مدغان ہوا سکا وار اب لگے

صورت واقعہ بتاتی ہو کہ محمد بن عبد الملک نے امام ہمام کا بغزوہ ملانے کے لئے اسکو ستم بد عولہ بنو کیا تھا
یعنی جس طرح جناب سالٹا نے اپنی مصلحت کی کیفیت میں بیت المقدس و بیت المعمور میں جا کر غارت مچنے کا
حال بیان فرمایا تھا اسی کے مشابہہ میں بھی بیان کرتا ہو گویا دعویٰ نبوت کریم ہے لیکن دشمنوں کے منہ کی بھڑک
سے خدا کا روشن کیا ہو چراغ گل نہیں ہو سکتا، واللہ منہم فہم ولو کن الکافرون

(زاچینویر)

ترجمہ قرآن مجید زبان انگریزی

کسی ایک زبان کی کسی کتاب یا عبارت کا کسی دوسری زبان میں مطلب خیر ترجمہ کرنا اور مضامین یا مفہوم کے
اصل معنی و عبارت کے اصل مفہوم کو واضح بنی ہے اور اگر کہ جس زبان میں ترجمہ کیا جائے اس کے لطائف و عادات کے ساتھ
اس زبان کے الفاظ و اکیے جائیں جو اصل الفاظ کے ہم وزن ہوں اور جو اسی زبان کی ایک نقل کتاب معلوم ہو جیسا
وہ عربیوں اہل نظر سے پوشیدہ نہیں

قرآن مجید کے متعدد ترجمہ انگریزی زبان میں ہو چکے ہیں اس میں سے جو عربی زبان میں ترجمہ ہیں اور عربی زبان میں
قاریانی جماعت نے بھی ایک ترجمہ شائع کیا ہو مگر یہ ترجمہ اسلامی نقطہ نظر سے کہاں کہاں کی اور اصل مفہوم کے اعتبار
سے کس حد تک قابل اعتماد ہو سکتے ہیں؟ اس کا جواب بی اور انگریزی زبان کی بے ربطی و ترجمہ کی اسلامی
بے تعلقی سے وجہ کہاں وضاحت کی دلیل کا محتاج نہیں ہو

ضرورت تھی کہ انگریزی زبان بولنے والوں کے لئے ایک ایسا ترجمہ پیش کیا جائے جو صفات مذکورہ
بالہ معصوف بننے کے ساتھ اسلامی نقطہ نظر سے کافی اور اصل مفہوم کے لحاظ سے قوم عالم کے بہترین اعتبار
کا صحیح منوں میں مستحق ہو، سید الاظمین لکھنؤ کی نظر انتخاب نے اس ضرورت کے پورا کرنے کے لئے قابل اہل و فاضل
عالم اہل معرفت و مغربیہ خیال شیخ ادا شاہ حب جلیبی، اے کو منتخب کیا اور محمد حسن نے اس رحمت کو رحمت سمجھ کر حسن
مختص جانفشانی سے ترجمہ فرمایا اور جلیا وید پرا تو قیسری فٹ زت تحریر کر کے ایک بے اسلامی مضمون کو ادا کیا ہو
فاس کی دیکھنے ہی تعلق لکھنؤ کی شائقین کے اصرار سے صرف و تقریر کا ترجمہ ۳ صفحہ شائع ہوا جو حکایت بجا و کاغذ عام
اور سے ہو کر ترجمہ آج کل میں اسلام سید الاظمین لکھنؤ کے مطالبے اور اپنی جسد و زیر طبع میں انکی اشاعت کا اہل و فاضل

تاریخ کعبہ و دارالموئین

نبیۃ اللہ کے ہر ورق پر ایک نیا سبق

۱۳ جیسے عالم افضل

برادران اسلام! قبل اسکے کہ میں بیچ حبیب کی رنگارنگی اور اسلہ مبارک کی اُس اچھوتی بہا کی تصویر جسے کبھی باخواس نے من کیا ہو آپ کے سامنے پیش کروں بضروری سمجھتا ہوں کہ ناظرین میں سے کسے سامنے اُس گھر گویشِ روحِ نبیۃ اللہ اکملتا ہو اور سارا عالم جسے اسلام کا طلب و ایمان کی جان سمجھ کر کبھی سجدے کے لئے اسکی طرف مڑ چکا ہو اور کبھی اسکے گرد پرواز و چکر لگاتا ہے تاکہ دنیا سمجھے کہ ہم یعنی مسلمان اپنے عقیدہ میں بر گھر کر لیا سمجھتے ہیں اور ہماری اربعین اسکے متعلق کچھ لکھتی ہیں انہیں اور اگر لکھتی ہیں تو کیا ہو،

جب ہم ان گھر کی اقدار پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اربعین خاموش اور قلم و دست بدہن بلکہ ساکت و تحمل کے جانوں ہے بال پر ایسے کہ سر پہ کے وجود کی دوشیں ہو سکتی ہیں اکبر کہ جو فقط علامت ہے تعلق رکھتا ہو اور غلو فالت کی ان تک پہنچی نامکمل ہو اور دوسرا ان کہ جسے دیکھنے والے کو لیکر محسوس ہو سکیں،

پہلے جو کہی حدیسی کو معلوم ہو سکتی ہے جسکی داستانہ اور محدثوں و نوک بالاترہی ہم صرف جو ظاہری کو سمجھ سکتے اور بیان کر سکتے ہیں جسکی تمہید کا کتاب نبی العیسیٰ علیہ السلام میرا المومنین علی بن ابی طالب سے چسپاں ہو،

میرا المومنین علی بن ابی طالب کہ عالم عصاریت میں سے پہلا موجود پانی و آیات قرآن مجید جاننا علیہ السلام کا خطبہ و خلقت عالم اسکی تائید کرتے ہیں کہ ہر ذی روح پانی سے پیدا کیا گیا، اسکے بعد قدرت نے یہ خاک کا عالم کا خاکہ مومن صورتیں تیار ہو کر آت موجودات کا گمان بن سکے، ایسے اُس نے ایک نئے تندرہم کو خلق کیا جسے پہلے اب چکر لگنا شروع کیا اور آفاقا اسکی تیزی اور تندی بڑھتی گئی

ن پانی جو سمت سائے عالم میں کبلا موجد تھا اور جس کے مشرق مغرب جنوب شمال اور گہرائی کا پتہ کسی پانی سے نہیں لگایا جاسکتا تھا میں اس سے متاثر ہو کر کھڑے رہا اور دیکھتا ہوں کہ ایک قسم کا عالم برپا کر دیا، اس وقت پانی کی ہر ذرہ میں سرفشاں پھاڑوں کو سر نہڑ کر رہی تھی سطح آب کی لہروں ہی بے انتہائی کی تڑپ بکھاری تھیں اور ایسے انداز کی بھینچنی میدانِ حشر کی تصویر کش تھی، کہ یکساں ہوا کو حکم ہوا اور ہوا نے اپنی ایک چٹا در پانی کے نیچے بچھا کر نام پانی کو اپنی آغوش میں لے لیا اٹھا لیا، اور اٹھا کر اسی طرح اٹھا کر مشرق کا پانی مغرب میں اور مغرب کا پانی مشرق میں جاگرا اسکے بعد ہوائے پانی کے اندر دردا شروع کیا اور ہر مقام سے پانی کو کھانہ کر کے اسی طرح اسکے اندر گھس گئی کہ جیسے رگ ریشوں میں خون دڑتا ہی، یہاں تک کہ پانی کا کوئی ایسا جھنڈا تھا کہ جہیں ہوا موجود نہ ہو اس کے بدن ہوا کہ جو چاروں طرف سے پانی لگے ہوئے تھے پانی اسی طرح پانی کو متناثر کر کے ایک جیسے شکل میں پانی بھر کر اسے تھما جلتے تھما تھاتا تھا کہ سطح آب پر پھین ہی پھین نظر آتا تھا اسکے بدن ہوا کی ایک چٹا در پانی اور پھین کے درمیان درائی اور کسے کسے دوش پر پھین کو ٹھاکر اسے بلند کرنا شروع کیا اور نہتا اور امر الہی پر لیجا کر چھوڑ دیا اسی کو آج عرشِ معلیٰ کہتے ہیں اسکے بعد پھر ہوائے پانی کو متناثر اور پھر پھر پھین ہو دیا ہوا اور پھر ہوا کی ایک چٹا در نے اسی پھین کو عرض کے نیچے نکال کر چھوڑ دیا اسی کے متعلق ارشاد باری ہے،

وہی کہ کوئی نہ الہم والہ الاضیغ
اسکی کرسی آسمانوں و زمینوں سے زبان کشاں ہو
اس کے بعد پھر ہوائے پانی کو متناثر اور پھر اس کے پھین کو کرسی کے برابر لیجا کر چھوڑ دیا اور اسی کو نکالتے
سابع رسا تو ان آسمان اچھتے ہیں، اسی طرح کے بعد دیکھ ہوا پانی کو متناثر پھین کو پیدا کرئی اور اسے بلند کر کے اسکے شا میل بناتی رہی یہاں تک کہ عرشِ کریم مغربِ نکالتے نو شامیانے یکے بعد دیگرے نعت پڑ گئے،

کہ جبکہ نگینہ ذاتِ سومت و عرشِ کریم اور آسمان مجھے اور نیچے صرب پانی تھا جہاں تک نظر پڑتی تھی پانی کے برابر کچھ نظر نہ آتا تھا، البتہ نصف عالم درمیان آب میں تھوڑا سا پھین نظر آتا تھا جو چاند کی طرح جگمگا رہتا تھا مگر بسبھ میں آتا تھا کہ یہ کیا ہو ملک ہی بار بار اسے دیکھتے اور سوچتے تھے کہ یہ کیا چیز ہے کہ یہ ایک مصلحت یا زدی نے عالم کو آباد کرنا چاہا اور خلقت آدم سے چند ہزار برس پہلے اس طرح آب

پرفرش خاک بچلے کا حکم ہوا، اور یہی دن ہے کہ جب ہم روزِ حلاوت کھتے اور نبیؐ تسلیم کرتے ہیں۔

زمین پرفرش خاک بچا اورشت خاک کی دنگاتی ہوئی کشتی سر پہ لکھا پلاؤ دل بوجھ دیکر ساکن کی گئی حضرت آدمؑ نے لکھتے ہوئے حکمِ خلعت جو دینا اور جنت کی پرفضا ہوا میں نشوونما پا کر جب کہ پہلے اس فرشتہ خاک کا رخ کیا اور جس نے نہ نہایت پہلا قدم رکھا اور جنت میں پہنچنے والے کا دل میں بیا بیا اب گیاہ میں۔ پہلے تو کہہ کر پہلے میں لکھ کر نظر آتا تھا کہ یہ آدمؑ کا ہے، نیچے خاک کے قصبے کی کھدائی کے پتھر کی طرف ڈراؤنے ہمارا اور کہیں بھیانک جنگل، اس طرح فرشتہ آدمؑ کو دیکھا کہ آدمؑ کا دل منڈنے لگا اور گھبرا گیا اور دوسرے دیکھنے لگے کہ کسی طرف کوئی نظر نہ آتا تھا اور انسان اور نہ کوئی دوسرا آدمی روح آج کا حضرت آدمؑ نے ربیع مسکون پر چکر لگایا شروع کیا چلتے چلتے تین دن کے بعد خطہ عرب میں داخل ہوئے اور اقامت ہوئی، دیکھ کر قلب مطمئن ہوا اور اس درخت پہنچے کہ پھر بھی آدمی بنے اور کوئی مشغلہ نہ تھا ہر وقت نظر میں جنت کی تصویر پھر بھی تھی لہٰذا نہ ہر وقتے اور کچھ کھانسی کے پرانے بہتے تھے خدا سے ہر وقت میل آتا نہ ہوئی نہ بھی کہ رحمت الہی جو زمین ہوئی اور آسمان سے کہتے سفید بارش ہوا جو ایک نئی سے تر شاہوا تھا اور اس میں قوتِ بحر کی قندیلیں کھڑی تھیں جبریلؑ میں نے نشان بتایا اور حضرت آدمؑ نے اس قصبہ کو نصب فرما کر جماعت لاکھ لاکھ کے طواف کرنا شروع کیا اور توں طواف کرتے رہے،

قصبہ ابی مقام پر نصب کیا، جہاں فرشتہ زمین بچھنے سے پہلے پانی پر سفید عینِ طبع چکے آتھا جسے چاندی کا سکہ اچھٹا، اب چھٹا کہ کعبہ کا سنگینا ہو قصبہ بکھا گیا تھا کہ جب طبع اب پرفرش زمین بچھا تھا اسلئے کہ کعبہ کے سامنے زمین از زمین کی سبکی اہتہ کعبہ جتنا بھی ازل کے کما حقہ،

کعبہ کی شان اور خبابِ نوح یہ کہ حضرت نوحؑ کے عہد نبوت تک کتب قیام یہاں تک قوم کی نافرمانی سے جو پانی آبِ حیات تھا آج غصہ کی صورت میں ہر چار طرف سے ملنا شروع ہوا، قدرت کو یہ گوارا نہ تھا کہ غدا ایک پانی میں گھر کی دیواروں کے اسلئے آستے آسمان پر اٹھایا اور آج قصبہ کے امور کے نام سے ہر قوم کو ہزار ہا لکھ لکھ لکھ طواف کرتے ہیں عادت تو اٹھائی گئی لیکن پانی نے اسکو مس نہیں کیا بلکہ طواف کرنے والوں کی صورت میں سے گھر لگا رہا تھا،

طوفان کے بعد بھی یہ میں اپنے ہی احترام اور اسی خصوصیت پر باقی رہی کہ جس پر مٹی کہ اس نے میں خباب
ابراہیم علیہ السلام کا عند نبوت آیا،

حضرت ابراہیم اور خدا کا گھر اس وقت پہلے کے اپنی خصوصیتوں و قبولی امتیاز کے نہ کہ یہ کی جو حدی بھی نہ
عمرت نہ اس کے پس میں کوئی آبادی تھی نہ آب گیارہ، لہذا ایک متعین میدان تھا اور نہ کو کا عالم !!

جب حضرت ابراہیم کا گھر آباد ہو چکا اور خباب رہا ہے حضرت اسحاق و خباب با جبرئیل حضرت اسماعیل
پیدا ہو چکے، تو خباب رکھ کر یہ معلوم ہوا کہ جبرئیل کے ساتھ ہر دو کا فرزند اسماعیل سے فرزند اسحاق
کے ساتھ آزادانہ طور پر کھینٹے، اس لیے بڑے تند لہجہ میں یہ فرمائش ہوئی کہ آج ہی اجراء اسماعیل نوٹوں کو
کسی مقام پر پہنچا دیا جائے اور بنی خدا آج ہی اس میں آکر بیٹیں گنارین ہر چند کہ حضرت ابراہیم کو گوارا
نہ تھا اگر مشیت بزدی ہے اس کی تعمیل ہو جائے اور دونوں کی لیکر ان ہی سرزمین پر پہنچے جو کہ اس کے لئے ہم سے
یاد کجائی ہو دیکھا تو اس نے بے آب گیارہ جل میں کوئی مکان تھا نہ درخت، کوئوں تک انسان کا پتہ نہ تھا پڑ
پڑ کیسے دہڑے بھی طرہ آئے تھے صرف کھجور کا اکا درخت تھا اور اس کے نیچے نہایت حسد و اس کے ساتھ دو بیٹے
ہے و اما ان کے والدین کو کچھ سایہ ہو جائے کم سن فرزند اسماعیل میدان میں ہو چکے تھے آ رہے تھے، اجراء
اسماعیل نوٹوں کے سایہ میں بٹھاکر رخصت ہونے کا ارادہ کیا اگر باپ کا دل تھا کہ نہ کو کو اگر بار بار جلتے کا ارادہ
کرتے اور ہر ہر جاتے ہنر قوت و شجاعت رخصت ہو کر عادی تھے و اس کے کسی طرح دل نہ آتا تھا طلب
مضطرب تھا سینہ میں لہ لہ ہی بیت آب کی طرح تڑپا تھا، بار بار جلتے جلتے ہر جلتے اور اپنے فرزند کی طرف
مڑ کر دیکھتے تھے جب نہ بھل گئے اور سامانہ نہ لگو بھرا کر ایک چادر چڑھ گئے اور تیرے اپنے فرزند کی طرف
دیکھ کر دونوں اہم آسمان کی طرف بلند کر کے بارگاہ خدا میں عرض کرنے لگے

و ایت انکنت منی خیر من جلالہ و خیر منی خیر
ایسے پالنے والے نے اپنی ذریت کو ایسے گل میں
لجھنے و جھوننے کے لئے کہ ان کے لئے جلال و خیر
شہر ایسا جو کہ اب گیارہ ہوئے پالنے والے مجھے اور
النا و خیر و خیر
میری اولاد کو توں کی پرستش ہے محفوظ رکھو اور

لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف پھیر

یہ عاکر تھے حضرت ابراہیم و انہ ہو گئے اور اپنے فرزند اسماعیل کو گود میں لیکر بھی رہیں جب

مکہ کی آبادی کے سامان جب یہ گزری تو ہامیل کو پیاس معلوم ہوئی اور اس سے پانی مانگا،
 گراں جگہ میں پانی کہاں تھا جست کے ساتھ ادھر ادھر تک لگیں جب بچہ بہت پیہرا ہوا تو اٹھ کھڑی
 ہوئیں اور کہہ صفا دھون کا رخ کیا، پانی کی تلاش میں کوہ صفا پر چڑھ گئیں اسکی چوٹی پر جا کر کوہ دھون کی طرف
 جو دیکھا تو پانی نظر آیا اور اتر پڑیں اور کوہ دھون کی طرف بڑی ہوئی گئیں جب قریب کر دیکھا تو پانی نہ تھا وہاں
 کبھی اپنے فرزند کو دھتیل رکھی پانی تلاش کرتی تھیں کیا کچھ صفا پر پانی کی چاکٹس میں ہوئی تو
 کوہ دھون سے اتر پڑیں اور دھتیل ہوئی کوہ صفا پر نہیں جسے سر جا کر دیکھا تو پانی نہ تھا جب ہاں سے
 پہر کوہ دھون کی طرف دیکھا تو پانی کی چاکٹس نظر آئی پھر اتر پڑیں اور پانی کی طرف دڑیں کئی بار ایسا ہی ہوا کہ
 کبھی کوہ صفا پر جا تیں اور کبھی اُس سے اتر کر کوہ دھون کی طرف دڑیں اور ہر بار کبھی اپنے بچہ کو دھتیل رکھی پانی
 تلاش کرتی تھیں مگر پانی کسی طرف نہ تھا کہ کیا کیا پہاڑ کی چوٹی سے دیکھا کہ سہاویل ڈیریاں گر رہے ہیں اور ڈیری
 کی رگڑ سے چشمہ پھوٹ نکلا اور اپنی چادوں طرف بہا رہا دیکھا خوش خوش بہا رہا ہے اتر کے دھتیل ہوئی فرزند
 کے پاس پہنچیں چادوں طرف سے مٹی سیٹ کر پانی کی حد بندی کر دی اور کہا ہم دم دھتیل تم دھتیل آج چاہو ہم
 کے نام سے موسوم ہو، پانی کے منور دھونے کے بعد ہر دھون سے اتر کر اتر کر پانی سے سیراب ہو کر اتر کر دھون سے
 لگے، ہر دھون کی آمد و رفت دیکھا کہ قبیلہ جرم جو یہاں کچھ فاصلہ پر آباد تھا اسنے یہ سمجھا کہ ہونے ہو کوئی چشمہ نکلا ہو
 جسکو کے لئے اٹھا لیا کہ یہی یہاں آیا اور اسنے یہ حال دیکھا کہ سارا بھرا اپنے قبیلہ سے جا کر بیان کیا،
 عرب کے رگستانوں میں چٹھوں کی ظاہر ہونا ایک نعمت تھا اسلئے قبیلہ جرم کے لوگوں نے یہاں کے بعد
 دیگرے انہا مقام چھوڑ کر یہاں آنا شروع کیا، اور رفتہ رفتہ تمام قبیلہ یہاں آکر آباد ہو گیا اسنے میں خلیفہ
 اسماعیل جن ہو گئے اسی خاندان میں کئی شادی ہو گئی، اس کے بعد رفتہ رفتہ آبادی بڑھتی گئی یہاں تک
 کہ شہر مکہ آباد ہو گیا،

کعبہ کی تعمیر ابراہیم اس درمیان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بھی تشریف لائے اور خدا کی
 دہا عیسیٰ کے ہاتھوں قدرت کا نشانہ دیکھتے تھے جب اسماعیل کی عمر ۱۳ برس کی ہوئی انھیں اسماعیل کا
 مرحلہ پیش ہوا حضرت ابراہیم کو بہت بانہ کہ خواب کی تصدیق کر گئے اور قدرت نے ابراہیم کا تعجب
 لیو کہ ابراہیم کو منقطع نہ ہونے والا جب حضرت اسماعیل جن ہو گئے تو ابراہیم اور اسماعیل بڑی ہوئی کہ

وَأَحْكُمَ لِرَجُلَيْنِ لَمْ يَمْلِكَا شَيْئًا
لِلْمُطَافِقِينَ لَوَ كَفَيْتُمْ لَكُمْ السَّبْعُ
عَنْ اِبْرَاهِيمَ وَاسْمَاعِيلَ بِرُوحِي كِي كَمِيسِ كَمَرٍ كَوْطَارَتِ كِي
سَاتَه بِنَاوُطَاتِ كَرْنِ تَوَالِوَلِ عَشَمَاتِ كَرْنِ تَوَالِوَلِ

اور کوٹ و بکرو کرنے والوں کے لیے
جبرئیل میں نے نادل نوکر خط کھینچا اور جناب ابراہیم نے کعبہ کی تعمیر شروع کی اس طرح کہ اسماعیل
پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور جناب ابراہیم دیواریں اٹھا رہے تھے،

رَبِّكَ نَفَعْتَنِ اِيْلَ وَسَمِعْتَ اِلْعِزَّتِي
عَلَيْتَ اِدْوَانًا مِّنْ سَكْنًا اِلَهِ
پالنے والے تو ہمارا عیال قبول کرے کیونکہ تو دعا کا
سننے والا ہے اور ہماری توبہ قبول کر اور ہمارے

عبادت کا ہمیں کیلہا
اُوقت حضرت ابراہیم ایک پتھر پر کھڑے دیوار اٹھا رہے تھے اور دُرَّت یہ یادگار کھنا چاہتی تھی
اپنے آپ کے نقش قدم پتھر پر بھرا رہے وہی پتھر آج مقام ابراہیم کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،
کعبہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیم چلے گئے اور کعبہ کی گہنائی حضرت اسماعیل کے سپرد ہوئی آپ
ہر سال پیر سناہ پوشتن چڑھتے اور دہ نہایت تبرک بھی جاتی تھی آپ کے بعد آپ کی اولاد میں ہی رسم جاری رہی
اور ہمیشہ اسی خاندان کا سرگروہ کعبہ کیلید رہا،

مگر آپ کی اولاد میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے بزرگوں کی یادگار قائم رکھنے کے لیے حضرت
ابراہیم اور حضرت اسماعیل غیر عم کی صورت کے پتھر تراش کر خا کعبہ میں نصب دیے اور آپ کی تعظیم و تکریم کرتے تھے
انہی اولاد نے یونیم و کریم دیکھ کر اس میں کچھ اضافہ کر دیا زمانہ گزرنے کے بعد لوگوں نے یہ سمجھا لیا: ابا و جد
کی یادگار میں میں ایک اسماعیل بنیاد رکھنے لگے اور تری دنیا شروع کر دی یہاں تک کہ تین سو ساٹھ خداؤں تک
نوبت آئی،

اسماعیل کی اولاد میں جو قبیلہ سب بہتر سمجھا جاتا تھا اس کے سرگروہ کے پاس کلیہ ہتی تھی جو منتقل ہوتی
ہوئی قرین تاک ہی اور گئے منتقل ہو کر بنی ابراہیم تک پہنچی جس کا خاندان شرافت و نجابت میں گیارہ
زادہ گار تھا، سردار کا نائب کے ولادت باسعادت کے وقت یہ منصب اطلب کے حوالہ تھا،
آپ کی عمر ۴۰ برس کی تھی جب ابراہیم نبی اسد عالم ہوئے

خدا کے گھیر میں جب قہر لاوتی تھی یا تو شکلِ سان موہنے لے لے گھسے بائیں اور رخا لکھ طواف کرنا
 اہم کی لاوتی شروع کیا اسی طواف کر رہی تھیں کہ یکایک ایک جانب سے دیوار شکن ہونا شروع ہوئی اور وہ
 معلوم کیا دیکھا جو آپ گھر کے آگے کے اندر داخل ہو گئیں ان چاہتے ہی لے لے کر دونوں حصہ لے گئے کہ جیسے حق ہی
 نہ ہوئے تھے اس قدر کوئی نہ درگزر گئے گرامر والوں کی اندرون خانہ کلکھ جان معلوم ہوا تین دنوں کے بعد کعبہ کا دور
 کھولا گیا تو دیکھا کہ بیتِ اسد کے آغوش میں حضرت علی بن ابی طالب جو ہیں مگر آنکھ بند کھلنے کیلئے کہلاتے
 میں سر کاٹنا کٹاؤں کو خبر ہو گئی اور آپ شریف لے ہو جی دونوں ہاتھ بڑھائے بچہ ہما کے آپ کے آغوش
 میں گیا اور دونوں ٹھیں کھلیں کھلیں رگزنہ انبیاء کے صحیفے سنا شروع کر دیئے، آپ کے بعد قرآن کی اہل
 تلاوت کی کہ قاریان قرآن بھی تلاوت نہیں کر سکتے آپ خوش خوش فرزند کو آغوش میں لے لے لے
 مع فاطمہ بنت اسد اس گھر سے باہر لے آؤا کی قبریت اپنے منہ سے لی،

سبباً کو کعبہ کی تعمیر جب آنحضرت کی عمر ۳۵ سال کی ہوئی تو فریش کا ارادہ ہوا کہ کعبہ کی بھر سے تعمیر کیا
 چنانچہ عمارت کو منہدم کر کے پھر سے بنانا شروع کیا مگر پہلی بنیاد سے ذرا کم کر دیا،
 اسی لیے بخاری میں ہے کہ اکثر آنحضرت عارضہ سے فرما کر کہتے تھے کہ اگر مجھے تمھاری قوم سے خوف ہوتا
 تو کعبہ کو پھرتا، ہی بسلع کو دیتا جتنا پہلے وسیع تھا،

بہر حال جب تعمیر ختم ہو گئی اورنگ اورنگ نے نصب کیے کاوت آیا تو ہر قبیلہ نے یہ خواہش کی
 ہم نصب کیے گئے یہ نزع ہوئی تھی آخر میں فیصلہ ہوا کہ اس وقت جو شخص سے پہلے نظر آئے گا اسی سے فیصلہ
 پر عمل کیا جائیگا کہ اتنے میں سر کاٹنا نہ ہوا رہے لوگوں نے آپ کے سامنے یہ جاہل پیش کیا، آپ نے فرمایا
 کہ ایک چاند لادو اور فیصلہ کا آدمی اس کا ایک ٹکڑا کھائے اور پھر کہہ دیا جائے، چنانچہ ایسا ہی ہوا سب نے لکے
 چادر کو کھڑا اور آنحضرت نے پھر اٹھا کر انھیں کہہ دیا جب یہی چنگے تو اس چادر سے اٹھا کر نصب کر دیا،

ایک دن زمین و قبلہ ابتدا خلعتِ عالم سے کعبہ کا گشت کیا رکھا جا چکا، انبیاء الاحرام کے ہاتھوں کی
 تعمیر و محی تبدیلیاں ختم ہو گئیں ایک ہم کاج بھی بجایا جانے لگا مگر اب کعبہ بیت المقدس تھا
 نادیدنی کی طرف منہ کر کے پڑی جاتی تھیں یہاں تک کہ آنحضرت چالیس برس کے سن میں عونی ت
 کر چکے جنابِ اہل بیت کے بعد جنابِ اہل بیت اپنے اپنے عواذِ نبوت کے بعد کہ میں تھے تھے ۱۲ برس گزر گئے

اب تک قبلہ ہی بیت المقدس نہ جب حسب ارشاد باری آپسے کہ بے مرنہ کی طرف حجت فرمائی اور پھر
 ہو چکے ایسا لگ کر گیا تو کفار طرح طرح کے طعن و تشنیع کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا قبلہ بھی وہی ہے جو ہمارا
 ہے انھنرت ہوتی سخت کشمکش میں تھے فیصلہ ارشاد باری ہے کوئی چاہ نہ تھا، نہ نیکے ہوئے لوہا
 مہینہ تھا طہر کی ناز شروع کر چکے تھے، قیام خم کے رکوع میں گئے تھے کہ اتنے میں آیت نازل ہوئی
 فذکر فی قلب جہاد فی اللہ لعلنا لنؤتیناک لے رسول قبلہ بدلے کے تعلق میں اب بارگاہ اہل ایمان
 قبلہ، تعرض کیا فواف جہاد و شطر المجد کی طرف مڑ کر دیکھا ہم دیکھ رہے ہیں ہم ضرور ٹکڑے ایسے
 المجد و رحمت مالکتم فتولوا وجوہکم قبلہ کی طرف پھیر دینے کے تم نہالی ہو جاؤ، پس پہلو
 شیطانیہ اپنا منہ کبہ کی طرف اور تم جہان بھی ہو اسی کی طرف
 منہ کیا کرو۔

وحی نازل ہوتی ہی اسی رکوع میں آپ نے بیت المقدس سے کعبہ کی طرف منہ پیرا اور تمام مصفیہ آپ
 کے ساتھ اسی طرف پھیر گئیں۔

دنوں کے بعد آج دن آیا کہ انبیاء کی تختیں اتر ہوئیں اور کعبہ کی نسبت جاگ اٹھی، اب آج ہے
 لیکو قیامت تک ناممکن ہو کہ کوئی شخص کعبہ کے سوا دوسری سمت اپنا منہ کر سکے، مسلمانوں میں اس میں جتنا
 بھی نمی اختلاف ہو لیکن کعبہ میں اختلاف ہوا ہو اور نہ ہو سکتا ہو اور یہی قیامت کے دن تک تمام عالم
 قبلہ اور سبے جان کا مسجد کا رہے گا، اور جب تک کعبہ مسجد کا رہے گا، اوقت تک اسی مولود کی یاد تازہ
 ہوتی رہے گی جو نہیں قدم رکھا کہ اپنے اوصاف و کمالات سے اس سلام بلکہ خود سلام کو اپنا گروین بنا چکا ہو
 اور جو کعبہ حج بیت اللہ انبیاء اسسٹن کے کارناموں کی یادگار ہو لہذا کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا دل قلب کعبہ کے ٹوٹ
 کی یادگار کو قائم نہ رکھے،

احقر مرزا یوسف بن اعجاز

مولانا علی بن ابی طالب علیہ السلام

نادر کے مقابلے میں ہمیشہ میاں افضل بھی بدلتا رہا، اور ضروری نہیں کہ ہر عہد میں اچھائیوں
معدوموں خلافت کی روشنی انسان کو نئے وادی میں قدم رکھنے پر مجبور کرتی ہو، میں نہیں کہتا کہ تاریخ
اسلام کا قتلح دنیا کے جس مبارک خطہ سے ہوا وہاں کبھی شوق سیاحت تھا لیکن یہ ناقابل انکار ہے کہ
عرب میں سیر کرنے والوں کی سیاحت معدوم رہتی

علاقہ عربیں بادیشیہ عرب جعفر افیہ سے بالبدھ بھی تھے اور اپنی بے سوادی سے ممکن ہو گا کہ جو جز
یعنی ہو کہ ہماری سوا کسی دوسرے خطہ میں بنی آدم آباد ہونے لگی زبانوں پر کبھی کبھی تلوار کی توصیف نہیں چلا
کا ذکر تو بیشک آتا اور سیف ہند سے کان آشنا تھے ان کے عہد میں یں جہاز ایسی تیز و سواریاں بھی
یہ تہذیب آمد و رفت میں سہولت مہم تھی بایں جو اگر عرب تمام اقوام سے سیاحت میں پیچھے رہے تو کوئی توجہ نہیں
جب فرقہ کشتی سے آفتاب سلامت طلوع ہوا اور تمام عالم کو زیر نگین کر نیکی کے لئے انکی بخت ہوئی تو اس
مرسل کا دعویٰ تھا کہ میرا انسان کامل ہونیکے ساتھ ساتھ جملہ علوم فنون میں تمام مخلوقات سے بہتر ہوں نظام
عالم کو دیکھتے ہوئے اسکی بھی ضرورت ہے، موی کو اس بنی کی آواز پر لیک کہنے کے لئے ایک ایسی ہی جی ہو جو
خدا و رسول کے تابع اور اس کا کام الہی کے نفاذ میں جان کو جان نہ سمجھے اور اپنی تمام کوششیں اعمال
کلمہ اللہ میں صرف کرے، اس کی کو حسرت اس مرسل کے چچا زاد بھائی علی نے پیدا کیا رسول تو ایسی
فرد ہوئے تھے ہی بظاہر کے مرقع میں بیست عشرہ میں انھیں کو اپنا وزیر جانشین بنا دیا جتنے
اوصاف رسول عربی میں تھے وہ سب مستشار نبوت انہیں بھی ہونے چاہیئے تھے ورنہ نبی سے جتنی بھی
علی نے اوصاف رسول کی بہترین طریق سے جملہ کھائی اور ایسی شاندار زندگی بسر کی کہ کشتی
ہیرو کی لائف میں کسی مجموعی مثال آج تک نظر نہ آئی، فی زمانہ چارہ گ عالم میں علوم مغرب سے روشنی
میں سیاحت اپنی بہت عمدہ غفل سمجھا ہوا اور ان افراد قبیح نظر دیکھی جاتے ہیں جنہوں نے بیان پاساگل
پر تمام دنیا کا سفر شروع کیا مجھے اہل شن خیالی پر داد دینے کا کوئی حق نہیں لیکن اس میدان میں بھی

سابقہ حضرت مولانا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ وسلم علیہ السلام میں خصوصاً تمام دینی زمین کی سرحد
کرنی یا دوسری ہذا بھی چاہیے تھا کیونکہ امامت کسی ایک خطہ سے خاص نہیں بلکہ مشرق و مغرب و زمین و
جبلہ ثبوت میں یہ کافی ہو کہ،

علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

عن اسماء بنت محمد بنی لعلی فاطمۃ لیلۃ
نخل علی بن ابی طالب علیہ السلام علیہ السلام
و اصبحت بحسبک الیہ صلی اللہ علیہ وسلم
فبعد سجد فکولینا ثم رفع راسک و یاک
فاطمۃ البشیر حب بطیب النسل فان اللہ فضل
بعدک علیک و خلفک و اولادک و اولادک
باخیر و ہادوا صیحو علی جہک من مشرق
الارض و الخیر (مطالعہ سید محمد بن طلحہ)
(دارالطباعہ ۶۹)

امام خود میں سے روایت ہے کہ فرمایا فاطمہ زہرا
صلوات اللہ علیہا نے جس شب علی جسے پاس آئے
بنے ناکہ زمین اُن سے باتیں کرتی ہو اور زمین
سے ہم کلام ہیں یونہی صبح کی اور نبی خدا کی غیبت
بیان کی انھوں نے ایک طویل سجد کیا پھر سر اٹھایا
اور جواب دیا کہ اے فاطمہ تجھ کو طہارت کی نشانت ہو
تیرے شوہر کو خداوند عالم نے تمام خلوقات پر غلبت
دی ہو اور زمین کو حکم دیا کہ اپنی دار میں اس کی
بیان کیا کرے جو کہ اس پر مشرق و غرب میں واقع ہوا ہو

اور منہج ہو کہ جب میں اسی مطیع و منقاد بھی کہ اپنے واقعات حضرت بیان کرتی تھی تو آپ کی
جغرافیائی حالت سے بھی ضرور آگاہ ہوں گے اب ہی طرق آسمان کی واقفیت تو اس کی شہادت حضرت
کے اس دعویٰ سے ملتی ہے، سَلِّ عَلَیْ عِزِّیْ قُلُوبَ السَّمَاوَاتِ اَنْزِلْ عَلَیْ حَبْلُکَ الْاَرْضِ مَجْہُ السَّمَاوَاتِ
کے راستہ پھر زمین میں کی ہونے زبان آسمانی رہتہ جانتا ہوں اگرچہ اس مقولہ میں حضرت نے آسمان کے
انہوں کی واقفیت کا دعویٰ کیا ہے لیکن زمین کی راہوں کو بھی مستثنیٰ نہیں کیا یہ دعویٰ جو آج تک
اس قبیل میں نہیں کیا گیا،

جسے اس وقت کو چند طریقوں سے پایا ہو جسکو پیش کرنا خالی اور لطف نہیں ہو :-

(۱) اَللّٰہُ یُخَبِّرُ عَنِیْ اَنْ عَلِیًّا اِنْ کَانَ حَیًّا
برسی دار کے طمان دیگر علماء نے روایت کی ہو

فلا عن كنف الغمنا مفلح

ہواپ پر کچا اب ملا کر جتنے بھی ہیں خود مہلت

کرتے ہیں :-

(۳) **وَعَلَىٰ رُءُوسِهِمْ لَكَانِ يُخِيلُ عَلَىٰ مَا عَلَى
الْمَبْدُوفِ كَالْبِقَا أَلَّا يَسْلُوَ قَبْلَ تَقْدِيرِ
مَسَلِكِ عِرْطِهِ أَلَّا يَفِي عَمْرًا
مَطَرُ قَلْبِهِ فَمَا لَمْ يَجِدْ مِنَ الْفَوْضِ
يَا لِمَا لَمْ يَنْبِذْ تَجْبِرْ لِي هَذِهِ الْقَوِيَّةُ
وَعِنِّي نَصْرُ نَظَرِ الْوَقْدِ إِلَىٰ خُرُوجِ بَيْنِيهَا
وَيْسًا أَفَلَا تَنْتَ حَيُّوْنَ أَطْرِبُ الْفَوْضِ وَشَفِ
سَفْهُ الْمَجْنُونِ كَمَا فَكَّرَ النَّاسُ فِي الْوَالِدِ
بِأَمْرِ الْوَقْدِ مِنْ أَيْدِيهِ هَذَا كَيْدُ عِلْفَالِ
(وَقَدْ نَظَرْتُ إِلَى الدَّمَاءِ بَلَّغَ نَظَرِي إِلَى
مَا فَوْقَ الْعَرْشِ الْحَيِّ) وَبَكَ نَظَرِي إِلَى الْأَرْضِ
خَزْنِي عَمَّا أَخْرَجَ الْوَقْدُ وَمَا فَطَرَ
بَيْنَ بَيْتِ الْوَقْدِ خَلَقَ لَمْ يَدْرِكْ لَمْ يَدْرِكْ
فَهَذَا الْخَلْقُ تَقَالُتْ هُوَ (أَوْرَاقَانِ)**

روایت ہو حضرت علیؑ ایک دن منبر پر خطبہ پڑھتے
تھے فرمایا کہ اے گروہ مردم مجھ کو نہ جانے سے پہلے جو کچھ
پوچھنا ہو پوچھ لو مجھ سے آسمانوں کی راہ دریافت کرو
میں نے زمین کی راہ پر سفر خانہ ہاں پس لکھیں جو کچھ
اُبھر کھینچے لگا لگا ہے میرے منہ سے تو مت جھڑپ کر بل
ہیں حضرت نے فرمایا مجھے ہونڈ سے کی مہلت دو دیگر
حضرت نے بالے سر نظر کی اوزین کی طرف دیکھ کر
اینگاہ کی فرمایا جبریلؑ میرے ہاتھ میں ہے دیباچہ
پونچھنے والا اور سوزن کی ضربت مسجد کی چھت توڑتا
ہوا نکل گیا حاضرین نے تکبیر کی صدائیں بلند کیں
اور کہا اے میرے ہونڈ کچھ کر آپ نے جانا کہ امین وحی
بھی ہیں فرمایا جب میں نے آسمان کی طرف نظر کی
تو طبقاتِ ارضیہ کہ توڑتی ہوئی تری تاک ہوئے
گئی اور لہنے بائیں دیکھنے میں جو کچھ خدا نے خلق کیا

ہوئے دیکھ لیا مگر جبریلؑ ان مخلوقات میں بھی نظر نہ لے تو میں نے سمجھا کہ جبریلؑ ہی ہیں

بادی النظر تر علی کے معجزہ احسن کو مجھے بتا کر نقل کیا ہو لیکن خط کشیدہ الفاظ نوعیتِ اقہ زیر مزید روشنی
دالتے ہیں یہی حمایت میں تمام حاضرین مسجد کی گواہی تھی خلافت پر ہر دوسرے عہدہ داران میں عرش پر نہ کے کچھ
سے صحیحی اقیقہ کا دعویٰ فرمایا ہوا اور نیز تمام ملائکہ کی نشست گاہ ہے با خبر ہونیکا تذکرہ ہوا اور یہ شواہد کثرت
طفت المستحکم الاستیعاب نے ساتواں تاروک طواف کر ڈالا اوزین میں دیکھ ڈالیں تیری روایت میرے حاضرین
اوزین پر آگے آیا میرے لومین کھکھرتیہ کلام اور طرک کی مزید تشریح میں حضرت کا فرمانا کہ جب میں نے نظر کی تو

نعت الشریک تا نہ نظر ہو چکا اور طبعات ارض طبع کے یہاں تمہیں راحت ارضی کا بین ثبوت میں اب ہم بعض مقامات پر حضرت کا تشریف بجا بیان کرتے ہیں جنہیں حاجت بدرجہ جنہیں وغیرہ کا مطلق ذکر نہیں ہے

عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْمَلِكِ بْنِ

الْبَرْقِيِّ الْخَبَرِ اصْحَابُ النَّبَاِ مِنْ اَنْسِ سَوْلٍ
وَلَا كَانَتْ لِي لِحْدَةٌ جَوْحٌ حَلِيٌّ لَيْسَ لِي عَنْ
فَضْلِ الْمَلِكِ فَكُلُّ مَا يَنْتَوِي فِي حَيْثُ الْخَبَرِ حَلِيٌّ
صَلَاةُ الْكَلَامِ فِي شَرْقِ الْاَجْرِ فِي بَابِ سَوَالِ الْاَلَاءِ
فَالْعَزِيزُ مِنْ فَضْلِ الشَّيْءِ الْمُبْصِرِ الْاَلْوَمِ الْاَلْوَمِ
فَالْاَلْوَمِ سَفِينَةٌ نَوَاجِجُ الْاَعْرَافِ حَلِيٌّ الْاَلْوَمِ
فَلَمَّا نَدَانَا وَكُنْهَاضُ بَرْقٍ هَذَا نَفْطَحُ بَرْقٍ
خَلَا جَزِيرَتَهُ الْمَطْعَمُ الْمَطْعَمُ وَبَيْتُ الْبَرْقِ
وَنَاسِطُ الْبَرْقِ كُنْشِي بَكْرٌ تَهْمُ بَهْوَ اَوْ اَبَى بَرْقٍ
دَسْتِ بَرِّينَ دِيكْهَا يَا

برسی نے کہا ہے کہ موخین نے خبر دی ہے کہ پیغمبر
خدا ان شریف کھتے تھے اور حضرت کے قریب ایک جن
مشکل مسائل پر پوچھا تھا کہ امیر المؤمنین علی علیہ السلام
سنا ہے ہے تشریف لائے جن جھوٹا ہوا شروع ہوا
یہاں تک کہ شکل نبی سے ملے ہوا تھا پس کہا کہ
اے پیغمبر! مجھ کو بجا ہے حضرت نے فرمایا کہ کس؟ اس نے
کہا اے ولی جو اس آپ نے فرمایا کہ ہے؟ اس نے عرض
کیا ہے طوفان کے دن چاہتا تھا کہ کشتی نوح اُٹ
وے میں بیٹھتا ہے کشتی بک رہی تھی تو اسی بزرگ نے مجھ کو ضرب لگائی اور میرا ہاتھ کاٹ ڈالا کیسے اُٹنا پانا
دست برین دیکھا یا

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ عظیم اجسام کو بہت صغیر کر دیا کرتی ہے لہذا کیا تعجب اگر انسان ہو چتے
ہو چتے مثل تبدیل ہو گیا ہو

عَلَى بْنِ أَبِي طَالِبٍ الْمَلِكِ بْنِ

آمائے کو نیز کا سلطان مسلمانوں کا نمایاں فرمانا بھی محتاج تشریح نہیں ہے اور ان جناب کے صفات
میں چند واقعات ایسے موجود ہیں جنہیں بعد سلیمان کے ہر جنوں کو آپ نے مجروح کیا اور انھوں نے شجاعت
اور ہادسی کا مظاہرہ باطل کا خوف کے بغیر ہے سدا رہا ہے تبارین ہم صرف ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جو ملک
سلیمان اور حکومت یسوعس و زوقات کی سر پرستی ہے۔

فتح اللہ ہی تغیر سر ثعلبی ہے کہ اکابر مفسرین المہنت سے وزارت کرتے ہیں عبد اللہ بن سلام
نے حضرت سولہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ کہ کن شخص تھا جو تحت طعن
کو نہ ہر بابے نزدیک حضرت لیان کے لایا اپنے فرمایاں علی بن ابی طالب تھے کہ بڑے کت
اہم عظم تحت طعن کو میں سلیمان جان کر کیا پھر علی سے مخاطب ہو کر فرمایا یا علی تم میرا حق شہ
کے ساتھ باخفا تھے اور میرے ساتھ بظاہر (قرآن مجید سہم بفتح کان)

علی بن ابیطالب رضی

البری فی الخلق لما الحق فزمن باخبا
موسیٰ علیہ السلام ما فاذا فی مرقع
طباست ما ذهب سلیف منقہ ہیک
فوقی الجنت فبق العز علی اجب ذین
الوجیل لکان لک فز من فز من ذلک
فلما خر جمیع التجلی ذلک ما بقول
کیف خلل الخلفار بغیر الخلفی فخلل الخلف
فزعنی الذما ماخل الا هذا ان الخجلان
وکان الفکر سر علی (نہایت العاجز)
برلن نے فرعون کی ممت کی قسم کھائی کہ وہ کھا کہ ان دنوں کو سوا ہرگز نہیں کھا تھا اور یہ سوا علی بن ابیطالب تھے

علی بن ابیطالب رضی

محمد صالح حسینی ترمذی کشفی قمر ازہر :-

در حسن الکبار سلطنت کہ رونے شاہ ولایت نور ہایت در سن بے ہفت سالگی نسبت ہو دوید
تناول می نمود سلمان پائیں غنہ سر خرمی وخت قاعدہ و فنامی انداختہ و لایستہ بہ خستہ خلد

فَضْلٌ مِنْ شَيْئٍ بَعْدَ الْإِلَهِ (العنبر المحمد)
 طالع مزق النساء وابن عبد البر
 رابعون ارجع في الحمار الرجح المظالم
 علم قضائیں فرما بہت جلد خدا تھا اسے قلب کو
 ہدایت و زبان کثبان سے کافراتے ہر کس اس کھنے
 کے بعد مجھے بہر بھی شخصوں کے فضلہ میں شک نہیں ہوا

حضرت علی اوی عقیقہ میں

یاحسب لویہ کے ضمن میں کون بلا قوم بھی کرتے ہے لکھے جانے کے قابل جو ہے ہم اپنی اجیر تالیف
 نورا انجان میں بان کر چکے ہیں اس جگہ امان کی ضرورت نہیں

حضرت علی بن میں

لما توجهنا إلى الوصية في البصر في الزلزل
 فلما فتحنا إلى حج حاجتنا لم نسمع كلاما
 فحببناهم قال نعم من شغل الله عنه
 فأنيت فوجدنا يصف كفعلا فقلنا ما نحن
 إلى ان نصلهم انما هو منا إلى ما تصنع
 فلا يكلمني حتى فرغ من فعله
 (ارشاد شیخ مفید ص ۱۲۸)
 جب امیر المومنین نے بصر کی جانب روانہ ہو کر بن میں
 نزول اجلال فرمایا تو ہمارے پاس حاجتوں کے ملاقات
 ہوئی کہ آپ کا کلام سننے کے لیے مجتمع ہوئے اور آپ
 اس وقت اپنے حجر میں تھے ابن عباس کھتے ہیں کہ میں حضرت
 کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا میں نے کہ حضرت ابی نعین
 کی سمت کر رہے ہیں عرض کی تو کہ جو کہ آپ کے روبرو
 ہیں اس زبان ہم اپنے ہو میں آپ کی اصلاح کے متعلق

ہیں مگر حضرت نے کچھ جواب نہیں دیا تاہم آپ کے کام سے فارغ ہوئے،

حضرت علی ابل میں

یہ وقت ہے کہ جب حضرت فرات سے عبور کر رہے تھے اور وقت صبح ہو چکا جانے ہے اپنے چمن چوہا پونکے
 ساتھ ناز و صبر بھی اور باقی اصحاب عبور کر چکے تو آفتاب نے بچکا تھا تاہم ناز و شکایت کی آواز سے آپ کی
 دکانی برکت سے آفتاب پٹا اس آفتاب کو خالفین و مخالفین نے متفق اللہ ہو کر میان کیا جو جمہوری رحمہم کے

بظن شارح ام مقام نبوت میں پیش کرتے ہیں:-

حضرت علیؓ علیہ السلام حضرت فاطمہؓ وقت اصلاوہ وقد حنت للمغرب
جب وقت نماز عصر کرا جا رہا اور غروب کا وقت آگیا تو آفتاب لپٹا آیا
وہ غلیظ بلور نور تھا فی فتنھا للعصر منھما ہوا لکھا کہ جب
یہاں تک کہ نور کا اسی مقام پر چکا جہاں وقت عصر چکا رہا ہی، پھر سارے غلیظ
وعلیہما حرمت یکا یک لہ سر آخری صبح ما چھ آیت لکھیں مغرب
اور انہیں کے لئے دوسری ترتیب میں لپٹ آیا حالانکہ غروب کے بعد کسی کے لئے نیکی
الاکلیو شع اول من بعدہ ولوحہا نادیدل مرعجب
گیا حضرت یحییٰ کے لئے آپ کے قبل آپ کے لئے یحییٰ کے بعد ایک تعجب خیز سرور

حضرت علیؓ علیہ السلام

عن ابیہ بنی اکت مع امیر المؤمنین فی
خروجہ من مدینہ فلیما نزل علیہ منہما
قال علیؓ قلیما یارب عس انعمت علیہ
قلت لہما انھما امیر المؤمنین فقالوا
عرفنا کعزنی لما کن نجونا من حبشی
کبکائی قال فیکلوا الا حنی سالت
الامر عہم لوجہ لہما وکینا معہما وھما
یفول قہ اقول ما لی الیہ سنیکان
صبرا یا ابا عبد اللہ فقد فہم ابول مثل
الکما ولفق منھما الخ (الیٰ الصدق)
ابن عباسؓ روایت ہے کہ میں صفین کی جنگ
کے وقت امیر المؤمنین کے ہمراہ تھا پس جب کہ آپ
منوی میں فرم گئے مجھے جو کلمات واقع ہوئے
اگر آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس کیا اس جنگ کو چاہئے
ہوئے کہا کہ اے امیر المؤمنین میں نہیں چھپاتا پس
فرمایا اگر میری طرح تم اس میں کو چھپاتے تو تم
بھی میری طرح یہاں رہتے مجھے گزرتے فرمایا
حضرت یہ کہتے رہے یہاں تک کہ انوسنیہ
جاری ہوئے اور ہم بھی ان حضرت کے ساتھ رہے
درآخا لیکہ حضرت شہداء تھے آہ آہ مجھے کیا
کام الیہ سفیان راہ حسینؓ خطاب کے صبر کر کے ابو عبد اللہؓ سے باپ بھی ان کو گول ہے

علی اور دنیا کی حسرت

ہمارے موضوع کا اہم اہم یہی ہو کہ ان حضرات نے تمام دنیا کی سیر کی لیکن انہوں نے کوئی طویل کے خوف سے ہم انکی تشریح سے قاصر ہیں اور اس صاحب کے لئے روض الصائقین مطبوعہ جردل صفحہ ۹۶ الباعجوہ اور اسے سلم کے لئے بحار جلد نہم کا حوالہ دیتے ہیں سر و کتب میں سلمان کی ابتدا غاسے علی بن ابی طالب علیہ السلام کا نام نہ تو در عجائبات دنیا دکھانا بجزی اور تیری سفر کے منظر ہماؤں کی سیر تفصیل سے موجود ہے و تتمہ خبر جو مفید مطلوب ہے کہ جب سلمان عجائب غرائب موجودات دیکھ چکے تھے تو عرض کیا :-

اے میرے سردار کیا مجھے کوئی دور بخیر کی ہوگی
فرمایا حضرت نے اے سلمان تم نے چاس ہزار خرخ
دیکھا کہ ۵۰ ہزار میل راہ طے کی تو خام بن کے گرد
میں تبرج کر لگایا میںے کھالے سردار میںے کہہ کر کھا
سلمان! جب تو اقرنین نے شرق و غرب کا طوط
کو والا اور سدا جہج و جاحن تک پہنچ گئے تو غم کر گیا
دھوار ہو کر آخالیہ میں سید المرسلین کا بھائی ہوں
سلمان کہتے ہیں میںے ایک بے دلے کو آسمان
میں بکارتے ہوئے مناجاتی صورت نظر آتی تھی

یا سید ہر دل نہ فرماتے کفایتی کفایتی سلمان
لقد خسرنا لک فرسخ و فرسخ و فرسخ و فرسخ
خسرنا لک فرسخ و فرسخ و فرسخ و فرسخ
سلمان! لک فرسخ و فرسخ و فرسخ و فرسخ
و بلغ الاستدبا جہج و جاحن و جاحن و جاحن
عکس و لک فرسخ و فرسخ و فرسخ و فرسخ
سلمان! فرسخ و فرسخ و فرسخ و فرسخ
الفرسخ و لک فرسخ و فرسخ و فرسخ
لک فرسخ و لک فرسخ و لک فرسخ و لک فرسخ

کہہ ہاتھ اپنی بچ کھا جی کھا صادق و صدق آپ ہی ہیں،

نابت ہوا کہ علی بن ابی طالب نے میں مرتبہ دنیا کا سفر کیا اور شرق و غرب میں کی سی چہ ایسا باقی نہ رہا جگہ
گرد آپ چھڑ نہ ہوا اس آہ میں جو غیبی اہل کی مذاہن کی بھی ثابت کرتی ہو کہ مصداق
کو فرم (اللہ اعلم) آپ ہی ہیں



اولوالہ کی تعین

یا ایہا (الذین آمنوا) واطيعوا (الرسول) اولوالہ منکم من شئکم فی شئکم وخرجوا
 (المنع) والرسول ان یکنتم منکم (للموال) الاخرجکم (للمحرم) ویکل، ۵

(بہ نسا)

اے گروہ منین اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اولوالہ امر کی جو تم میں سے بہتر
 اگر کشتی کی بابت تم میں سے کوئی ہو تو اسکو خدا و رسول کی جانب رجوع کرو اگر تم اللہ اور رسول کو
 رعایت دینا چاہو تو اسکو چھوڑ دو اور اسکو اپنے لیے بہتر اور انجام کی راہ سے خوب نہ ہو
 یکایک کر کے اس کے واجبے اور امت کو مخالفیام کا اختیار نہ ہونے اور خدا کے پاک کی جانب سے امام
 کے منصوبہ ہونے اور امام منصب کی عصمت کے وجہ سے اور تو ان جمیع قیاس کے سوا دواؤ کے اہل ہونے بہت
 بڑی دلیل و اسلئے کہ یہ کریمہ و جزو دل پر مشتمل ہے پہلا جزی (یا ایہا) الذین آمنوا واطيعوا (الرسول)
 اولوالہ منکم اور جسٹریانی (یا ایہا) الذین آمنوا واطيعوا (الرسول) ہے آخر آیت اس کے،

پہلا جزو وجوب اطاعت الامر پر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان حضرات (اولوالہ الامر) کی اطاعت کو
 اپنی اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت سے مقرون نہیں کر سکتا تھا جتنا کہ حضرت اگستہ وغیرہ سے
 معصوم نہ ہوں ورنہ خدا کی جانب سے اس کے بندوں کے حق میں غیر باطل لازم آئیگا، (ابن مرقیہ) سے اللہ تعالیٰ
 کی شان بہت بلند و برتری، نیز اس جزی میں ان حصوں کے ہر زمانہ میں موجود ہونے پر بھی افسوس ہے کہ
 خدا کے پاک غیر موجود ہونے کی اطاعت کا حکم نہیں دیکتا تھا ورنہ عشتاق و کلف لایطاق لازم آتا اور دونوں
 باتیں خسران لائی ہے متعین ہیں صبا کہ عقلی ضرورت پر ہر شے دلت ہو ہی ہو اور اسے اختیار کرنے اور اس پر
 اعتقاد رکھنے سے چارہ نہیں دیکھتا اس جزی میں اہل امر کے بھی واجب ہونے کی دلیل و تصریح ہو کر ان
 معصومین تک اس کے بندوں کا پہنچنا اور ان کی اطاعت کرنا اور ان سے فائدہ حاصل کرنا ممکن ہو نہ دینے و ان کو چھوڑ
 ذکر کیا گئے ہیں فعل عشتاق و کلف لایطاق لازم آئے ہیں مگر جب ان تک پہنچنا اور ان کی اطاعت کسی
 صورت سے ممکن نہ ہو تب سب اہل بندوں کی مصیبت ہوگی اور ان میں پرہیزگاری کی جائے گی نہ خدا و رسول

پراسوا سہلے کہ انھیں لوگوں نے ایسی اسباب متبہ کیے یعنی وجہ سے امام خلافت کی نظروں سے ہٹا دیا گیا
 اللہ تعالیٰ کبھی سنی شیعہ کا جہاد نہیں ہو سکتا جسکے سببے اہل ملامت کی جاسکے اور اسی سببے اللہ نے
 اہل ہرمت و فدا کا حکم نہیں دیا کہ مکلفین کو کوئی اہل ملامت و غیر حق کی لعنت تعالیٰ پر نکل سکے اور یہ شیاء جیٹ
 تھے اجمالا اشارہ کیا یہ ہمیشہ نزدیک بیان و تفصیل سے مستغنی ہیں اور امر حجت عقل و ضرورت اور جہاد صیحیح
 پر غور سے جبکہ انکا انسان سے نہیں ہو سکتا اگر کیوں چاہوں میں اہل اور ان سے بھی زبان گم کرنے
 راہ ہو ۱۱

اسببہ اہل جزو ثانی تو بیان اُسکایہ ہو کہ ہم بطور قطع و یقین جانے پہنچے اللہ تعالیٰ کے عالم میں گزر چکا ہو
 کہ یہ لوگ ان لوگوں کی اطاعت میں اعراس کے جن کو اُس نے آیہ کریمہ میں ولی الامر ہے تعبیر کیا ہے اور علاوہ
 انکی طاعت کے دوزخیہ میں بھی جھگڑا کریں گے جیسا کہ اس مطلب پر قول باری تعالیٰ میں فشیخے کی تنکیر و کلامت
 کر رہی ہو اور جو باتیں اسباب میں بنی جانب سے منسلک جہاد و قیاس و استخراج کرنے والے تھے وہ بھی اُسکے علم
 میں گھنچ رہی تھیں لہذا اُس نے ان باتوں سے مضبوطی لیا اور خدا و رسول یعنی کتاب و سنت ہی کی طرف انھیں رجوع
 کرنے کا حکم دیا اس لیے کہ اُسے سن بات کا علم تھا کہ کتاب و سنت میں وہ تمام امور موجود ہیں جو رفع نزاع اور جہاد
 اطمینان اور اس باب خاص میں سکون نفس کے لیے کافی ہیں پھر (تکذیبہ و حرقہ) صلی اللہ علیہ وسلم کا لہجہ کہہا کہ اس
 تذکرہ کو خوبصورت و اکرا دیا اور خدا و رسول کی جانب رجوع کرنے میں بان باندہ اور یوم آخرت یعنی یوم جزا کی شرط
 لگا دی اور فرمایا کہ جو شخص اُسکی کتاب و سنت کی طرف رجوع کرنے کے اعلان کچھ اور کرے گا یعنی ابراہیم کو کوئی دوسرا
 شے پر اعلان کتاب و سنت کے معنی کو کھاتوں دائرہ ایمان ہے خارج ہو کر فراق و شقاق کی حد میں داخل ہو جائے گا
 اور جسے پاک حکم کو ذکر کے اُس سے بنادیت کہ نیکو کرکے کعبہ کا جیسا کہ شیطان جسے ہم سیدنا و ہمایا اوم علیہ السلام
 کو سجدہ نہ کر کے خدا ہے بنادیت کی، اور اس جز میں فراموشی الامور کو صرف سبیلے ترک کرے یا کہ اہل طاعت و رسول
 میں اہل خیل بلکہ عین طاعت خدا و رسول و کلام طاعت و رسول و صلوات علیہ وسلم و اہل اولی الامر و اہل کسب و شک و یکتا اس امر
 واقع میں گنجائش نہیں ہے اور بالمشہور علم باری تعالیٰ میں گزر چکا تھا کہ یہ لوگ ان اولی الامر کی طاعت
 میں اعراس کے اونسے و گردانی کریں گے لہذا یہاں تکا ذکر نہیں کیا اور خاص اُنکی طرف رجوع کرنا حکم
 نہیں دیا بلکہ اس کے جوہر اول میں اُنکی طاعت کے حکم صریح کے بعد یہ ایک عیث فعل تھا بلکہ ہر

کتابت کی طرف جمع کرنے کا انھیں حکم دیا،

اور بعد ازیں الامر کی اجراء سے ایک ایسی طاقت ہو کہ جس سے کوئی طاقت میں نہیں کھائی داریا
سفسطہ بجا بطل ہو باوضح ہو اسلئے کہ نفس اجماع ایک ایسی شے ہو جو نہ کھائی دیتی ہو نہ بجز و جوتی
کے کہیں سے کچھ ہو اور نہ کوئی شے محسوس اور شخص نہ صورت سے کہ اللہ اپنے بند کی اسکی اطاعت کا
حکم دے بلکہ وہ ایک مہیت ہے جو چند لوگوں سے مرکب ہے جنکی حالت کچھ معلوم نہیں بجز اسکے کہ جسکے پائے
ہیں انکی اطاعت کا حکم دیا ہو اور یہ ایک کلمہ ہوا قرینہ اس امر کا کہ خدا نے پائے رسول کو ان کے
اسماء و صفات بالنعین آگاہ کر کے انھیں دلی الامر سے تعبیر کیا تو انکے اطاعت انکی صحیح جواب اگر رسول
نے انکو اجماع سے تعبیر کیا ہو تو کمال درکس جگہ اور اسکی کیا ثبوت ہے؟ یحییٰ ہو کا ہی اور اگر بعض مخالف
اولی الامر سے اجماع ہی مراد ہو تو یہ قیاس کمال درکون ہی لفظ اس پر کرئیے میں سیر دلالت کرتی ہو
اور کن چیز کو خدا نے پاک کرنے کیا ہو اور اس نفاق و شقاق سے کو پناہ خلک کی قیاس کے لیے بھی کوئی لفظ
گر ٹھہری جسے انصبا کہ اجلے کے لیے بنالی ہو اور کھنی لفظ کے نہ ملنے پر کہمدا جائے کہ اجماع نے جن چیزوں کی
حکم دیا ہو ان میں سے ایک چیز قیاس بھی ہو اور معلوم ہو کہ دنیا میں ایک گنہ قیاس کو حرام جانتا ہو اور
اسے مرتے ہار دیتا ہو اور یہی گنہ ہر جو ظاہر باطل ظواہر کہا جاتا ہو، اور اگر اجماع بارہو قیاس کے
واقع ہوا ہو تو پھر اطاعت اجماع کی کہاں ہی، اور نیز اگر ایک امر ایک مسئلہ پر دو گروہ الگ الگ اجماع
کریں تو ایسے وقت میں ان دونوں میں سے کس اجماع کو معتبر مانا جائے گا اور کون حکم دفع خواہ ہو گا جبکی
طرف جمع کی جائے گی، اور از ہی کی بنے راہ چالیں اگر حیرتیں ایسی باتوں میں معدوم مشہور اور غبار و مشکوک
امام سے ضرر المیشل و جیسا کہ اس کی تفسیر سے ثابت ہوتا ہو کہ اس پر کرئیے کی تفسیر میں اسکی بے راہی
اور غایت سے بے نزاکت کی تا کہ یہ راہ چالوں و نہایتوں سے بڑھ گئی ہو اور مجھے اسکی مہل و مہل باطل و کفر
اور اسکی طاقتوں اور ہود دیوں سے تعرض کر کے اپنے اس سون کا گنہ کرنا اچھا نہیں معلوم نہ اطاعت حق کہنی
تفیع اقل کا اختیار تو ہم بجز اللہ اسکی بدعتوں و حقائق پر نظر کرنے اور اس شتہل سے غنی ہیں و
ہیں جسکے پائے اپنی نعمتوں کی کثرت سے اسے سیادت و شاعت کے کہنے کی فکر سے بے پروا ہو
ہے اور عقل علیا کرنے کے لیے بہت اہم ہے

رعایی محمد بن حسین صدیقی فاروقی عثمانی

عبدیخ نطاکی و لا اعلیٰ منہا

امیر المؤمنین علیہ السلام کے خصوصیات میں تو لاتعداد تھیں ہیں ان میں سے ہر خصوصیت ایک کثرت غیر العقول واقع ہوئی ہو لیکن اس کا محیر العقول ہونا طریقہ محدودیت عقل انسان نہ تاجد دیت صفات امیر المؤمنین علیہ السلام چند محیر العقول نہیں و البتہ ان خصوصیتوں میں جو محدودیت ہے جس طرح نظریہ نفس خصوصیت ہر قدر محیر العقول ضرورت میں عقل انسان ان کے وجہ تفہیم کے ادارا کے قاصر عاجز ہو ایک خانہ کعبہ میں حضرت کی ولادت باسعادت کا واقع ہونا و جناب سالت کا ب کی ذات فیض آیات اس شرف کا متعلق نہ ہونا و ہر حضرت کی محدودیت عامہ پہلی خصوصیت کے متعلق اشارہ اتنا کافی ہو کہ امیر المؤمنین علیہ السلام اگرچہ جس قرآن لغیر رسول تھا و لازمی نتیجہ کا بظاہر ان کو بھی یونہی سادات ہو لیکن دوزں بھائی خاتم النبیین نہیں ہو سکتے تھے لہذا ایک بھائی کو خداوند عالم نے ختم نبوت کے خلد سے غلغہ فرما کر ساری عالم کا سراج بنادیا اور یہ شرف جو آج تک کسی عطا نہ ہوا تھا آنحضرت کے مخصوص کر پکی نصیبیت تائید کی طرح واضح ہو گیا اپنے سے بھائی کی سادۃ کلمۃ تقضیہ تھا کہ انکو بھی کوئی ایسا ہی شرف عطا ہو جو نوع انسانی میں کسی کو عطا نہ ہوا ہو لہذا جناب حدیث جلتا سادۃ نے حضرت امیر کو شرف ملا و جناب کعب سے شرف فرمایا و جناب ختم نبوت نوع انسان میں کسی کو عطا نہیں ہوا اور ہو سکتا تھا قرینۃ ولادت اس کی اور گرامی کا خانہ کعبہ کے قریب یا خانہ کعبہ کے پہلی دروازہ کا بدستور مقفل نہ ہونا و دروازہ کعبہ کا کھن ہو کر باجید کا پلید ہونا آپ کی والدہ ماجدہ کا ہر جسم میں جا بابتش شہدہ و دار کا ہر مقفل ہو کر نصیبیت پر آنا آپ کی ولادت کا جو جسم ہر مینا ج ہونا یہ باتیں ایسے ہیں جنکی تفسیل و تفصیل درود اک جہ ہے عقل انسانی بالکل قاصر عاجز ہوا و دفائی شخص گھبرا کر کہلا وٹھا ہو

تہجرات برہم زنی بزنی کہ اگر زنی

ازل ابرہہ ذرہ ذرہ پراوند لے لی کھنی

اگرچہ ایک حد پر اس کی بھی مادی ہو سکتی ہو اس طرح کہ انسان نصیریت بھی محفوظ رہی اور وحدیت و مبنویت بھی اپنے حدود پر باقی رہی جسکی تفصیل کے لئے میرا عربی رسالہ کتاب التبیان فی نفع الاستغناء و التسلک عن حیلۃ البیان کا مطالعہ کافی و کافی و اندر ذمہ کی میری آج عمر کی تصنیف اس لئے قابل ملاحظہ رہا عقل و

معرفت و حکمت منورہ کا ابھی دوسری خصوصیت اس کے متعلق صرف یہ تھا کہ عالم انسانیت میں مجھے تو کوئی
ممدوح بجز علی رضی و رحمہ اللہ نہیں تھا۔ افسوس کہ ایسا نظر نہیں آتا جس کی محدودیت کا خیال ہو کہ عینہ وجہ
فطرۃ انسانی تلاش کر سکتے ہوں۔ سب سے حد پر موجود ہونے کا فائق ان کا تصور میں اس کے

ظاہر ہو کہ مدوح و ثنا بھی ایک قسم کی خصوصیت نوع انسانی کی ہے جو اقبال صاحب نے غیر ممکنہ خصوصیات سے
کبھی جاسکتی ہو مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ عمدہ حیثیت کی بنیاد خواہ شام پر ہوتی ہو یا انصاف پر دوسری صورت کے معنی یہ
ہے کہ مدوح کے صفات اس قسم کے ہوں اور اس حد پر ہونے کی فطرۃ انسانی کی تدوین سے اس پر مجبور ہو کر اس کی مدح
و ثنا پر مجبور ہو جائے اگرچہ قسم کی منفعت مدوح کی اسے متصور نہ ہو مگر بنیاد میں کچھ اگر اس کی نجات کے لیے
ہے اس کی عزت بل میں منور ہو، خوشیوں کو نہیں دیکھا اگر اس کے عدل کی وجہ سے اس کی عزت بدل میں بدل چکی
ہو مگر ان دونوں کی موت کے بعد ان کی شانیں آج تک کسی انسان نے کوئی شعر یا قصیدہ نظم نہیں کیا اور میرا نہیں
کی عمدہ حیثیت کا خیال نہ کرنا اس کی ذات حشر و تبارک کے بعد ہے اس کا بے مبالغہ لاکھوں کی تعداد میں شعرا و قضا و

شعرواں اور دیگر اصناف نظم مثل محفل و رند ہر اس دولت و غیرہ کے تعلقات باہوں میں نظم جو کچھ ہیں شام کی سیر
ہر اس پر متصور نہیں ہو سکتی کیونکہ خواہ دنیاوی منفعت کے لیے ہوتی ہو جو یہاں معذور و ابلہ ہی انصاف کی
صورت تو یہاں عالم و خوشیوں کی مثال سدا ہے و اگر کہا جائے کہ اس کی وجہ مذہبی عقائد و ذکر ان کی شان میں شعر کہنا
موجب ثواب ہے تو گو یہ بڑی حد تک صحیح ہے مگر اصل اعتبار یہ ہے کہ علم و شہادت و شہادت میں ہر میرا انصاف کی خصوصیت
کیا نہیں کہتی ہے یہ عقد بھی لائیکل نظر آتا ہو علان میں ہر حیرت کی کچھ انتہا نہیں ہے جب ہم یہ دیکھتے ہیں

کہ اہل بل باطلہ مثل یو محمد بن گبر نصاریٰ یہاں تک کہ ہندو بھی آپ کے مدح نظر آتے ہیں اگر ان کو حضرت
کی مدح نہ سرائی اور ناگسٹری پر کیا دایا ہو سکتا ہے ان کو ہندو اب خستہ رہی تو نہیں جو وہاں حضرت کے
مذبح ہیں، اس کا لالہ میوزر اینڈ میوزر در شب سر سے ہے آخر کائنات کا جادو دیگر مشاہیر روپ کی زبان
ان کے تصنیفات میں کچھ ایسا ہے جس کے مدح نظر آئیں گے مگر ان میں سے کسی نے کوئی نظم حضرت کی شان
میں نہیں لکھی بخلاف ایک عسائی عاشق میرا انصاف عبد الجبار علیہ السلام کے جو شاید یہ خفا علیہ السلام کی کہلا آو

ابھی سال پہلے کہتے تھے تھا اس کا خدا معلوم کہیں میرا انصاف علیہ السلام سے عشق ہو گیا تھا کہ اس نے حضرت
کے حالات کی تحقیق کے لیے سفر کی مشقت گوارا کی ورنہ ہلاکت میں توں ہزار اہل کائنات ہو کر اس نے

ایک لانی قید لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ پانچ سو پچیس شعر کا مدح امیر المومنین میں نظم کروا کر سب کے لئے خود
 قصیدہ کا ہر کوئی جو ایک کتاب سے اور خود ہی اس کی شرح بھی حاشی کی صورت میں لکھ دی اور نہ مطبع میں
 فجاء مصیر میں چھپ بھی گیا وہ نصاحت بلاغت و ذلت اور عربیت اور بیت کے لحاظ سے آپ ہی اپنی نظر کو شہیدوں
 کی جسے حلی و بدذاتی کا اس سے بڑا کثرت کیا ہوگا کہ عالم میں امیر المومنین علیؑ کے متعلق اتنا بڑا وغیرہ
 گذر جائے اور کجبت میں کو اس کی خبر بھی نہ ہو، میں بھی کجبت ہو کہ مجھے خالی ہی میں یوں لکھوا دیا اس کی اطلاع
 ہوئی اور جب انصاف سے کیا لانت ایسا بے لانا اللہ علی نقی صاحب بن عثمانیہ الدار لانا اللہ البکس صاحب
 بن جانیہ علما اللہ محمد ابراہیم صاحب جانیہ الدار است محمد تقی صاحب جانیہ علما علما اللہ اللہ اللہ
 حسین صاحب حضرت غفر اللہ عنہما اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 میں مشغول تحصیل کمال میں لاکھ بہت کم بن میں خدائی عمر میں کت غلام لانا در مانع علیہ علم و کمال پر ہو چکا
 انھوں نے اس ضرورت سے پہلے محسوس کیا اور اپنے ایک مضمون میں اس واقعہ کو لکھ کر حیرت و تقدیر لکھ کر مہر جلد ۹
 بابت پر لکھ کر کے ذریعہ عالم نشین کو اس خبر فرحت سے آگاہ کیا غرض اس طرح مجھ جہاں نصیب کے حمد
 بے زح میں خداوند عالم نے ایک روح تازہ ہو کر کت حیات تازہ مرحمت فرمائی مگر انوکھ باوجود جد جہد
 بسیار تاک کہ اس قصید کی زیارت سے محروم ہوں در شب و دن اس کی زیارت کے منتیان میں میری روح ای بے اب
 کی طرح تڑپ ہی ہو گویا بے لانا اللہ اللہ اللہ نے وہ فرمایا ہو کہ اس کا ایک نسخہ خرید کر مایوسہ واسطے ارسال
 فرمائیں گے مگر اتنا کہ اس وعدہ وفا فرمائے میں اس قصید کو اللہ تعالیٰ اپنے نقد جان سے خرید کر لے کر حاضر ہوں گا
 مال و گرجوں کو زیارت سے مشرف ہونا ہوں

اس خبر فرحت از کے سننے سے بہت پیشتر زبان قیام علیگڑھ کالج میں بھی ایک قصیدہ مدح امیر المومنین
 میں نظم کروا چکا تھا جو لائبریری کے ذریعہ قافیہ کے اعتبار سے لائقہ اہمیت کہ جانے کے قابل تھا حالانکہ اس کے
 میں نے کوئی اردو شعر بھی نہیں کہا تھا ایسا تنوع و عجم کا کلام دیکھ کر جرات نہ ہوتی تھی واللہ رحمہ فن شعر
 میں تامل و گمان اور بیکار سطر میر تقی میر کے شاگرد تھے کہ میں نے ایسے استاد قدیم کہ نہ مشق کا زائد کبھی نہیں
 استفادہ کیا تھا فن عروض ادب و نظم میں جناب اکمل الناس مفتی استاد محمد عباس صاحب علی شہ قلم
 سے شرف مند حاصل تھا اور دیگر کتب عربیہ و ادبیہ کے معیار الاشعار محقق طوسی اور فتاح سکا کی بھی ان محرم

سے پڑھی تھی مگر خود بھی ایک شعر بھی نظم نہ کیا تھا جس اتفاق سے علیگڑھ کالج میں یوان شریف
رضی علیہ الرحمہ کی زیارت کا اتفاق ہوا اور اُس کی عربیت ادبیت کو دیکھ کر اسامی ہو کر اول سے آخر
تک دیکھ گیا اور قدرت نے چند شعر بھی مرح امیر المومنین میں لائیت العرب کے وزن قافیہ میں نہ بنے نکولائے
جو اپنے اپنے دوست مسٹر اسٹوری یا ڈنن بخیر فیضیر عربی اور ڈاکٹر بار دست بنی مستشرق شہر کوٹہ کے اور
دُنوں نے سجدہ بند فرما کر مجھے صبر کیا کہ میں ان شتار کو ایک قصیدہ کی شکل میں تیار کر دوں چنانچہ بحمد اللہ
وہ قصیدہ ریتہ ریتہ رہتے رہتے بارہ شعر کا ہو گیا اور ان نظم میں خیال پیدا ہوا کہ اس قصیدہ کو قصائد بہن
کے مقابلہ میں کچھ امتیاز ہونا چاہیے اس خیال سے میں کلمات امیر المومنین کو نظم کرنا شروع کیا اور جب
پہلے حضرت کے کمال اخبار عن انیس کے نظم کرنے کی طرف متوجہ ہوا اور ان مہین گزریں تو نظم کیا جو درج
- اریخ ہونے کے صد سال کے بعد تو غریب ہوئے اُس کے بعد حضرت کے آثار و علوم و تحفہ مسائل حکیت
میں میں نظر ہوئے خدیوہ حلیہ اکتشاف الی الی حلیہ فزنگی بجا طور فخر دارہ البیات طبعیات فلیکات
ریاضیات وغیرہ وغیرہ۔ اضا نفا و افانہا و احرام علویہ و سفینہ کے اکتشافات بدین جو حلیہ فزنگی نے
کیے ہیں اور امیر المومنین علیہ السلام صد سال پیشہ جن کی خبر دیکھیں تھے ان سب کو ایک عنوان خاص سے
باوصف بے بضاعتی نظم کر دیا حضرت کے معجزات کے بارہ میں خیال ہوا کہ صرف ہی عجزت نہ نظم ہوگی
امت بھی مشاہیر میں سکتے ہوں اس لیے عجزت نہ قافیہ سے قطع نظر کہ صرف معجزات باقیہ کو نظم
کیا آخر میں اسبک الی الزم کہ امیر المومنین کے زمانہ میں ملکی فتوحات کم ہوئے بلکہ نہیں ہوئے تحقیق و توفیق کے
بعد فتح کر کے دیکھو کہ امیر المومنین کے عہد خلافت میں میں ملک عظیم فتح ہوئے جنہیں سے پہلا حملہ حضرت کا
ہندوستان پر تھا جسے حضرت نے بڑی شان و شوکت سے فتح کیا اور یہاں کی بندیاں زار و ہزار ایک نہیں ملایا
کو تقسیم نہیں نہایت الدامام ابھیضہ بھی اسی بندی میں لے گئے تھے اور حضرت کے دست حق پرست پر
اسلام لایے تھے چنانچہ ان کا روز نور حضرت کی خدمت میں خالون نذر دینا اور حضرت کا قبول فرما
دینا بے محفی نہیں ہوا

اعتبارات مذکورہ بالا سے میں سمجھتا تھا کہ میرا یہ قصیدہ کل ماہن قصیدوں سے ممتاز اور پہلا قصیدہ
مگر خبر نہ تھی کہ عبدالحق انصاری کا قصیدہ اس باوجود خاص میں پہلا قصیدہ سمجھا جائیگا، میں نے اب تک اس قصیدہ کو

نہیں دیکھا اور ایسے نہیں کہہ سکتا کہ جن خصوصیات کا میں نے اپنے قصیدہ میں بیان کیا ہے انکی مراد غائب علیہ السلام نے بھی کی
ہے یا نہیں گری ہو تو لاریب میرا خیال غلط نکلا اسی کا قصیدہ ادیت کا شرف دیکھو گا اور اگر اس نے ان
خصوصیتوں کو نظر انداز کیا ہو تو بھی اس کا قصیدہ اس لحاظ سے کہ ان عینائی کا قصیدہ ادیت کا شرف ضرور
حاصل کرنے کا اور یہ قصیدہ اس کے بعد حاصل ان اعتبار سے جن کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے البتہ شرف
ادیت سے باہر نہ ہو سیکے گا، ولولہ لے لعقل الحکم جلا عنہا

(عابی)

(قد احسن صدیقی فاروق عثمانی)

(الواعظ) اس مضمون فیض شون میں چونکہ امیر المؤمنین کے علم پر دستاں کا تذکرہ بعض ذہان طیار
میں بیان فضائل پیدا کر سکتا تھا اور اذاتقان کو چہ تحقیق کی جانب سے اس کے اخذ مولائے کائنات کا سوال نامہ
تھا البتہ غائب علیہ السلام کے بارے میں اس کے جو جواب اصل کیا ہے انکی نقل یہ قدر مطلوب ہے
امیر المؤمنین کے علم پر دستاں کا ثبوت کئی مشہور تاریخوں سے مجھے مل گیا ہے جیسے تاریخ ذیل ہیں۔

(۱) تاریخ اسلم الملوک مصنفہ ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری

(۲) تاریخ کابل بن ابی شریح زنی

(۳) فتوح البلدان بلاذری جس کا مصنف تقریباً امام حسن عسکری علیہ السلام کا معاصر ہے

(۴) تاریخ تمدن اسلامی جرجی زبان یونین عیسائی بصری

(۵) حج نامہ جنہایت نادار لاجوردی بجا مشہور کتاب ہے جس کا کتب خانہ مرا میں مجھے ملا اور دوسرے نسخہ
سنا کہ کہ فرانس میں ہو اور اس کے چند کڑوں کا ترجمہ انگریزی میں ایسا اس کتاب کی بنگلہ کی متفرق جلدوں
میں شائع ہوا ہے اور اسی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے اگر موت یا نہیں آتا کہ مترجم کون ہے اور کون سا
اس نے لکھا ہے میں ترجمہ کیا ہے، یہ کتاب ابھی ابھی ترجمہ کے وقت کی ہے اور غالباً پہلی صدی ہجری کی نصف
ہے اس میں فیصل حالات جناب امیر المؤمنین کے علم پر دستاں کے مرقوم ہیں اظہار غاگر اس ہوا

تفسیر

گرد دل شد بلال از مهر نوز طلم پید
 و یا شمع شبتانی شد از طاق حرم پید
 و یا سیمین اساعده شاد نمایان شد
 و یا زین طبعی شد زاده صنم پید
 بگوشه گوشوار ناد جوهر ارم پید
 بگوشه گوشوار ناد جوهر ارم پید
 شد از چاک گریبان تنه دایره گویست
 شبنم یا بر حین شاد کلفام نسیم پید
 و یاد دلوشد از چاه سیرین یوسف کنعان
 بگوشه فی انش گوی غلام بدم پید
 و یا شد از قمر سبب صفا دم پیرین
 و یا فلک است همت بر یاب فلک گوی
 و یا دلقه حسرت کمان ترک شیرازی
 ربون طبعی کیانی شاد گوی
 فلک خجسته ماه نور کایش بظلمت
 شهر برج غصفر، سوار افندی هست
 کویم ابن کریم آس زنگن باغ خلیل الله
 بهر بنی زرخیز است مجرب ظن هر
 بشت کین نار تیغ اود بری غضب انبل
 بکعبه قوت میلادش شد بخت دین
 بران از بهر ذکر او، ببلوغ از بهر روح اود
 زیسایش ز کردارین گفتارش ز کایش
 سخاوت اچو می پرسی، بود از اهل فی ظاه
 ولایت اچو می پرسی، بود از اهل ثواب
 اگر حوی قصبه باز و کبوتر خواص
 و یا شمع شبتانی شد از طاق حرم پید
 و یا زین طبعی شد زاده صنم پید
 بگوشه گوشوار ناد جوهر ارم پید
 شبنم یا بر حین شاد کلفام نسیم پید
 بگوشه فی انش گوی غلام بدم پید
 و یا شد از قمر سبب صفا دم پیرین
 و یا فلک است همت بر یاب فلک گوی
 و یا دلقه حسرت کمان ترک شیرازی
 ربون طبعی کیانی شاد گوی
 فلک خجسته ماه نور کایش بظلمت
 شهر برج غصفر، سوار افندی هست
 کویم ابن کریم آس زنگن باغ خلیل الله
 بهر بنی زرخیز است مجرب ظن هر
 بشت کین نار تیغ اود بری غضب انبل
 بکعبه قوت میلادش شد بخت دین
 بران از بهر ذکر او، ببلوغ از بهر روح اود
 زیسایش ز کردارین گفتارش ز کایش
 سخاوت اچو می پرسی، بود از اهل فی ظاه
 ولایت اچو می پرسی، بود از اهل ثواب
 اگر حوی قصبه باز و کبوتر خواص

نہ دھرم ہاؤنٹن گئے نام جفا با ہے
 نہ بے آؤنٹن ہو آئینہ نہ بے امرش مطر و ز
 نہ تقریر تو احمد جو ہر تیغ زباں روشن
 حکماء اللہ انظم تو بین ستر قافی
 زنبیر باہر شرف مطلع و مقطع ضیا افکن
 پس از مقطع بخواساں مطلع تارہ مدح
 سراج دین غیر کہ شد اندر جسم پیدا
 دھمی کو با بنی حق بد از در زائل با ہم
 مثیل و عدیل او نہ بود دست نہ خواہد بر
 مثال دل لہر گاہت مثال و الفقار شش گہ
 شوبے عزم او خاشا بود بے خرم او صلا
 بے بے فیض عام او، شود بے مین نام او
 بے عقبے ضلالت او، بے مضونے بے قضا
 بنام ایزد تہر او، بسم اللہ الرحمن الرحیم ز تہر او
 پوئے او بچی نہاں، ز بے او ضعی روشن
 کھم کرد صفت خطا و کھم کرد مہجرت حبس او
 رسید دست او تا عرش ربانی، ز جوخت
 ہنسے و جبنا ممکن حتم ممکن ناد جب
 گرش دھم خدا بشکر صلی باشد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 در اکار از مثیل او، بود اثبات کیتائی
 رضائش در تم ساری ہویش در سرم مضمر
 منم آن مست صبا سے دل ساقی کوثر

نہ در عمد حق آئیش نشا بے ادم پیدا
 نہ بے جہش بود چہ گہ از کھم عدم پیدا
 نہ تحریر تو در بے سیری بود زور جسم پیدا
 جلال اللہ از بیت تو شان محشم پیدا
 فروغ ہمزباں بسملہ تالک تم پیدا
 کنراں رزل مرور گدمان دم پیدا
 چراغ خانہ داد کرد نوریت در پیدا
 وصیت ہم صحبت ہم شد از نور و ظلم پیدا
 نہ بد و مجدد اخلافت و اسلاف ہم پیدا
 نہ کیرانی شن پیدا نہ یک تیغ دو دم پیدا
 نہ در جسم گت پیدا، نہ در انام دم پیدا
 نہ شبیلہ در جسم پیدا، نہ طبعی از شکم پیدا
 نہ دل پیدا نہ سر پیدا، نہ پیدای جسم پیدا
 بدو دم او عمل پیدا، عمل گردو در دم پیدا
 پیا بڑوش غنیمت ہم از سیاق ششم پیدا
 خطا گلزار بر مصحف شود دست ہم پیدا
 بہر نہر بوقتے عجب شش متدم پیدا
 بعالم از حد و شش اوست آثار قدم پیدا
 در شمن ناخدا گویم، بود پہلوی دم پیدا
 شود ذات و صفات او از یکن و نعم پیدا
 دلایش در دلم مغنی ثنائش بر ہم پیدا
 اثر و نشا آئین از نشا ام بے کیف پیدا

ضبط غیظ کی بمثل مثال

حلم الہی اور غفور خدائے دینی کا نمونہ کاملہ
حضرت سیدہ ام سہیل بن جعفر کی فاضلہ سیرت

۵۱۲ حبیبہ

یہ ایک نئی ہوی حقیقت ہے کہ جناب اقدس الہی عزہ نے جن جن مخلوقات کی تخلیق ہے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا ان سب میں انسان ہی نہ دیکھ سکتی ہے جو انصاف کے ساج اور شرفیت کے خلعت سے نوازا و ممتاز ہو کر تمامی مخلوقات کا سرتاج اور کل کائنات کا عالم داور قرار دیا گیا ہے وہ سب کے مطیع و متقاد اور ان سب کا حکم ران و سلطان ہونے سب اس کی ماتحتی میں اسکی عاجزوں و ضرورتوں کے پورا کرنے میں مشغول و مشغول دوران سب کا خدم و حطاق ہے مگر یہ قدر اس کے کہ وہی مخلص ہے اور نعمت کیوں ہی ہے مخصوص ہے و علمائے نفس کے زین اقبال میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دھڑکنے والے قلب متضاد و متخالف ہیں جو بخلات دیگر مخلوقات کے اس ضعیف انہیان جو میں دلیت رکھے گئے ہیں اور انھیں کی جو ہے یہ کمزورستی عالم کسے تعبیر کی جاتی ہے

اترعت عرائق و صغیرات و فدا لظلم و علی العالی

نہایت علم حضرت علی بن خطاب

حکمت علیہ کے متبصرین جانتے ہیں کہ انسان میں تین قسمیں ایسی متباہن و متخالف جو ہیں جو ان کی مشارکت آنا و افعال فخلکہ کا مقصد ہوتی رہتی ہیں اور جیسا کہ انہیں سے غالب آجاتی ہے وہ باقی و مطلوب یا مقصود ہوجاتی ہیں (۱) تو بت ناظمہ کو نفس ملکی بھی کہتے ہیں (۲) تو بت غضبیہ جبکہ نفس سخی بھی کہتے ہیں (۳) تو بت ملوئیہ جبکہ نفس بھی کہتے ہیں پہلی تو بت فکر و تمیز اور حقانیت امور میں شوق نظر کا مبدیہ و دوسری تو بت غضب و لیرمی اور خفا کا محور پر پیش قدمی اور تسلط و دفع اور شوق دنیا و جاہ و مرتبہ کا مبدیہ و در تیسری تو بت اہتیاں نفس کے پورا کرنے اور کمال و شارب و نالک سے لذت پانے کے شوق کا محور

ہو اور فاضل نفس کی تعداد خیر توں کی تعداد کے موافق ہو اس لیے کہ جب حرکت نفسانہ طبقہ کی بذاتہ مقدر
اور عادت یقینی کے حاصل کرنے کی ثابت ہوگی تو اس حرکت سے فضیلت علم حاصل ہوگی اور فضیلت حکمت اسکی
تبعیت میں لازم آئیگی اور جب حرکت نفس سبکی کی مسئلہ اور عقل کی مطیع ہوگی اور عقل حقدار کا حصہ قرار دے
گی اسقدر برتر ثابت کرے گی اور یوں کہے میاں ہے اپنی حد سے تجاوز نہ کرے گی تو اس حرکت سے
فضیلت علم حاصل ہوگی اور فضیلت شجاعت اسکی تبعیت میں لازم آئے گی اور جب حرکت نفس سبکی کی مقدر اور
عقل کی مطیع ہوگی اور عقل حقدار کا حصہ قرار دے گی اسی پر انکار کرے گی اور عادت کی متابعت اور
عقل کی مخالفت نہ کرے گی تو اس حرکت سے فضیلت عفت حاصل ہوگی اور فضیلت سخاوت اسکی تبعیت میں لازم
آئیگی اور جب تینوں حسنیہ فضائل کی حاصل ہو کر باجم خلوص و مترج ہو جائیں گی تو انکے امتزاج و تملاط
سے ایسا نتا مشابہ پیدا ہو جائے گی جیسا کہ اللہ ہی ان سب کی مہم و محمل ہو چاہے سب جیسے تمام
حکمائے سابقین و لاحقین اجناس فاضل کو حکمت و شجاعت و عفت و عدالت میں مختصر جانتے ہیں اور کسی شخص کو
اقتدار سمجھتی تھی مگر اور لائق ثناء و سزا و فر و مہابا ہست نہیں جانتے حرکت بلکہ ان چاروں میں سے ایک یا
چاروں حاصل نہ ہو جائیں

یہ چاروں فضیلتیں اگرچہ حاملہ امکاں بشری میں داخل ہیں اور سب ممکن ہو کر کوئی شخص ان میں سے ایک یا سب
کا جامع ہو کر ملکہ ہے مگر ہر مجاہد کو کھینچا یہ ہو کر دنیا میں کتنے نفوس لیے گزرے ہیں ان تمام فضیلتوں کے
جامع ہو کر انسان کامل کہے جاتے تھے ہیں

تو لے مذکور بالا کا مخالف تضاد کسی دلیل کا محتاج نہیں اور قوت غضبی اور شہوانی کی عداوت و توت
بلکہ کے ساتھ اظہر نہیں ہے نہیں و نہ تو انکی غیر مقدر ہستیاں انسان کو انسانیت کے چرے گا اگر حیوانات کے درجہ
میں شامل کر دیتا ہو اور انھیں تو انکی مقدر ہستیاں عقل کا وسیلہ انسان کو درجہ انسانیت سے بلند کر کے اعلیٰ
کے باشندوں کی صفوں میں لایا دیتا ہو

انسان نہیں ہو کہ انسان اپنے خواہشات کو عقل کا مطیع کرے اور موجبات غضب سے پیدا ہو جانے والے
غصہ کو ضبط کر کے عقل کی ہدایتوں پر عمل کرے اور علم غیظ اور بغضب سے حلم و عفو کی صفت کا جامع ہو کر کلام طبع
الغیر و الغلیظین عن اللہ رحمہ کی جماعت میں داخل ہو جائے

خدا کی خدائی اور محمد کی بادشاہی میں شرف صرف اللہ الہی ہی ملوۃ اللہ و ملا علیہم السلام سے جس میں
 جو آدمی حضرت انسان کامل کے مصداق صبح میں موقع نہیں ہو گا ان سب حضرات کی شرف آپ کے ساتھ
 پیش کر کے حضرات کو وہ بالاعلیٰ مخصوص صفت ظہر غیظ و ضبط غضب کی تین تین مثالیں مذکور ہیں کی جائیں گے
 ہم ہر صفت کے بہترین جامع یعنی حضرت موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے مختصر تذکرہ پر گفتار کرتے ہیں حکما القہری
 ضبط غضب کی جیسے ظہر و راگیا اور اکتال کے لئے کہ لانا ہے آپ کے نفس میں نے غصہ ہی کے ہتھال کی آپ کو ملنا
 اجازت نہ دی یہاں تاکہ اسی ضبط غضب میں آپ نے اپنی جان عزیز کا جانا گوارا کر لیا اور توٹھنی کے خراج
 استعمال کے پیش نظر ہونے سے ہر حال کے تلخ جام آپ کے ذائق میں نہیں کے دیاں بغیر بنادے
 آپ کی امامت کا زادہ ۴۸۰ سال شمس الجری اوم وفات حسرت آیات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے شروع ہوا جو ۴۸۰ دن وقت کے ابو جعفر منصو و افقی بن محمد بن علی بن عباس اپنے بھائی ابو جعفر بن علی
 کے بعد تخت خلافت پر برج زما ہو دی جسے شمس الجری میں منصو و دنیا کو خالی کیا اور بجائے اسکے اسکا بیٹا
 محمد بن محمد بن منصور تخت نشین ہو کر گیا وہ اس تکست خلافت پر بیٹھنے کے بعد شمس الجری میں ہر سال
 کا عید ہوا اور بجائے اسکے اسکا بیٹا موسیٰ المدادی بن محمدی مالک سلطنت ہوا ایک سال تین ماہ کی
 سلطنت کے بعد اسکا تخت خلافت بھی منقطع ہوا اور محمدی کا دوسرا بیٹا اوزن الرشید بن محمدی شمس الجری میں
 صاحب ملک و ملک شام ہو کر سلاطین عربی ملک سلطنت کرتا رہا ان یام او منہ ہاک امام نے جن مضامین
 و زائب شدائد میں بسر کیے انکا تصور بھی غنیمت کی آنکھوں کو خون کے آنسوؤں سے دلانے کے لئے کافی وافی کہ
 ان مضامین و زائب انکا مقبضایہ تھا کہ حضرت اپنے فرائض منصبی سے و نکش ہو کر گئی گوشہ میں گوشہ گیر ہو کر اپنے جان عزیز
 کو بچا کر اور علوم و کمال اہل حاجت دینی مومنین و مومنات کے اہل دار و کونہ کر دیتے حکما مقترح رہا حکومت
 سلطنت کی عداوت کا سبق ہی تھا اگر آپ نے ایسا نہیں کیا اور اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کے ساتھ اہل حیات
 کی حاجت و ادائیگی میں تاخیر نہ کیا کہ انکی کفایت کیا جائے اور حکومت سلطنت کی جائز سے پرہیز
 و بے شدائد پر اپنے غصہ کو تباہ کیا کہ کاظم شہو کو کہ جب کمر بستہ دیکھا کہ اس کی یز او سانیوں اس نام غائی
 مقام کے منصبی فرائض اور کربانہ فراق کو رک نہیں سکتی تو اسکو فکر ہوئی کہ کسی طرح آپ کی آزادی کو سلب
 کر کے آپ کے غم و غم نہ نجات حاصل کر لے ہذا حقیقہ الطاہر ہے آزادی سلب کرنے والوں کی فہستہ میں ہذا امام

بے بعد ازاں اپنے فضل بن یحییٰ کی نگرانی میں در اسکے فیض بن یحییٰ بریکی کی حراست میں در اسکے قید بنی
بن شاکر کی حفاظت میں حضرت کو قید کھنا اور اسی کی قید میں آپ کا جاں بحق تسلیم ہوا اور پور شہادت
دست پلے ہرگز بول و پیر بول کا جدا ہونا قید خانہ کے دروازہ کا کھلنا، بچاؤ و فرود رکا بلا اجاں ایک تختہ پر اس
مقدس لاش کا انحصار تھا (معاذ اللہ) کی زندہ کے ساتھ تھیر ہونا، تین دن تک پل بند پڑا رہا پس مسلمان بن
ابو جعفر جعفری کا اس لاش کو جزا حاصل کر کے اس نور خدا کو ریز زمین پہنایا کرنا کچھ ایسا دلزدہ دم اندوز ہو کر گویا
درمید اسکا تحمل نہیں کر سکتا، علی الخصوص اس خیال کے کچھ اگر مسلمان بن ابو جعفر اس ہمت روانہ کا احتمال
نہ کر سکتے تو کیا نتیجہ ہوا اور مقدس لاش کیوں کو دفن ہوتی (ان شاء اللہ عزوجلنا ایسا ہو سکتا)

(ناخبر میر)

معیا الاعتقاد سالہ خیر الاعتقاد

حضرت سائیم الانبیاء اور ان کے رحق اوصیاء کی واسطے نوایجاد سلسلہ نے جو لمپل عالم تشیع میں مجاہد ہو سکا
از اگرچہ عام نام نہیں مگر ہم بھی بعض مقامات مثلاً کاٹھیا دار و کن کے بعض حصہ فی عجلہ شاز نظر آئے ہیں
اور یہاں ذکر کاٹھیا دار سے کئی رسالہ اس سلسلہ کی حمایت میں خبابی لوی سید صغیر حسین صاحب کے قلم سے شائع ہو چکے
جو اگرچہ اپنی عبارتوں کی پیچیدگیوں و رفتوں سے عام فہم نہیں ہیں لیکن پھر بھی عامہ فہمین کو ایسے اعتقاد سے
محفوظ رکھنے کے لیے اسکا جواب اہل علم پر اگر جب عینی نہ ہو تو راجح کفائی ضرور ہو اور راجح کفائی کا بعض حالات
میں جب عینی ہوا محال کام نہیں ہو چاہے لانا بحال شیخ محمد اعجاز حسن صاحب فاضل اونی دست فادہ ہم نے
اسی نظریہ کو پیش نظر رکھ کر مشانت بختہ کی بے ان سائل کا جواب کہ قوم کو اس فلاسفے بچانے کی پر خلوص کوشش
کی ہوں محدث کو قوم کے پر خلوص شکر کا مستحق ثابت کر رہی ہوں کہ وہ عنوان رسالہ آپ ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہو
جس میں لائل عقیدہ نقیہ وضع کیا ہے کہ اس موضوع میں ہمارا اعتقاد کیا ہونا چاہیے یہ رسالہ اگرچہ بظاہر ایک ہی
ہی رسالہ کا جواب ہے لیکن فی حقیقت اس میں ان تمام تحریرات و اعتراضات کی نجوی قلمی کمر لگی ہو جو
خیر الاعتقاد حق الاعتقاد و نور السادۃ وغیرہ میں دیکھے گئے ہیں۔ ص ۸۰ ص ۸۱ پیادہ کا سفید کاغذ کتابت
طباعت غنیمت قیمت تحریر نہیں خباب صنف بر نشان برترہ او غلین لکھو طلب فی

قطعات تاریخ تریقین واقعات

تاریخ ولادت باسعادت حضرت امام خمین ابو جعفر محمد علی بن ابی طالب علیه السلام
سال میلاد امام یحشتم
خواست احمد جو طیب خاطر
گفت ایف نه با جو و نه جو
شده از آن بن بحری ظاهر
میدی سال چو جنم گفت
عالم علم محمد باستر

س ۶۶۶

تاریخ وفات حضرت ابی حضرت امام هم ابو الحسن علی بن محمد بن نقی (ع)
چون سرود امام دهمشم انتقال
شد از پنج اذن عالم سیاه
همه مومنین در دوزالم
بگفتند امام نقی آه آه

س ۲۵۲

تاریخ ولادت باسعادت حضرت امام هم ابو الحسن علی بن محمد بن نقی (ع)
سال میلاد امام عاشر
چون سرودت به فرط شادی
احمد از روی ارادت آدم
گفت تاریخ "نقی السادی"

س

تاریخ ولادت باسعادت حضرت امام هم ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب علیه السلام
په سال میلاد سلطان تلخ
نمودند احباب اسرار ریح
ز پنج زبان سرق اعدا یرین
دجو امام هم گفت احمد

س ۹۵

تاریخ وفات حضرت ابی حضرت امام هم ابو جعفر محمد بن علی بن ابی طالب علیه السلام
حضرت موسی کاظم چو ز دنیا رفته
بدل دار فلک گفت که آنا شد
جبه اصحاب چو ساشن فلک از دست و آذ
عرض کن که ملاقی شد موسی باشد

س ۱۵۳

معراج صابو لاکھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ أَهْلُ الْبَيْتِ

پاکستان خدائے غیبی نے بن کر آئیں اس جوہر میں ہے مسجد اقصیٰ مکہ کی سیرگراں جیلے گرم نے ہر قسم کی برکت میا کردی ہو تاکہ ہم اسکا اپنی نشانیہ ان کو ملا دیں اسلئے شک نہیں کہ (سب کچھ) امتداد و بختا دی (زیر ہر مولوی فراں علی صاحب مرحوم)

ایک کریم رسول انور بن پر حجت طبعی و کرمیہ خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہدیٰ احسانی نوشی کہ روحانی گرامین ازیر اکثر گولہ ایسے بھی پائے جائیں گے جو ایسے عین کے مقوم نے ہمارے مہینے اور اعتبار میں اوکریں گے کہ کسی جرم تقیل کا آسمان یا کسی بندہ کی بغیر کسی ظاہری قوت کے جانا بعد از خیال و مثلاً خلیفہ امتد برین دین جو خطی کے قابل نہیں ہیں بعض مثالیں بھی جو ستر اتم ایک خدائی قوت کو تو اسنے ہیں گولہ ایسے اصفا شہرتیہ کے سبب ہیں جن کی اسلام نے تعلیم دی ہو ہرچی لوگ موم کہ میں خلیفہ غیالی میں وہ بھی کئی جسم کے بلدی تاکہ پتہ چلے کہ باورہ کریں گے یہ بعض اصحاب سے پیدا ہوا ہو کہ ان حسب سلیم اسلام خدا کو قادر مطلق نہیں جانتے حالانکہ خدا ہر فعل پر قادر ہو گا اگر کسی حکمت جاری سمجھ میں آئے چنانچہ اسوقت خدا مسائل حکیمہ اہل شے ہیں اور حکمت اہل ان کی حیثیت کے بچھے سے تامل سے واقف ہیں کہ کسی امر کا ہماری سمجھ میں آنا دلیل کے موم ہوئے کی نہیں ہو سکتی اس عظیم الشان خانہ قدرت میں ہزاروں ایسے لاکھوں اور کی حکمت و مصلحت بالکل ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہر گز ہر دو کار عالم کو دین اسلام کی تقویت کے لئے یہ مناسب موم ہو کہ ان اپنے مصلحت بعض اس وقت تک اگلا کرنے کے لئے اپنے قریب لائے تو اس کیا امتحان ہے اب سوال جواب لے جاتا ہو کہ آیا خدا ایسا کیا کرتا ہو یا نہیں؟ میں اسکا جواب ثبات میں دیتا ہوں ہاں ایسا کیا کرتا ہو کہ دوسری بحث ہے جسکی بنیاد تجاوش میں ہے حضرت جعفر صادق علیہ السلام اس بنا پر ہو کہ تو بے قریب و مطلقہ خبا اسکو علم ہو وہ اسوقت بعد میں خبا اسکو خبر ہو چکا ہو گا اسے یہ خبر نہیں کہ اس خقیقات علمی میں روز و جد خفا فاش ہے عطا میں پس اس صرف اسقدر لکھ دینا کافی ہو گا فارغ خلقت آدم سے ہر زمانہ میں ہر گز اسکی مصلحت اس امر کی تھنی ہو

کرنا کہ وہ کافر و نوح انسان میں سے اصلاح خلق بنی آدم کے لئے ہر ملک میں پیدا کرتا ہوا ہے اپنے انبیا و
 کرام و خلق کی تعلیم تیار ہے اس حقیقت پر تاریخ عالم شاہد ہو ورنہ کجا انسان کو کجا صلاح کا را انسان کو تو پروردگار
 عالم نے اپنے کلام پاک میں ظلالاً بھولا فرمایا ہوا دینی لائق انسان کے تعلیم خلق کے ایک حیاں ہے بھی بدتر ہو گیا
 روز مرہ ہمارے شاہن میں کہ تاربا ہوا خداوند عالم نے ہی خلق کی تعلیم کے لئے ہزارہا میں سے ہرگز میں نفوس خلق
 فرمائے اور انکی تصدیق کے لئے بھیجے قیامی عطا فرمائے اگر خلق اللہ کو صراط مستقیم بتائیں اور
 تاریخی جہل سے کمالیں انھیں پاکیزہ نفوس کو بنی اور رسول کہاجاتا ہو اور ایک محقق پر حقیقت نہج حقیقت جاتی
 کہ میتیاں یقیناً نوید میں اللہ تھیں و ہر قسم کے انسانی عیوب و نقائص سے بری تھیں کیونکہ اگر انھیں خود ناقص تھے
 تو دوسروں کو کیا ہدایت کر سکتے تھے اور اس آیت کا اثر ہی لوگوں پر کیا ہوتا پس کوئی صاحب اس امر کی
 توجہ عقلی نہیں کر سکتے کہ اسوہ لخلق جہاں قدر شے انسان میں دیلت کر دیا ہو اسکا بر فیکو کر ہوا اگر یان
 انسان میں جو نہ تھا ہی ہرگز کسی اخلاقی تعلیم کو حیران مطلق کی طرح قبول کرتا یہ تیری ترقی جو بنی انسان کے ہی
 اسکی کوئی وجہ شکر خدا نہیں کر سکتا انکا کہہ سکتا ہو کہ طرفہ نے خود تعلیم دی مگر نقطہ خود مخلوق خدا ہو لاکوں انسان
 کا مختلف الطور ہونا اور مختلف وجہ کا صاحب عقل و شعور ہونا کسی ثبوت کا علاج نہیں بلکہ روز مرہ ہمارے
 شاہن میں کہ تاربا ہوا اس سے انکار کرنا حقیقت سے انکار کرنا ہوا جو حقیقت سے انکار کر سنے لائق خطاب نہیں میں نبی
 یا رسول کی ضرورت تھی انابت اور انزل صفات کا ہونا بھی ضرور ہو جو فوق احوال و بشریہ ہوں کہ وہ اسکی وجہ
 سے طبقات انسانی پر غائب ہو سکا ورنہ حکومت بھی کر سکے حکومت سے مسیری مراد جس کو منت
 روحانی ہو نہ حکومت جانی جو بادشاہان دنیا کو حاصل ہو کیونکہ بادشاہان دنیا میں وہ تمام صفات جو غلبہ
 خواہشات انسانی ہرگز جمع نہیں ہو سکتے جو ان برگزین گان خدا ہیں مے میں مثلاً عصمت اخوات شجاعت
 صبر عدل عبادت علم علم فردنی نفس کشی ہمدی انسانی عقل اصابت بلکہ غیبی فی رحمہم
 وغیرہ وغیرہ جو انسان کے جو ہرگز نہیں اسلام اور اس کے امتیاز حق میں جہاں تم پائے گئے حالانکہ انکا کوئی
 معلوم بقدیر کے نہ تھا جیسا کہ پیغمبر اسلام کی موانع عمری ثابت تھی اور قرآن مجید جو حضرت کا زین معجزہ ہو
 اسکا جواب بھی آج تک متوہن نبوت نہ دے سکے دیلا ان قرآن عقلی اس شخص کے اطمینان قلبی کے لئے
 کافی دانی میں خالی الذہن چنانچہ مختلف نہ اس کے بعض نہیں مانوس نے آپ کے تہ عالی کو تسلیم کر لیا ہو

پس جبکہ ایک ایسی ہی کامنا بصورت انتظام عالم مان لیا جائے تو اسکا معیہ میں اللہ و ابھی ضرور ہو کہ نہ کہ بغیر
 تا یہ غرضی فن احکام الہی کی تبلیغ کرنے سے مغذریہ کا اور مقصود خداوندی فوت ہو جائے گا
 پہر ایہ مری قابل غور ہے کہ بغیر خدا نے جو کچھ تعلیم الہی کا کوئی ہی نوع انسان کے لئے اور وے
 عقل کعد زمین ہا ہی مثلاً وحید کا مسئلہ جنس و اسلام نے مخلوقات خدا کو سمجھایا اسکی نظیر و گزرا بہت
 میں نہیں ملتی اور یا ایں ہے تو یہ صفت قرارت خداوندی آنحضرت کے کھلی اپنی نسبت کوئی و سیا دعوی نہیں کیا
 جیسا کہ عیسائیوں و دہندوں کا اپنے اپنے رہنما یا نبی کی بابت عقائد ہوا ہے انکے زمانہ میں علم کی روشنی
 پھیلی ہوئی ہے تاہم عقائد ہر اسی مسلک کے اختیار کرتے جاتے ہیں اور ہر ایک کو ذہنیں کیوں عیب
 حیث و بحث میں میں تو خلق عالم کی کوئی وجہ عقل کر سکتے ہیں یہ مسئلہ دقیق انکے ذہن میں آتا
 ہے یہ مسئلہ اور دیگر حقائق اسلام سوائے اسکے کہ بدلیہ وحی دالمام بغیر خدا پر منحصر ہے اور کوئی
 ذریعہ انکے معلوم کر سکا نہ تھا کیونکہ جن اصول میں آپکی پیدائش اور پرورش ہوئی اسکا حال کے زیادہ کی
 تاریخوں میں تصریح نہیں ہے اور اگر کچھ ان اوصاف میں ابھی اسکے دشمنوں کو تسلیم ہے پس کوئی وجہ نہیں
 کہ جو کلام باری تعالیٰ آپکی زبان سے ادا ہوا انہیں شک شبہ کیا جائے اب ہا یہ امر کہ لفظ قول ہے
 بطریق قیام کو علم ہے ممکن لعل ہے یا نہیں تو ہم پہلے کہ چکے ہیں کہ خدا عظیم الشان عالم میں ہزار امور
 جاری سمجھتے ہیں کہ انے مثلاً قوائی ربیہ و قناتلیہ کیا چیزیں ہیں اور کس ضرورت سے خلق کئے گئے
 ہیں مختصر یہ کہ یہ قوتیں انہی قدرت سے ہیں اور کمال بھی ذہن انسانی نہیں کر سکتا اصلاح
 تو انہی قوت سے ایک خاص از تھا تم توحید کا روزمرہ شاہد کرتے رہتے ہیں انکی بھی توحید مایل کرتے
 ہے عاجز ہیں مثلاً جذب دفع جسم انملکی ایہ اجماع فیہا میں ات دن حرکت کرتے رہتے ہیں کہ قوت سے
 متحرک ہیں و اپنے دائرہ مقروضہ کے بلکہ ایک مسرت کر کہیں نہیں جاتے ہوا سے آسمان میں ان
 اجماع کا حرکت کرتے رہا بھی قرآن مجید میں مذکور ہے سورہ رحمان آیت ۵۵ میں پروردگار عالم فرماتا ہے
 لا تَسْخَفُ الْفُسُوحُ سَخَا جی روح او جانہ ایک مقروضہ حاکم چلے گی ہیں اور مثل کے بہت سے مخلوق و
 معاون قرآن پاک میں مذکور ہیں جن کی صحبت تصدیق ان تہ تحقیقات علوم خبریں سے جوتی
 جاتی ہے چنانچہ حال میں امر محقق ہوا کہ ان مسئلہ بقائے روح کا ہی جیکہ بابت حکمائے متقدمین متراجہ

میں اختلاف ہوا، تحقیقات دین سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ گیا، کہ بعد موت صرف جسم انسان فنا ہو جاتا ہے، مگر اسکا نفس الطہر یعنی روح فنا نہیں ہوتی۔ یہ امر البتہ تحقیق نہیں ہوا، کہ جسم سے جدا ہو جانے کے بعد نفس الطہر کس طرح باقی رہتا ہے، بعض حکماء متقدمین کی بھی یہی رائے تھی کہ روح جسم کے ساتھ فنا نہیں ہو جاتی، اب کچھ تجربات علیت سے یہ محقق ہو چکا، تو حقیقت تعلیم اسلام کا ایک مزید ثبوت، ہاتھ آیا اسی طرح اس کے کہ مرد مرنا نہ ہے، دیگر حقائق اسلام بھی ثابت ہوتے دیکھیں گے۔

سب سے پہلے عوین کے انکار کا یہ ذکر، کہ خلعت نبی کو شل اپنی خلعت کے جلتے ہیں، ان کا خیال بالکل غلط ہے، اور سیکڑوں آدمی اسی غلط خیال پر گمراہ ہو گئے، وہ غیر خدا کی بات کہ اپنے آپ کو قیاس کر کے نماز اللہ انکی عہد کے بھی نہیں ہو گئے، انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے عام شخص کا ان حضرات کے پاٹ نفوس کے ساتھ مقابلہ نہیں کیا، ورنہ ان کو حقیقت کھل جاتی، بڑے بڑے لوگوں نے یہ نہیں ہو کا کہا، جسے جنتی فیض کی یہاں ضرورت نہیں، خلاصہ یہ کہ علم اور قربت اعجازیہ جو معیار نبی ہوں، جو اہم ہمارے رسول میں پایا گیا، اور آپ کا صادق ہونا بھی تسلیم ہو، اور قرآن مجید کلام خدا ہو، ان مقدمات کو لا کر نتیجہ خود انسان نکال سکتا ہے، یہ سید محمد تقی البحر می

علی کی ولادت با سعادت کی متفقہ مہرت

حاجہ اہل سکریٹر صاحب، انجمن حسینیہ قصور پنجاب، فریقین اسلام کا ایک متحدہ جلسہ شرمذہ کو میں بلوے اہلش کے قریب درمیان سترہ کی شام کو، زید صدارت جناب اموی محمد جناب صاحب میل اہل حدیث متفقہ ہر مین جناب صاحب نے اپنے فاضلہ خطبہ میں فضائل کمالات علیہ السلام اور حدیث شریف علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مہرت تیسرے نوٹی والے آخر خطبہ میں فرمایا کہ علی سے محبت نہ کھینچنے والا منافق ہے، اس خطبہ کے بعد علاؤ قضا و قضا کے جناب مولوی سید الطاف علی شاہ صاحب اور پرنسپل مولوی محمد لطیف صاحب کی تقریریں بھی خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، اول ذکر کرتے صراحتاً تعظیم کی تفسیر فرماتے ہوئے اہل المؤمنین کی سیرت کو فلسفیانہ رنگت پیش کیا اور آخر ذکر کرنے تعلیمات علویہ پر ترغیب لاتے ہوئے عقلی دلائل سے ذکر علی کو عبادت ثابت کر دیا،

خلاصہ کاروائی، اجلاس سالانہ مدرسہ العظمین

یہ پیر چار بجے یا پندرہ بجے کا ذکر اپنی محنت و تھار کے خیال سے جنوری میں منعقد ہوا، جلسہ کو کئی زوار اور سی پیر میں حاضر ہوئے

گلزارِ تبلیغ کے میلوں کی خوش بختی

اسلام کے اصول و حقائق چیرتا نگیزِ تفریقین

مدبرِ الوعظین لکھنؤ کا گیارھواں عظیم الشان جلسہ

شیدائیانِ تبلیغ کا بے نظیر و پرستو صحنِ اجتماع

دین الہی کی تبلیغ اور احکام اور احکامِ خبابِ حدیث کے افروز کیا فریضہ اگرچہ اگلے انبیاء اور ائمہ کے جویا علیہم السلام کی طرح خبابِ شامِ النبیل کے زائد ہدایت کا شائد میں بھی مفاد آید کر دیکھا گیا تھا۔
الشیخ بلوغ مارنزل (الذیل حضرت ابابکؓ) حضرت ہی کی ذاتِ فیض آیت سے مخصوص تھا اور لہذا خطاب باصابتِ صاحبِ عہد ہمارے آپ ہی کے نفسِ نفیس کو اس منصب سے سرفراز و ممتاز فرمایا گیا تھا آپ کے بعد آپ کے سچے اور جتن جانیں برحق نبوت و کلمہ حق کے مہدیانِ صحیح اور اس فریضہ کی ادائی کے ذمہ دار تھے لیکن نہادِ غیبت امام میں حضرت ہی کے ارشاد فیض نبیاً و فیض نبیاً (ع) کے کو ملحوظ رکھتے ہوئے امر المعروف بنی بن ابیہ کی اہمیت رکھنا چاہیے اور بھی باوصف چلمے شرائط اس وجہ سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتے یہ سچ ہے کہ جب کفائی ایک فرد کے ادا کرنے کے بعد تمام افراد بے ساقط ہو جاتا ہے لیکن جو وقت تک کوئی فرد اسکو ادا نہ کرے جو وقت تک مسلمانوں کی ہر فرد اسکی ذمہ دار رہتی ہے اور وہ عجب بینی کی جذبے خراجِ منور کہ ہر فرد کو شائع کا خاطر شب بے رہتا ہے۔

عہ ۱۔ بول اس حکم کو پہنچا دیجئے جو آپؐ کو مل گیا ہے (سورۃ المائد ۷۸ آیت ۷۸)

عہ ۲۔ جو حکم آپؐ کو مل گیا ہے اسکو بے تکلف ظاہر کر دیجئے (سورۃ الحج ۳۸ آیت ۳۸)

عہ ۳۔ ہر قوم کے لیے ایک گواہ بنامقرر کیا گیا ہے (سورۃ الوعد ۳۸ آیت ۳۸)

عہ ۴۔ دعا کرتے حاضر فرما۔ کہ جو خبر پہنچا رہی خطبہ غدیر

اگلے وقتوں میں کیا نہ ایسا بھی گذر گیا ہو جس میں اہل اسلام کی ہر ایک فردہں فرضہ کی ادائیگی کے لئے
مستعد نظر آتی تھی اور اعلان تحریر و تقریر کے لئے اہل ایمان بھی کچھ دوسرے مبلغ کا کام دیتے تھے لیکن اس
زبان میں کچھ صفحات تاریخ کے کہیں ایسے افراد نظر نہیں آتے دینا اوریت و ہریت کی طوطا پاؤں بڑھاتی چلی
جاتی ہو اور اہل نیا لایفقی جن کا لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی لایفقی
ہر یکا ت پیش نظر رہے ہیں عوام ویتہ بیجا و فضل، علما کے اسلام کی مقدس صد تین مضحکہ خیز اور انکی
متبرکت فراموشی اور قیاسی خیالات کے لوگوں سے تعبیر کجائی ہیں

مدتہ الاعظین انھیں حالات کو پیش نظر نہ لکھا گیا ہو اور عالم تبلیغ میں سکے کا زامہ اب کسی مزید تیار
کے خراج نہیں ہیں رہے کے ڈراگن الو غلط اور مسلم ریویو تمام عالم اسلام میں سکے کا زامہ ہو چکا ہے
ہے ہر ایک کا دار عمل ہندوستان سے تجاوز کر کے بیرون ہر سکے تمام مقامات تک پہنچ ہو گیا ہو چکیا
بائبل مکتوں کے دیکھنے والوں کو بھی نہیں ہو، یہ دنوں سالہ اگرچہ اردو اور انگریزی میں اناہ شائع ہوئے
ہے ہیں لیکن مقتضیات زمانہ کے لحاظ اور تفصیلی حالات سے مطلع کرنے اور مدرسہ کے تعلیمی نوہ پیش کرنے کے لئے
ایسا لانا ہلاس کے انعقاد کی ضرورت بھی ناقابلِ بحارہ جس کے پورا کرنے میں ستر الو غظین ہر سال
اپنی انتہائی کوشش صرف کر دیتا ہو چنانچہ ہر سال بھی جلسہ امائے گذشتہ کی طرح انتہائے علم و شان سے
منعقد ہوا اور حضور پر نور ہر امنس نواب صاحب دربار پوٹھلہ شہر ملک و سلطانہ کی صدارت میں اس کی غفلت
نوائسٹ میں دو بھی چار خانہ لگا دیئے، اگلے اجلاس کی طرح ان میں بھی تھاکہ یہ اجلاس بھی دسمبر ہی کی
آخری تاریخوں میں منعقد ہو گا جبکہ امسال حضور مدوح کی صدارت کا شرف حاصل کرنا ضروری تھا اور حضور
مخوالہ شریف ہماری اس درخواست کو انتہائے لطف و کرم شامانہ سے منظور فرماتے مجھے اپنی جہی اور حکومتی
ضرورتوں کی وجہ سے آخر دسمبر میں اس حمت کے گوارا فرمانے سے اپنی معذور نظمی فرامی اللہ اقبال شاہین
بنیاد و اہل جزیری میں ہر جلسہ انعقاد ناگزیر ہو اور بعض بلاد اسلام سے دعوت آنے پر بھی بعض وجہ سے
میں مناسب کام ہو کہ یہ اجلاس کچھ ہی میں منعقد کیا جائے، اوائل دسمبر میں یہ مرحلہ طے ہوئے اور ۱۲/۱۲
جنوری کو اس اجلاس کی تاریخیں معزز ہر حضور المدوح ان کو اطلاع دی گئی اور مدوح نے اپنی منظوری کا حکم صلا
عہ تمام کام نام اپنی نام و جایا لگا اور ستر کن پڑنے کی صرف ایک سیم ہی باقی رہ جائے گی،

شیش محل لکھنؤ ممبر

عالیجناب محمد سجاد علی صاحب

عالیجناب سید علی صاحب

عالیجناب بہادر شہید علی صاحب

عالیجناب بہادر علی صاحب

عالیجناب حسین مرزا صاحب

عالیجناب سید محمد علی صاحب

عالیجناب سید علی صاحب

عالیجناب سید محمد علی صاحب

عالیجناب سید ظفر حسین صاحب فائق لکھنؤ ممبر

عالیجناب سید علی صاحب کبیل

عالیجناب نرس مرزا محمد نعمت صاحب ج عدالت

حقیقہ لکھنؤ ممبر

عالیجناب فیاض علی صاحب

عالیجناب بہادر مرزا محمد صادق علی صاحب

عالیجناب شیخ قربان حسین صاحب

عالیجناب سید عبد مرزا صاحب

عالیجناب نواب رضا حسین خان صاحب دریں

ان سب حضرات نے اپنے اپنے فرائض کو اگرچہ بہن وجہ انجام دیکر قوم کے بڑے شکر و انتہا حاصل کر لیا اور ہم شکر و تحسین ان حضرات کے حسن استقبال اور خوبی انتظام سے نہایت سرور و غلطہ دیکر خیال کج از لوہے سید سلطان علی صاحب بہادر سابق صدر استقبال کینی او خیال فی سید محمد شفیع علی صاحب نے خصوصاً بہن ادم اللہ تبارک و تعالیٰ کے استقبال میں بیوی بھتیجی و نیرینڈال کے دروازہ اور خاص پتہ ال کے داخلہ کے وقت جو اہتمام و انتظام فرمایا تھا اور جو کوشش اس امر خاص میں لائی تو صاحبوں کی جانب سے علی بن ابی و نہت بڑی حد تک لائق تحسین قابل شکر ہو کر نکلا ہے اس امر کو وضع کردہ اگر کا بار و عائد قوم اپنے ہمعوم و ہم مذہب لیان ملک کا یوں استقبال کرتے ہیں،

نیر خجاست خج متا حسین صاحب منہر محی بان کی نے بھی جو جانفشانی آرائش پتہ ال میں فرمائی اور چائنا ریزیم بیلر و کچن جو ش و خلوص اور سہاگہا ک انتظام سے جلسہ پتہ ال کو آمد آمد شاہی کے لائق اراستہ کیا ہو و جانب مدح کے قومی و مذہبی شغف کی ایک مین دلیل ہو اور ہم جانب مدح کو ان کی اس مخلصانہ کوشش پر ہر دل سے مبارکباد دیتے ہیں

نیر خجاست لوی شہید مر حسین صاحب و اعظم سکرٹری انعامت کا شکر بھی ہمیں لازمی و ضروری ہو چوں نے بہت تھوٹے وقت میں تمام ہندوستان کے اخبارات لکھنؤ اور دیگر بلاد مختلفہ کے اکابر و عائد اور

ہاشدگان کو اس خبر فرحت اثر ہے مطلع کر کے شرکت اجلاس کے لیے بلان کر دیا، ہندوستان کے تمام اسلامی اخبارات کو تقریباً دو ہفتہ قبل اطلاع کر دی گئی جس کو انہوں نے اپنی اسلامی ہمدردی سے اپنے اپنے جرائد میں سچ فرما کر شکر کا موقع مرحمت فرمایا اور بے بے شہر میں درگزر دین میں محتاط و سزاورستی اتنا بھی روز کر دینے اور یہی نظام خاص لکھنؤ میں بھی ملحوظ ہوا اور قوم کے اکثر علماء و اکابر کے خدمات عالیات میں شرکت اجلاس کے لیے شرکت بھی بھیج دیے اور کئی امکانی و تھقیق شاعت کا فروگزاشت نہیں کیا،

جماعتیہ کاران

یہ جماعتیہ سکول دہلی کا کچھ اور میں آباد ہائی اسکول اور مدرسہ ناظمیہ وغیرہ کے طلبہ سے مرتب کی گئی تھی جس میں بعض علماء شہر خصوصاً صاحب ابیہ سلطان علیخان صاحب درمیر سبقتا لہ کبھی کے فرزند ارجمند اور بعض دیگر اہل حقین خدمت قوم نے بھی اپنے اپنے خدمات پیش کر کے قومی خدمت کا پرچم حوصلہ اپنے مثال و قرآن میں پلید کر دیا،

ہندوستان کی درستی و آراش

سالائے گذشتہ کی طرح امسال بھی خاص سیرسہ ہی کی وسیع اور عظیم الشان عمارت اس عمارت کے لیے منتقن کی گئی اور مدرسہ کا بیرونی اور اندرونی حصہ عمارت جس میں زیادہ اکثر طریقہ سے اور اس سے کیا گیا تھا وہ اپنے آراستہ کرنے والے تنظیم کے حسن سلوک کی اور بکری و بکھنے والوں کے خزانہ جین حاصل کر رہا تھا بیرونی حصہ میں مدرسہ کے عظیم الشان اصلی پناہ کے علان گراؤ کے بالکل مجاہد میں تھوڑے سے فاصلہ پر عالم شاہ سے بھرا ہوا ایک مصنوعی خوشنما پناہ نہایت بلند و عظیم الشان نہایت نفیس نقش کاغذ کا بنا گیا تھا جس کی پیشانی پر حدیث شریف انا من عند اللہ و علیہ السلام لکھا تھا نہایت سلیقہ سے منقوش تھی اور اس پناہ کے کی داہنی بائیں سمتیں اصل پناہ کے یک قناتوں سے محفوظ کر کے دیوان میں ایک سونے کی شرکت بنائی گئی تھی جو مختلف شعبہ میں منقسم ہوئی ہوئی عمارت مدرسہ کے اندرونی حصہ نہایت خوشنما طریقہ سے ہونچائی گئی تھی اس مصنوعی اور اصلی پناہ کے گذر کر بیرونی حصہ عمارت کے

و سچ صحن میں استقبالیہ کمیٹی کے مختلف فائر کے خیمہ و سریشیہ تیم خانہ بھی ایک حصہ نصیب حسین تیم خانہ کی بنائی ہوئی چھوٹی نمائش کی گئی تھی جو تیم خانہ کے لڑکوں کی صنعتی تعلیم پرست بھی روشنی ڈال رہی تھی اور مونس اس کے سبب چھا اڑ رہے تھے، اندرونی حصہ عمارت کے دروازہ سے متصل انجمن مؤید العلوم دارالالتیفات مدرسہ الاعظم کے اراکین و طالبہ کے برائیں انجمن کے تالیفات و مطبوعات کے اشتہارات باہر سے لوگوں کی نظر و کواہنی طرف ص ب کے جلسہ کے سبب جلب کے بعد تالیقین کو دارالمطالعہ میں قدم بخزانے کی دعوت دے ہی ہو تھی، اس سچ صحن سے جانب ص ب کے بگ بگ مدرسہ کی اندرونی حصہ کا دروازہ نظر آتا تھا جس سے گذر کر صحن پندرہال میں داخل ہوا تھا اس دروازہ سے دس تا ایک میل ہزار بجے دانے بائیں شرکا جلسہ کے لیے کرنا بچائی گئی تھیں اور وسط ہنر میں لنگا انداز کشتی جیکے بادبان پر حدیث شریف بغینہ نہایت جلی قلم سے خط لکے میں تحریر کی گئی تھی ایک عجیب و غریب منظر پیش نظر کر رہی تھی اس خبر کی انتہا پر مدرسہ کی جنوبی عمارت کے آگے واپس چہرہ پر ڈیس تھا جس کے سطح میں ایک ریشمیا کے نیچے خجاستہ حلاوس کی نقروں کی اور ان کے برابر جناب استقبالیہ کمیٹی کی کرسی اور اسنے بائیں و عقب میں حضرات علماء اور وصال و کار و علماء و قوم کی کرسیاں تھیں اور جناب حلاوس کی کرسی کے سامنے مقررین و اعظمین کے لیے ایک پست فارم درست کیا گیا تھا جس کے بائیں قریب لیس کے آخر میں جناب حلاوس کی کرسی کے سامنے آتی جانب جناب میری جنرل سر جسٹس کی کرسی تھی اور نیچے بزمیوں کی تقریریں بلند کرنے کے لیے ایک چھوٹا سا منبر و نقبوس کی کرسی تھی اور تمام تیل و طوطا و قنادیوں و رفیقہ جلیو سے گھرا ہوا تھا اس کے چاروں طرف مختلف کتب و ذرائع تھے پندرہال میں داخل ہونے والوں کے لیے کوئی غیر ملکی و غلام نہیں تھا عام اہل اسلام اور ہر مذہب کے افراد کو عام دعوت ہی تھی۔

مہانوں کی قیام و طعام بہت

شہر کے دونوں سینٹروں پر استقبالیہ کمیٹی کے ممبر اور ضا کارانی تعداد میں استقبال کے لیے موجود تھے اور مہانوں کی کمال احترام سے فرد و گاہہ کو بہت چاہتے تھے حکم جو رہی ہے مہانوں کی آمد شروع ہو گئی تھی جس کا بہت بڑا حصہ مدرسہ کے مہانہ خانہ میں مقیم تھا اور کچھ حضرات اپنے اپنے احوال اور احباب کے مکان پر فروکش تھے جو حضرات مدرسہ کے مہانہ خانہ میں فروکش تھے ان کے اکل و شرب کا انتظام مدرسہ کی طرف سے کیا گیا تھا اور ان کے

کوئی فیس اقمیت نہیں لی جاتی تھی اور استقبال کیٹنی کے بلور فر کار ہر وقت انکی راحت رہانی کا واسع کیئے
حاضر رہتے تھے اور جو لوگ اپنے عزا و احباب کے یہاں فروکش تھے انکا اکل من شرب کے سیرت و کونڈہ تھا

مہانوں کی تعداد

اچھے کرنے والے حضرات جو مالک مسجد گروہ وادن اور بنگال و دکن اور بمبئی اور پنجاب دہلی اور صوبہ
سرحدی وغیرہ وغیرہ کے ذوق افروز جلسے تھے وہ سب سے بہترین شکریہ کے مستحق ہیں لیکن صاحبِ دل
جن کے اسباب گرامی ہر کو معلوم ہونے کے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں

عالمیابک غاشد علی صاحبی	نشاہ	عالمیاب شیخ فضل حسین صاحب مختار سیرت
عالمیاب ڈار عجم حسین صاحب	"	عالمیاب شیخ ممتاز حسین صاحب مصمم جمعی بارہنگی
عالمیاب مولوی سید محمد حسن صاحب لکڑی جھپٹیں		عالمیاب ارجمند حسین علی صاحب تعلقہ اردو گانوں فضل آباد
ریاست پالکا تعلقہ ریاست حیدر آباد دکن حیدر آباد		عالمیاب حاجہ دہری علی خستہ صاحب تعلقہ اردو بہار سرباپو
عالمیاب سید مقبول حسین صاحب نقوی کلکتہ		عالمیاب سید علی حامد صاحب دھڑکشتجہ بارہنگی
عالمیاب مجید زاہد صاحب ایم لہ	"	عالمیاب مولانا السید شیر حسین صاحب قلعہ چنوی فیض آباد
عالمیاب سید عابد علی صاحب حیدر آباد دکن		عالمیاب مولوی جلال حسین صاحب چنور
عالمیاب سید علی عباد صاحب قیس رنگی غازی پور		عالمیاب سید مجاہد حسین صاحب ڈیرہ اتالی چنور
عالمیاب سید محمد طاہر صاحب دکن	سیتاپور	عالمیاب سید محمد طاہر صاحب دکن
عالمیاب سید واجد علی صاحب پور کوٹ راولپنڈی		عالمیاب مولانا السید محمد صاحب قبلہ امر دہہ

مقامی اکابر و علماء

مقامی حضرات میں سے بھی ہر طبقہ اور جماعت کے لوگ کافی دلچسپی سے شرکت ہو کر موجبِ فتنہ بن گئے
ہے اور ہر دو سیر جلسہ کی تعداد پہلے جلسے بڑھتی چلی گئی کہ چونکہ مجمعِ دفعۃً آجاتا تھا اس وجہ سے تمام شرکاء

کے اہل گراہی لکھے: جلے جن حضرات کے ہمارا گراہی ہم کو معلوم ہو سکے اور جنہیں ہم لکھ سکے ان کی ان مختصر
 بی خبرت علما و مجاہدین استقبالی کیش کی فرست کے ہدیہ ناظرین کے تہنیل و تمام شکر کا بڑا و شکر تیرے دل سے
 ادا کر کے اس مجبور و نہ نوکدہشت کی معافی کے خدائے ہن

عالمیناب کا شمس العلماء الصدوقیہ قائم ہجرا ۱۰۴۰ م
 علامیناب مولانا الشیخ ابن جن صاحبہ فونزی
 علامیناب مولانا عبدالحسین صاحبہ

خلد العالی

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

عالمیناب مولانا الشیخ بن صاحبہ

املا سائل

۲۱ جنوری ۱۹۲۱ء و قمری ۱۳۴۱

(۱) جناب مولوی محمد قاضی صاحبہ حیدری انھارے سو و چھوٹی ملاوت فرما کر ملک جعفرین کو منور فرمایا،

(۲) جناب کا قصد الشریعہ فاسد فہم العلماء و ائمہ اعلیٰ سبہ اللہ تھیں کہ نہایت ہی جامع تفسیر میں یہ کہہ کر
یا اہل اللہ رسول صلعم ما انزل الہدیک کی تفسیر فرماتے ہو میرے افسوس اور اس کے تبلیغی خدمات کو
حدیث شریف غدیر کے فقرہ مبارکہ فلیعلم الشاہدین کا بعد از صحیح ثابت فرما کر جاہل کا
قتل فرما۔

(۳) جناب ابوالفضل غاثر حسین از سریری حسرتی ستر او غفلتین نے ن ٹیلید گرام پڑھکر سید سید جو عالمی کتب خانہ احمد چاند صاحب نے زنگوں اور عالی جناب ان خدام نظام یار جنگ سید درو علی جناب ابوالکسین سید سرالہ جنگ سید بر نے حیدر آباد سید درو علی جناب ابوالکسین فراخ حسین صاحب نے پٹنہ سید درو علی جناب ابوالکسین سید سوات علی خاں صاحبان اپنا ہونے محمدی ضلع کیسی ہے اپنے شہر کٹھن ہونے کی معذرت اور میر کے اپنی محمدی اور گھری بھی نے کے اظہار میں سال مرلے تھے،

حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو اس قدر سمجھ لے کہ اس کی تعلیمات کو اپنی زندگی میں لا کر چلے، وہ انسان کی زندگی میں ایک نیا دور لے آئے گا۔

خطوط پرس محمدتج علی مرزا صاحب در مشهد آباد، سردار گلزار حسین کیانی سپهبد نژاد پهلوی و حسین صاحب
روز دیگرین شعی کوشی بنیدر ابله لکهنه

(۴) جب کہ اس صمد الشریعہ و مظلہ العالی نے سلسلہء کے دیگر اکیڑہ واقعات میں حضور پر نور سرکارِ نبیؐ کا نائب محمد صالح علیہ الصلوٰۃ و السلام اور مغفور الیٰ زیادتہ ابو و معاون سیدہ اوطاہین کی وفاتِ حسرتِ یاقوت اور سرکارِ آقاؐ سید ابوبکر بن صفہانی محمد بن عظیم بخت شریف کے صاحبزادے کے عین حالتِ نماز میں لگائی قتل و آقاؐ سید کلب محمد صالح بن علی محمد کر بلائے ثعلیٰ اور آقاؐ سید جلال الدین حسینیؑ پر جلالتین کلکتہ اور والدہ ماجدہ خاتونِ صاحبزادہ سکر شری شہتہ مبلغ علی اللہ مقام کے انتقال پر ہلالِ کائنات میں دیگر اکیڑہ الفاظ میں ذکر فرما کر دیکھ کی جانب اشارہ ہر دہی کے بعد ارشاد فرمایا کہ ان حسرتِ خمیزہ و دیگر اکیڑہ واقعات سے جو صلت ہو چکے ہیں سبھی تلافی کے لیے حضور پر نور سرکارِ نبیؐ کا علیہا و فرزند دلبند دوست انگلیشہ فخلص المرادہ صر الملک امیر اللہ اناب السید محمد صالح علیہ الصلوٰۃ و السلام

مستند جناب سران دئے ریاست پر اہم نقطہ الشہد عن المفاد الشہد کی سند نشینی پڑی حد تک کافی وافی ہو اس فرحت انگیز اور بہت خیر معنی پر مدرسہ الوداعین اپنا ناچیز مگر غلضانہ دہیہ مبارکباد پیش کر کے مقبول قرار دینے کا امید دار ہے،

حضور مہر و ج نے اس جلسہ کی صدارت اپنے انتہائی کرم اور منتہائے عنایت سے قبول فرما کر شکر گداری کا موقع مرحمت فرمایا تھا اگر کیوں جو جسے آج کے جلسہ میں مفتی افروز نے ہو س کے انداز میں تحریک کرنا ہوں کہ آج کے جلسہ میں جناب طلبہ اچھے محمد حسین عیاض صاحب بدلاؤت دیوگاں اس جلسہ کی صدارت فرمائیں

ذابندی فرمائیے صلواتہ کے بعد جناب مہر و ج مفتی افروز کی صدارت ہے،

(۵) جناب یہ فصاحت میں صاحب سہ نے اپنی دہچ پ نظم ہے حاضرین جلسہ کو سُر فرمایا،

(۶) جناب مولیٰ نذیر علی صاحب مولوی محمد عارف صاحب لہ ان مدرسہ الوداعین نے ایک فرضی مناظرہ کا منظر مسئلہ ختم نبوت کے متعلق پیش کیا اداں الذکر نے گویا قادیانوں کی دکالت میں نبوت کے ختم نہ ہونے اور مسئلہ نبوت کے جاری رہنے کو ثابت کیا اور آخر الذکر نے اسلام کی دکالت کا فرض ادا کر کے ختم سلسلہ نبوت پر نہایت تیز روشنی ڈال کر ثابت کر دیا کہ حضرت رسالتا تب ختم ہو گئی (اس کے بعد نہ کوئی بنی ہو ہے نہ ہوگا،

یہ مصنوعی مناظرہ جو اپنی نوعیت میں بالکل جدید تھا کمال توجس سے سماعت کیا گیا اور

سامعین نے محسوس کر لیا کہ مدرسہ الوداعین کس پجاریہ کے واعظ تیار کر رہا ہے

اس کے بعد جلسہ دوسرے دن کے لئے درخواست ہوا،

اجلاس دوم

۲۲ جنوری ۱۳۳۷ھ قمریہ

(۱) جناب مولیٰ حافظ شبظہ عباس صاحب نے تلاوت کلام مجید سے طلبہ سامعین کو منور فرمایا،

(۲) جناب سید کاظم الشریعہ دم ظلہ العالی نے ایشاد فرمایا کہ آج صبح کے اجلاس میں جن اقاعات کا فیض ذکر

کونیا کہ اسلام اس حیات کو مثل کوہِ ہند اور نوحہ قتلِ غدوہ سے نہ خجاست و غیرہ چیزہ
کے بڑے شہر ہے ورنہ ہمارا اور قیام امن کے لئے (اللہ ہی مومن کا بعد از اکمل)
طائفہ اور الفروغیہ انیسویں المذکر الفتح اور الدیور علیہ السلام نے تصدق ارشاد فرما کر بتا دیا
آئندہ عدل احسان اور علیات قارب کا حکم دیکر ہر امر قبیح و مہموم کی نمائندگی فرما دیا اور اسلام کے جاہلی
انہیں اصول کے تحت غارت و مفیدین کی سرکوبی اور قیام امن ان کے لئے دانا و واقع ہوئے تھے
کوئی جاہل اسلام کا زہری و ابتدائی نہ تھا جیسا کہ تاریخ اسلام کے مشاہدہ کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے
(۶) جناب لوی بد علی جہاد صاحب قیس نے اپنی دلکش نظم حاضریں کو مسخر فرمایا،

جلالِ سوم

۲ جنوری ۱۳۳۲ء قوتِ صبح

(۱) جناب کرم صمد الشریعہ آقا نے عظمیٰ اہل راہم علیہ السلام کی تحریک اور حاضریں کی متفقہ ایڈ ہے جہا
مولوی سید محمد حسن صاحب بگراہی حقیف حبس لائی کورٹ جاگیر خورشید جاہ بہادر متعلقہ ریاست جیکاب
دکن بنیاد کو انٹرنل جنرل کرسی صدارت پر شریف ملے

(۲) جناب لوی حافظ سید ظفر عباس صاحب داغی نے ملاوت کلام مجسمہ قلوب حاضریں کو منور فرمایا

(۳) جناب لوی سید محمد حسین صاحب داغی نے موضعِ اسلام و اقتصادیات پر نہایت پر مغز و مہین تقریر فرما کر
موضوع کے ہر شعبہ اور ہر پہلو پر کافی روشنی ڈال کر اقتصادیات و معاش کے مقابلہ میں تعلیمات اسلام اور اسکے

اقتصادیات کی فضیلت کو نہایت حکم و متقن دلائل و براہین سے ثابت کر دیا،

(۴) جناب آغا سید حسین صاحب مئی محلانی متعلم مہترہ اولیٰ نے موضع نہایت ضائع عالم و ابطال مان و

جواہر فرخ و پر فارسی گو عالم فہم زبان میں فلسفہ و حکماء ازولے لری نے مثل بے نظیر تقریریں سنیں

ضائع عالم و قائلین ان دجاہر فرخ کے دلائل و براہین کو دفرما کر تمام سامعین نہایت محظوظ ہوئے

اور ہر طرف صدائے تحسین و آفرین بلند ہو گئی اور جب وح نے خیال طول تقریر کے ختم کرنے کا ارادہ

فرمایا تو مجمع نے تقریر کے جاری رکھنے پر اصرار کیا اور تقریر تقریباً ایک گھنٹہ سے زائد مدت میں تمام ہوئی

(۵) جناب لوی شہید محمد رضا صاحب کین و کین فیض آباد نے انسانی زندگی میں تقیہ کی ضرورت پر ایک مفصل و موطن قرین تقریر کی، معنی اور اس کے استعمال کے مواقع و مقامات اور اس کے مقصائص و نظرات انسانی ہوئے پر نہایت تیز روشنی ڈال کر انسانی اور انسانی انسانوں کے علان و نہائت و جمادات و حیوانات کے تقیہ کو نہایت مشاہدات ثابت فرما کر ان کے سابقین و اہل علم سابقین و خود جناب سر کائنات اور حضرت کے صحابہ اہل الابواب اس کے اوصیاء و خلفائے برحق کے اعمال و اعمال سے تقیہ کے جواز و حرج کی بات قرآن مجید اور احادیث حضرت رسول اللہ طاہرین سے برہنہ دل فرما کر ان تمام اعتراضات کو جو تقیہ کے فی الفین یا وجوہ غافل تقیہ ہونے کے وارث کی کرتے ہیں بتنا حق و خوبی کے ساتھ دفع فرلوا،

(۶) جناب صدر محترم نے ایک مختصر مگر پرمغز و متین تقریر میں شکر یا انتحار فرما کر سر کو صرف جناب سرکار صد الشریعہ کے مسامحیہ و جملہ کا تقیہ بتلاتے ہوئے سر کی چون چلت اور اس کے ضروریات پر بھر فرما کر اس کی تعداد و ترقی کے لئے مستقبل نظر کی ضرورت پر قوم کو توجہ دلائی اور موسم وقت کے لئے اجلاس کو منوی فرمایا،

اجلاس جناب

۳ جنوری سنہ ۱۳۴۷ء وقت شام

- (۱) جناب لوی شہید سر حسین صاحب واعظ نے ملا دت کلام مجید سے قلوب حاضرین کو منور فرمایا،
- (۲) جناب زاہر صاحب ایم اے آف انجمن نے انگریزی زبان میں حالات تبلیغ بمکال اور اس کے سطحی ضروریات اور جناب لوی شہید علی رضا صاحب نے بمکال کے مسامحیہ و جملہ اور اس کے نتائج کو نہایت حق و خوبی سے واضح فرمایا،

(۳) جناب لوی شہید محمد رضی صاحب جلیل جناب لوی شہید محمد صاحب مغفور جناب سرکار صد الشریعہ ام خلاہ الامالی نے توحید اسلام پر نہایت پرمغز و متین تقریر فرمائی اور یہ شہید اللہ لا الہ الا اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے توحید کے لئے توحید کی تلاوت فرماتے ہوئے

هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّحْمَ فَارِشًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً لَكُمْ أَكِيدًا كِي خفیز تفسیر فرما کر قرآن مجید کے انداز
اشدلال کے بیانات و محسوسات میں مخلصوں کا کسم لاکہ ہنسی ہزار میل سطح زمین کی مساحت و زمین آسمان
بلکہ جمع ماسویٰ اللہ کے حدیث و احادیث کے لیے ایک جہد قدیم کی عقلی ضرورت کو نہایت محکم و متقن دلیل
بے اضع فرما کر توحیدِ تعالیٰ کو ایسے عالما و ظہفیا و لائل عقلی و عقلی سے بہت فرمایا جو مبدوح کی فہمائے
و عالما و نشان پر نہایت تیز روشنی ڈال کر بھی،

(۲) جناب سردار اعجاز حسین صاحب قریباً سٹائرس پریسڈنٹ پرائیڈنل شیعہ کانفرنس جنرل سب کشر
سنبہ پناہ واد جو بے سرحد کے حالات و مسلمین پشاور کے طرز معاشرت اور بنا و بنیاد معاشری کی
کیفیت و اداسکی رجحان پر مدرسہ کی جانب سے جناب لوی حافظ کفایت حسین صاحب اعظم کی مدد
اور مروج کے کورم انجینیئر قاضی شریعت مقرر ہو کر چلے جانے کے بعد جناب لوی سیدیل اختر صاحب و اعظم
کی تشریف بڑی اور دن بزرگواروں کے مناسباتی جمیلہ اور ان کے ہمیرین نتائج کو تفصیلاً بیان کرتے
ہمیں مدرسہ کی سرگرمیوں کا اعتراف فرمایا،

(۵) جناب لوی القابلی صاحب اعظم نے اس سوال کا جواب یا جو مروج کو ہیبت کبھی شخص کی جانب سے
تحریر و اصل ہو یا تھا سوال یہ تھا کہ اگر ہندو قوم کے لیے یا کابی کا آنحضری ہو تو قوم ہندو کے لیے کون
ہدایت کرنے والا آیا؟ جناب مروج نے یہ سوال حاضرین کو سنا کر ارشاد فرمایا کہ ہم ہندو قوم کے ادوی گو اور
بایقین تو نہیں تباہ کئے مگر حکم عقل و نقل ہندو قوم کے لیے بھی خدا کی جانب سے کوئی ہدایت کرنے
والا حضور آیا اور یہ قوم بھی مثل دیگر اقوام کے لیے ادوی نہیں چھوڑی گئی مگر اس ادوی کے بعد کی تعلیم کافی
رہنا ضروری نہیں اور اس قوم پر بھی مثل دیگر اقوام کے لیے ادوی اور ایسی تعلیم کا تلاش نہ اعتنا ضروری ہے
جس کی تعلیم کو ہماری عقل سرایت نہ کرے بلکہ کافی تصور کرے،

(۶) جناب لوی سید محمد مدد صاحب تسکین دیکل فیض آباد کی تحریک جناب لوی القابلی صاحب اعظم حیدری
کی انیسویں دیکل زونیشن پاس ہوا

سیدہ الاغظین کا یہ سالانہ اجلاس ان نالی مشکلات پر نظر کرتے ہوئے حوادارہ کی ترقی بلکہ موجودہ حالت
کے تحفظ حاصل میں تجویز کرتا ہے کہ ادارہ کے لیے سرمایہ مستقل فراہم کیا جائے اور قوم ہے اس کے مع کرنے کی

پہل کی جائے

(۷) خاں محمد محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

پر یہ سال کا وظیفہ مقرر فرمایا

(۸) خاں محمد علی صاحب صاحب نے دہری نہ پنی و لیکن نظم مسلح جاسلان اور شاہ فرما کر تاجا بہت حدت بلند کرادی

جلالہ

۴ جنوری ۱۳۲۸ء قصبہ

پنج محمد محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

(۱) خاں محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

(۲) خاں محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

(۳) خاں محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

موم کو ایک دیکھ کر ہی حمایت کی طرف متوجہ فرمایا

(۴) خاں محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

خاں محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

جلالہ کی حالت یہ تھی کہ خاں محمد علی صاحب نے ایک مختصر کراچ میں تقریر میں سرکاری املا و غایت پر موم کو توجہ دلا کر سر کے لیے مستحق شہر کی محنت پر نسبت تیز روشنی و اگر زویشن مند جو بالائی گلی تائید میں مبلغ و روپیہ نقد اور کسوتیں

نظر بجاو یا ٹھیک ایسے حضور نو کا موڑ مڑا اٹھیں گے مزارہ پر پہنچا جہاں مجلس استقبال کے کاربان اور اشراف کے دیگر عابد اکابر کافی تعداد میں استقبال کے لیے موجود تھے تو سب سے زائد میر تقی میر کا اردن کی جماعت نے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اور میر تقی میر کے لیے حضور میر تقی میر کے آگے آ کر پیش کیے جہاں اس موقع کے لیے نہایت سلیقہ سے تیار کی گئی تھی موزوں رہنے کے پندال کے اندر داخل ہوئے جہاں مجمع نے مقررہ سالن ہو کر اپنے مخصوص صدارت کے نعرہ لے کر صلوٰۃ پڑھ کر خیر مقدم کیا حضور میر تقی میر کے تشریف لانے کے بعد اس نعرہ کو کرسی صدارت پر جو ایک راجہ جی شامیانہ کے نیچے رکھی ہوئی تھی رونق افروز مجھے اور جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔

(۵) پنجہ صدر مجلس استقبال خباب صاحب نواب علی رضا صاحب بنی مالک بنی یار علی کی وجہ سے جلسہ میں شریک نہیں ہو سکے لہذا جناب نے اپنے اہم چاہنے والے احباب کے شمس محل نے ایسا خطبہ صدارت نیابتاً ارشاد فرمایا۔

(۶) جناب کا صدر الشریعہ املاک العالی نے راستہ میں کے قدم سلامی زلیات اور بعض خصوصاً کاہنراہی میں قبالہ کی تلمیحی انما کہ میری ہر سبتوں کا مختصر تذکرہ اور صدارت کی تحریک فرمائی جیسا کہ ابھی سید محمد حسن صاحب بلگرامی سابق کو منت جنرل دت کی صفیہ کے نہایت بڑے دل و نسا الفطاط میں تائید کی۔

(۷) حضور ہر مہاشن دم اقبال العالی نے اپنا دلینے فصیح خطبہ صدارت ارشاد فرمایا جس کے ہر لفظ نے آپ کے مذہبی جوش و ملیح گوشتی اور قومی شغف پر بہت تیز روشنی ڈال کر اس خطبہ کو صحیح معنوں میں کلام الملک و الملک کا سنداق کامل ثابت کر کے سب کے محضے سے خراج تحسین حاصل کر لیا اور بڑے حضرات اہمیت کے پر خلوص تذکرہ کرنے پندال کے ہر گوشہ سے صلوٰۃ کے نعرہ بلند کر دیے۔

(۸) خاجہ صدر محرم کے خطبے کے بعد جناب کا صدر الشریعہ آقا بے نجم اعلیٰ دام ظلہ العالی نے مدرسہ کی مالی امداد کا مجاہدہ کے متعلق گہرے اندیشہ و کم کے رد و پیش کا حال دیتے ہوئے مبلغ سو سو روپے کا نوٹ اپنے جانب سے پیش فرما کر اعلان فرمایا کہ اس لینڈ کی تعمیل میں خباب میر تقی میر محمد حسن صاحب بلگرامی سابق کو منت جنرل دت کی صفیہ نے دوسو سو روپے نقد اور ایک سو روپے سالانہ مدرسہ کی اعانت میں منتقل کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور جناب نے شہنشاہ حسین صاحب نصیری بی بی بے ایڈووکیٹ نے ایک خط لکھ کر ان کو سن پندال و راکھ لکھ کر ری بڑا دست بند اور ایک سٹان پانچ روپیہ لکھ کر ایک خط لکھ فرمایا، چودہری علی اختر صاحب تعلیم دار لکھنؤ نے پچاس روپے سالانہ مرحمت فرماتے کا وعدہ فرمایا اور اعلانات نہایت اطمینان سے سماعت کیے گئے جس کے بعد سکرٹری

صد الشریعہ منطلقہ العالی نے نہایت سُرَت کینز فحوت خیر لہجہ میں شافریا لگا آئینہ بل سرما راجہ صاحب ہمدردی آوا د ام اللہ اقبال العالی نے اپنی خواہر محترمہ مرحومہ کی صاحب سے ملنے پر اس منزل پر یہی گرا نقد رقم دے کر سرمایہ منتقل کر کے عطا فرمائی اور جو ان بخت مجاہد سال فرماں دے لے لے جو خلد ہمدردی و سلطانہ کی طرف سے مجھے اس اعلان میں نہایت سُرَت ہے کہ حضور منج نے اپنی کمال فیاضی سے اسل ہمدردی جو سترہ ادا غنیمت کی بات کمالیہ ارمیہ لگا آتھا فحوت خیر لہجہ میں شافریا لگا آئینہ بل سرما راجہ صاحب سے دے کر دینے جائینگے جو تقریباً ایک لاکھ دویہ کا نفع ہو

(۹) جناب ابنے اعلیٰ صاحب خلیفہ صاحب زبیری جنرل سکریٹری نے اپنے سالانہ رپورٹ ارشاد فرمائی جس میں ہے کہ ہر شہر پر نہایت قابلیت سے بعض فرما کر دے کی گواہی سرگرمیوں پر نہایت ضابطہ و قیام تھی یہ رپورٹ کمال تمجیدی جا رہی تھی کہ چونکہ حضور زبیری صاحب اقبال العالی کو اس زبان قیام کا موقع نہ تھا لہذا حضور ممدوح جلسہ سے تشریف لے گئے اور حاضرین جلسہ نے باہر اس رپورٹ کو پورا کرنے کی محنت ہی جبکہ جناب ممدوح نے پورا کر کے اپنے فرض کو ادا کر دیا اور جلسہ سے سرتے وقت کے لئے ملتوی کیا گیا،

اجلاس ششم

۴ جنوری ۱۳۱۷ء و قیام

- (۱) جناب لدی خانہ بڈہ طرہ صاحب نے ملازمت قرآن مجید کے قلوب حاضرین کو منور فرمایا،
- (۲) جناب اصغر صاحب نے اپنی دلچسپ نظم ارشاد فرما کر قلوب حاضرین کو شگفتہ فرمایا،
- (۳) جناب شیخ علام حسین صاحب نیل کی ٹھکانہ راوی شری صاحب سرفراز کی بانیہ ہے حسب زیر ذیل

پاس ہوا،

چیلنگ فٹ بنگال سے ہمد عاز کا باور کہ سترہ اظہار کی اعانت تھی تعلیمی پروگرام محسن ہمدردی میں جن کو کجا بے اداس سہری کی امداد بھی اس کثیر رقم ہے کجا بے جلاکھن کی تعداد میں صرف کی جاتی ہے اور محفوظ ہو،

(۳) جناب سرکارِ اشرافِ مہملہ، العالی اگرچہ پوچھ بچا میں مبتلا ہو جانے کے بھی جلسہ میں تشریف لے گئے تھے لیکن جلسہ کے ختام تک تشریف فرما نہ ہو سکے اور مجبوراً مختصر انعامیں کارکنانِ جہاں سلاطین و امیرینِ جہاں سلاطین مہمانِ شریفِ نجاشی محمد علی شاہ کے تشریف لے گئے،

(۵) جناب لدی تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی گڑھ میں ایک فاضلہ، تحریر فرمائی،
(۶) جناب لدی سید محمد حسن صاحبِ بحرِ امی مہملہ نے ایک سہ ماہی کی گھڑی پیش فرمائی جو سرسلا جگمگ بہاؤ سے جناب لدی تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اُن کے تلمیذی خدمات کے جلد میں رسالہ فرمائی تھی،

(۷) جناب لدی مہنتہ اندر صاحبِ سہ ماہی نے بہت تلخ پہلی تلخ لاف و فاضلہ تقریر فرمائی اور رتبہ تلخ میں خرابا زبانی جواب دیا کہ آج کے پڑھو اور حضرت ابوطالبؓ کی قربانیوں کو پیش فرماتے ہو موصوع کے مختلف پہلوؤں پر تشریف فرما ہوئی ڈاکٹر اہل اسلام کو سلاطین کے کارناموں کی سبھی پر متوجہ کیا اور سید ابوطالبؓ کے طرزِ عمل کا امتحان کرتے ہوئے اعلان کیا کہ میری تحریر اُن جماعتوں کے لئے چلیج ہے جو خطباتِ امتراق کو اپنا سطحِ نظر بنائے ہوئے ہیں،

(۸) جناب لدی فضل علی صاحبِ اعجاز نے مقصدِ خطباتِ انسانی پر ایک فاضلہ تقریر میں سلام اور دیگر مذاہب کا تقابلی بحث کرتے ہوئے عقل کی وضع میں انسان کے حقیقی مقصدِ حیات کو واضح فرمایا،

(۹) جناب لدی سید سرور حسین صاحبِ واعظ نے جبارِ سرکار کے قومی خدمات اور سید ابوطالبؓ کی اشاعت کا امتحان فرماتے ہوئے ایڈیٹر صاحبِ سرکار کی اُن کو شہنشاہ کا تذکرہ فرمایا جس کی وجہ سے ہمارا اندازِ سلاطین مقدم وقت میں تیار ہو گا،

(۱۰) جناب لدی سید قائم رضا صاحبِ سہ ماہی نے اپنی دلکش و ادبی نظم فرمائی،
(۱۱) جناب لدی سید محمد حسن صاحبِ بحرِ امی مہملہ نے کارکنانِ جہاں سلاطین سیرِ نجات و حاضرینِ مجلس کا شکریہ ادا کیا اور سلاطین کے لغز کے ساتھ یہ جہاں سلاطین بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا

(زاجیرِ مدبر)

انجمن یسوعیہ العالمیہ التالیف

فوز انکسائیہ قیتمیں

المبنیۃ دا خلافت تصنیف حضرت شمس العلماء رحمہ اللہ مظلہ

انجمن اسلہ خلافت پر تنقیدی اور تحقیقی نظر قابل ہوا ہے

۳۳ ہے اگر میری ترجمہ بھی شائع ہو جائے

الموجودہ ترجمہ شمس العلماء رحمہ اللہ مظلہ صدر انجمن اسلہ

توحید کو نہایت متبعن دلائل سے ثابت کیا گیا ہے فقیر

۳۳ اگر میری ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا

خطاب فیصل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ خباب

شمس العلماء مولانا الیہ سبط احسن صاحب بہار مہمند

۳۳ انجمن اسلام اور عیسائیت کے اصول کا مقابلہ

مسالک الحکما اردو ترجمہ سناراج احکا ترجمہ خباب

شمس العلماء مولانا الیہ سبط احسن صاحب بہار پرستونے

۳۳ مذہب کی تفصیل و ان کے خیالات کا رد

یہ یضیا توریت کی پیشگوئیوں سے خلیفہ مسالک کی

رسالت کا ثبوت از جامعہ لوی شیعہ علی غصہ صاحب فر

۳۳ خباب سلطان العلماء اعلیٰ الشہ مقامہا

روالتساخ مصنفہ خباب لانا محمد ہارون صاحب بہار

مرحوم اسلہ تناخ پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح

۳۳ وادج کی تداست کا ابطال آریوں کی مایہ نازکنوں کا

مسکت جواب

۳۳ انسانی قربانی دیدوں کے زبانہ کی انسانی قربانی از خبا

خواجہ غلام احسن صاحب

۳۳ وید سے قربانی کا جواز از خبا خلیجہ

۳۳ غلام احسن صاحب

۳۳ تصدیق رسالت گوتم بدھ کی پیشگوئیوں سے خلیفہ

۳۳ مرتبت کی رسالت کا ثبوت از خباب مولوی سید احمد علی

صاحب موہانی بی ۱۱۱

۳۳ اسلام اینڈ دی لائٹ آف شیغرم اگر میری ترجمہ

۳۳ شریعۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ خباب ایضاً حسین

صاحب بی ۱۱۱ اصول عقائد اسلام کی حقیقت دیگر مذاہب کے

۳۳ میں برست دلائل سے ثابت کی گئی ہے جلد انگلش فیش

۳۳ دی پرائٹ شپ اینڈ دی کیلیفٹ اگر میری ترجمہ

۳۳ و خلافت ترجمہ خباب لوی نقار علی صاحب جلد انگلش فیش

۳۳ دی ریکری آف کربلا عزا داری پر اگر میری بایں تبصر

۳۳ از خباب ایضاً صاحب لکچر لکچر نیوٹس

۳۳ الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا امتحان اور شہادت کا رد

۳۳ از خباب لانا مولوی محمد ہارون صاحب بہار مرحوم

۳۳ المعراج دلائل عقیدہ و نقلیہ سے معراج کا ثبوت از خباب

۳۳ مولانا الیہ محمد ہارون صاحب قبلہ مرحوم

۳۳ اسلام مغرب کی نظر میں از خبا شہنشاہ حسین صاحب ایم

۳۳ شریعۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب کا باور دلائل

۳۳ تذکرہ انجمن لانا الیہ محمد صاحب بن سرکار رحمہ اللہ مظلہ

۳۳ شریعۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل

۳۳ مصدق خباب سرکار رحمہ اللہ مظلہ

۳۳ شریعۃ الاسلام حصہ متواتر کے متعلق فقہی حکام اور دیگر فقہاء

سیاستِ یو

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خانہ جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی ہے اسے نظر کر کے اکثر ناواقف کو تاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات لمبوتی متنا میں سیاست کا نظم حکومت کا وہ لکھ موجود تھا جو ایک شہر حکمران میں ہونا چاہیے اس خلافت و قیام خیال کو دفع کرنے کے لئے فاضل جلیل خباب مولوی سید محمد رضی صاحب رنگی پور تلمیذ حضرت قدس القامین مولانا الیہ عمر اہل و نصاحب مرحوم و مغفور رنگی پوری نے اس گراف قدر رسالہ کی ترتیب و ایض میں متفقانہ جدوجہد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ کم نظیر لکچر عدیم انتظیر ہے فاضل مدوح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا ایسی تعلق اور اطلاق کیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے وسعت نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی اُن سے ہر کسی انصاف پیشہ و عدالت شعار و مدبر و داغ میں نہیں آسکتی اور انہیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی تسلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اس کے عہد میں خستہ لال و فترت اق کے رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے مدد و فائدہ ملے

نہ کرنا چاہیے قیمت علان معصودہ ایک مار

لے کا پتا

میجر الو اعظم مدر ال اعظمین لکھنؤ

جرب طر نمب ای ۱۰۰۰

الواعظ

مدیریت الوعظین لکھنؤ کا نامہ ہوا علی سید

چیتا محمد زلالی لاہور لکھنؤ علی سید



مدیر

علیم سید قائم علی سید لکھنؤ علی سید

باہتمام سید قابل حسین منیر مطبع

مصباح الایمان الوعظین لکھنؤ علی سید

مسند دستہ الوعظین لکھنؤ علی سید

کتبہ ہذا کو تین تین کتبہ میں غفر

مکتبہ اسلامی

قولِ محمد

مکتبہ

- (۱) یہ رسالہ بالفعل اگر نیری ماہ (۱) معاہدہ رسالہ کا لحاظ رکھ کر مضمون
- (۲) پیغمبر اسلام کا افضل مخلوق ہونا۔ کی آخری تاریخوں میں شائع ہوا کریگا
- (۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور (۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال
- انکی جامعیت کے لیے خریدنا ہوگا، (۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں
- (۴) اسلامی خلائق آداب کی فضیلت (۳) نمونہ کا پرچہ ہر کے کتب
- (۵) اسلامی تمدن کی توقیت آنے پر روانہ ہو سکتا ہے
- (۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت (۴) ہر طالب امور کیلئے
- (۷) ائمہ طہارین کے کلمات ہدایت جوابی کارڈ یا کتب آجائے
- (۸) سلفیت صاحبین کے تاریخی حالات (۵) اختصارات کی جست و خیز
- (۹) قرآن مجید کا انفسل الکتب ہونا، خط و کتابت طے ہو سکتی ہے
- (۱۰) اثبات اصول اسلام بدلائل (۶) علمی مسالمت کے متعلق خط
- عقیدہ و تعلیم و کتابت و ارسال مضامین بنام عربی عبارت کا دوسرا
- (۱۱) فلسفہ قدیمہ جدیدہ اور دیگر دیر اور دیگر امور کے متعلق بنام کالم میں ترجمہ ہونا چاہئے
- (۱۲) مذاہب کے مقابلہ میں حمایت اسلام میجر ہونا چاہئے (۵) حتی الامکان کتب منقول عنہا
- وزارہ شہرت و (۶) شرح قیمت :- کا حوالہ دیا جائے،
- (۱۳) گفتافات جدیدہ و جمعہ بقی روساء و الیاء لکے جو حجت (۷) ناقابل اشاعت مضمون دہیں
- اسلام فرامیں علم خبر و یارن (۸) نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب
- (۱۴) اخبار علیہ بتدویر الوغظہ و تدویر الوغظین لکھو مضمون کو کتب بھیجا جائے،



مَنْ خَلَقَ النَّاسَ مِنْ عِطْرٍ مِثْلِ الْيَنْفَارِ
سوره آل عمران

القول عطا

منبہ باب ماہ اکتوبر ۱۹۲۳ء مطابق چودھوی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ
نہت مضامین

نمبر	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	میر	۲۰
۲	فہرست رقوم اعانت میر الانیس	جناب سید عاشق حسین صاحب کلرک	۸
۳	خانوادہ امامت وصایت کی جو بھی کج فہم در	جناب لوی سید بتی حسن صاحب خانقل فقیہ	۹
	و مقدس ہستی		
۴	فلسفہ لمحیہ اور ارباب عصمت کی تحقیقات	جناب مولوی سید آغا محمد یحیٰ صاحب	۱۵
۵	سائنس در قدرت	جناب سید محمد اسد صاحب سبزی گار کینٹی رستہ ایوانہ	۲۵
۶	تفسیر مواقع النجم	جناب لانا مولوی شیخ فدا حسین صاحب قلم	۲۸
۷	اسرار عیسوی ضمیمہ الواغظ	جناب لوی سید مسرور حسین صاحب و غلط	۱۲۹

شہادت

جناب مولوی سید اظہار احسن صاحب اعظم صوبہ بہار میں

۱۹ اپریل سنہ ۱۳۷۱ء تک جن جن مقامات کو جناب ممدوح طے کر سکتے تھے وہاں کے اجمالی حالات گذشتہ مہینہ میں حاضر کیے جا چکے اب ۲۰ اپریل سے ۳ مئی سنہ ۱۳۷۱ء تک کے حالات حاضر کیے جاتے ہیں:-
 موضع چیتون دا بجانہ چوٹا مٹی ضلع دھبنگہ۔ ۲۰ اپریل کو بارہ بجے شب کے وقت موضع مذکور میں پونچکر جناب شیخ مبارک حسین صاحب زمیندار کے دو تھانہ پر قیام کیا ۲۱ اپریل کو بعد نماز مغرب جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں سلام کے افضل ادیان اور قرآن کے افضل کتب ہونے پر ڈیڑھ گھنٹہ تقریر فرماتے رہے جلسہ نہایت کامیاب رہا حاضرین نہایت متاثر ہوئے دوسرے روز مختلف سوالات اور اعتراضات پیش کیے گئے جنکے تشفی بخش جواب سے سائلین و معترضین کی کامل تشفی ہو گئی اور بعض حضرات نے مذہب کی حمایت کا اقرار کیا۔

موضع چیتون کے ضروری حالات

ابن اسلام بھی تعداد میں آباد ہیں جانب جنوب جہاں جناب داغلا کا قیام تھا تقریباً سو نفوس خفی آباد ہیں بلوچی حالت کمزور اخلاقی مذہبی حالت غنیمت ہے ایک پختہ مسجد ہے ایک مکتبہ وقفہ دارالامان ہے کوئی زمین ہر
 خاص ضلع دھبنگہ۔ ۲۳ اپریل کو درجہ بنگہ پونچکر جناب سید ابوبکر صاحب انسپکٹر آن سکول کے دو تھانہ قیام کیا لیکن یہاں جناب داغلا کی ماسازی طبع اور سیاسی شورش اور جہنم کی شدت سے بھر۔ مدرسہ کا علوفہ کرائیے اور بعض حضرات سے مختلف موضوعات پر گفتگو اور مبادلہ خیالات کے اور کوئی کام نہ ہو سکا،
 سیتا ٹھہری سب ڈیزان مظفر پور۔ ۲۶ اپریل کو سیتا ٹھہری پونچکر جناب سید محمد اکبر صاحب سب ڈیزان کے دو تھانہ پر قیام کیا، ۲۷ اپریل کو جناب موصوف نے ایک جلسہ اس غرض سے منعقد کیا کہ تمام اہل اسلام باہمی مشورہ سے جلسہ عام کے لیے تاریخ و وقت و مقام تجویز کریں چنانچہ اہل جلسہ کے اتفاق سے ۲۸ اپریل کو محلہ گزری میں وقت شرب جلسہ عام کا انعقاد ہوا اور اسکے بعد دو جلسہ اور ہوئے جن کی مختصر کیفیت حسب ذیل ہے:-
 ۲۸ اپریل کی جلسہ میں توحید خداوند عالم اور اس کی اطاعت کے وجوب کو بیان کرتے ہوئی نماز کے بہترین طاعات ہونے کو ثابت کیا،

۳۰ اپریل کے جلسہ میں بوعمامہ اور عامہ در حضرت کے خلاف اور آپ کی معراج پر تقریر فرمائی،

یکم مئی کے جلسہ میں اثبات معاد جسمانی اور ابطال تناسخ اور حرمت خمر اور دھرم پر تقریر فرمائی
جہانیت مؤثر ثابت ہوئی اور یہ تمیز جلسہ نہایت کامیاب اور نہایت مفید اور تمام اہل جلسہ نہایت متاثر
ہوئے۔

سیناٹھی خضری حالہ

تقریباً ۷۰ سال پہل اسلام آباد میں جنس و وغیرہ مقامی شیعہ بھی ہیں تعلیمی حالت یہاں کے باشندوں
کی بہت ناقص ہو غیر مقامی حضرات مثلاً قازن پیشہ حضرات علوم مغربیہ سے انی اچھے واقف اور علوم تقریبہ
تے نظماً واقف ہیں آٹھائی حالت بھی استعارہ بعض کمزور ہے مذہبی حالت بھی کچھ اچھی نہیں کی مالی حالت بعض لوگوں
کی غنیمت ہو حضرات اہل سنت کی تین سیرین مختصر اور ایک مسجد جامع ہے جو کسی قدر وسیع ہے امام بارگاہ
کوئی نہیں دو قسم کی زمینیں وقف ہیں ایک ان کے جو خاص یہاں کے مساجد و مدرسے کے لیے ہیں دوسرے
ان کے جو قبضہ کے امام بارگاہ کی مرمت اور مصارف عشر و محرم کے لیے نواب سرفراز حسین خان صاحب کی زمینیں
ہیں ایک ٹائی اس کول اور ایک ٹرنینک اس کول سرکاری ہو اور ایک فارسی اردو کامرہ جامع مسجد کے ساتھ
میں دو جس کی حالت چندہ کی کمی سے ناکستہ، قصبات مذہبی بوجہ جہالت بت زبان ہیں کوئی شخص اہل
علم سے نہیں دیکھتا ابی مدعیان علم کی وجہ سے اکثر فسادات برپا رہتے ہیں غلط فہمیوں یا دھمکیوں سے کبھی
کبھی کوئی صاحب آجائے میں موعیان کے لوگوں کی بے بسی لائق و برہے نگوئی و خطا ہوتا ہے نہ محفل میلاد
ماہ ربیع الاول میں کچھ ہوجاتا ہے، ہندوؤں کی کثرت ہے کیونکہ یہاں سینا جی کا استھان ہے اور اس وجہ سے
ہندوؤں کے لیے نہایت متبرک ہے،



جناب مولوی مرزا یوسف حسین صاحب داعطا صوبہ پنجاب میں
مدت ۵۰ روز فروری ۱۳۰۷ء کو لکھنؤ سے روانہ ہو کر جن جن مقامات پر تشریف لے گئے انہی تفصیل سے
ذیل ہے:-

موضع کھاڈر کلاں ضلع یکم مارچ ۱۳۰۷ء کو موضع زکو رہو پچکر ملک حسین بخش صاحب فہار
کے دو تھانہ پر قیام کیا دوسرے روز غلا حیدر کلاں جمع کے ساتھ ادائیگی علیہ کے بعد عید فطر کے متعلق وعظ فرمایا
بعد یعنی اہل آن حضرت نے کچھ اعتراضات پیش کیے اسکے جوابات قرآن ہی سے دیے گئے اور انہیں خاموش
ہو جانا پڑا۔

ڈیرہ اسماعیل خاں۔ یہاں کے بعض حضرات جناب غلطی کی تشریف آوری کی خبر سیکریم درود ہی پونچھ گئے تھے تاکہ موصوف کو نماز عید کے لیے اپنے ہمراہ لیجائیں مگر یہاں کے حضرات کی طرح راہی نہ ہوئے بالآخر انھوں نے بھی نماز عید میں ادا کی اور بعد نماز دو غلط روز کے لیے ممدوح کو اپنے ہمراہ لے گئے جو ملاقات حجاب اور مختلف مسائل کے جوابات دینے میں لگوز گئے،

موضع کھادر کی واسی۔ چار روز کے بعد ۸ مارچ کو پہر موضع مذکور میں واپس ہوئے ۱۱ مارچ کو حسب استدعا برادران اہل سنت ملک حسین بخش صاحب نے ایک جلسہ عام کی بنا کی جس میں جناب واغظ نے اطاعت خدا پر تقریر فرمائی اور کافی اثر سے روشناس ہوئی

موضع دریا خاں۔ موضع مذکور کے خاتمہ پر جناب سید غلام حیدر شاہ صاحب نے موضع ہونک قلندر شاہ میں ۱۲ مارچ کے لیے مدعو کیا اور ان سے ۱۳ مارچ کو اسٹیشن چنگ پرائیں پر ۱۴ بجے پونچ جانیکا وعدہ کر لیا مگر چونکہ ۱۲ مارچ کو موضع دریا خاں کے لوگوں نے ۱۳ مارچ کے لیے باصرار دعوت دی لہذا محبوب شاہ صاحب موصوف کو تبدیلی وقت کی اطلاع دیکر ۱۳ مارچ کو موضع مذکور میں پونچھ گئے ۱۴ بجے سے ۱۵ بجے تک سید غلام حیدر شاہ صاحب مرزائی سے جن کے ساتھ انھیں کے ہم مشرب چند صاحب اور بھی تھے مسئلہ معراج اور دیگر مختلف مسائل پر گفتگو کی جب ن لا جواب کر چلے گئے، تو جناب واغظ جلسہ میں تشریف لے گئے اور ڈیڑھ گھنٹہ کا اہل تقریر فرما کر مساب کو بہت کچھ فائدہ پہنچایا، بعد مغرب شاہ صاحب صوف بھرچ اپنی جماعت اور چند تعلیم یافتہ برادران اہل سنت کے تشریف لائے اور خطہ بلقیس سے ابتدائے کام کر کے مہجرات انبیاء اور دیگر مسائل پر گفتگو کرتے رہے اور بہت جوابات ان کے تحیر اور برادران اہل سنت کی سترت میں اضافہ ہوتا رہا، بالآخر یکے شب کو خاموش ہو کر چلے گئے اسٹیشن چنگ پرائیں۔ نماز و طعام سے فارغ ہونے کے بعد مسائل فقہیہ کا ذکر رہا اور ایک بجے شب کی گاڑی سے روانہ ہو کر ۲ بجے چنگ پرائیں پونچھ گئے، ۸ مارچ کو اطراف و جوانب کی بیسیوں سے کافی مجمع فرام ہو گیا اور بعد نماز نظر ۲ گھنٹہ پر تقریر فرمائی جس سے حاضرین بہت متاثر اور مدد کے شکر گزار ہوئے،

موضع ہونک قلندر شاہ۔ موضع مذکور سے فارغ ہو کر ہونک قلندر شاہ پونچھ گئے دوسرے دن منین کا طلوع ہوئی صبح سے ۱۲ بجے رات تک آمد و رفت اور مسئلہ مسائل کا سلسلہ جاری رہا اور حسب استدعا منین جنت موقوف اور دیگر مختلف مسائل پر بسط تقریر فرما کر منین کی تشفی کی گئی، ۱۵ مارچ کو ۱۲ بجے جلسہ شروع ہوا جس میں ۲ گھنٹہ پر تقریر فرما کر حاضرین کو غلط و متاثر کیا،

موضع دریا خاں کی واسی۔ ۱۶ مارچ کو پہر موضع مذکور میں واپس ہوئے شب کو سید فضل حسین شاہ صاحب کے مکان پر قیام کیا جس کو جلسہ و عطا عقد ہوا اور بر خانات گزشتہ اس موقع پر عورتوں کے لیے پر ن کا خاص انتظام

کیا گیا اور آئندہ کے لیے پرن داری کا عہد ہو گیا، ۲ بجے جلسہ شروع ہوا جناب واعظ نے پہلے گھنٹہ شان امیر المومنین پر تقریر فرمائی مومنین بے حد محظوظ ہوئے اور سبے جسی کا عالم خاص جوش و انہماک تبدیل ہو گیا، ڈیرہ اسماعیل خاں ۱۸ مارچ کو مرزائی صاحبان نے مناظرہ کی خواہش کی اور شرائط مناظرہ طلب کیے جسے خان واعظ نے منظور کیا اور شرائط مناظرہ روانہ کر کے ڈیرہ اسماعیل خاں شریف لے آئے جہاں پہنچ کر مرزائی صاحبان کا جواب بدین خلاصہ وصول ہوا کہ وہ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے بلکہ اہل اسلام کے ایک متفقہ جلسہ میں شرکت کے مستعدی ہیں۔

چونکہ یہ زمانہ نوروز کا تھا اس وجہ سے ڈیرہ اسماعیل خاں میں جلسہ نوروز کے کافی نظام تمام سے تفصیل ذیل منقذ ہوئے پہلا جلسہ یمن شاہ کے امام باہ میں منعقد ہوا جس میں اطاعت خدا کے موضوع پر تقریر فرما کر آخرین خطبہ شفقینہ کی تشریح فرمائی دوسرا جلسہ مسرائیوں کی مسجد میں ہوا جس میں مولوی حسین بخش صاحب جوڑی گرنے مترجمین کی کارگرداریوں پر ایک سلیقہ تقریر فرمائی بعد اسکے جناب واعظ نے اطاعت خدا کے موضوع پر تقریر فرما کر آیہ والنجم کی تفسیر بیان فرمائی اور بانیان جلسہ کو ان کے پیشہ کے ترک کرنے کی تاکید دیکر ایک میسر جلسہ شیعوں کی جامع مسجد میں ہوا جس میں آیہ مذکورہ کو عنوان کلام قرار دیکر شان توحید اور شان رسالت کو بیان کیا،

چوتھا جلسہ مولوی عبدالحق صاحب اکر کے مکان پر ہوا جس میں موضوع اطاعت اللہ سے ابتدا کر کے شان امیر المومنین کو خاص طور سے بیان کیا، پانچواں جلسہ جوڑی گروں میں منعقد ہوا جس میں اطاعت اللہ کے موضوع پر پہلا گھنٹہ تقریر فرمائی اور مترجمین کی اعانت پر توجہ دلائی،

بستی موٹائی۔ ان جلسوں کے بعد تین روز اور ڈیرہ اسماعیل خاں میں قیام کر کے بستی مورانی روانہ ہوئے اور جناب ہستی خاں صاحب بلوچ کے مکان پر قیام کیا، ۱۹ مارچ کو فضل حسین خان صاحب بلوچ نے جلسہ کی بنائے جس میں حقیقی غرت کو بیان کرتے ہوئے پابندی اعمال پر کافی زور دیا اور نکاح کی اصلاح اور زکوٰۃ پر خاص طور سے توجہ دلائی جس کا یہ اثر ہوا کہ اکثر لوگوں نے توبہ کی اور زکوٰۃ دینے کا اقرار کیا اور تقریباً آدمیوں نے اپنے نکاح درست کر لئے، کھانڈر کی دسپی۔ ۳۱ مارچ کو کھانڈر پہنچا تب میں مبتلا ہو گئے مگر اسی حال میں میاں محمد عین صاحب لاہوری کے ہمارے دنیاویات کا پہلا رسالہ تمام کر کے ملک حسین بخش صاحب کے اصرار سے صرف آیات قرآن سے دیگر مذاہب کے جملات لکھنے شروع کر دیے اور اسی دوران میں سردار عبدالصمد خان صاحب کے صاحبزادے کی ملاقات کو کھنکر نعل میان والی بھی تشریف لے گئے اور موصوف کو صفحات حسنہ متعین پایا

ہزارہ۔ ۷ اپریل کو کما وٹے روانہ ہو کر مہل ضلع میان والی سے مرد کرتے ہوئے ۱۰ اپریل کو ہزارہ پونچکے اور اسی روز جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں جناب داغ نے پانچ گھنٹہ محبت کے موضوع پر تقریر فرمائی چونکہ یہ سب تمام پنجاب میں باہم اور باسلیقہ اور مذہبی معاملات میں لگائی دھپ کی وجہ سے ایک متنبہ بستی ہے اس وجہ سے امید ہے زبان جناب داغ کی تقریر مؤثر ہوئی،

بیڈ بوگما۔ معزز میزبان نذیر حسین خان صاحب ذیل در ہزارہ کسی طرح نصرت پر آمون نہ تھے لیکن ہزار وقت ملتج ہے اجازت لیجو موضع مہل کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے ہم بجے سہ پہر کو بیڈ بوگما روانہ ہو کر ۱۰ اپریل کو ایسے شہر کے وقت وہاں پونچکے، تین روز مونسین طرات وجانب کی اطلاع اور مسائل کی پونچھ گچھ میں گزر گئی ۱۶ اپریل کو برے انتظام و اہتمام سے جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں جناب داغ نے امر المعروف و نہی عن المنکر کے موضوع پر گفتگو کا اہل تقریر فرمائی اور اسی ذیل میں خاص خاص مسائل کو بھی بیان فرماتے رہے۔ تقریر نہایت مفید و مؤثر ہوئی، علی پور۔ بیڈ بوگما سے روانہ ہو کر مہل سے مرد کرتے ہوئے ۲۷ اپریل کو ۱۲ بجے شہر کے وقت علی پور پونچکے ۸ اپریل کو اطرات وجانب میں اطلاع دی گئی اشتہار تقسیم ہوئے ۲۹ اپریل کو ایک پرمضا مقام پر جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں کثیر تھاپہ کے لوگ موجود تھے جس میں جناب داغ نے شان نبوت پر تقریر فرمائی اور اسی وقت ۳۰ اپریل کے لئے جلسہ کا اعلان کر دیا گیا ۳۰ اپریل کو صبح کے وقت میں مرزائی صاحبان تشریف لائے جن سے تین گھنٹہ وقت جاتا صبح پچھلے ہوتی رہی صبح کافی تھا تمام حاضرین نے جناب داغ کے تسکین بخش جوابات سے فائدہ اٹھا کر عروس کر لیا کہ حضرات مسترضین کہاں تک اپنے دعویٰ کو ثابت کر سکتے ہیں خسرو دن کا وعدہ کر کے چلے گئے اور پھر آئے، شب کو جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں جناب داغ نے عصمت انبیاء پر تقریر فرمائی جو نہایت مفید و مؤثر ہوئی،

علی پور کے حضرات اپنے یہاں ایک متقی و اعط کے قیام کے خواہشمند اور پلو خاں صاحب یلدار ماہکان مدرسہ کی امداد میں کوشش کرنے کے لئے آمان اور اپنا ایک باغ جسکی آمدنی ۳۰۰ سالانہ کی ہو سکتی ہے مدرسہ کے نام علی پور کے امام باڑہ کے مصارف اور مدرسہ کی اعانت کے لئے وقف کرنے پر مستعد ہیں اور داغ کے لئے اسی باغ میں مکان بنوانے کا وعدہ کرتے ہیں،

موضع گمراہ علی پور سے نصف میل کے فاصلہ پر ہو کیم سئی کو وہاں جلسہ وعظ منعقد ہوا چونکہ عورتیں باوجود پرن کا انتظام ہونے کے بے پرن بھی نہیں لہذا پہلے پھنس کو تنبیہ کی گئی اور دن سب پرن میں چلی گئیں جبکہ بعد جناب داغ نے حقیقی عزت و ذلت پر پانچ گھنٹہ موغلہ فرمایا جو نہایت مفید و مؤثر ہوا انشکو جناب مول بخش خان صاحب نے اپنے گھر میں مجلس عزائم منعقد کی جس میں شان علی بن ابیطالب پر تقریر فرمائی اور آخر میں کچھ مٹا

بھی ذکر کیے کامیاب مجلس ہوئی،

اہلسنت کی جانع مسجد عظمیٰ

اسی دوران میں اہل سنت کے امام جمعہ و جماعت کی خواہش کے مطابق نماز جمعہ کے بعد سنتی شیعہ کے مجمع کثیر میں سیرت نبی کریم پر ۱۲ گھنٹہ تک تقریر فرمائی جس سے فریقین اسلام نہایت مخطوط اور امام جمعہ بھی نہایت مسرور ہوئے اور کمال عذر و اجازت و اعطاکو نصبت کیا،

اوج شریف ۲۰ مئی کو اہل سنت کی جامع مسجد میں وعظ فرما کر انجمن نقویہ کی استدعا کے مطابق اوج شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور ۲۲ کو اس کی منزل طے کر کے ۱۲ بجے شب کو وہاں پہونچ گئے دوسرے دن سے وعظ کے جلسہ منعقد ہوا شروع ہو گئے،

پہلا جلسہ ۲۰ مئی کو خلیفہ الشریعہ صاحب کے چوک کی سیمعات میں منعقد ہوا جس میں جناب واعظ نے محبت اہلسنت پر تقریر فرمائی،

دوسرا جلسہ ۲۱ مئی شب کو پھر اسی مقام پر منعقد ہوا جس میں مومنین کی استدعا کے موافق تبلیغ کر بلا تقریر فرمائی،

تیسرا جلسہ ۲۲ مئی کو پھر اسی مقام پر منعقد ہوا جس میں برادران اہلسنت کے علماء بھی موجود تھے،

چوتھا جلسہ ۲۳ مئی کو منعقد ہوا جس میں ایک خفی بہائی کے سوال کا جواب دیکر موضوع سابق پر تقریر شروع کی جو نہایت مفید و بڑھوتر ہوئی،

موضوع پہل کی دہائی۔ اوج شریف اور احمد پور کے حضرات مزید قیام کے لیے بہت مصرتھے لیکن چونکہ وقت تنگ تھا لہذا ۲۴ مئی کو وہاں سے رخصت ہو کر شکر آباد کے ہبل پہونچ گئے جہاں حسب ذیل امور انجام پذیر ہوئے۔

۱۔ ۲۴ مئی کو ۱۰ بجے دن کے وقت نماز عید اٹھی بڑے اہتمام و انتظام سے جماعت ادا ہوئی جس میں سردار رستم خان نے جب جھڑیل بھی بھکر سے شریف لائے ہوئے تھے، ۲۴ مئی کو جلسہ وعظ منعقد ہوا جس میں جناب واعظ نے اجماع و قرآن اور شان اسلام پر ایک مختصر تقریر فرمائی جو نہایت مطبوع ہوئی اسکے بعد انجمن کی مختصر کارروائی سنا کر اس منہدم امام باڑہ کی تعمیر کی تحریک کی گئی جس پر سند و قبضہ کرنا چاہتے تھے سورہ یہ سبوت ہمدان رستم خان صاحب نے مرحمت فرمائے اسکے بعد کچھ اور امداد اور وعدہ بھی ہوئے اور مذکورہ اچھے تعمیر کا شروع ہوا قرار پا گیا

۲۴ مئی کو پھر جلسہ وعظ منعقد ہوا، اور اتفاق کر آج جناب واعظ کو شدید پانگنی مگر مدوح نے اسی حالت میں ایک گھنٹہ اجماع و قرآن پر تقریر فرمائی جو نہایت مفید و موثر ہوئی، اس جلسہ میں چند حضرات اہلسنت اور مرزائی صاحبان بھی شریف پہونچے تھے جنکے خیال سے کچھ طول دینا اور بعض مسائل ضروری بھی بیان کیے گئے جن سے تمام حاضرین مخطوط و ثنا

فہرست رقوم اعانت مدرستہ الواعظین بابۃ اسمتہ سیرۃ

غیر متقل

متقل

ع	عائیناب علی محمد صاحب شملہ	ل	رامپور اسٹٹ
ع	عائیناب باقر حسین صاحب پوری	ع	عائیناب محمد جمال صاحب راس
ع	عائیناب کریم سیرت کمیٹی شملہ	ع	عائیناب لوی محمد حیدر حسین صاحب چنور
ع	عائیناب رضی الدین صاحب دیو کا اعظم گڑھ	ع	عائیناب محمد صاحب منیر شاہ کمیٹی نخاس لکھنؤ
ع	عائیناب عبد الرحیم صاحب ہمارا کلج ضلع ساران	ع	عائیناب نواب محمد فاضل صاحب پٹنالی جگن لکھنؤ
ع	عائیناب محمد فرقان صاحب شیکار ڈمکا	ع	عائیناب غلام حسین صاحب کیرانہ ضلع مظفرنگر
ع	ازمونین منیر ضلع پونہ بدولید علی محمد صاحب	ع	ازدوق غلام حسین صاحب کھنسا
ع	ازمونین مبارک پور ضلع اعظم گڑھ	ع	عائیناب منظر حسین صاحب وکیل ستیا پور
ع	عائیناب لوی سیدل حسین صاحب ممبئی		

بمبئی
۶/۱۳

کامیاب

مبشر احمد کل
۴۵۲
۶/۱۳

مبشر احمد کل
۴۵۲
۶/۱۳

خَاوَانِ اَیْمَنُ مَصْبَیَّتِی تَوَحُّدِی اَلْقَدُّوسِ سَتِی

اَدْمِ اَکْلِ مُحَمَّدٍ خَیْرَتِ عَلٰی بْنِ اَبِی نَجْمِ سُبْحِ حَیَاتِ کَاخْلَا صَبَہ

والہن تنگ گل حن تو بسیار . گلچین نگاہ توز و امان دارد
ہم اگرچہ سال گذشتہ اس موضوع پر ایک سیرکن مقالہ شرفِ قلم کر کے نذر الواظفہ کیجے ہیں لیکن دیرِ مہتر
واقابل ہمارا ہر ادراس آفتابِ ملتائے ایمان رسالت کی تیرہ شفاعیں اور آج کے خضائل و مناقب کی کثرت
بھی بھی قلم کو حرکت دینی پر مجبور کرتی ہے اور گویہ سچ ہے کہ آپ کی مقدس حیات کے کا نامہ عالم کے ہر گوشہ سے
تعارف حاصل کر چکے ہیں مگر ہوا المسک ملا کر تہ تیض و لند انقض اجمالی حالات کے پیش کرنے کا شرف مہر
حاصل کرتے ہیں،

اِس کے اَسْمَاءُ الْقَابِ وَ کُنِیَاتِ

دنیا کا قاعدہ ہے کہ جقدر ذات میں اہمیت ہوتی ہے اور جقدر کمالات ہیں موجود ہوتے ہیں انہیں کے
لحاظ سے امتیازات بھی بدلتے رہتے ہیں اور جقدر انسان عظیم الشان ہوتا ہے اس قدر اس کے اسماء و کنیات
و القاب بھی زبان ہوتے ہیں چنانچہ ہمارے چوتھے امام کے اسماء و القاب و کنیات کتب معتبرہ سے حسب ذیل
برآورد ہوتے ہیں :-

ابو محمد، ابو الحسن، ابو القاسم، ابوالائمہ، زین العابدین، اسجد ذوالنفات، آدم اکل محمد، سید العابدین،
زین الصالحین، وارث علم النبیین، وصی الوصیین، خازن دھنای المرسلین، امام المؤمنین، سائر القانتین، الخاشع
المبتدئ، الزہد، السامد، العدل، البکا، امام الائمہ، الخالص، الرکن، والدین سید العابدین، الخاشع
و کجہ رفتہ الشہداء و مناقب و معتمد الساکبہ، بجا و اعلام لونی

اِس کا حَسْبُ و

وَلَا تَنْفَعُ الْاَعْمَالُ اِلَّا بِاِحْسَانِ شَیْءٍ لَا تَنْفَعُ الْاَعْمَالُ اِلَّا بِاِحْسَانِ شَیْءٍ

اور یقیناً و فرزند جہان نیال کسی اور واد اہل شہمی ہواں سب را کوں گراہی تر ہے شکلوں میں خفا کے لیے

تعوذ لکھائے گئے ہوں،

پدر بزرگوار آپ کے حسین ابن علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم میں اور ادراکرمی قدر آپ کی شہرہ افونیت
سلامت بہت یزید بن شہرہ بن شہرہ بن کسری تھیں (مہل کافی) اور امیر المؤمنین نے اُن کا نام فاطمہ رکھنا
اور سیدۃ النساء پکاری جاتی تھیں۔ رماقب بوالہجاء اور بعض روایات سے معلوم ہوا کہ امیر المؤمنین نے اُن کا
ام شہزادہ زناں رکھا تھا (اعلام الوری) غالباً اس وجہ سے بعض علمائے اُن کا نام شہزادہ نام سے لکھا ہے،

(روضۃ الشہداء وراثۃ مفید)

سندرجہ بالا شعر میں شاعر نے بطور تعام فخر میں آپ کے نانہالی سلسلہ کا ذکر کیا ہے اور صاحب فتنۃ الشہداء
نے بھی اسی خیال کی بنا پر تحریر کیا کہ: "مذاذ انجائفتہ اندک زین العابدین چھ کرن است برت و ملک، اسوجہ سے
کھتے ہیں کہ زین العابدین جامع نبوت و سلطنت ہیں لیکن حقیقت یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہوا اور سید الساجدین
کے لیے اس سے کوئی ذاتی افتخار پیدا نہیں ہو سکتا آپ کو فرزند پرول ہونے کے فخر و شرف نے تمام مغاخر سے متغنی
کر دیا ہے البتہ کسری کے لیے یہ تعام فخر ہے کہ اُنکی پوتی علی و فاطمہ کی ہوا۔ آٹھ اماموں کی ماں قرار پائی اور
امیر المؤمنین نے اُنکا نام فاطمہ یا شاہ زناں رکھا اور سیدۃ النساء پکاری گئیں۔ درنصوبہ رسول کی ہم نام ہوئیں اور
امیر المؤمنین نے امام حسین سے اُنکے ساتھ حسن سلوک اور حفاظت کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ اس سے بہتر بنی اہل
ارض پیدا ہوگا اور یہ اُم اصحاب و ذریت طیبہ ہے،

تاریخ ولادت باسعادت

اس بارے میں کچھ معمولی سا اختلاف ہے لیکن مذہب منصور یہ ہے کہ آپ ۵ جمادی الاولیٰ یوم خمیسینہ ۱۰

کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، (روضۃ الشہداء صفحہ ۳۸۵)

مذہب حیات

زندگی بھر جتنی سائنس لیں خدا کی باریں
بن کے سطرین فتراہاں میں خیل ہو گئیں

چونکہ ولادت باسعادت آپ کی ۵ جمادی الاولیٰ ۱۰ سالہ کو اور شہادت ۲۵ محرم ۱۰ سنین واقع ہوئی

لہذا اگلے شریف آپ کی ۱۰ سالہ ۱۰ یوم ہوئی،



تقسیمِ مہجرات

دو برس آغوشِ امیر المؤمنین میں رہے اور۔ ابرس اپنے غم بزرگوار امام حسن کے تھامنے کے لئے (اور دس برس اپنے پدر بزرگوار کے سایہ عاطفت میں رہے اور بقیہ عمر پیشِ برسِ اسنادِ امت پر جلوہ افروز رہے،
(مطالبِ اہل فی مناقب آل الرسول)

آثارِ اہلِ امامت

وَلَوْ لَا حُجَّتُهُمْ فَوْجٌ فَفَتِحَ لَا خَافُ لَازِمٌ تَحْتَهُ الرَّسُولُ

اگر ہر وقت میں کوئی حجتِ خدا کی طرف سے نہ ہوتی تو فتناتِ دین کے امید ہو جاتے
چونکہ ہر زمانہ میں حکمِ عقل و نقلِ خدا کی طرف سے کسی حجت کا ہونا ضروری ہو جو بدلائلِ عقلیہ و نقلیہ عترۃ
رسول میں سے من اللہ بن الرسول مخصوص ہو اور امام سابق کی وصیت بھی اسی امامت کی شاہد ہو اور حضرت علی
بن حسین کے لئے انفسِ رسول بھی موجود ہو جو اس حدیثِ اربعہ سے ثابت ہے جسے جابر نے حضرت رسول سے
روایت کیا ہے اور امام سابق کی وصیت بھی آپ کی امامت کی شاہد ہو اور آپ کے زمانہ میں مجاز آپ کے عترتِ رسول میں سے
کوئی شخص مدعی بھی نہیں ہو اور جو مدعی ہو اس کے دعویٰ کا فساد ثابت ہو گیا لہذا امامت آپ کی واضح اور حجتِ آپ کی
ظاہر و آشکار ہے

روای ابن بابویہ یا سندہ لای محمد بن مسلم عن الصادق ۴ ان الحسين اوصی الی
ابنہ علی بن الحسین وجعل خاتمہ فی
اصبعہ و فوض الیہ الامر کما فعلہ رسول اللہ
بامیر المؤمنین و فعلہ امیر المومنین باحسن
ثو صارد لک الخاتم الی ابی جعد ابیہ
د صر صارد لک (امامی شیخ صدوق)

ابن بابویہ رحمۃ اللہ نے بسند خود محمد بن مسلم سے حضرت
صادق علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ امام حسین نے
اپنے بیٹے علی بن حسین کو اپنا وصی کیا اور اپنی انگوٹھی
ان کی انگوٹھی میں پھنائی اور امامت کو ان کے سپرد کیا
جیسا کہ رسول اللہ نے امیر المؤمنین کے ساتھ اور امیر المؤمنین
نے امام حسن کے ساتھ اور امام حسن نے امام حسین کے ساتھ کیا تھا
پھر انگوٹھی میر سپر بزرگوار (امام محمد باقر) تک بعد ان کے

پر رعالی مقدار علی بن حسین کے پہنچنی اور میرے والدہ نامہ اسے چلو پہنچنی،

روای ابو بکر الخضر ہی عن الصادق ۴ ابو بکر خضر می نے جنابِ صادق سے روایت کی ہو

ان الحسین لما صا والی العراق اسود ع
 کرجب امام حسین عراق کی جانب روانہ ہونے لگے
 امرسلما الکعب والوصیفه لما رجع زین
 تو کتاہیں اور وصیت نامہ ام سلمہ کے سپرد کر دیا پھر
 العابدین رفعنہا البیر
 جب بنی العابدین شام سے واپس ہوئے تو ان مظلمہ
 نے نہ امانت ان کے سپرد کر دی۔

ابو الجارود عن الباقر ان الحسین لما حضر
 ابو الجارود نے امام محمد باقر سے زیارت کی کہ کہ جب نبی زشتاد
 الوفاة دعا ابنته فاطمة الکبریٰ علی در فزع الیہا
 امام حسین کا قریب ہوا تو اپنے انبی بیٹی فاطمہ کبریٰ کو
 کتا بابا ما غور فاطما هه
 بلا کر انہیں لغوف خطم حمت فرمایا کہ جب سید شجاد شہید
 ہوئے تو ان کو رو دینا،

ایکی امانت پھر اسود کی سہاد جادات کے گویا ہونے کا منجھ

يَكُنْ لَكَ مَعْرِفَةٌ لِحَقِّهِ دُرِّ الْخَطْبِ لَمْ يَكُنْ لِمَا جَاءَتْ سَلَامًا

جب یہ سنگ اسود کو بوسہ دینے آتے ہیں تو قریب ہوتا ہے کہ آپ کے کعبہ دست کو تمام ہے
 امام حسین کی شہادت کے بعد کچھ لوگ (کیسانہ) محمد حنفیہ کی امانت کے قائل ہو گئے تھے اور بنا بعض آیات
 کے خود انھوں نے بھی اس بارے میں اپنے پیچھے سے نزاع کی تھی مگر چونکہ اس دعویٰ اور نزاع کی تائید کسی شخص
 سے نہ ہوتی تھی لہذا دعویٰ اور نزاع قابل اعتناء نہ تھی تاہم پھر اسود نے اس معاملہ کو صاف کر دیا اور امانت
 علی بن امین کی ثابت ہو گئی جبکہ ابو خالد کا بلوی کی روایت سے ثابت ہوا ہے:-

ابو خالد کہتے ہیں کہ محمد بن حنفیہ نے قتل حسین اور شام سے وینہ منورہ میں والہی علی بن محمد بن
 کے بعد زمان قیام مکہ میں مجھے طلب کیا اور کہا کہ علی بن حسین کے پاس جا کر ان سے کہو کہ میں ہوا
 اپنے دونوں بھائیوں حسن اور حسین کے بعد اولاد امیر المومنین میں سے برا اور تم سے زیادہ آقا
 کا حق دار ہوں لہذا تم کو امانت میرے سپرد کر دینا چاہیے اور اگر کوئی حکم پہنچے مقرر کرنا چاہو
 تو ہم اس کی طرف رجوع کرنے کو موجد ہیں۔ ابو خالد کہتے ہیں میں نے بیعتام لیکر حضرت کے پاس گیا
 حضرت نے فرمایا ان سے کہو کہ تمہارے چاچا سے ڈرو اور جس امر کو خدا نے تمہارے لیے نہیں قرار دیا
 اس کا دعویٰ نہ کرو ورنہ تمہارے اور تمہارے درمیان میں حجر اسود حکم ہے جس کے لینے کو انہی پر ہے

وہی امام ہے ابو خالد کہتے ہیں کہ میں اس جواب کو لیکر گیا اور انھوں نے اسے منظور کیا بہت
 دونوں ہجرا سود کے قریب گئے اور میں ان کے ساتھ تھا حضرت علی بن آقین نے محمد سے کہا کہ
 سارے چچا پہلے آپ اپنے لیے شہادت طلب کیجئے چنانچہ پھر آگے بڑھے اور دو رکعتیں پڑھ کر بہت
 سی دعائیں کہیں پھر ہجرا سود سے اپنی امامت کی شہادت طلب کی مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا
 پھر علی بن آقین نے کھٹکے ہو کر دو رکعتیں ادا کیں اور ہجرا سود سے خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ
 اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی شاہد قرار دیا ہے جو غرق عبادت اس کے بیت محرم
 میں حاضر ہوں اگر تجھے یہ معلوم ہو کہ میں صاحب الامر اور میں تمام بندگان خدا کا واجب الطاعت
 امام ہوں تو میرے چچا کو آگاہ کر دے کہ امامت میں ان کا کوئی حق نہیں ہے یہ کہتے ہی خدا نے عالم
 نے ہجرا سود کو بہت صاف عربی زبان میں گویا کیا اور اُس نے کہا کہ محمد بن علی امر مارت علی بن
 آقین کے سپرد کردہ دعوت ہے اور تمام بندگان خدا کے واجب الطاعت ہیں تم اور مخلوقات
 الٰہی میں سے پھر ان کے کوئی امام نہیں ہے یہ سن کر محمد بن خفصہ نے امام کے پاؤں کو بوسہ دیا اور
 کہا کہ امامت آپ ہی کے لیے ہے

قطب راوندی علیہ الرحمہ اس روایت کو لکھ کر تحریر فرماتے ہیں کہ بعض اقوال کی بنا پر محمد بن خفصہ نے
 دفع شکوک کے لیے یہ تدبیر کی تھی نبی بحقیقت انہیں کوئی نزل نہ تھی، (ابن حجر العسقلانی و ابی حنیفہ)

اسکے روحانی فضائل پر عبد اکرم علامہ محمد بن طلحہ شافعی

ہذا زین العابدین قد وہ لزاہدین، یہ عابدوں کی زینت زاہدوں کے پیشوا پرستکاروں
 سید المنفلین، اصحاب المومنین، شہیدان، کے سوارا یان واردوں کے امام تھے آپ کی بیعت آپ کے
 تشہد لہ اندر من سالار رسول اللہ و سیدنا، اولاد و خول ہونے پر گواہ ہی تھی اسی کی رضا آپ کے
 تثبت مقام قرب من اللہ و ثقافتہ تسجل بکثرة، قرب و منزلت کو بارگاہ الٰہی میں ثابت کرنی تھی اور
 صلوات و تعبدہ، و اعراضہ عن متاع الدنیا، آپ کے اعضاء سجود کے گئے آپ کی کثرت صلوات و تعبدہ کے
 نطق بزمہ درہت لہ اخلاص النفوی، قبائل کی ہر قسم تھیں و تبلیغ دین کے آپ کی کثرت کوشش آپ کے
 نفو و نفوذ و اثرات لہ انوار التامید فاہدنی، دنیاوی زمین پر باطن تھی فرزند ان تقویٰ آپ کے سامنے
 بھا الفت و اراذ العبادۃ فانش بصحبہا، اسے تو آپ نے تفریق نہ کی اور تائید کے نور آپ کے

حالفئہ وظائف الطاعة فغلبت بحليتها،
 طال ما اتخذ الليل مطية ركبها الفطع
 طرفي الآخر قو ظماءا لهما واجر دليلا
 استرشد يبر في مفادير المسافره، وله
 الخوارق والكرامات ما شوهد بالاعين
 الباصه، وثبتت بالاثار المتواتره، وشهدا
 انه من ملوك الاخره،

ومطالب المل في مناقب (الاول صفحہ ۲۰۱ مکتوب)
 ہوئے اور آثار متواترہ ہے ثابت ہیں اور گواہی دیتی ہیں کہ آپ سلاطین سخت سے ہیں،

حب الشہداء صا. رور

ہمیں یاد خواص و عوام دوست و دشمن در فضائل
 خواص و عوام اور دوست و دشمن کسی کو آپ کے
 دے شبہ نیست (روقتہ اشہد)،
 فضائل میں شبہ نہیں ہو

خواجہ محمد یاسین بخاری

وعليه ابو نعيم وماريخه الذئبي عن
 ابي حازم وسفيان بن عيينه، والزهري
 قال كلوا احد ما رايت قوما افضل من
 علي بن الحسين ولا افقر منه (فضل الطالب)
 اور یہی قول ابو نعیم کا بھی ہے اور یارخ جواب حازم
 سفیان بن عیینہ اور زہری سے مروی کہ یہی گھنٹی ہے اور
 ہر ایک کا قول یہی کہ میں نے کوئی قرشی علی بن حسین سے افضل
 اور زبان توفیق نہیں دیکھا،

جانبشخ مفید

انکان افضل خلق الله عبداً بعبداً وعلماً وارشاداً،
 وہ جلیل ہے پر زبر و گوار کے بعد علما اور علما مخلص سے افضل

روحانی راضیت کی انتہائی کامیابی

غیب کے آواز آئی انت نہایت تعابداً
 ملا عینوں مرضی خالق میں شامل ہوئیں

در شواہد اوارج کہ یک شب در تہجد بود شیطان بصورت
از ہر اتمش شدہ اذیاز عبادت مشغول سازد (ام
بورہ) بیچ الفات کرد شیطان آمد و انگشت ہائے
سے را بزدید مگر امام الفات کرد پس چاہا کہ در دنیا
شد منور نماز خود را قطع کرد پس خداے تعالیٰ بر او
مشغف گردانید کہ اس شیطان است طمانچہ زد و گفت
و در شواہد ملعون، خوار و ذلیل چون در شد بزوح است
کہ در خود تمام کند آوازے شنید و قائل ماندید کہ سب باد
گفت انت ذین العابدین (ردضہ الشہادہ)
نے جبکی صورت دکھائی اندیتی تھی تین مرتبہ بپا کر کہا کہ تم ہی زین العابدین ہو،

الواع عبادہ آپ کا تصرف

وضو اذا توضی اصفرو لونه فیل لہ فی ذلک
فقال اندر دن لمن اتاہب للقیام میں یدہ
(حلیۃ الاولیاء)
ما بین وضو و صلوٰۃ کان علی بن الحسین
اذا فرغ من وضو و الصلوٰۃ و صار بین
وضو و صلوٰۃ تر اخذ تر علف و ففضتہ
فیل فی ذلک فقال و عیکم اندر دن الی
من اقوم و امیدانا جی و لیۃ الاولیاء
کثرت صلوٰۃ روی جاعل من السلف
منہم سعید ابن مسیب قال بلغنی اقربکان
یصلی فی الیوم و اللیلۃ الف رکعہ لای ان
توفی و سنی زین العابدین و عن الباقر کان
علی بن الحسین یصلی فی الیوم و اللیلۃ
جب آپ وضو کرتے تھے تو رنگ ایک زرد ہو جاتا تھا
جب آپ سے اس حالت کا سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا
کہ تم جانتے ہو کہ میں کسے سامنے قیام کا ارادہ کر رہا ہوں
علی بن الحسین جب وضو و صلوٰۃ سے فارغ ہوتے تھے
اور نماز کا ارادہ کرتے تھے تو آپ کے جسم مبارک میں لرزہ
پڑ جاتا تھا جب حضرت سے اس حالت کا سبب پوچھا گیا
تو آپ نے فرمایا کہ اے ہو تم پر بھی معلوم بھی ہو کہ میں کسے
سامنے کھڑا ہوتا ہوں اور کسے مناجات کا ارادہ کرتا ہوں
انگوں کی جماعت نے جنہیں سعید بن مسیب بھی تھے وہ یہ
کی ہوں کہتے ہیں کہ مجھے خبر ملی ہے کہ دن حجاب ہر روز
و شب میں ہزار رکعتیں پڑھتے تھے تا انیکہ اپنے ذات
پائی اور آپ کا نام زین العابدین رکھا گیا اور امام محمد
سے منقول ہے کہ علی بن الحسین ہر روز و شب میں ہزار رکعت

الف رکعت و کانت لہ خمساً من غلہ کان
عند کل غلۃ رکعتین (فصل فی الجاہلین) اور آپ ہر رکعت کے نیچے دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے،
علامہ فضل بن حسن طبری کہے القاب میں دو القابات تحریر فرما رکھتے ہیں:-
کثرت سجود۔ واما لقب بذلک لان موضع
السجود منہ رکعت کثرت البعیر من کثرہ السجود
(اعلام الورع)
اور یہ لقب آپ کا صرف اس وجہ سے ہوا کہ آپ نے ۶۰ فضائے
سجود کثرت سجود سے اونٹ کے گھٹوں کی طرح گھٹے
پڑ گئے تھے،

سفر حج میں آپ کے جانگنا مساعی

حج عن ذرا دہ بن اعین لقد حج علی
نافۃ عشرين حجراً قماراً حجاباً بوط
ذرا دہ بن مہین سے روایت ہے کہ حضرت نے ایک نافۃ
پر میں حج کیے اور کبھی اس کا تازبانہ نہیں مارا

خزائن تمکین آپ پورا دسترس

کم سنی کا حج قال عبد اللہ بن مبارک
حجبت لعین السنین الی مکہ فینما سائر فی
عنین الحاج و اذا صہتی سبا عی او ثمانی
دھویہ فی ناحیہ من الحاج بلان واحد
را حلتہ فقلت مت البیر و سلمت علیہ
و قلت مع من قطعت البر فقال مع البکا
فکونی عینی فقلت یا ولدی ابن اذک
فقال نرا دی تقوی و را حلتی رجلائی
و قصدی مولائی فظلم فی قضی فقلت
یا ولدی من یكون فقال مطبئی فقلت ابن
لی فقال ہاشمی فقلت ابن لی فقال علی
و فاطمی۔
عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں یہاں گیا کہ منظر کا اہم
کر کے روانہ ہوا اور درمیان قافلہ کے چلا جا رہا تھا کہ وقت
میں نے ایک ٹھکانہ یا آٹھ برس کے لڑکے کو دیکھا جو حاجیوں
سے کہنے پر راہ کے چلا جا رہا ہے یہ دیکھ کر میں اس کی
طرف بڑا اداس ہوا میرے سلام کو اور پوچھا کہ آپ کس کے
ساتھ صحرا کو تلے کیا؟ فرمایا خدا کے ساتھ یہ کلام انکامیری
نظر میں غلط معلوم ہوا میں نے کہا کہ اسے فرزند یا چاچا کو کہاں ہے
فرمایا کہ میرا دامیر آقوی ہے اور میرا چلہ میرے پانوں میں
اور میرا مقصود میرا سوا ہے یہ کلام مجھے غلط معلوم ہوا
میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں میرا مطلبی بنے کہا کچھ
اور وضاحت کیجئے فرمایا ہاشمی ہوں میں نے کہا کہ اور
وضاحت کیجئے فرمایا علی و فاطمی

عفو و رحمت کی مثالیں

روى انشد عما مملوكه مرتين فلو يجي بيا ثم جلا
في الثالث فقال ما سمعت صوتي قال لا فقال
فما بالك لم يجيني قال امنتك قال الحمد
لله الذي جعل مملوكي يامنتني
(رحمة الاوليا)

میرے غلام کو مجھ سے بے خوف کر دیا۔

مردی ہو کہ آپ نے اپنے ایک غلام کو دو مرتبہ بھارا لگاتے
جواب دیا پھر تیسری مرتبہ بھارا تو بولا آپ نے اُس سے بچھا
کہ تو نے میری آواز نہیں سنی تھی عرض کیا کہ سننے کی سنی تھی
فرمایا کہ جواب کیوں نہیں دیا عرض کیا کہ آپ کی جانب
سے بے خوف تھا فرمایا کہ حمد ہے اُس خدا کے لیے جس نے

وكانت جارية لعالي بن الحسين فسكرت
عليه المأفقط الابرقي من يد ما فتقهم
فرفع راسها لهما فقالت لجا يريد ان الله يقول انما
الغيط فالظمت غيطي قالت والعافين عن
الناس قال عفوت منك قال والله يجب
المحسنين قال اذهبي انت حرة لوجبر الله
(رحمة الاوليا)

حضرت کی ایک کنیز آپ پر پانی ڈال رہی تھی تو آپ کے
ہاتھ سے چھوٹ کر حضرت کے سر پر گرا چوٹ آئی حضرت
نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا اُس نے کہا کہ تو غلامی
فرماتا ہے کہ ن لوگ جو اپنے غصہ کو ضبط کرتے ہیں فرمایا
میں نے اپنے غصہ کو ضبط کیا اُسے کہا کہ ن لوگ جو لوگوں سے
درگزر کرتے ہیں فرمایا میں بھی تجھ سے درگزر کی اُسے کہا اؤ
اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے فرمایا جاؤ

راہ خدا میں آزاد ہے،

غریب مہوین کی خبر گیری

عن عائشة قالت سمعت اهل المدينة يقولون
ما فعدنا صاذا فذلنا السراحين مات علي بن
الحسين (رحمة الاوليا)

حضرت عائشہ کہتے ہیں کہ میں اہل مدینہ کو کچھ نہ کہ جب
مک علی بن حسین نے وفات نہیں پائی تھی خیر سے
محروم نہیں ہوں

رفیقہ طریا پنے مال کی تقسیم

قال ابو جعفر ان اباہ علی بن الحسين قاسم
الله ساله قرتين (رحمة الاوليا)

امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان کے دو بزرگوار علی
بن حسین نے دو مرتبہ اپنا تمام مال خلیفہ میں تقسیم کر دیا۔

میلد حشر بن حنبل سے بھی کچا

القعی عن ابن عباس قال للنبی اذا کان یؤتی
القیامۃ نادى صنادین زین العابدین و
کان فی انظار الی لدی علی بن الحسین یخطر
فی الصفوف (علل الشرائع)
قبی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بروقیامت
ایک منادی ندا کرے گا کہ ان میں زین العابدین اور
گویا میں اپنے فرزند علی بن الحسین کو دیکھ رہا ہوں کہ ان
عنفوں کے درمیان میں موجود ہیں

معدن امامت کے دشمنوں

آپ کی اولاد امجاد میں دو صاحبزادے امام محمد باقر اور عبداللہ باقر تھے امام حسن کے بطن طاهر
سے تھے اور ابو الحسن زید شہید اور حسین اصغر اور عبدالرحمن اور سلیمان (تو م پیدا ہوئے) اور حسن اور حسین اور
عبداللہ اور محمد اصغر اور علی نقی تھے اہمات اولاد و کثیران خاص ہے اور بیٹی کوئی نہ تھی اور بعض نے تین بیٹیاں
بھی لکھی ہیں فاطمہ علیہ ام کلثوم، بیٹیوں میں سے امام محمد باقر اور عبداللہ باقر اور زید بن علی اور عمر بن علی اور علی بن
علی اور حسین اصغر صاحب اولاد ہوئے،

شیعہ امامت کے پڑا

جابر بن عبداللہ انصاری، حاکم بن وائل الکفائی، سعید بن مسیب، سعید بن جبان النخانی، واثق بن ابی
سعید بن جبیر، محمد بن مطعم، ابو خالد کابلی، قاسم بن عوف، اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر، ابراہیم و یحییٰ بن فرزدان
محمد بن خثیمہ حبیب بن ابی ثابت، ابو یحییٰ الاسدی، ابو حازم الاعرج، سلمہ بن دینار اللدی، ابو حمزہ ثمالی، ہرثم
انصاف، جابر بن محمد بن ابی بکر، ابوب اسحق، علی بن افض، ابو محمد قرشی، ضحاک بن مزاحم، طاؤس بن کیسان، ابو
عبدالرحمن حمید بن موسیٰ الکوفی، ابان بن تغلب، رباح، ابو الفضل مدیر بن حکم بن مصیب الصیرفی، قیس بن ابانہ عبداللہ
البرقی فرزدق شاعر،
(تہ مجتبیٰ حسن موسیٰ فضل نقیہ)



فلسفہ حکیم

ادب از باب عصمت کے تحقیقات

فَاللّٰهُ اَكْبَرُ الْكَلِمَ فَوَ كُنَّا لَا نَدْرِيْ فِىْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ

قرآن حکیم کا ایک شرف ہے کہ انسان بہترین ساخت میں پیدا کیا گیا ہے۔ یہ قدرت نے ہمارے جسم میں کوئی ایک عضو بھی ایسا نہیں بنایا جو عبث ہو اور انسان اُس سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ خلاق عالم نے مقام شرف میں بندہ کو ممنون بنانے کے لیے اُسی کی مملکت جسم میں بعض اعضاء بعض پر فضیلت دی اور دل کو تمام اعضاء بدن کا حاکم بنا کر دیگر اعضاء کو اُس کے تابع فرمان قرار دیا۔ اگر دل مکرانی کے فرضہ کو چھوڑ دے تو دست و پا عالم بطل میں اپنی کار گزار یوں کو پھول جائیگے،

دل تمام اعضاء کا حاکم ہے لیکن دیگر اعضاء جسم میں بھی ایک دوسرے سے متغنی نہیں ہر اگر پاؤں پہلنے میں کمٹ کریں کہ عین کے تمام ذرائع مفقود ہیں اور ہاتھ کوئی فائدہ پہنچا نہیں سکتا جب تک کہ خارج سے کوئی دوسری ہستی یا محتاج لا کر مہیا نہ کرے اس سے باہمی موسسات کا بھی سبق ملتا ہے کہ ایک عضو دوسرے کو مدد پہنچاتا ہے مگر یہ ہی طاقت کے زیر نگین تربیت پارتی ہے جو انسان کے لیے بہترین عنوان خلقت کا اختراع کر چکی ہے ہمیں اس نظام ظاہری کو دیکھ کر تعجب تھا مگر جب باطن پر تیز نگاہیں ڈالی گئیں تو سرِ اہل حق بحیر العقول بواطن نظر کے جنموں نے بحر حیرت میں ڈبو دیا گو اندرونی حالات انسان کے متعدد پردوں میں چھپی ہوئے ہیں۔

پہلے جلد کا حجاب دوسرے لحم (گوشت) کا دبیز پرت جس سے خون کی رنگین چادر چھ عظام (ہڈیوں کی) دیوایں پر اسپرگوں کا جال کی سطح نظر باز کے تار نگاہ کو اندر کا حال ظاہر ہونے نہیں دیتا ظاہری نظریں ڈالنے والے اعضاء کی منظم نشو و نما کو دیکھ کر فنیادار اللہ احسن الخالقین مہدی ہیں لیکن اندر کا حال شہرت کے اجسام پڑنے کے بعد بھی مشکل سے سمجھ میں آتا ہے اس لیے کہ اس مختصر عبارت میں کئی گویا چادر کھینچی ہوئی ہے کسی جگہ عروق کے استبر لگے ہوئے ہیں کہیں ہڈیوں کی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں بنی ہوئی ہیں غرض صد با عجب، اور غرائب ایسا کی پتلیں میں ودیعت کئے گئے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ انسانی جسد میں ممتاز ترین کونسا حصہ ہے

اس سوال کے جواب میں بلا کسی اختلاف کے چہرہ پیش کیا جائے گا کیونکہ چہرہ ہی انسان کی شناخت ہوتی ہے اگر نقاب پوش انسان مجمع میں بھیج دیا جائے تو حاندہی کی شناخت سے عاجز ہونگے لہذا جو حصہ ہم انسان

پہنچا دے وہی ہشت الاعضاء ہے اور حق بھی یہی ہے اسلئے کہ چہرہ میں قدرت سے جس مخصوص انداز سے قلم کاری کی ہے اُس پر نظر کر کے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس جگہ کوئی کشش غلط ہے یا کسی جگہ کوئی نقص ہے یا کسی جگہ کوئی کمال ہے کلفہ شامل نظر کر دیکھ و بصیرت بہترین ہمتیں اس جگہ ایسی خلق کی گئیں ہیں کہ اعتبار بفتح بخش ہونے کے کوئی دوسرا عضو ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا اسی چہرہ میں چیزوں کے استشمام کے لیے بینی کو وسط میں جگہ دی گئی اور تحت میں عین امر حمت ہوا جو اکل و شرب کے ضروریات پر اکرانے کے لیے تمام آلات سے سجا ہوا ہے زبان و دانت جنہیں کوئی بھی بیکار نہیں ہو سکا سکے جزو میں اس مجموعہ میں جب قلم قدرت کی کوئی کشش عبث ثابت نہ ہوئی تو کوئی با عقل کہہ سکتا ہے کہ ڈاڑھی مونڈ دینے کا قابل ہی چہرہ کا فلسفہ بتاتا ہے کہ چہرہ ایسے خوشنما حصہ پر بالوں کی روئیدگی بے وجہ نہیں ہو اگر قدرت کو خلق لمحہ مقصود ہوتا اور ڈاڑھی مونڈ دانا انسانی نفس میں داخل ہوتا تو کوئی دوسری صورت زن و مرد کے امتیاز کی ظاہری طور پر ضروری تھی مادہ جب ایسا نہیں ہوتا تو قدرت کی جانب سے ایسی چیز کو جو کرنے کا حکم کبھی صادر نہیں ہو سکتا تھا جو بار بار کے مونڈنے سے پھر روئیدہ ہوا و خیر میں معینہ وراض کے علانہ یہ رحمت بھی بڑی جلدی ہے یہ دستور اعلیٰ نامیچہ انسانوں کا طبع مزاج ہے قدرت کو اس سے کوئی لگاؤ نہیں بہرہ کے تمام اجزاء مجموعی حیثیت سے فلاح حق تعالیٰ میں داخل ہیں ممکن ہو کہ ہمارے ممالک اسی جیسے ڈاڑھی کو مدھاسن، کھنا شروع کیا ہو یقیناً انسان عالم اکبر ہے جسکے نفس کی معرفت معرفت اربی کا کام اور من عورت نفسہ فقد عرفت سبب ایک ایسا صبح ارشاد ہے جس سے بہتر معرفت الہی کا دوسرا فیلیجہ میں نہیں آتا یہ بیان عقلی حیثیت سے تھا،

منہ

اب رہا فران شریعت ن ارباب جہاد کی طرز سے قادی کی شکل میں تو مکتب تحریر اور تقریر پہنچا کر اہم امپرورینی ڈالنا نہیں چاہتے گرامہ مصومین کے افادات سے ڈاڑھی کا فلسفہ ضرور پیش کرینگے جو ممکن ہو کہ افراد قوم کے قانون مکتب قبل ازیں نہ پہنچا ہو اور محرم السطور اسکا ترجمان ثابت ہو،

ہمارے ائمہ تشریح احکام سے بھی انتہائی درجہ پر واقف تھے اور طبیب اور اراج و اہل ان ہونا ان کے مختصات ہے، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مذہب جعفری کی بنیاد کو استوار کیا مجلس منصور میں اس موضوع پر گفتگو فرماتا ہوں کہ دشمنوں کے قلوب کو اس طرح متغیر فرماتے ہیں کہ مخاطب فلسفہ احکام شکر الہ اسلام میں معیم قلبے داخل ہوتا ہے،

توضیح مرام یہ ہے کہ منصور دروائقی کے دربار میں ایک طبیب ہندوستان سے سفر کی رحمت لے گیا تھا ہوا ملکات منصورین نے نبل ہوا اور بہرام شاہ میں اپنی طبیبی معلومات پڑھ کر حاضرین کو سنا مشروع کیے انہیں بدبول

نے اپنی آبائی مہمان نوازی کا لحاظ فرما کر طبیب ہندی کے لیے قطع سخن سے عراض کیا لیکن رب نے اپنے جو سر دکھا چکا تو بڑے علم و کمال پر اتنا اٹھا کہ عزت گزین امام کی طرف رخ کر کے حرب ذیل گفتگو شروع کی:-

طبیب - میرے علم سے فائدہ اٹھانیکا آپ بھی اللہ فرماتے ہیں،

امام - کبھی نہیں ایسے کہ جو میرے پاس ہوں تیسرے سرایہ حیات سے بہتر ہے، یہ کمک صادق الٰہی محمد نے اپنی معذرات کا ایک شہدہ بیان کیا جسے دالوں کو حیرت ہوئی

طبیب - یہی آپ کی طبیعت ہے،

امام - ہاں یہ تباہ کن وجہ ہے، کچھ پوچھی گایا میں ابتدا کروں،

طبیب - آپ پوچھی میں جواب دینے پر تیار ہوں،

امام نے تشریح اجسام کے موضوع پر اوئیں سوالات پیش کئے اور ہر استفسار پر طبیعتی

اپنی لاعلمی کا اظہار کرتا رہا حتیٰ کہ انھیں سوالات میں امام نے فرمایا:-

امام تجھے معلوم ہو کہ بالخصوص مرد کے لئے ڈاڑھی کیوں قرار دی گئی ہو۔

طبیب - مجھے نہیں معلوم۔

امام - جعلت اللعینہ للرجال لیستغفی بها مرد کے لئے ڈاڑھی ایسے بنائی گئی ہے تاکہ اسکے

عن الکشف فی المنظر دیعلم بها الذکر سب سے کثیف منظر ہو اور مرد و زن میں امتیاز

من الکثیف کتاب محصل ج ۲ صفحہ ۹۰ ہو جائے

طبیب - (سر سے پاؤں تک اسی شان سے تشریح ابدان شکر بحر فکر میں غوطہ زن اور متعجب ہو کر) یہ علم آپ

تک کیونکر پہونچا؟

امام - یہ علم میرے اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کیا ہے اور انھوں نے پیغمبر خدا سے اور انھوں نے جبریل سے خود خدا

کی زبانی خدا جس نے اجسام و ارواح کو خلق فرمایا

طبیب - میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور خدا کے بندہ اور رسول ہیں اُنک

اعلموا اھل نماز و عبادت اور میں اسکا بھی شاہد ہوں کہ آپ اپنے زمانہ میں سب سے زبان علم رکھتے ہیں،

اس واقعہ کو تمام و کمال ابن بابویہ قمی نے کتاب مذکور میں بیان کیا ہے آخری الفاظ امام کے ایسے

فعل کی گئی کہ اپنے افادات کو سلسلہ سند کے لحاظ سے ذات واجب الوجود تک پہونچاتے ہیں جس سے

نہایت سے کہ ڈاڑھی سے صنایع کی غرض زن و مرد میں امتیاز باہمی پیدا کر دینا ہے اور ریش مرد کو کٹ کر

امتیاز ہے اور جہاں عام طور پر قدرت نے مردوں کے دست و بازو میں عورت کے زبان و توت دی ہو اور انکو

انسان سے عقل میں بڑا حصہ دبا دیاں باطنی امتیاز کے ساتھ ظاہری حیثیت سے بھی ممتاز کیا تاکہ مرد کی حکومت سنسنی مازک پر باقی رہے،

منبر ۳

قاعدہ کی بات ہے کہ ہر شخص سے اسکی فہم کے موافق گفتگو کی جاتی ہے یہاں مخاطب ایک حکیم تھا لیکن امام نے اپنی بزم خاص میں اپنے صحابی خاص منہض سے جو فلسفیانہ گفتگو کی انہوں نے منہض کی بلند حوصلگی اور ایمان کی تہذیب پر گہری روشنی پڑتی ہے اس بزم میں بھی صادق آل محمدؐ کی غمان توجہ فلسفہ لمحہ پر مبذول ہوئی ہے اور خلقت انسان پر تقریر فرماتے ہوئے گہرا نشان ہیں:-

انکان ذکوا طلع الشہر فی وجہہ فکان
لک علامۃ الذکر وغیر الرجال لندی
یخرجہ من حد الصبی وشہۃ النساء لو
لو یخرجہ الشعر فی وجہہ فی وقدر المرءین
سبقت فی صیغۃ الصبیان والنساء فلا توفی
اجلا لا ولا وفامرا (حدیث منہض بطریق صحیح)
اگر مرد سے تو اس کے چہرہ پر بال اُگھیں پس تیرے لئے
تو یہ ایک مردانگی کی پہچان ہو ہی اور اس کے لیے سبب
عزت جس کی وجہ سے حدود طفولیت اور عورتوں کی مشابہت
سے خارج ہو جائے گا اور اگر اس کے چہرہ پر دقت عین
میں بال نہ اُگھیں تو کیا وہ لڑکوں اور عورتوں کی ہیئت
میں باقی نہ رہتا ضرور باقی رہتا اور جلالت و وقار جو مرد
کے لئے ہے کچھ نظر نہ آتا

مذکورہ بالا تحقیق میں امام نے دائرہ صی کر مرد کی عزت عورت کی مشابہت و حدود طفولیت سے گذر کر
کا کہ قرار دیا ہے اور درحقیقت دائرہ صی ظاہر جو نیچے بعد ہی مرد بچپنی کی حد سے نکلتا ہے اور عورت سے بوجہ
ریش ہی امتیاز پیدا ہو جاتا ہے تاہم مرد کا عوازاں اس سے ہو تو کیا تعجب ہے چونکہ یہ وہ معرکہ الارطویل حدیث ہے جس کے
انتہا میں بار بار امام فرماتے جاتے تھے تدبیر یا مفضل اسلئے محترم صحابی کو بھی دوران گفتگو میں مزید استقامت
لاحتی تھا جب منہض سچے کہ ریش مرد کی زینت ہے تو عرض کرتے ہیں

یا مولائی فقد رانی من قبل علی حالہ ولا ینب الشعر
فی وجہہ ان بلعہ حال البکر فقال علیہ السلام ذلک
ما قد متل یدیکہ وان یتل یدیکہ لیس بظلام للعبید
فرمایا یہ سکا بدلہ ہو سکیں اپنی ماتوں پہلے سے کرچکے ہیں اور یقیناً خدا اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں
یہ حدیث بھی دائرہ صی کی ہیئت پر آج سے بھی جاننے کے لائق ہے اور اس کی ثابت ہوتا ہے کہ نبی عظمیٰ
انسان کے لئے استدر متہم پر نشان ہونے کے اگلے کرداروں کے عوض جناب باری تعالیٰ اس نعمت کو سلب فرمایا کہ

چونکہ مفہوم کلام امام علیؑ سلام کا مجھ سے تبرا باب اجتماع سمجھ گئے ہیں لہذا سنا سب سامع ہوتا ہے کہ حضورؐ
 مجلس علیؑ الرحمہ نے ان فقرات پر جو حاشیہ دیا ہے ان میں پیش کش ناظرین کیا جائے
 مترجم گوید کہ شاید مراد اس باشد کہ وہاں پر ان ایشان سبب اس کی مشورہ کہ در اولاد ایشان میں
 آنا ظاہر گردد و برائے عبرت مردم حق تعالیٰ اولاد را عوض کر است فرمایا یا ایہذا کہ بر خدا لب از نعمت اینجا
 جس صورت لازم است (در ترجمہ حریف مفصل)

اس تشریح سے پتہ چلتا ہے کہ جو لوگ ڈراویسی ایسی نعمت غلطی سے خلقی طور پر محروم ہیں اسکا سبب ان کے
 ابا کے کردار ہیں جن سے لوگوں کی عبرت مقصود ہو اور بس

منبر ۴

یہ خصوصیت ہمارے ابا ان نسبت میں ہو کہ ان سے جس فرد کو دیکھوں علم فضل میں اپنے زمانہ کے تمام لوگوں
 سے بہتر ہو نیچے ساتھ ساتھ اپنے ابا بطاہرین کے جملہ علوم اور فنون سے باخبر ہوں اگر نہ ہوتا کسی ایک مسئلہ میں
 حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کا بیان کچھ ہوتا اور صادقؑ کل کچھ کہتے یہی لیے پیغمبر اسلامؐ نے بطور پیشگی ہی فرما دیا کہ
 اولنا محمد وادسنا محمد و آخرنا محمد و کلنا محمد اس سے ایک کتاب اتحاد ذات اور اتحاد احوال
 پر بھی ہو سکتا ہے کہ جو کچھ ایک معصوم نے خبر دی ہو دوسرے معصوم نے بھی وہی فرمایا ہے یہ دوسری بات ہے کہ بعض
 مواقع پر اختلاف وجوہ کے اعتبار سے لب و لہجہ بدل جا جائے لیکن یہ حضرات ایک درگاہ کے تلامذہ ہوتے ہیں
 ان کے اقوال میں واقفا کوئی اختلاف نہ ہوگا اور یہی دلیل امت بھی ہے جس طرح قرآن کا اختلاف خالی ہوا
 اُس کے الہامی ہونے کی دلیل ہے اور اراشا ہوتا ہے لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافات کثیرا
 اسی طرح ان حضرات کا مختلف نہ ہونا ان کی حقانیت کی برہان ہو

ناظرین بصیر پر پوشیدہ نہ ہوگا کہ امام جعفر صادقؑ سلام نے دو مختلف مواقع پر جو کچھ فرمایا ہے اُسکی
 جانب کج سے رسول پچھلے رسول کے سبط انور حضرت ابی عبد اللہؑ رحمین روحی لا الفداء معاویہ کے دربار میں ۹
 فرما چکے تھے یہ کمال بھی طویل اور زیب صفات بجا اخبار ہے مگر ہر موضوع سے صرف اقتداء متعلق ہے کہ
 ذریعہ ملت تمام حضرت سے پوچھا ہے،

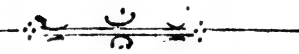
عمر محاسن ما بال لحد و کمر او فر من الحما۔ یہ کیا سبب ہے کہ آپ حضرات نبیؐ اہم کی ڈاڑھیاں
 گھنی ہیں اور ہماری ایسے نہیں ہیں

امام۔ جواب میں کچھ سکوت کر کے قرآن کی آیت پڑھتے ہیں :-

والبلد الطیب بخر بناة باذن ربہ والذی پاکیزہ زمین میں اپنے رب کے حکم سے اچھا سنہرے گاتا ہے

خبث لا یخرج الا نکلاً (سورہ اعراف) اور خبیث زمین کی پیداوار بھی خراب ہوتی ہے۔
 معاویہ - نیتاب ہو کر بل اٹھتا ہے کہ تجھے میرے حق کی قسم چپ رہن علی کا فرزند ہے۔ اب ثابت ہوا کہ
 ڈاڑھیوں کی خوبصورتی بھی بنی ہاشم سے مخصوص تھی

اب تو میرے خیال میں پیش کروں مواد اس موضوع کو بہت اہمیت دے چکا اور مدت سے الوغلا کی
 خدمت نہ کر کے دیر علام سے جو شرمندگی تھی وہ کیتقدیر غنہ ہو گئی، وما توفیقی الا باللہ
 (فقیر اب اہمیت غلامی النبی)



انگریزی صحیفہ کلام

کلام الامام امام الکلام

علی ثانی یا آدم ثالث امام چہام حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کا وہ کلام بلاغت نظام جو تحت
 کلام اخلاص و ذوق کلام المخلوق اور مافوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور رطلہ عبدیت و معبودیت
 کے صحیح معانی کا مخزن اور دعا و مناجات کے اعلیٰ ترین طریق کا معلم ہے درست الواعظین کے کافی وقت و روپے کے
 صرفے اگر سبزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہوا ہے اور شائقین کے سخت تقاضے پہلا جلد ۳۸ دعاؤں پر مشتمل ہے
 اور ۹۹ صفحہ پر ختم ہوا ہے شائع بھی کر دیا گیا ایک صفحہ پر اصل عبارت عربی اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہے جلد نمائے
 عمدہ انگلش فیشن قیمت ۷۰/-

یہ ترجمہ کیسا ہے اور اس کے کیا خصوصیات ہیں؟ ایک ان پڑت جو مبنی اس کو دیکھ کر کہتا ہے کہ اگر خدا ایسا ہی
 ہے جیسا کہ اس کتاب میں بتلایا گیا ہے تو میں ایسے خدا کے ماننے کو تیار ہوں، باتوں کا تھمل رہا ہے جلد نمائے
 ایسا نہ ہو کہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے،

البدایہ

شعبہ لڑکوں اور لڑکیوں کی دینی تعلیم کا نہایت قابل دید رسالہ جو حسین بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے
 اور انھیں کی سمجھ کا اندازہ کر کے پہلے ایک مقدمہ میں اجمالاً اصول دین کی ہر اصل کو چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے من
 نشین کر لیا ہے اور دوسرے باب میں فروع دین میں سے ہر فرع کے معانی و مطالب بیان کر کے ہر ایک فرع کو تفصیل
 سے علی عنوان پر سمجھایا ہے اور ان مطالب کو چلے کے باواہی مضبوط کاغذ پر چھپایا ہے ۱۸ صفحہ میں لکھا گیا ہے قیمت
 فی رسالہ ۱۰/- حصول نئی رسالہ مع حصول علاء فیض جبرطری عہد

سائنس و قدرت

تِلْكَ نَمِيرُهُ جِلْدُهُ لَمْ يَخْطُ

نے فرمایا کہ روح ایک ایسی مخلوق ہے جو جبریل سے غفلت میں بڑی ہے ملوکتی ہے اور خدایاں
اور ائمہ کے ساتھ ہمیشہ رہتی ہے، یہ روح ایک عظیم المرتبت فرشتہ ہے جس کے توسط سے تمام علم ہر
کھڑا و فر عالم نے انبیا اور اوصیاء و انبیاء فرمایا اور یہ انہیں حضرت کے لئے مخصوص ہے
قرآن مجید میں اور بھی کئی آیتیں ایسی ہیں جن میں روح کا ذکر ہے مگر اس کے متعلق وہی باتیں جن پہلے
عرض کی گئیں اسلئے طوالت کے لحاظ سے ترک کرتا ہوں

خواب

خواب کا ذکر قہر کما بنوں میں بہت ہے مگر اس جمل کے سائنس دان اور تعلیم یافتہ نئی روشنی دے رہے ہیں
کچھ اہمیت کی نظر میں رکھتے، خبر جو کچھ قرآن مجید اور رسول اور ائمہ سے اسکے بارے میں منقول ہے وہ
عرض کرتا ہوں اسلئے کہ یہ طے ہے کہ ان حضرات سے بہتر کسی کو کسی بات کا علم نہ تھا، قرآن مجید میں کل
خشک و تر موجود ہے اور ان حضرات کو تمامی قرآن کا علم حاصل تھا اور رسول اللہ فرماتے ہیں کہ میں علم کا
شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں، اور حضرت علیؑ سے کل ائمہ تک ن علم سینہ سینہ سب سے پہنچا ہے
لہذا ہم انکے علم کی کیا وقعت کر سکتے ہیں دنیا والے ہمارے سامنے ہیں کیا ایک کو بتاؤ قرآن و دنیا والوں کو نبوت
کم علم دیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا کہ آدمی کو نبوت علیل علم دیا گیا ہے، اس پر بڑے بڑے دعویٰ عقل کے مانع
لینا چاہیے ہیں،

(۳۴) سورہ یوسف، بادشاہ مصر نے جو خواب دیکھا تھا اسکی تعبیر بارہوں سے پوچھی انھوں نے جواب
دیا کہ ہم پریشان خوابوں کی کہیں نہیں دیکھتے یہ پریشان خواب ہے، کانی میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے
کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں ایک تو مومن کے لئے اللہ پاک کی طرف سے خوشخبری، اور دوسرے
شیطان کی طرف سے ڈراؤ، تیسرے اضغاث احلام یعنی جھوٹے اور پریشان خواب،

(۳۵) سورہ یوسف، جناب یوسفؑ کا مشہور خواب گیارہ ستاروں اور سورج اور چاند کا آپکو سجدہ کرنا اسکی
تعبیر جناب یعقوبؑ نے سب سے پہلے کی تھی کہ حضرت یوسفؑ سے منافقت کر دی کروں اسکو اپنے بھائیوں سے

بیان ذکر میں اور فرمایا تھا کہ خداوند علم تکوینوں کی تعبیر کیا گیا، چنانچہ خواب ہی کی تعبیر تباہی کے بدولت حضرت کی رہائی زندان مصر سے ہوئی، یعنی بادشاہ مصر کا مشہور خواب دہلی اور موٹی گایوں والا جی تعبیر حضرت یوسف نے دی تھی، تاویل الاحادیث سے مراد ہیں خواب کی تعبیریں ایسے کہ اگر سچا ہوتا ہے تو فرشتوں کی باتیں ہوتی ہیں اگر جھوٹا ہوتا ہے تو نضر شیطان کی باتیں ہوتی ہیں،

(۳۶) سورہ مجادلہ - فرمایا ہے کہ سوائے اسکے نہیں ہے کہ وہی کے بارے میں کاناہی پوری شیطان کی طرف سے ہوتا کہ مومنین بخیرہ ہوں لایکے بیشرینہ، لکھ اُن کو نقصان نہیں پہنچا سکتا، تعبیر صحیح بیان حضرت رسول شریعہ منقول ہے کہ تجوی ہے مراد خواب ہے پریشان ہیں جبکہ انسان سونے میں دیکھتا ہے اور غفلت میں ہے اس آیت کے نازل ہونیکا سبب خواب سیدہ کا وہ مشہور ڈرنا خواب تھا جب میں اپنے والدین اور جناب علی و حنین کو وفات پاتے دیکھا تھا ایک شیطان نے مومنین کے ڈرائی کے لیے ایسے خواب دکھلائے کہ وہ شیطان ابراہیم کا خواب میں اپنے فرزند کو ذبح کرنے دیکھنا قرآن میں مذکور ہے، ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ خواب بھی کئی قسم کے ہوتی ہیں بعض سچے اور بعض جھوٹے جو سچے ہوتے ہیں انکی وجہ یہ ہوتی ہے کہ روح پاک ماہر علی ہونیکے وجہ سے ماہر علی کی طرف جاتی ہو اور وہاں مقدرات کو دیکھتی یا ملائکہ سے ملنے کے بعد امور پر مطلع ہوتی ہو تو ن خواب سچا ہوتا ہے اور اگر روح گندی اور پاک سے توہر اپنے ہی ایسے شیطاں سے ملتی ہے جو مختلف قسم کے دوسرے پیدا کرتے رہتے ہیں جبکہ وجہ سے جھوٹے خواب دکھائی دیتے ہیں۔

بہر حال خواب کیا؟ جسبی روح ہوا چھی یا بری انبی ذمی حقیقت سے انبی نفسا میں جو تصرف اعصاب و دماغ کے ذریعہ کرتی ہے اسی کا نام خواب ہے، راہیہ امر کہ یہ تصرف واقع کو نہ کہ ہوتا ہے اسکو کسی چیز کی اصلیت کو بچر خدا کے پاک کے جو اسکا خالق ہے کوئی شخص دنیا میں نہیں تباہ سکتا ہمارا علم صرف اوصاف تک محدود ہے،

میں چند باتیں قرآن مجید اور احادیث سے سامنے کے متعلق لکھی ہیں دنیا اس سے بھی سبق لے سکتی ہو اور اگر اپنی فرعونیت کو چھوڑ دے تو اسی کے لیے اچھا ہے، خدا کے قادر مطلق کی قدرت اور طاقت و نصرت اور حکمت و عفو کو تسلیم کرے اور اس کے حقیقی خلفاء کی طرف رجوع کرے تاکہ علم صحیح و حق کا حاصل ہو تو عقل کی باتیں، مگر دنیا کیوں نہ لگی خیر میرا کام کہ دنیا ہو، اپنی ہی برا عالموں سے دنیا نے حقیقی خلیفہ خدا کو پروردگاریت میں جانیکے لیے مجبور کر دیا۔ خدا کرے کہ حضرت کا جلد طور ہوتا کہ خدا کے دین حقیقی کا ذکر اس شریک تاغرب بچ جائے اور دنیا گمراہ ہن و اماں حقیقی میں پہنچ جائے دنیا والوں نے

جو سوال ہی جن قسم کا ان حقیقی علماء سے کیا ہو کھلی اسکے جواب محرم نہیں ہوا اور میرا حال بھی حضرت فرماتے ہو جو کچھ پوچھا ہو کچھ تو قبل اسکے کھجے اپنے میں پاؤ اسلئے کہ میں اس کی رائے میں کی راہوں سے بھرتا ہوں، جو کدوی دنیا میں ایسا طرح کا دعویٰ کر سکے؟ یہ قول مولائے دو جہاں ہیر موناں باب مدنیۃ العلم حضرت علی کا ہے، آپسے لوگوں نے ہر طرح کے سوالات کیئے اور بکے جوابات پائے، یہی طرح اور ابتر سے ہر طرح کے سوالات کیئے گئے مقابلہ ہوا۔ درباروں پر رشید اور امام محمد تقی کا مناظرہ و مظاہرہ علم مشہور ہے، ایک سال سے زین نوبت نہیں آئی۔ اسی طرح دوسری قوموں کے علمائے دہرین نے ادیبین نے مجس کیں اور فنی بخش جوابات اہم جعفر صادق علیہ السلام سے جو ایک ہر سر سے جو خدا کے متعلق بحث ہوئی ہے اور جکا ترجمہ انگریزی میں بھی ہو گیا ہے دیکھنے کے قابل کتاب ہے، بہر حال مقصد ان باتوں سے یہ ہے کہ دنیا والوں کو چاہئے کہ محمد و آل محمد علیہم السلام کے درجہ میں سامی کریں تو دنیا و دین میں سب کچھ حاصل ہو جائیگا، ہم خرمہ دم ثواب و درجہ جو گذرے گی ان تو مسلم ہی ہو جائیگا۔ یقیناً جب باتیں ہیں جو مجھ ایسے جاہل نے لکھ دی ہیں یہ کہ حضرات علماء اس پر توجہ فرما کر مزید روشنی و الینے کیونکہ مسئلہ بہت اہم ہے اور دھپ بھی ہے، (عاصی)

مواقع نجوم کی تفسیر

فَالْاَفْتِ بِمَا فَعَلَ النَّبِيُّ اَوْ ذَاكَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَعْلَىٰ عَنِّي (نور وقار ص ۶۰)

تو میں تاروں کے مواقع و مقامات وقوع کی قسم کرتا ہوں اور یقیناً اگر مجھ کو دن

بڑی قسم ہے

اس آیت کریمہ کی تفسیر اور ان مواقع سے مراد باری تعالیٰ کی یقین میں علماء عامہ اور خاصہ میں سے کسی نے مجھے پہلے نظر نہیں کی حد پانے نہیں کو انہیں غور کرنے کی توفیق دی اور لفظ مواقع سے مراد باری تعالیٰ کی تعین کے اسباب اپنی رحمت سے ہمارے لئے تیار کر دیے، چنانچہ خدا نے تعالیٰ کی توفیق کے ذریعہ ہوجانے سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خداوند عالم نے فلاں قسم جو واقعہ العجوبہ ارشاد فرمایا ہے اور مواقع نجوم کی قسم کھائی ہے نفس نجوم کی قسم نہیں کھائی جو ان مواقع میں واقع ہیں تو نجوم اس مقام پر یا تو یہی تارے ہیں جو آسمان پر ہر شب تار یک میں نظر آتے ہیں یا کوئی دوسری شے ہے جسکو نجوم سے تعبیر کیا گیا ہے اگر یہی تارے ہیں تو ان کے مواقع اسی جو فضا و خالی کے کچھ حصہ ہیں جنہیں یہ نجوم تیرتے رہتے ہیں اور انہیں کی قسم خدانے کھائی ہے یہ نہیں ہوسکتا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اس پوری فضا کی قسم کھائی ہو اس لئے کہ ان نجوم کے مواقع ساری فضا کے کچھ حصہ ہیں لہذا اجاب ہادی بنے فضا کے کچھ حصہ کی قسم کھائی اور کچھ حصہ کو چھوڑ دیا ہے جس میں نجوم کے مواقع نہیں ہیں جیسا کہ اضافت لفظ مواقع کی نجوم کی طرف اسپردالت کر رہی ہے مگر مشرف مواقع کا محجب ظاہر اسی جہت سے ہے کہ ان نجوم کی طرف مشرف ہیں اگرچہ خود ان مواقع کے لئے بھی ظہار کی مشرف عظیم سے مشرف ہونا ناممکن نہیں اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے یہ مواقع اپنے بندوں کو صحت کر کے اور بعض کو بعض سے امتیاز دیکر پہنچائے ہیں اس لئے کہ بعض کے اجزاء میں غصہ کوئی امتیاز نہیں ہے لہذا انشرف میں ہے انشرف کی تعین اور اس سے انشرف کی تیز ضروری ہے اور یہ تیز اس امر کا موجب ہے کہ کل فضا قسم کھانے کی مستحق اور انشرف ہو بلکہ بعض تو انشرف ہو اور بعض غیر انشرف اور یہ بعض اس امر کا موجب ہے کہ ایک ہی شے کا کچھ حصہ انشرف ہو اور کچھ خفیس یا اگر خفیس نہ ہو تو غیر انشرف ہو اگر انشرف کا انشرف قسم کی جہت سے ہو مگر علم جدید اور حرکت جدیدہ میں جو حقیقت اس فضا و خالی کی موافق تحقیق حکماء موجودین نزدیک کے محقق ہو چکے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فضا کے اجزاء میں کسی جز کو کسی خصوصیت نہیں ہے بلکہ تمام فضا ایک ہی شے اور ایک ہی جسم ہے جو تمام اطراف و جانب میں پھیلا ہوا ہے اور جو چیز جو جسم واحد یا شے واحد ہو اور جس کے اجزاء میں کوئی امتیاز نہ ہو اس کے حکم و اثر و مشرف کا ایک ہوا واجب ہے اس لئے کہ اگر انہیں اختلاف

فرض کیا جائے تو یہ اختلاف ہمیں بحسب حقیقت ہوگا اور اس وجہ سے ایک حصہ کی حقیقت دوسرے حصہ سے مختلف ہوگی اور اس صورت میں یہ نفاضی واحد نہ رہے گی بلکہ فی الحقیقت دو مختلف چیزیں ہو جائیں گی مگر جب اس اختلاف و امتیاز سے قطع نظر کر کے نفس حقیقت فضا کی طرف نظر کر دے تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بات کے پرکھنے والے یعنی حکماء فلاسفہ الکین فرہنگ جو فلسفہ اعلیٰ کے ہول میں فکر کرتے رہتے ہیں اور جن کی حیرت انگیز باریک بینیاں امور عامہ کی بجائے میں مکمل و تکلیف مبالغین کے مباحث سے امور عامہ کے ان ذہنی مسائل میں بہت زیاں ہیں اس فضا کے بارے میں اور اس کی حقیقت میں بہت شدید اختلاف رکھتے ہیں بعض کا خیال ہے کہ فضا فی الحقیقت ایک موجود نہ ہے بلکہ بعض کا مذہب یہ ہے کہ ان ایک خلا اموم ہے جو بحر وجود ہستی کے کوئی واقعی وجود نہیں رکھتے بلکہ نفس انسانی کے ایجادات ہیں جو گردن حق حقیق جس پر جہن کے ایک حکیم فلسفی عاذیل کانٹ کے زمانہ سے آج تک کے حکماء کی رے متفرق ہو چکی ہے جیسا کہ اس کی کتاب ”فرطین“ یعنی میخا عقل صرف و خالص سے واضح ہوتا ہے اور میری اور بڑے بڑے فلاسفہ کی رائے جیسے جمہور کی ہے اور جسے اپنے بعض کتب کلامیہ میں مثل کتاب مذہب عقل وغیرہ کے جس کی نصرت کی ہو وہ یہ کہ فضا ایک خلا اموم ہے جس کا وجود حقیقت میں کچھ نہیں ہے بلکہ صرف نفس انسانی کے ایجادات ہیں سے جو اور اسکے ہوا کچھ نہیں ہے جیسا کہ اپنے مقام پر علی الخصوص میری کتاب ”مذہب عقل“ میں بدلائل بیان کیا گیا ہے، اور جب حالت یہ ہے تو میرے نزدیک ایسی شے کی قسم جس کے وجود عام میں حکماء کو اختلاف ہو عاقل حکیم کی شان سے نہیں ہے اور علان اسکے ایک حصہ کو چھوڑ کر دوسرے حصہ کی قسم کہنا اس صورت سے کہ ایک حصہ دوسرے حصہ سے انحراف ہوا اطمینان نہیں اور اعتماد عقل کے قابل نہیں ہے لہذا قیام اس کوئی حکمت واضح نہ ہو جائے اور حل کرنا مواتع کا بحر اس فضا کے دوسرے معنی پر محال ہو کر حسب واضح ہو جائے کہ حل کرنا مواتع کا اس فضا پر محال ہے تو سرے ہی سے کوئی اشکال باقی نہ رہے گا اور عقلا بعید معلوم ہوگا اس لئے کہ نہ ترجیح بل امر ج سے مشابہ ہوگا باوجودیکہ کوئی قطعی فیصلہ اس امر پر جو نہیں ہے کہ خدا کے پاکنے ان مواتع سے ہی فضا خالی کا اراد کیا ہے جبکہ یہ نجوم پرکھتے ہیں اور انہی میں واقع نجوم قرار دیے ہیں، اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی تفسیر عقل کے نزدیک ناقابل قبول اور صانع حکیم سے بعید معلوم ہوتی ہے مگر یہ کہ کوئی حکمت خدا کے تعالیٰ کی اس بابت واضح ہو جائے،

پھر خدا کے تعالیٰ کا یہ قول ”وانہم لیسوا لو تھلکون عظیمہ“ اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نجوم جنہاں آریہ کریم میں ذکر کیا گیا ہے ان نجوم کے علان ہیں جنکو ہم آسمان میں دیکھتے ہیں اور یہ اس لئے کہ خدا پاک نے اپنی اس قسم کو عظمت کے ساتھ موصوف کیا ہے اور جو صفیں اسکے علان قرآن عزیز میں مذکور ہیں انہیں ہے کسی صفت کے ساتھ بجز اس صفت کے موصوف نہیں فرمایا لہذا ضرور ہے کہ اس مقام میں

کوئی خصوصیت خاصہ اور ان نجوم میں کوئی شرف مخصوص جو ان کے علان و دسروں میں نہیں ہے تاہم اندر لے
 تعالیٰ نے انکی قسم کو عظیم قرار دیا اور ضرورت تعلق شیع معلوم ہے کہ حضرات انبیاء و اوصیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم
 صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اشرف و افضل ہیں بلکہ وہی تمام کائنات کی وجود کی علت ہیں جیسا کہ اپنے مقام
 پر ائمہ حدیث اور ہمارے اصحاب تکلمین کے کتب میں واضح ہو چکا ہے خصوصاً اس جہت سے کہ آنحضرت سلام اللہ علیہ
 اور ان کے بھائی ہبیر المؤمنین و وسطہ خلق و کوین ہیں جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب ”نذہب عقل“ اور تصدیق لایۃ البندۃ
 کے بعض موطا حاشیوں میں اس مطلب کو بدلائل و براہین بیان کر دیا ہے اور ان کے علان و دیگر کتب کلامیہ میں
 بھی ذکر کیا ہے تو یہ نجوم کیلئے آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم سے افضل ہوں گے تاہم انکی قسم کو عظیم قرار دیا جائے اور
 معلوم ہے کہ قسم کی صفت میں لفظ عظیم کا استعمال مشہور ہے جسکی قسم کو عظیم سے موصوف کیا ہے عمر و افضل کے
 موجود ہوتے ہوئے جائز نہیں اور بیان مسکا یہ ہے کہ خدا کے پاک برترنے قرآن عزیز میں کئی قسم کے ملائکہ کی
 قسم کھائی ہے اور ان بھی وجہ نفس و عقل ان نجوم سے جو صاحب عقل و صاحب نفس نہیں ہیں خلقت افضل و اشرف
 ہیں اور ابد و جودا سکے حق سبحانہ و تعالیٰ نے ان کی قسم کو عظیم نہیں فرمایا اس جہاں ان نجوم کا یہ حال ہو تو قسم ان کے
 مقامات و وقعہ اور اس فضا کی بابت جہتیں نجوم تیرتے رہتے ہیں اور کل مواقع یا بعض مواقع کی قسم کی نسبت کیا خیال
 کر سکتے ہو

انھیں قرآن اور انھیں وجہ سے معلوم ہوا کہ جو نجوم اس آیت کریمہ میں مذکور ہیں ان نجوم کے علان میں
 جو شب تاریک میں آسمان پر نظر آتے ہیں لہذا ان نجوم سے اس مقام پر کیا مراد ہے اس کی تفتیش ضروری ہو؟
 سان شیعہ (قرآن و حدیث) میں کبھی کبھی نجوم کے کلمہ حضرت اہلبیت سلام اللہ علیہم اجمعین مراد لیے جاتے ہیں
 جیسا کہ ہمارے اگلے علماء میں علی بن ابراہیم قمی رضی اللہ عنہ کی روایت ان کی مشہور تفسیر میں جو بیوں میں اول
 اور عمر علیہ ہے اس مطلب پر دلالت کرتی ہے بھلنے آیت کریمہ و هو الذی جعل لکم النجوم لتهتدوا
 بھانی ظلمات البر و البحر قد ضلنا الا بالیات تقوم لعلمون (سورہ انفاس) کی تفسیر میں ایک صریح
 صیح اپنے باپ ابراہیم سے ان کے بعض اصحاب سے حضرت امام جعفر صادق سے روایت کی ہے فرمایا حضرت نے
 کہ نجوم اس عظیم شہادہ میں لہذا واضح ہو گیا کہ قرآن عزیز کے اکثر مقامات میں نجوم سے ائمہ اہلبیت مقصود
 ہیں اور شبہ اہل بیت کی نجوم سے متعدد حدیثوں میں طرق عامہ سے وارد ہوئی ہے اور ہمارے مشائخ عامہ میں سے
 سیوطی نے ایک مخصوص کتاب اپنی موضوع میں تحریر کی ہے جہاں امام احمد المذنب رکھا ہے اور ان میں متعدد تفصیلات
 اپنے طرق سے وارد کئے ہیں اسکی طرف رجوع کرنا چاہیے اور معلوم ہے کہ وہ مخالف فریق جب کسی شے کی روایت
 پر متفق ہوں تو اسکی اختیار کرنا واجب ہے، اور ایسے روایت کا صحیح ہونا موافق متفقانہ عقل کے بھی واجب ہے

لہذا واضح ہو گیا کہ جو نجوم اس آیه کریمہ میں مذکور ہیں ان سے ائمہ اہل بیت صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین کا مقصد ہوتا
واجب ہے،

اور جب یہ مقرر ہو گیا کہ نجوم مذکورہ جن کی خداوند جلیل نے قسم کھائی ہے ان ائمہ اہل بیت صلوٰۃ اللہ
علیہم اجمعین پر تو اب تبیین مہرہ موافق نجوم کی اور تفسیر اس نقطہ شریف کے معنی کی ضرورت ہے اور یہ دو صورتوں سے خالی
نہیں ہوگا (۱) یہ کہ مراد موافق سے وطن اور مقامات قیام ہوں مگر یہ معنی بہت بعید ہیں اس لیے کہ وقوع کے کن
معنی جو فوراً ذہن میں آتے ہیں وہ کسی شے کا بلندی ہے پسینی کی طرف گزرا ہے جیسے کسی پتھر کا بالائے ہمایوں کے
کسی حصّہ میں گزرا (۲) یہ کہ زمین کا ہر مقام جنہیں کوئی جسم یا اجائے وہی اس کا موقع ہوا اور یہ معنی بھی بہت بعید ہیں
اس واسطے کہ نقطہ کوئی جسم کا کسی مقام میں اس امر کا موجب نہیں ہے کہ کن نہیں واقع ہوا اور قطعاً بلند سے نہیں
گرا ہو بلکہ ہو سکتا ہے کہ زمین کے ایک حصّہ سے دوسرے حصّہ کی طرف حرکت کر کے منتقل ہوا ہو یا چھتوں اور پلوں
کی طرح داخل بناخانہ ہو اس لیے کہ گھر زمین کے کسی حصّہ میں بنایا جاتا ہے اور یہ نہیں کہا جاتا کہ اس مقام میں واقع
ہے کیونکہ وقوع کے کن معنی جو فوراً ذہن میں آتے ہیں وہ نقطہ سقوط (بلندی سے گزرا) ہیں اور اسی وجہ سے شہر
واقعہ کو واقعہ کہتے ہیں گویا کہ وہ آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوا ہے اور اسی وجہ سے منظر طرقت متنا
ہوتا ہے جس کا علم نجوم کی کتابوں میں اسکی صورت سے معلوم ہوتا ہے ہاں گھس کے لیے فیروزہ کہا جاتا ہے کہ کن
فلاں مقام میں یا فلاں شہر میں واقع ہے یا کن معنی کن انہیں بنایا گیا ہے یا موجود ہے تو اگر واقعہ کو موجود
کے معنوں میں لیا جائے تو موافق کے معنی اس اعتبار سے کوئی معنی مقبول نہ ہوں گے اس واسطے کہ موافق موقع
کی جمع ہے اور ان اسم ظرف سے لفظ کن وجود ہو گا اگر اس میں جو تکلف اور تصنع ہے اور تفسیر کسی
علت و وجہ کے معنی ظاہری سے عدل کیا گیا ہے وہ ظاہر ہے اور علان اسکے واقعہ معنی موجود ایسے معنی
ہیں جہاں کوئی شاہد کلام عرب میں نہیں ہے بلکہ یہ بلا دہند و عجم کا محاورہ ہے، بہر حال معلوم ہوا کہ واقعہ کا اطلاق
کائن پر جائز ہے نہ موقع پر اور بحسب وضع علت ان دونوں میں بہت فرق ہے، غرض کہ یہ تاویل نہ ہے جو فیض
کو اطمینان نہیں ہوا اور عقل اسکی جانب متوجہ نہیں ہوتی اب واقعہ بمعنی سقوط توں بھی ویرت نہیں مگر یہ کہ مراد واقعہ
سے مصارع و مشاہد قتل گاہیں اور قبور) ائمہ ہوں جیسا کہ شریف مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ففتیٰ لکما اخذت رماہ فیصل و صوحی کما شات و حوش و انس

اور معلوم ہے کہ ان مصارع و مشاہد کی قدر اولیٰ شان خداے عزوجل کے نزدیک بسبب انکی
شرافت کے جو انہیں ان ائمہ علیہم السلام کی وجہ سے حاصل ہے بہت عظیم ہے اس واسطے کہ ان حضرات علیہم السلام
نے اپنے نفسوں کی حیا و امر اللہ اور اعلا کلمۃ اللہ کے لیے فدا کر دیا اور اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے اور اللہ کی راہ

میں تحیر خیز اور وحشت انگیز مصیبتوں کو برداشت کر لیا اور عظیم مصیبتوں اور شدید فتنیم بلاؤں کو صبر و تحمل سے جیل گئے
ایک سوچ سے ان مصارع و مشاہدہ کھدائے قتل نے محبوب رکھا اور انکی قدر کو عظیم کیا یہاں تک کہ ان کی قسم
کھائی اور قسم کو لفظ عظیم سے موصوف کیا اور وجہ اسکی ان ائمہ علیہم السلام کی طرف ان کا انتساب اور خطبہ
عز وجل کے نزدیک ان کی قدر و منزلت کی بلندی اور ان کے مراتب و مقام کی رفعت اور ان کے قریب سے
جواہر نفیس بارگاہ الہی میں ہے لوگوں کو گاہ گاہ کرنا ہے اور یہ معنی سے نزدیک و ذہن سے قریب تر اور عقل کے
زودیک معنی اول سے بہتر و خوب تر ہیں اور بطریق حق یقین خدائے پاک ہی اپنی مراد اور اپنے کلام کے منقول
سے خوب واقف ہوا اور عقل کے عطا کرنے والے کے لیے بے انتہا ہے

السواعظ علامہ اجل اکرم فہم جناب مولانا شیخ فدا حسین صاحب قبلہ دام اللہ شرایم افاد اہم کے تین مہربانی
مضمونوں میں سے ایک مضمون کا ترجمہ منبر جلد ۹ میں چھپ کر لیا گیا تھا اور دوسرے مضمون کا ترجمہ یہ تھا جسکو کہنے
ملاحظہ فرمایا اب یہ مضمون کا ترجمہ جو تحقیق معنی اولی الامر پر مشتمل ہے ان شاء اللہ جب منبر میں حاضر کیا جائیگا

تحفہ بلتستان

جمعیت الامیہ بلتستان یہ کہ منضوری کا یہ دوسرا سال ہے جسے جناب سید حسن صاحب نیکری بلتستانی مقیم
کہہ شعلے نے ترتیب دیکر اہل بلتستان کو بیدار کرنے اور افراد قوم کو توجہ دلانے کی قابل قدر کوشش کی ہو اور
جناب سید شاہ عباس صاحب چیلوی بلتستانی سکریٹری جمعیت مذکورہ نے کہ منضوری ہے بلایت نالہ کر کے انگریز
کرام سے جس جمعیت کے مفید یا غیر مفید ہونے کی بابت رائے طلب کی ہو، واضح ہو کہ اس زمانہ میں ہر قوم اور ہر
ملت بیدار ہو رہی ہے اور شاہ راہ ترقی پر بقدر امکان کامرین ہے باستثناء اہل اسلام خصوصاً قوم شیعہ کے جو
ابھی تک غفلت کو مٹھی بند سو رہے ہیں علی الخصوص بلتستان اسے بیدار تعات کے شیعہ جو علمی اور قومی مرکزوں
سے سیکڑوں بلکہ ہزاروں کوس کے فاصلہ پر مقیم ہیں اور ہمدردان قوم پر جنکا بیدار کرنا واجب و اجابت سے ہوا
مدیرتہ الاعظین نے اپنے واعظوں کو ان دور افتاد بھائیوں کے بیدار کرنے کے لیے مکرر ارادہ کر کے چونکا تو
ضرور دیا ہے مگر اب لیکہ ہمارے عظیم کا یام و انا مانجک ہے ایسے ضرورت تھی کہ ایک ایجنٹ کشمیری
مقام پر ضروریات بلتستان کی نگرانی اور وہاں کے شیعوں کی خیرا رہ بندی اور انکی علمی و علمی اور قومی و مذہبی ترقی و
تحفظ و بیداری کے لیے قائم کی جائے، اچھا خدا کہ جمعیت مذکورہ نے اس فرض کی ادا کر دیا خدا و خدا و عالم عز اس کے
اس ایجنٹ کو اپنے متعین کامیاب اور ارکان ایجن کے استقلال و تہمت میں روز افزاں ترقی عنایت
فرماتا ہے

(زبانہ منبر)

لکھ لو کہ ہمارا آقا قانونِ شرافت و اصلاح کی لغت سے ہمارا فدیہ ہو گیا اسیلئے کہ وہ خود ہمارے لیے لغت بن گیا اسے خطا کا رد اب جو تھا راول چاہے کرو

کیوں جناب! کیا آپ ایسے آدمی ہے کہیں گے کہ مرجا تجھ پر اور تیرے عدل اور تیری پاکیزگی اور گناہ سے تیری دشمنی پر اور مرجا اور ہزار مرجا تیری عقل پر؟ کیا اُن سے کوئی بھی یوں کھٹے گا؟

پاؤ لیصا صاحب! کیا اِسلام نبی کی امت بر تو کیونکہ ہمارے روحانیین کہتے ہیں کہ دین کے فرائض میں سے کوئی بات اُن لوگوں پر لازم نہیں ہے جو مسیح کے حلقہ اطاعت میں ہیں اسیلئے کہ مسیح پر ایمان لانے کی وجہ سے مسیح کی نیکی اُن کی طرف منسوب ہو جاتی ہے پس مسیح نے چونکہ شریعت کی حفاظت کی اسیلئے یوں ہی جسے وہی حفاظت ہماری طرف منسوب ہوئی ہیں خدا کو نیک قرار دینے میں عادل رہے گا اسیلئے کہ اسکا عدل اپنا حق تو پورا ہی کر چکا، رفیق الدین۔ جناب عالی! میں نے یہ کلام نہیں کتابا لہدایہ کا مطبوعہ معرفت امریکن مشن کتابت کو جلد چارم صفحہ ۲۸۰ پر دیکھا ہے لیکن جناب! مسیح نے تو خود کچھ بھی نبوت کی حفاظت کا حکم دیا ہے چنانچہ انجیل متی باب ۵ میں مسیح کا مقولہ نقل کرو،

یہ مسع گمان کرو کہ میں شریعت یا انبیاء کو منسوخ کرنے آیا ہوں میں منسوخ کرنے نہیں آیا بلکہ میں پورا کرنے کے لیے آیا ہوں، آیت ۱۷
پس جو شخص ان دھیتوں میں سے کسی چھوٹی سی وصیت بھی منسوخ کرے
تو ان آسمان کی سلطنت میں سب سے چھوٹا سمایا جائیگا۔ آیت ۱۹
اور باب ۲۲ کی ابتدا میں ہو،

اُسوقت مسیح نے لوگوں کی جماعتوں اور اپنے شاگردوں سے یہ کہتے ہوئے خطاب کیا کہ فقیر احمد فرسی موسیٰ کی کرسی پر بیٹھے ہوئے ہیں پس جس بات کی حفاظت کے لیے تم سے کہیں اُنکی حفاظت کرو۔

اور اس پر عمل کرو۔

جناب عالی! تو جب ہم نے شریعت کی حفاظت کے متعلق مسیح کی تعلیم کے بالکل برخلاف اسکو ضائع ہی کر دیا تو پھر مسیح کا شریعت کی حفاظت کرنا ہمارے ہی طرف کس طرح منسوب ہو سکتا ہے اور در صورتیکہ ہم شریعت کے ضائع کرنے میں خدا کے بھی گناہگار اور مسیح کے بھی گناہگار بنیں مسیح کی نیکی ہماری طرف منسوب کی جاوے جناب! فرض کر لیجئے کہ خدا شریعت کے ضائع کرنے کے ہماری گناہوں کو بخشتے گا اور اس باب میں ہر کموعات بھی کرے گا لیکن اس سے ہم نیکی کا ر کس طرح بن جائیں گے اور یہ بات خدا کے عدل پر اور نیز عقل کے لحاظ سے کیسے درست اور تریگی علان بریں کتاب خروج باب ۳۴ اور کتاب عد باب ۱۴ اور کتاب احوم باب اول میں یہ ہے

خدا گناہ اور خطا کو بخشتا ہے لیکن گناہ سے پاک نہیں کر دیتا۔

معین الدین۔ میں اپنے بیٹے رفیق الدین کے اس کلام کے موقع پر پادری صاحب کی حالت کی طرف متوجہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ ایک حیرت کے عالم میں سر جھکائے ہیں اور انہیں رنج و اطم کا غلبہ ہے اور اپنی انگلیوں سے زمین پر لکیریں کھینچ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ ”کیا کوس“ بھئی انکی حالت پر رحم آیا اور میں نے یہ چاہا کہ کسی دھچپ لطیفہ سے انکو خوش کر دوں اور ان عظیم امور سے انکی فکر کو کچھ راحت پہنچا دوں یہی سوچ کر میں نے کہا کیا جناب پادری صاحب مجھ کو اجازت دیتے ہیں کہ اب اس گفتگو کو ہم ترک کریں اور کچھ باتیں دل بہلانے کی کریں،

پادری صاحب۔ معین الدین! بہتر

ایک مغل لطیفہ

معین الدین۔ میں ایک دفعہ مسلمانوں کی ایک مغل میں مشرب ایک ہوا رات کا وقت

رمضان کا مہینہ جس میں مسلمان روزہ رکھتے ہیں اس میں ایک صاحب غفلت شخص
 آیا اور لوگوں کو حلال و حرام اور آداب تجارت کی تعلیم دینے لگا پھر اخلاق فاضلہ اور
 شریعت کا حکم کہ اُنے آہستہ نبوا و اخلاقِ رذلیہ اور انہیں موت ہو جائیے شریعت کی
 تنبیہ کو بیان کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تاکیر شروع کی پھر روزہ کی فضیلت اور
 اُس کے فضائل اور اس کی قبولیت کی شرائط یعنی مکارمِ اخلاق کو بیان کیا پھر وعظ ہو چکا تو ہام
 باتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور لوگ روزہ نہ رکھنے والے گناہگاروں کا آپس میں ذکر کرنے لگے
 کہ شیطان کی گمراہی ہے یہ لوگ کیسے دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں انھیں میں سے ایک آدمی
 نے ایک مسافر کی ایک حکایت نقل کی جو ماہ رمضان میں طوافِ مالکِ اسلامیہ میں ایک
 شہر میں داخل ہوا جہاں کے باشندوں کو گمراہوں نے فریب دے رکھا تھا اور کمر و فریبے
 وہاں رسومِ شریعتِ اسلامیہ کو بالکل محفل کر دیا تھا اُس شخص نے شہر کے باشندوں کو
 دیکھا کہ سب روزہ خور ہیں بلکہ لاپرواہی سے کلمہ کہلاتے پیتے ہیں اُس نے اُن لوگوں
 سے کہا کیا تم مسلمان ہو اور انھوں نے کہا ہاں اُس نے کہا کہ کیا یہ رمضان ہی کا مہینہ ہے
 انھوں نے کہا ہاں اُس نے کہا پھر تم سب کو کیا ہو گیا کہ روزہ نہیں رکھتے انھوں نے کہا ہم مسلمان
 ہیں اور شریعت میں خدا کے احکام کے تابعدار ہیں لیکن ہمارا شیخ فرشتہ ہم سب کے بدلہ روزہ
 رکھتا ہے اور ہماری جو تکلیف اور فرضیہ ہے اُسکو پورا کر دیتا ہے وہ شخص کھتا ہے میلوں
 چاہا کہ اس عجیب و غریب مضحکہ معاملہ کو چل کر دیکھوں میں نے اُسے کہا کہ جکو اُن بزرگ
 مرشد کا پتہ بتلا دو انھوں نے جکو اُن کا مقام بتلایا میں چلا اور اُن کے پاس پہنچ گیا صبح
 کا وقت تھا میں نے دیکھا کہ حضرت مرشد صبا بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں اور لوگ اُن کے
 سامنے طرح طرح کے نفیس کمانے پیش کر رہے اور وہ خوب بخوب کھا رہے ہیں میں نے سلام
 کیا اور پوچھا کہ کیا آپ ہی اس شہر کے مرشد ہیں انھوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا آپ سب
 کے بدلے روزہ رکھتے ہیں بولے ہاں میں نے کہا تو پھر آپ ماہ رمضان میں دن و رات

کیسے کما رہے ہیں انھوں نے کما تعجب! تعجب! کیا تو نہیں سمجھتا کہ جو شخص فدیہ بیکر ایک اکیلا دس ہزار آدمیوں کی طرف سے روزہ رکھے اس کو دن میں ایک ہزار دفعہ بھی کھانا کیسے کافی ہو سکتا ہے؟ پھر مہلاتوں میں فقط ایک دفعہ یا دو دفعہ کھانے کو کیسے زیان سمجھتا ہے؟

خدا تعالیٰ! اس بات پر جب اور لوگوں کیساتھ میں بھی منہ چکا تو میں نے اپنے دل میں سوچا اور کھا کہ میں ان مسلمانوں کیسے کماؤں گا جب یہ مجھ سے کہیں کہ معین الدین! یہ فدیہ تمھارے ہی فدیہ کی طرح ہے، اور میں نے اپنے دل میں اسکا کوئی جواب نہ پایا جس سے میں اُن کا رد کر سکوں،

رفیق الدین۔ آبا جان! اور آپ اُن سے کہہ ہی کیا سکتے ہیں۔ فرض کر لیجئے کہ فدیہ کے عقیدہ کی عظمت اور اُس کے لغو ہونے کے اُن وجوہ سے جن کو آپ نے روحانیین کے اقوال میں معلوم کیا چونکہ لوگ فدیہ کے معاملہ میں بیان کرتے ہیں چشم پوشی بھی کر لیں تاہم آپ اُن سے اس وقت کیا کہیں گے جب یہ یحییٰ کہتے ہیں کہ تمھاری کتابیں حکمِ مقدس سمجھتے ہو یہ بیان کرتی ہیں کہ اسکا وجود اور کوئی اثر نہ تو مسیح ہی کے زمانہ میں تھا اور نہ واقعہ صلیب پر سال سے زیاں کے بعد تک تھا بلکہ مسیح پر رب ایمان لانے والے شریعت پر عامل اور تورات کی شریعت کے پابند تھے پہلے اسکے بعد فدیہ اور شریعت تورات کے ترک کر دینے کی عبت ایک نامعلوم صورت سے پیدا ہو گئی جسکو تمھاری کتابیں مسیح کے شاگردوں اور بولس کے طریق منسوب کرتی ہیں مسیح کے زمانہ سے تقریباً بیس برس یا اس سے بھی زیاں کی بات ہے بلکہ اکثرین باتیں جو کتبِ مہجدید میں۔

محمد عیدِ قدیم عربی نئی تہذیب

شرعیہ کے ابطال میں اڑھن انہیں ذکر نہیں ہو کہ یہ شریعت کی لغت سے فدیہ بہم

ہوجانے کی وجہ سے کیا گیا ہے، بلکہ سب باتیں شریت پر عیب زنی اور تسخر کے انداز میں ہیں چنانچہ اہل رسل آیت ۱۰-۱۱ میں ہو کہ:-

بطرس کو ایک دفعہ بڑی بھوک لگی بیکارک اس پر بیوشی طاری ہو گئی
اور ان تمام حیوانات کے متعلق جبکہ توریت نے حرام اور نجس قرار دیا
تھا بالکل کشف کر دیا،

اور یہ مبلح قرار دینا حکم توریت کے منسوخ کرنے کے عنوان سے نہیں بلکہ
اس عنوان سے تھا کہ یہ حیوانات فی حقیقت خدا کے نزدیک طہر ہیں اور
انکا نجس قرار دینا ایک انسانی غلطی ہے جو خدا کے اُن کے طاہر قرار دینے کے

مخالف ہے اور اہل رسل با حلال میں واضح صراحت ہے کہ تختہ اور مشرعت موسوی
کا ابطال محض لوگوں کو اپنی ریاست و حکومت فراہم کر دینے کے لئے واقع ہوا، چونکہ تختہ
اور مشرعت موسوی پر عمل کرنا لوگوں پر بار تھا لہذا انھوں نے دشا کردوں اور کلیسا کے
لوگوں نے یہ سٹے کیا کہ لوگوں کے پاس پیغامبر بھیجے جائیں کہ ان پر کوئی بار نہیں صرف
اتنا کہ ان کی قربانی اور زنا اور گلا گئے جانور اور خون سے پرہیز کریں۔ اور انھوں
نے انکی علت یہ بتلائی کہ بہت دن ہو چکے ہر شہر میں موسیٰ کی طرف سے وعظ کر نیوالے
چلے آتے ہیں جو جمعوں میں ہر ہفتہ توریت کی تلاوت کرتے ہیں، اباجان اس کلام کا
حاصل یہ ہو کہ موسیٰ ہمارے لئے انکی ریاست اور ریاست کا اتنے دنوں تک نافذ
رہ چکا بہت کافی ہو،

اور بولس کی طرف منسوب شدہ پیغاموں نے تو یحییٰ اپنا مقصد کھول ہی کر رکھا
چنانچہ رومیہ باب ۲۲ میں ہے کہ:-

میں جانتا ہوں اور مجھ کو یقین ہے کہ کوئی چیز اپنی ذات سے نجس نہیں ہو
مگر جو شخص کسی چیز کو نجس سمجھے تو اسے اپنے نجس ہو،

اور تیس باب اول میں ہے:-

یہودیوں کی خرافات اور ان لوگوں کی ہدایتوں کی طرف کان مت لگاؤ جو حق سے پہلے موعود ہیں، ہر چیز پاکوں کے لیے پاک ہے،

اور کوئی باب دوم میں ہے:-

”تم پر فرض مقرر کیے جانے ہیں کہ مت چھو مت چکھو اور مت بائو لگاؤ یہ سب باتیں بٹ جانے والی ہیں اور لوگوں کی تباہی ہوئی اور انھیں کی کی ہوئی ہدایتیں ہیں“

نیز چہ باب میں ہے:-

”تم پر کوئی شخص کھانے پینے یا عید ماننے چاند یا ہفتہ کے دن کے متعلق کوئی حکم نہ کرے“

اور علامہ طیبہ باب میں لوگوں کی نظروں کو شریعت سے موڑنے کے متعلق ہے:-
تم کہہ دو اور بچتی باتوں کی طرف کیوں پہرہ جو ع کرتے ہو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ
پہرہ نہیں کے غلام بنائے جاؤ، کیا تم دنوں اور مہینوں اور مقررہ اوقات اور
برسوں کی پابندی کرتے ہو جو تم سے خوف ہو کہ میں نے تمہارے لیے جو تکلیف
اٹھائی کہیں بیکار نہ ہو جائے،

اور عبرانیوں باب میں ہے:-

اسلئے کہ گزشتہ وصیت کا ابطال اسکی کمزوری اور اس کے نافع نہ ہونے
کی جہت سے ہے کیونکہ شریعت نے کسی چیز کو مکمل نہیں کیا ہے

اور عبرانیوں باب ۸ میں ہے:-

اگر پہلا بلا عیب ہوتا تو دوسرے کے لیے موقع ہی نہ ہوتا ہوتا ہوتا،
اباحان ہلا ہم کیا کہیں جب ہم سے سلمان یہ کہنا کہ دین سچی کی۔

عہدِ ہم اور شریعتِ تعظیم

اہلِ نبیادہی اعتقاد ہے کہ توریت موجدِ خدا کا کلام ہے اور موسیٰ پر خدائی وحی ہے اور زبور داؤد خدائی وحی ہے اور باقی کتب عہدِ قدیم کتبِ وحی ہیں جو انبیاءِ کرام پر نازل ہوئیں چنانچہ کتابِ لاوی میں (۱۱ جبار) باب ۸ میں خدا کا ارشاد منقول ہے:

تم میرے اُن احکام اور فرائض کی حفاظت کرنا جن پر انسان عمل کر کے زندہ ہو رہا ہے،

اور زبور مزموں ۱۲ میں ہے:-

”رب کی شریعت کامل ہے،

اور زبور مزموں ۱۱۹ میں ہے:-

اے رب تو فرمے اور تیری کل وصیتیں حق اور ہر چیزیں بالکل درست ہیں اور کتابِ حوقیالِ بابت میں خدا کا قول ہے

اور میں نے اُنکو اپنے فرائض دیے اور میں نے اُنکو اپنے اُن احکام پہنچائے جن پر عمل کر کے انسان زندہ ہو جاتا ہے

اور یہی مطلب کئی جگہ بابِ مذکور میں ہے دیکھو آیت ۱۱-۲۲ اور کتابِ ملاخی باب ۲ میں خدا کا ارشاد منقول ہے:-

اُسکی وصیت اور ہر کا عہد موسیٰ کے ساتھ سلامتی اور حیات اور تقویٰ کے لیے تھا اور شریعتِ حق اُسکے منہ میں تھی،

اور انجیل متی باب ۵ میں مسیح کا مقولہ نقل ہے:-

مت گمان کر دکہ میں شریعت کو منسوخ کرنے کے لیے آیا ہوں بلکہ میں تو اس کے کامل کرنے کو آیا ہوں پس جو شخص اُن وصیتوں میں سے کوئی چھوٹی سمجھتا ہے

بھی شکست کر دے تو ان آسمانوں کی سلطنت میں سب سے چھوٹا کلمہ اُجھٹا

اور انجیل متی باب ۲۳ میں ہی

مسیح نے سب کو حکم دیا کہ وہ فقہوں اور فریسیوں کے کئے ہوئے کی مخالفت کریں اور اُس پر عمل کریں ایسے لگے کہ وہ موسیٰ کی کرسی پر بیٹھ جائے گے،

اباجان! اب ہم اس تناقض کی اہمیت اور عمدہ قدیم اور انجیل واسطے فریق اور

شاگردوں کے منسوبہ پیغاموں کے فرق کی باہمی مخالفت کے متعلق کیا کریں؟ اور عمدہ

کی عمدہ قدیم پر بعض تعصب تو ہیں و مفسر عیب زنی اور اُس کے اس فرمان کے متعلق کہ۔

”مسیح ہمارے لئے شریعت کی لغت کے فدیہ ہو گئے ایسے لگے کہ ہمارے لئے

لغت بن گئے کیا کریں؟

کیا ہم اس بیان کی اپنے اس عقیدہ سے کہ:-

”مسیح کلمہ ازلہ ہیں اور کلمہ ازلہ ہی اللہ ہے اور مسیح ہی اللہ ہیں اور

اللہ کے اقنوم ہیں اور خدا کے مجسم ہیں اور ان اور اللہ دونوں ایک ہیں

مانند کریں۔

اباجان! اور اُسکی بعد عبد المسیح کے رسالہ میں اور جو حبیب سائل کے مقالات

مہتدیہ کے ترجمہ میں ان دونوں کا یہ قول مذکور ہے،

خدا نے یہود کے ساتھ کاپی کی اور ان کو نادرست احکام اور ایسے فرائض دیدیے

کہ جن سے وہ زندہ نہیں ہو سکتے،

اباجان! کیا آپ اس کلام کو نہیں دیکھتے تو ریت اور کتاب حقیقیہ اور زبور اور

کتاب ملاخی کا بالکل رد اور انھوں نے جو کچھ فرائض تو ریت اور احکام تو ریت کی توجہ

و تجدید کی جو ادویہ بتلایا ہے کہ ان سلامتی اور حیات کے لئے ہیں اور ان پر عمل کرنے والا

زندہ رہے گا، بالکل تکذیب ہے،

نجم العلوم والتالیف من العظیمین معید القلوب

نور انمکائیہ قیومین برکات

- | | | | |
|----|--|----|--|
| ۱۲ | غلام احسن صاحب | ۱۲ | البیوتہ و خلافہ نصیف حضرت شمس العلما رحمہ اللہ خلاصہ |
| ۱۲ | تصدیق رسالت گوتم بدھ کی شینگو بوسٹ خابختی | ۱۲ | انجمن اسلام خلافت پر تنقیدی اور تحقیقاتی نظر قابل دیدار |
| ۱۲ | مرتبیت کی رسالت کا ثبوت از خباب مولوی شید احمد علی | ۱۲ | ہے انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے |
| ۱۲ | صاحب موہانی بی روے | ۱۲ | الموحد شیعہ تعلیم شمس العلما رحمہ اللہ خلاصہ صدر انجمن اسلام |
| ۱۲ | اسلام اینڈ وی لائٹ آف شیعہ انگریزی ترجمہ | ۱۲ | توحید کو نہایت یقین دلائل سے ثابت کیا گیا ہے فقیر |
| ۱۲ | شرعیۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ خباب بادشاہ حسین | ۱۲ | انگریزی ترجمہ بھی طبع ہو چکا ہے |
| ۱۲ | صاحب بی اسے اصول عقائد اسلام کی حقیقت دیکھ کر ایک نیا | ۱۲ | خطاب فاضل اردو ترجمہ میزان مہلول ترجمہ خباب |
| ۱۲ | دین بروست لائل سے ثابت کی گئی ہو جلد انگلش فینش | ۱۲ | شمس العلما مولانا الید سبط احسن صاحب جلد ۱۰ مہسود |
| ۱۲ | دی پرافٹ شپ اینڈ وی کیلیفٹ انگریزی ترجمہ | ۱۲ | انجمن اسلام اور عیسائی کے اصول کا مقابلہ |
| ۱۲ | و خلافہ ترجمہ خباب لوی قلعہ علیہا حربا غلبہ جلد انگلش فینش | ۱۲ | مسائل الحکماء اردو ترجمہ سناراج حکما ترجمہ خباب |
| ۱۲ | دی ٹریجڈی آف کربلا عرادی پرا انگریزی ایمن ترجمہ | ۱۲ | شمس العلما مولانا الید سبط احسن صاحب جلد ۱۰ پرتو |
| ۱۲ | از خباب امیر علیہا حب لکچر لکچر لکچر لکچر | ۱۲ | مذہب کی تفصیل و ان کے خیالات کا رد |
| ۱۲ | الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انتخاب اور نہایت کا | ۱۲ | ید مضیا توریت کی شینگو یوں سے خباب سالک کی |
| ۱۲ | از خباب لانا مولوی محمد ارون صاحب مرحوم | ۱۲ | رسالت کا ثبوت از خباب لوی شیعہ علی غصہ صاحب |
| ۱۲ | المعراج دلائل عقیدہ و تفسیر سے معراج کا ثبوت از خباب | ۱۲ | خاب صاحب طمان العلما اعلیٰ اللہ تعالیٰ |
| ۱۲ | مولانا الید محمد ارون صاحب قبلہ مرحوم | ۱۲ | روا الدنا سخ مصنفہ خباب لانا محمد ارون صاحب قبلہ |
| ۱۲ | اسلام مغرب کی نظر میں از خباب شہاد حسین صاحب ایم | ۱۲ | مرحوم مسئلہ تنازع پر حکیمانہ لیکن عام فہم بحث روح |
| ۱۲ | شرعیۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہبہ جلد اول | ۱۲ | دان کی قدامت کا ابطال آریوں کی مایہ ناز کتابوں کا |
| ۱۲ | مذکرہ از خباب لانا الید محمد صاحب بن سر کا ترجمہ خلاصہ | ۱۲ | مسکت جواب |
| ۱۲ | شرعیۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلاۃ کے مسائل | ۱۲ | انسانی قربانی دیدوں کے زمانہ کی انسانی قربانی از خباب |
| ۱۲ | مصدقہ از خباب سر کا ترجمہ خلاصہ | ۱۲ | خواجہ غلام احسن صاحب |
| ۱۲ | تفسیر الاسلام حصہ دوم متعلق فقری حکم اور کفر و فسق | ۱۲ | دیدت قربانی دید سے قربانی کا جواز از خباب لکچر |

سیاستِ سلو

حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ کی عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تحریری گریزوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و خدائے جنگی کی جو صورت رونما ہو گئی ہے اس پر نظر کر کے اکثر ناواقف کو تاہ نظر لوگ اس شبہہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات لائقِ ستائش میں سیاست بیک وقت نظم حکومت کا ذریعہ موجود نہ تھا جو ایک بڑے حکمران میں ہونا چاہیے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رفیع صاحب رنگی پور تلمیذ حضرت قدس القامین مولانا ابوالکلام محمد دار و نصاحب مرحوم و مغفور رنگی پوری نے اس گرافتِ سیالہ کی ترتیب و ایف میں متفقانہ جدوجہد فرمائی ہے اور بے شبہہ اس موضوع خاص میں یہ رسالہ کم نظیر لمحہ عدیم انگیز ہے فاضل ممدوح نے دین و دنیا اور انکی سیاسیات کا باہمی تعلق اور انکی سیاسی باتوں کے حقیقی غرائض و مقاصد سے وسعتِ نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین صلوات اللہ علیہ نے نظامِ حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے ہر کسی انصاف پیشہ وعدالت شعار و مدبر و داغ میں نہیں آسکتی اور انہیں اصول میں دین و دنیا دونوں کی تسلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں خستہ حال و فترتِ ق کے رد نہ ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس رسالہ کے خصوصیات کا تقاضا یہی ہے کہ اہل ذوق کو اس کے مطالعہ سے ذوق و رغبت نہ کرنا چاہیے قیمتِ علان محصورہ ایک ۱۲

لے کاپی نہ

مینجر الواعظ مدر الواعظین لکھنؤ

رجسٹرڈ نمبر ۱۰۷۷

الواعظ

محدث العصر العظیم لکھنؤ کا پہلا اور اعلیٰ رسالہ

نظم عالم

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

درجہ شام

مسئلہ

حکیم قاسم علی ضوی لکھنؤی (سنی) عن الاقل

ابتداءً من خیر موعود و خیر موعود

مکتبہ الامام ابو العباس علیہ السلام لکھنؤ

مسئلہ الواعظین لکھنؤ سے شائع ہوا

کتابت الکونین لکھنؤ میں غنی و

مَسْئَلَةُ

فَلْيَعْلَمُوا

مَسْئَلَةُ

مذہب اسلام اکمل الادیان ہونا

(۲) پیغمبر اسلام کا افضل مخلوق ہونا

(۳) اسلامی شریعت کی حکمت اور

اسکی جامعیت

(۴) اسلامی اخلاق و آداب کی تفصیلات

(۵) اسلامی تمدن کی فوقیت

(۶) اسلامی احکام و قوانین شریعت

(۷) ائمہ طاہرین کے کمالات و ہدایت

(۸) سلف صالحین کے ایسی حالات

(۹) قرآن مجید کا افضل الکتب ہونا

(۱۰) اثبات مہول اسلام برائے عقلیہ

و نقلیہ

(۱۱) فلسفہ قدیمہ و جدیدہ اور دیگر

مذہب کے مقابلے میں حاکمیت اسلام

و ازلہ شبہات

(۱۲) الکشافات جدیدہ و حقائق

اسلام

(۱۳) اخبار علیہ

(۱) یہ رسالہ افضل ہر انگریزی ماہ

کی آخری تاریخوں میں شائع ہوگا

(۲) ہر خریدار کو کم از کم ایک سال

کے لئے رسالہ خریدنا ہوگا

(۳) نمونہ کا پرچہ ۴۴ کے کلٹ

آفس پر روانہ ہو سکتا ہے

(۴) جواب طلب امور کیلئے

جوابی کارڈ بآگٹ آئے اچاہئے

(۵) اشتہارات کی اجرت بذمہ

خط و کتابت طے ہو سکتی ہے

(۶) علمی معاملات کے متعلق خط و

کتابت و ارسال مضامین بنام

مدیر اور دیگر امور کے متعلق بنام

منیجر ہونا چاہئے

(۷) شرح قیمت :-

روساؤ و البیان لکے جوڑت

فرامین عام خریداران سے (۷۵)

میتروپولیٹن اور غلط امثالہ و غلطین لکھو

(۱) مقابلہ رسالہ کا لحاظ رکھ کر

مضمون لکھا جائے ورنہ درج نہ

ہو سکے گا

(۲) مضامین عموماً مختصر ہونا چاہئیں

اوپر کو تغیر و تبدل و اصلاح کا

اختیار ہوگا

(۳) عبارت حتی الامکان سلیس اور

عام فہم ہو

(۴) مضامین صاف خط میں تحریر

کیے جائیں اور عبارت عربیہ پر

عربی لکائے جائیں نیز

عربی عبارت کا دوسرا

کالم میں ترجمہ ہونا چاہئے

(۵) حتی الامکان کتب منقول غنا

کا حوالہ دیا جائے۔

(۶) اقبال اشاعت مضمون پس

نہ ہوگا اگر ضرورت ہو تو صاحب

مضمون کو مکمل نہ بھیجا جائے

سید محمد حسین

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
سُورَةُ آلِ عِمْرَانَ

الْوَاعِظُ

بابت گشت ۱۹ مطابقت تاریخ ۱۳۰۹ هجری قمری

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	مدیر	۲
۲	فہرست قوم اعانت رستہ الواعظین لکھنؤ	جناب سید عاشق حسین صاحب ہڈ کلرک مدر	۸
۳	سرور انبیاء کا تعارف	جناب لوی سید آغا محمد یحیٰ صاحب	۹
۴	ہادی عالم	جناب لوی سید محمد مجتبیٰ صاحب (فاضل فقیہ)	۱۳
۵	مشاطینت کا حل	جناب لانا شیخ فدا حسین صاحب قبلہ	۱۶
۶	اسرار عیسوی ضمیمہ الواعظ	جناب لوی سید سرور حسین صاحب اعطاء	۱۱

نت ذل

جناب لوی سید طہار الحقین صاحب جوہ بہار میں

۲۸ اپریل ۱۳۲۷ء تک اس صوبہ کے جن جن مقالات کو جناب مدرس نے لکھے تھے وہاں کے اجمالی حالات گذشتہ مبشر میں حاضر کیے جا چکے ہیں آج ۱۳ اپریل سے ۲۰ اپریل تک کے حالات حاضر کیے جاتے ہیں، چھکراؤ اگنی نہ نسبت پر ضلع سارن ۱۳ اپریل ۱۳۲۷ء کو جناب صوف موضع مذکور میں ہو چکا کہ جناب مہروداد خان صاحب کے دو تھانہ پر فروکش ہوئے ۱۳ اپریل کو علیحدہ عطا منقہ ہوا، اگرچہ متعجبی حضرات بہت کم تھے مگر علیحدہ کامیاب رہا معزز ممبران کی پوری تسخیری ہو گئی،

بہ چھکراؤ ضروری اتصال

یہاں ۲۵۱۲ نفوس اہل اسلام ایک ہی خاندان کے خفی المذہب آباد ہیں جنہیں سے اکثر باہر رہتے ہیں یہی حالت بہت ناقص ہو، اخلاقی حالت بھی قابل توجہ نہیں مذہبی حالت غنیمت ملی حالت اچھی ہے لیکن عالم مسجد اور یک نظام السباۃ ہے وقف کوئی نہیں مسجد معزز ممبران کی بنا کر ان اور امام بارگاہ جناب صوف و جناب یوناز صاحب کی شرکت میں تعمیر ہوا ہے ایک مدرسہ بورڈ کی طرف سے ہے اور ایک مدرسہ معزز ممبران کی جانب سے ہے جنہیں ایک شیعہ مدرسہ جناب فیصل احمد صاحب مہربان کو کرا لیا دیتے ہیں اکما ضلع سارن کی دہلی ۲۵ اپریل کو چھکراؤ سے روانہ ہو کر ہمارا جگہ ہوتے ہوئے ۱۶ اپریل ۱۳۲۷ء کو اکما پونچر جناب علی عباس صاحب راجہ بٹار کے دو تھانہ پر تقیم ہوئے اور اسی روز شام کے وقت یہاں کے عیسائی شہر سے ایک دھچکا لہ ہوا جو حیل ہو

جناب ڈاکٹر صاحب راجہ پادری صاحب کے ہمراہ تھے جناب ڈاکٹر متعدد توراۃ و انجیل میں کسی مقام پر ہمارے رسول کی بشارت پیشین گوئی مندرج ہے یا نہیں جناب پادری صاحب لکھا کرتے ہیں اور اسی کو وجہ اختلاف قرار دیتے ہیں،

جناب داغظ ایک مقام پر نہیں بلکہ متعدد مقامات پر حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور عیسیٰ کے ذریعہ سے آپ کے تشریف لانے کی بشارت دی گئی ہے اور نہایت صاف لفظوں میں مذکور ہے دعوہ قدیم و جدید مطبوع امریکن مشن پریس لویانہ پیش کر کے اور حوالہ جات ذیل بالخصوص قابل غور ہیں۔

(۱) کتاب پیدائش باب آیت ۱۴-۱۵ میں جناب ابراہیم کو ایک نبی عظیم الشان کی بشارت

دی گئی ہے،

(۲) کتاب پیدائش باب ۲۰ آیت ۲۰-۲۱ جس میں نسل اسماعیل سے بارہ سرداروں کی تصریح مذکور ہے

(۳) کتاب متنا باب ۱ آیت ۱۵-۱۶ جس میں موسیٰ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اپنی بنی اعام سے کہیں کہ مثل خباب عیسیٰ کے انکے بھائیوں میں سے خداوند عالم ایک پیغمبر مبعوث کرے گا

(۴) کتاب متنا باب ۱ آیت ۳۱-۳۲ جس میں تمام سینا اور کام سے تین بیٹوں کے آنے

کی خبر مندرج ہے۔

خباب یا ریشا صاحب - یہ کل ایتیس خباب عیسیٰ کے لئے ہیں اور ان سب میں انھیں کی بشارت ہے کیونکہ یہ تین گویاں خباب عیسیٰ کے قبل کی ہیں

خباب دا عیظ خباب عیسیٰ کو خباب باجر سے کیا تعلق اولاد اسماعیل سے جن کے لئے بشارت دی گئی ہے کون سا ربط، خباب موسیٰ کے بنی اعام بنی اسماعیل ہیں نہ بنی اسرائیل، خباب موسیٰ سے خباب عیسیٰ سے کس بات میں مماثلت تھی اور کیسی تشبیہ تھی؟

خباب یا ریشا صاحب - لاجواب،

خباب ڈاکٹر صاحب (اردو دہندہ و مذہب شناس خاص یعنی انسپٹر صاحب پولیس اور اسٹیشن ہاٹر صاحب اکل نہایت اصرار سے) انجیل مقدس سے آنحضرت کی بشارت پیش کیئے،

خباب دا عیظ - بہت اچھا ملاحظہ فرمائیے،

یو خاب اب آیت ۲۰-۲۱۔ یروشلم کے یہودیوں نے کاہنوں اور لاویوں کو بھیجا تھا کہ ان لوگ اس

مذہبی نبوت سے دریافت کریں کہ عیسیٰ مسیح ہے یا الیا ہے یا نہ بنی ہے؟

یو خاب اب ۱۲ آیت ۲۵، ۲۶۔ یہ کلام میرا نہیں ہے بلکہ میرے باپکا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے میں نے

بائیں تم سے ہوتی ہوئی کہیں مگر تنہا دینے والا فارعلیطان بنی ہے جسکو میرا باپ سے نام ہے آج زماں میں بھیجے گا وہی تمھیں سب چیزیں سکھائے گا اور وہی تمھیں سب یاد دلائے گا۔

یو خاب اب ۱۷ آیت ۱۵۔ میں جاؤں اور میرا انا ضروری ہے تاکہ ان روح حق تسلی دینے

والا تم تکمیل کے اور ان صفات سے جو تم سے،

پہلے باب کی مذکورہ باتوں سے معلوم ہوا کہ یروشلم کے یہودی اور کاہن ریشا عیسیٰ اور الیا اور ایک بنی

کے منتظر تھے جس سے اب ہم یروشلم کے خباب عیسیٰ کے علان دلیا اور ایک اور بنی آنے والا تھا المذون بنی خباب عیسیٰ کے بعد کون ہے؟

چودھویں باب کی ذکرہ آیتوں سے ثابت ہے کہ جناب عیسیٰ کے بعد ایک نبی ایسا اور ایسا اُسے کا تباہی کر دے اور کئی بنائے

سولہویں باب کی ذکرہ آیتوں حضرت عیسیٰ کے بعد جس تسلی دینے والے کا ذکر ہے نہ کون ہو؟

جناب پادریضاحب۔ بعض سے مراد تو خود حضرت عیسیٰ ہیں کیونکہ بعد میں عیسے کو پھر آئے اور بعض سے مراد روح القدس ہے جو بے کو آئے اسی وجہ سے ہم لوگ اللہ اور عیسیٰ اور روح القدس (باب بیاروح القدس) کو ملتے ہیں جناب اعظم۔ روح القدس کیلئے؟

جناب پادریضاحب۔ ایک طاقت اور قوت ہے جسکی وجہ سے ہر شخص سے بہتر والا تر ہو جائے اور عام بہاں ترک ہو جاتی ہیں اور محض سبکی ہی ہ جاتی ہو،

جناب اعظم۔ تو پہرہ کوئی مستقل چیز نہ ہوئی البتہ ایک صفت ہوئی جو ہر نبی میں پائی جاتی ہے جناب پادریضاحب۔ جناب عیسیٰ سے یہی کی بنیاد ہی تھی۔

جناب اعظم۔ تو پہرہ کوئی نبی بعد جناب عیسیٰ آنا پڑے گا جس میں صفت ہو اور جب آئے گا تو سب حالت ہی ہو گا نہ جناب عیسیٰ جناب پادریضاحب۔ جناب عیسیٰ تو نبی نہیں بلکہ خدا کے بیٹے ہیں،

جناب واعظم۔ نبی کی تعریف اور توبہ کا معیار اور بنیاد ہونے کا ثبوت ارشاد فرمائیے؟

جناب پادریضاحب۔ جناب عیسیٰ نے خدا کو باپ کہا ہے اور انسانوں میں کوئی جناب عیسیٰ کا باپ نہ تھا۔

جناب واعظم۔ خدا توبہ (سائن توریٹ) اہرنی کا باپ ہے، اور اکثر انبیاء نے خدا کو باپ کہا ہے چنانچہ آیت میں قابل ملاحظہ ہیں:-

توریٹ کتاب اشعار بالجلال آیت اتم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو۔

یہ خائب آیت، ا۔ یوحنا نے کہا محکومت چھو کیونکہ میں مہنڈ اپنے اور تمہارے باپ اور اپنے تمہارے خدا کے پاس جانا ہوں،

جناب پادریضاحب۔ جناب عیسیٰ کا کوئی باپ نہ تھا اللہ نے اپنی روح ان میں پہنچی یہو جسے آپ نے لکھا نہیں روح اللہ کہتے ہیں اور قرآن میں بھی ہے کہ اللہ نے روح ڈالی،

جناب واعظم۔ جناب آدم تو نبی باپ و رماں کے پیدا کیے گئے اور ان میں بھی خدا نے اپنی روح پہنچی جس کا توریٹ کتاب پیدائش اور قرآن و دونوں میں موجود ہو بلکہ قرآن میں تو یہاں تک ہے، فاذا نفخت فیہ من روحي فقعط

لہما جیدن،

جناب پادریضاحب۔ نہ بھی خدا کے بیٹے ہیں مگر چونکہ گناہ کیا اور حکم خدا کی مخالفت کی لہذا بیٹا مہوئے

سے جدا ہو گئے اور جناب عیسیٰ نے کوئی مخالفت نہیں کی جیسا کہ قرآن میں ہے اور یہ سب اس ایک سلاخی کتاب کے ردِ تحفۃ الانبیاء میں لکھا ہے کہ جناب آدم نے مخالفت کی اور جسکو ہلوگ اُن کو نہیں مانتے،

جناب غلط۔ بالکل غلط ہے انبیاء کی عصمت عقلاً ضروری ہے

جناب پادرلیصاحب۔ میں کل صبح کو کتاب لاکر دکلاؤنگی

جناب واعظ۔ جناب عیسیٰ بھی شیل دوسروں کے بنی تھے کیونکہ نبی کا مینا راسپ تقرر فرمائیں گے وہی معیا جناب عیسیٰ اور ہمارے حضرت میر موجود تھا پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ جناب عیسیٰ کو امین اور جناب خاتم الانبیاء کو امین فرمائیں جناب پادرلیصاحب بنی ص ہے جو غیب کی خبر ہے اور عقل میں نہ آنے والی باتیں دکلاؤسے۔

جناب واعظ۔ اس بنا پر تو ہر بخوبی دکا ہیں اور ہر ہر سمر بزم کا بنی ہوا ممکن ہے کیونکہ یہ لوگ کثیر زادیدہ اور میر العقول باتیں کہتے ہیں اور دکلا دیتے ہیں

جناب پادرلیصاحب۔ کسی جان و مانع مینا کے بیان سے عاجز اور کچھ متوجش ہو کر آپ کے رسول نے نہ تو دعویٰ رسالت کیا اور نہ کوئی معجزہ دکلا یا اور جناب عیسیٰ نے دعویٰ بھی کیا اور معجزہ بھی دکلا کیا چنانچہ قرآن دونوں میں موجود ہے اور آپ لوگوں کو جناب عیسیٰ پر ایمان لانا حکم ہے،

جناب واعظ۔ ہمارے حضرت نے دعویٰ رسالت بھی کیا اور معجزہ بھی دکلا دیا جیسا کہ کتب سیرۃ تاریخ سے واضح ہے آپ کی تعلیم تھی کہ آپ کے قبل جانا گیا گذر گئے ہیں اُن سب پر ایمان لانا فرض ہے، ہم اسی تعلیم کے سلسلہ میں جناب عیسیٰ پر بھی ایمان لکتے ہیں اور انجیل مقدس پر بھی اور ایمان بھی ایسا کہ جسکی نظیر آپ لوگوں میں مفقود ہے،

جناب پادرلیصاحب۔ غلط ہے اگر آپ لوگ عیسیٰ پر ایمان رکھتے ہو تو اُن کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتے، جناب واعظ۔ ایمان کے یہ معنی کب ہیں کہ اُن کے طریقہ پر عمل کیا جائے، ایمان سے مراد تو صرف اُن کے بنی برحق ہونے کا اعتقاد ہم لوگ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کے بنی برحق ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں جنہیں پانچ پیغمبر صاحبان کتاب وصحف اور صاحبان شرع جدید بھی تھے اور شریعتیں انکی باہم مختلف تھیں لہذا ایمان سے مراد عمل ہو تو صورت اختلاف میں تمام شریعتوں پر کیونکر عمل کر سکتے ہیں

جناب پادرلیصاحب۔ تو جس طرح ہم انجیل مقدس سے جناب عیسیٰ کا دعویٰ اور اُن کے مہجرات پیش کر سکتے ہیں اسی طرح آپ قرآن سے اپنے بنی کا دعویٰ اور معجزات پیش کیجئے،

جناب آپسکڑ صاحب پولیس۔ قرآن تو محمد صاحب کی لائف نہیں ہے جس میں اُن کے دعویٰ اور معجزہ مذکور ہیں عہ اس کتاب کے لکھنے اور ماننے والے خوش ہوں ایسی ہی کتابیں لایا ہی ہے اعتقاد غیر مسلمین کے اسلوب تہذیب کا ایک غیر مسلم شخص خطیۃ الانبیاء کے بعد تشریف لانا لیکے دیکھنے کی تکلیف کرس گوارہ کرنے لگا،

قرآن تو ایک قانون اور کرٹ ہے !

جناب واعظ - حضرت کے دعویٰ اور معجزات اگرچہ کتب سیرۃ نافعہ میں مذکور ہیں خواہ ان کتابیں مسلمین کی ہوں یا غیر مسلمین کی لیکن ہر بھی قرآن اثبات نبوی رسالت صد و معجزات سے ساکت نہیں ہو ملاحظہ ہو :-

وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل الایمہ (اک عمران آیت ۱۲۲)

محمد رسول اللہ والذین معہ اشہد اعطی الکھار الایمہ (الفہ آیت ۲۹)

ماکان محمد اباحد من رجالکم ولكن سئل الله وخاتم النبیین الایمہ (اب آیت ۱۲)

یہ آیات تو دعویٰ رسالت کے متعلق ہیں اب اسے معجزات اور انجاء غیبات تو قرآن مجید خود معجزہ ہے کیونکہ اسکا مثل فطریہ ممکن نہیں اور شق تمزک معجزہ بھی نہیں مذکور ہے غیب کی خبروں کے متعلق روم کی لڑائی اور ایک فریق کے مغلوب ہونے کے بعد اسکے غالب ہونے کی خبر کافی دہانی ہے !

جناب پادری صاحب - قرآن تو ہم صاحب کلام ہے جو ان کے بعد بعض لوگوں نے جمع کیا اور باقی کو جلا دیا اور شق تمزکایت میں ہو گا اور لڑائی کے متعلق اسباب ہری پر بنا کر کے حکم لگایا جا سکتا ہے

جناب واعظ - قرآن کی کسی ایک آیت سے بھی آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ انحضرت کلام ہے کیونکہ تمام آیات میں آنحضرت کو مخاطب کیا گیا ہے جس سے ثابت ہے کہ یہ کسی دوسرے شخص کا کلام ہے جو آپ سے باتیں کر رہا ہے اور نہ ہمارے اعتقاد میں خداوند عالم ہے

پادری صاحب ! شاید آپ یہ کہنا چاہتے ہوں گے کہ آنحضرت نے (معاذ اللہ) اس کلام کو خود الیغ کر کے خدا کی طرف منسوب کر دیا ہے مگر یہ شبہ آپ کا کوئی بوجہ نہیں ہے خود آنحضرت کے زمانہ والوں کو یہ شبہ نہ ہوا تھا جسکا جواب آنحضرت کی طرف سے دیں خلاصہ دیا گیا تھا کہ آخر میں بھی ہمیں میں کا اور ہمیں جیسا ایک بشر ہوں اگر یہ قرآن میرا بنا یا ہوا ہے تو تم بھی کوئی ایسا ہی کلام پیش کر دو اگر ان سب عاجز ہو کر آوارہ کرنا چاہو تو شک یہ کسی بشر کا کلام نہیں ہے اب رہا مسئلہ جمع قرآن تو اسلامی تاریخوں سے واضح ہے کہ اسے آنحضرت کے حقیقی جانشین میر المؤمنین علی بن ابی طالب نے آنحضرت کے زمانہ ہی میں جمع کر کے آپ کے سامنے پیش کر دیا تھا اگرچہ کچھ اختلاف اوراق پر تھا کتاب کی صورتیں مرتب نہ تھا اسوجہ سے اسی جامع اول نے آنحضرت کے بعد اسے کتاب کی صورت میں جمع کر دیا جس کے بنی کسی شخص غیر کی گستاخی دے ادبی کا اسلام ذمہ دار نہیں ہے، باقی رہا معجزہ نبوی تو وہ قرآن میں بصیغہ اصنی مذکور ہے بصیغہ استقبال مذکور نہیں ہے جس سے اسکا وقوع کسی آئندہ زمانہ میں ممکن ہوا، اقتربت الساعۃ وانشق القمر "قرآن مجید چونکہ کلام خدا ہے لہذا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوا اور متعلم سے غمان غلاب پیدا ہے بخلاف اجمیل متداولہ کے جسکو لوفا اور مرقس اومتی اویہو خانے بطور واقعات یا

لائف کے لکھا ہے اور چاروں انجلیس باہم مختلف ہیں،
 جناب پادر ایصاحب میں کل صبح آؤں گا اور کتاب لاکر دکلاؤں گا کیونکہ اس وقت زمیں اس غرض سے آیا
 تھا کہ پکا تشریف لانا معلوم تھا،
 جناب واعظ اچھا تشریف لے جائیے مگر ایک بات ارشاد فرماتے جاتے جائیے کہ یہ خوفیہ نے جو جناب بکھا
 ہے من معبر سے یا نہیں؟
 جناب پادر ایصاحب کیوں نہیں تو سب زیاں معبر اور یقینی ہے اور کل باتیں جناب علیؑ کا بعد از انہ
 میں غریب ہونے والی ہیں جیسا کہ خود شریعہ کا ثبات لکھا ہوا ہے،
 جناب واعظ تو اب ۱۲ میں جو ایک عورت کا تھہر ہے جو غریب پیدا ہونے والی ہے اور جس کے اوپر کافرانے
 پاؤں تلے چاند اور سر پر پارہ تاروں کا تاج ہے اس سے کیا مراد ہے؟
 جناب پادر ایصاحب یہ کاشفہ کا سمجھنا آسان نہیں ہے بلکہ تفسیر کی ضرورت ہے، ہم نے انکی تفسیر اہل کفر سے
 مانگی تھی مگر ابھی تک نہیں آئی بہر حال کل سورے اور کنگ اور یہ سب باتیں ملے ہو جائیں گی،
 یہ لکھ کر جناب پادر ایصاحب تشریف لے گئے مگر یہ وعدہ تشریف لے گیا اور حاضرین وقت پر حقیقت مختلف
 ہو گئی۔

منظر پوریشہر - ۱۷ اپریل کو مظفر پور پہنچ کر جناب سید محمد پادر ایصاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر آف اسکول کے
 دو تھانہ پور فزکس ہونے کے بعد سیاسی شورشوں اور خرابی آب و ہوا صبر و بردباری قیام کر کے کچھ خرید کر اپنے
 واپس لوگوں کے قیام کے بعض حضرات سے مبادلہ خیالات کیا اور موضع چنوں ڈاکخانہ چھوٹی ضلع درہنہ میں تبلیغ
 کی شدید ضرورت اور تحقیق و تفتیش اور قبول حق کے لئے دہاں کے لوگوں کی آمادگی کا حال معلوم کر کے ۲۰ اپریل
 کو اسی طرف روانہ ہو گئے،
 باقی آئندہ

(ماہیہ دیر)

ماہیہ

شیعہ لوگوں اور لڑکیوں کی تعلیم کا نہایت قابل دید رسالہ ہے جس میں بچوں ہی کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے
 اور انھیں کی سمجھ کا اندازہ کر کے پہلے ایک مقدمہ میں احکاماً اصول دین اور کلمہ اسلام و ایمان کو سمجھا رہے ہیں پہلے
 باب میں اصول دین کی ہر اہل کو بہت چھوٹی چھوٹی دلیلوں سے ذہن نشین کرایا اور دوسرے باب میں فرع دین میں ہر فرع کے
 معانی و مطالب بیان کر کے ہر ایک فرع کو تفصیل سے علی غزلان پر سمجھایا اور ان کے بعد ایک باب کے ایوانی مضبوط کاغذ پر چلی نظم
 سے ادا کیا ہے قیمت فی رسالہ ارعلاں محصول فی ۱۲ رسالہ مع محصول علان و جربری دی پی

فہرستِ قوائمِ اعیانِ الوداعین باب ۳

مستقل

غیر مستقل

عالمیابی بنی ادا صاحب مردہ	۵	ایرجین صاحب سکرتری مہن حسینہ حسینہ ضلع اللہ
عالمیابی اسید محمد رضا صاحب لکھنؤ گٹر ای محلہ	۵	گورگان
رامپورک سٹ	۱۱	عالمیابی جی برار حسین جو پور
عالمیابی محجہ جمال صاحب راس	۵۵	عالمیابی فقیر حسین صاحب شاد
عالمیابی محمد محمود صاحب بخردا خان شاہ کینی لکھنؤ	۵۵	
عالمیابی ظفر حسین صاحب کیل سدا پور	۵۵	
عالمیابی جی برار حسین صاحب جو پور	۵۵	
عالمیابی علی رفعتی صاحب انجمنہ الاممہ حیدر	۵۵	

سید

سید

سید

سید عاشق حسین بندہ لکھنؤ الوداعین لکھنؤ

مقالات

سیر انبیاء کا تعارف

دنیا میں کوئی شے بغیر تعارف پہچانی نہیں جاتی پیغمبر اسلام کے تعارف پر قدرت کی طرف سے مختلف ذرائع پیدا کیے گئے اور جس قدر ہمتہم الشان آپ کی نبوت علی ویسا ہی کارخانہ الوہیت سے اُس کے اثبات میں زور دیا گیا نبیأت و جمادات نے پہچو ایادی العقول و غیر ذوی العقول معرفت فضل ہو، دست دشمن نے اپنے اتفاق نبوت کا دم بھر اغیار کی محافل میں آپ کی رسالت کے چرچے ہوئے راہبوں کے دیہادہ کاہنوں کے صومہ مجلس ذکر ثابت ہوئے عجیبے آپ کے رسول ہونے کی صدائیں آئیں جو صدیاں گزر جانے کے بعد آج بھی نصیحت و ایخ میں گونج رہی ہیں کسی نے اہتمام نبوت کا ذات والاصفات میں انحصار بتایا کسی نے یتد الانبیاء کا کوئی مسئلہ کلی ایخ سمجھنے لگایا تمام صدائیں آنحضرت کی ولادت سے قبل اور پشت سے پہلے اک دنیا میں بلند ہوتی گئیں حتی کہ باب حی تنزل و احوال کائنات و حی کی آمد و رفت کا مسدود است صاف ہوا اور قرآن حکیم کی معجز کلمات لوح محفوظ سے اترنا شروع ہوئے مگر نبوت تک جس جس نے مقام مرح میں لکھائی کی بھی نہ مرحل کے مرتبہ کو سمجھا ہی نہ تھا تو مرح کیا کرنا بالآخر اس حقیقی تعارف کرانے والی واحد ذات کے لب قدرت جنبش میں آئے اور قرآنی آیات نے بہترین تعارف پر کر باز بھی کہیں رسم کا ذکر کیا کسی جگہ کہ کم بردشتی والی کہیں رافت کہیں علم کہیں حجت اور کبھی حکم طرات اور انسان کامل ہونیکے تذکرہ اس شان سے لے کر کئی دوسرے نبی کا ذکر مقام مرح میں بطرح نہ آیا تھا یوں تو قرآن مجید میں نبوی سیرت کا ذکر کثرت ہے لیکن اپنی نوعیت کی واحد آیت جس کو مقام تعارف میں بہترین تعارف سمجھنا چاہیے وہ یہ ہے۔

النبی الامی الذی یجیدونہ مکثوباً عندہم
فی لتوراة والاخبیل یا مہوم بالمعروف و
ویلہم عن المنکر ویحیل لہم الطیبیت و یحرم
علیہم الخبائث و یضع عنہم مہوم و الاخلا
القی کانت علیہم الایہ

کہہ کاڑھنے والا نبی جسکو دہود و نصارے اپنے یہاں
توریت و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ اچھے کاموں
حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے روکتا ہے اور انہیں
پاک و پاکیزہ چیزیں حلال اور گندی اشیاء حرام کرنا
ہے اور نہ سخت احکام کا بوجہ جو ان کی گردن

پر تھا اور نہ پندے جو ان پر پڑے ہونے تھے انہیں ہٹا دیتا ہے
آیت میں جس جن بیان کے ساتھ نبی کا تعارف کرایا گیا ہے اور اثبات نبوت میں جو اوصاف ذہن قدر

سے نکلتے ہیں وہ دیے نہیں ہیں جس سے نبی کے نفیات کا پتہ چلے بلکہ صرف ان صفات کو اس جگہ بیان کرنے کے لئے منتخب کیا ہے جو امت کے فائدہ پہنچ سکیں ہیں اور یہ دنیا میں ملے ہوئے انسان ہی انسان ہے جو اپنے انباء جنس کو فائدہ پہنچائے ہم اس مقالہ میں آنحضرت کی عید میلاد کا ہر یہ تبرکات پیش کرتے ہوئے آپ کے مذکورہ اوصاف کی نسبت کچھ عرض کریں گے قارئین کرام غور سے آیت کو پڑھیں تو اندازہ ہو گا کہ اس مقدس کلام میں جناب الہی نے حسبِ میل باتیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱) نبی کی سکونت

(۲) توریت و انجیل میں آپ کی بعثت کی پیشین گوئی،

(۳) اچھا بڑا حکم اسی کی بارگاہ سے صادر ہو گا،

(۴) دی برائیوں سے روکے گا

رہی پاکیزہ چیزیں دکھائے گا حکم دیگا۔

(۵) گندی چیزوں سے روکے گا

(۶) لوگوں کے بوجھ ہٹائے گا،

اصل الذکر وصف کا بیان مقام ذکر میں پہلے ہی ہونا چاہیے تھا جیسا کہ ہوالہی خانہ نظر میں آتی ہے نہ کہ کہتے ہیں اگر آیت میں یہ معنی مراد ہوں تو رسول کی تفسیر جتنی ہے اسلئے کہ امت میں جو لوگ خوندہ ہیں انہیں نصیبت حاصل نہیں ہو سکتی اور رسول کا مفضل ہونا لازم آتا ہے در اس حالیکہ رسالت کا عہدہ تمام عہدوں سے بالاتر اور جامع جمیع صفات نہ ہو لہذا اُمتی ہونا درج کے بجائے قدر ہے جس کو گوارا کرنے کے لئے ہم کیا کوئی مسلمان تیار نہیں بات یہ ہے کہ اُمتی ہے مراد ام القریٰ کا باشندہ ہے جیسا کہ سورہ جمعہ میں ارشاد ہوا ہے ہوالہی دعویٰ بعث فلا مبعین رسولاً وہی وہ خدا ہے جسے کہہ والوں میں دل بیہوش کیا یہ تحفیل ہماری طبع و ادب میں ہو بلکہ امام محمد تقی علیہ السلام کی بتائی ہوئی تفسیر کا مفہوم ہے جس کو حضرت نے اپنی اصحاب کے سامنے طے فرمایا ہے جب بوجھنے والے نے پوچھا کہ پیغمبر خدا کو امی کیوں کہتے ہیں آپ نے فرمایا لوگوں کا کیا گمان ہے ارادی نے عرض کیا لاگ تو یہ تھے ہیں کہ حضرت لکھ پڑھ نہ سکتے تھے آپ نے فرمایا یہ کھنے والا کا ذب ہے رسول کہتے رہنے والے تھے اور کہتے کا نام ام القریٰ تھا چنانچہ قرآن میں ہے لتذرا اموالہم وامن حولہم قم خدا کی حضرت رسول تترسنا بلو میں لکھ پڑھ سکتے تھے، ردیکو بھار الدراجات

وصف ثانی یعنی توریت و انجیل میں ذکرِ دلیل قوی ہے جس کے بیان کے بعد کم از کم یہود و نصاریٰ تو نبوت سے سزا بی نہیں کر سکتے،

تمیلا اور چوتھا وصف امر بالمعروف ونہی عن المنکر قوم کی اصلاح اور مہبودی کے پہلو جب قدر لیے ہوئے ہے اُس سے زبان اچھی کوئی صفت نہ تھی جس کی امت کو فائدہ پہنچانے کے لیے بنی میں ضرورت تھی اس کے بعد قدرت کو اُسے نقطہ نظر سے مطلب پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت ہوئی اور بحال لہم الطیبات و دجور سلیم الخباثت و صفات ایسی بیان کیں جن کی ذریعہ سے قوم کی جسمانی اصلاح اعلیٰ پایہ پر متصور تھی اور نبوت کا غلط سمجھنے کی ذمہ داری کے ساتھ میدان تبلیغ میں آنا معلوم ہو سکتا تھا یہ واقعہ ہے کہ جو شریعت اشیاء خورد و نوش تک کی ذمہ داری اپنے اوپر عائد کرے اُس سے بہتر اور کامل تر کون شریعت ہو سکتی ہے اسلام نے اطمینان کے طور پر اس میں لحظہ خیر اور مسکرات اور دیگر ضروریات پر سال چاروں سے اس لیے بھی روکا ہے کہ مسلمانوں کی صحبت قائم رہے ایسے خیالات کی ایک مصلح قوم کے لیے بہت بڑی ضرورت تھی آج دنیا چند رقوم پرستوں کی دلدادہ ہے اس کے برعکس سے پہنچنی، اُمی کے پاک سیرت معلوم نہیں اور قرآن حکیم کی آواز اُس کے کان تک نہیں پہنچتی در نہ ثابت ہوا کہ نبی کبھی ذمہ داریوں کو اپنی والا صفات ذات پر عائد کرتا ہے اس کی صفت بھی تو ہی خدات کی نعمت کشی کرتی ہے اور ثابت ہوتا ہے کہ مرسل نے مخلوق کے پوجھ اُتارنے اور بارگاہ کرنے کی کتنی کوشش کی تھی اور عرب کی قوم کو سدا رہنے میں کیا اہتمام کیا اصرار کے معنی نقل کے ہیں اُس کی تفسیر میں ہے کہ بنی اسرائیل میں تو یہ بغیر قتل نفس کے نہجی نماز پچاس وقتوں میں مذہ چھ مہینے تک نہ کھاتے تھے ہمارے بنی نے ان تمام قیود کو مٹا دیا اور یہی سہل و آسان شریعت کو درج دیاجس کی مثال کسی دوسرے نبی کی سوانح عمری میں نہ ملے خود فرما کرتے تھے۔ بعثت بالسلطان

السلطان البینہ اسی شریعت کے برکت تھے کہ دنیا سے علم و ادب ہمارے ہادیان ملت کے سامنے محجوج ہو جایا اور نبوت و رسالت میں آنحضرت کا بول بالا رہا خانہ تحریر میں ہم امام رضا کا احتجاج پیش کرتے ہیں جو مجلس ماحول میں اس مجالس کے سامنے امام نے بحال لطافت ارشاد فرمایا۔

امام۔ تو مجھے سوال کرے گا یا میں تجھے کچھ پوچھوں

یہودی۔ میں آپ سے سوال کروں گا اور کوئی دلیل آپ کی قبول کر دوں گا مگر تو ریت و انجیل دے دے۔

امام۔ پوچھا اور وہی قبول کر جس پر تو ریت و انجیل دے دے اور ریت و انجیل دے دے۔

یہودی۔ پیغمبر اسلام کی نبوت کہاں سے ثابت ہے؟

امام۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت موسیٰ بن عمران کی گواہی اور عیسیٰ بن مریم کی شہادت اور

داؤد کے بیان سے ثابت ہے،

یہودی۔ پہلے موسیٰ کے قول سے ثابت کیجئے؟

امام۔ موسیٰ نے بنی اسرائیل کو وصیت کی تھی کہ عنقریب ایک بنی آنے والا ہے تمہارے بھائیوں سے ان کی

تصدیق کرنا اور اُن کے کلام کو سننا تو کیا یہی اسرائیل کا کوئی جہانی سرائے اولاد اسماعیل کے تھا؟
یہودی بے شک موسیٰ نے ایسا فرمایا تھا۔

امام۔ اولاد اسماعیل سے کوئی نئی سوائے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ کے مبعوث ہوا تھا؟
یہودی بے شک کوئی مبعوث نہیں ہوا اگر تو ریت سے بھی اس مطلب کو ثابت کیجئے؟

امام۔ کیا تم انکار کر سکتے ہو کہ تدریت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ جہاں اللہ عزوجل سے قبل طور سینا و انشاء لنا من
الجبل واستنزلت جلدنا من جبل فاران ۱۱ کوہ طور کی سمت نور آیا اور جبل ساعیر سے چلے گئے جہاں
اور ہم پر کوہ فاران سے نیکسار ہوا؟

یہودی میں نے یہ کلمات پڑھے ہیں لیکن اسکے معنی نہیں معلوم
امام۔ معانی مجھے نہیں طور سینا ہے نور آیا اس مراد وہ جی ہے جو کہ طور پر موسیٰ کو ہوئی اور اُس نے ہکو
کوہ ساعیر سے روشنی دی بن پہاڑ ہے جیسر عیسیٰ کو وحی ہوئی تھی وہ نیکسار ہوا کوہ فاران سے فاران کوہ کے
پہاڑ کا نام ہے جیسر تہذیب اسلام کو وحی آئی،

یہودی۔ سمجھتے ہو! اور امام نے دوسری دلیل بھی متا پیش فرمائی،
امام۔ تدریت میں یہ بھی ہے کہ شعیب نے کہا میں نے دو سوار دیکھے جنکے سب سے زمین روشن ہوئی ایسا کہا
دوسرا راکب جل تم نباد کہ راکب حمار کون ہوا اور اکب جل کون ہو؟

یہودی۔ مجھے نہیں معلوم آپ ہی صراحت فرمائیے،
امام۔ خما۔ راکب حمار حضرت عیسیٰ اور راکب جل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے تدریت میں یہ سب وجود ہی
تو اس سے انکار کر سکتا ہے؟

یہودی نے تسلیم خم کیا اور نبوت ختمی مرتبت کا نقش اُسکے قلب پر بٹھا امام اپنے فرض تبلیغ کو ادا کر چکے
آج ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم اُن کے اسوہ حسنہ کو، اقوام عالم کے سامنے پیش کر کے دکھائیں کہ ایسا کامل انسان صغیر افاض
پر کئی اور بھی ہے جس کی منقبت میں تمام اگلی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس فرض کے لئے بہترین وقت اپنی ملاوت
باسادت کا محرم زمانہ ہے جس میں یہ نہ بچنے والی تمنع یہ قدرت سے روشن ہوئی واقعی ہفتہ ہم ربیع الاول ہی کے
بکات تھے جس نے اس راہ کو ربیع مومنین بنادیا، اللہ صلی علی محمد وآل محمد

ذقیراب المہبت بیکافامدی ضوی)۔
(الصلط)

ہادی عالم

خوشید فلک بنی کی کائنات عالم پیکھیتی ہوئی شعاعیں

سرزمین کثرت کی قسمت کا نیر اقبال بلند ہی پر ہے، عرب کے رگستان کا ذرہ ذرہ اس خطہ کی قدر کر نیسکے
 لیئے اُس ہر دہے جبکا گوشہ گوشہ ہم تن طہ بنے دالا ہے تارے آنکھیں پہاڑ پہاڑ کر محو نظارہ زیب و زینت
 ہیں زمین نے آغوش تنہا پلا دی ہے، جن طہور آفتاب رسالت یہ ہدایت میں آسمان اپنے فرشتوں سمیت سلاخی
 کے لیے جہاک یا ہے، اسلام آج تار نمایاں ہوئے ہیں ظلمت کفر مٹ رہی ہے، عالم اسلام میں غضب کی جہل مہل
 ہے، دنیائے کفر میں قیامت کی ہل چل ہے، عالم سفلی کے مسافر تہمت و مبارکباد پر ادر رسول کے انتظار میں
 گو دین پہیلے ہیں کہ شاید گوہر مراد ہاتھ آئے، حب کے عمل جو اب تک اثر ثابت ہوتے رہے آج چل جانے
 پر تیار ہیں اسلئے کہ محبوبہ لکھی کی آمد آگے ہے، نزل آفتاب رسالت کے زمین رشک آسمان نگہی ہے بادل گہرا
 گہرا کر لکھتے ہیں لیکن آسمان کے قریب جاتے ہیں تو زمین کی بہار دیکھ کر عرق عرق ہو جاتے ہیں آفتاب نے شرم سے
 اپنا چہرہ عین حجاب میں پھیلایا جو۔ ۱۰ ربیع الاول کی ستر میں تاج ہے چمن اسلام کی کی آبادی کے آیام ہیں
 کفر کے جڑ نکالنا ہے خوشی کی راستہ عید کا دن ہے، شہرت کی صبح ہے نور کا نر کا ہے جبکہ ظلمت شبنا پناؤ
 سمیٹ رہی تھی اور نور خراپا جادو چلا کر سوئی ہوئی دنیا کو اٹھا رہا تھا عین اسی وقت ظلمت شرک کا رنگ اڑا رہا
 تھا اور نور توحید اپنا اعجاز دکھا کر اسلام کے بغت خفتہ کو بیدار کر رہا تھا یعنی مجبوجہ اپلوے امن سے برآمد ہو رہے
 تھے، جن بلند ہو رہا تھا باطل ہو کر کین کمار رہا تھا، آتش کہ ہمارے خوش ہو گیا تھا درائے سادہ خشک ہو گیا
 تھا، شام باد صبا میں اس بلا کی قوت آگئی تھی کہ بوسے رسالت کو تین تین دن اپنی آغوش میں رکھنے کو تیار تھی
 بت اذ مدھے منہ گر رہے تھے قصر کسرت کے کنگرے مہند ہو رہے تھے، قدرت کے خزانہ لٹ رہے تھے، دیکھا
 رحمت جو شہ پر تھا رحمت برس رہی تھی، رحمت کا سایہ تھا رحمت کی چھاؤں تھی رحمت کی مہر تھی رحمت کا آسمان تھا
 اہل عالم رحمت رحمت پکار رہے تھے اسلئے کہ دنیا میں رحمتہ للعالمین تشریف لا رہے تھے،

محمد قافلِ محمد کے فضائل و مراتب دو شانِ علم میں طرح بوسے روح پرورد بنکر پیسے کہ کسی شے کا شام چاہا
 بھی محطِ مومن ہے نہیں رہا اور گلچندان باغِ مودت اس عقیدت اور نرس دہی کے ساتھ محمد فضائلِ موسے کہ
 اُنکے دل و دماغ صرف نفسِ فضائل سے بھی ایمانی تازگی اور البیدگی قبول کر نیسکے عادی ہو گئے اور گھر
 نتائج و کارآمد نکات سے بے خبر ہوا پڑا، دنیائے اسلام کو اس بات کا چپکالگ گیا ہے کہ ایک معجزہ نہ اُدر

کی ہرزہ زدگی ایک فضیلت گوش زد ہوئی اور ایمانی دروہانی قوت رگڑنے میں سہولت کرنے لگی، ایک بہارِ نعمت
 کمان میں بڑا اور فہرہ و درود بھیج کر جنت خرید لی گو یہ عقیدت مندی اور اقبال نوازی اسلام کے لیے نایاب نادر اوقاف
 نیک ہے لیکن اگر نظریہ مع بقدر الکدر تقدیر و تقسیم المعالیٰ کو پیش نظر رکھا جائے تو سطحی فوائدا دنیوی اس کے
 بدل جائیں اور اپنے احکام و استقلال کی تھوڑی سی قدر کے عقائد و طرح باطل دے بود ہوتے نظر آئیں کہ تعمیر ان
 الدین عند اللہ الاسلام کی نجین اور بنیادیں بھی ہلائے نہ لیں، یہ انکس سر دار عالم پادشاه آشکدہ فار
 کا خاموش ہو جانا، دوسرے دربارے سان کا خشک ہو جانا، تیسرے ہوا میں ایک غیر معمولی تاثیر پیدا ہو جانا
 چوتھے ہنام عرب اور کنگڑا ہے تھوڑے سے کھڑے ہو جانا یہ ایسے حوادث ہیں جنکو انکار باب یقین محو و جان ہو جاتا
 ہیں ایمانیوں نہیں، تانگی آجاتی ہے لیکن اگر انہیں چار اوقات کو اہمیت دی جائے اصل ایک نتیجہ خیز غور کیا جائے تو یہی
 واقعات علان فضائل ہونیکے مفید اور مسکت نتائج بھی نکال سکتے ہیں، ہو سکتا تھا کہ جنت بانی اسلام
 نے دنیا میں نزولِ جلال فرمایا اور محفل ارضی کو انجمن آسمانی بنایا تو دیکھئے کفر فنا ہو جاتی اور صفحہ عالم پر جتنے بھی کافر
 تھے سب اکدم ہلاک ہو جاتے مگر ذرا انصاف تو فرمائیے رحمۃ اللعالمین کے لیے یہ امتیاز کہاں تک شایان
 شان تھا، لطف اس وقت ہو کہ جب کفر کا بھی استیصال ہو جائے اور شانِ رحمت بھی بڑھ جائے، جنابِ قدس کی
 دنیا کی رسی کو اسکی منہنی ایک دروازہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اگر امتِ منوی تو بنی کے کیا فرائض ہونے، مقتدی بنے ہوتے
 تو مقتدی کی کسکے لیے ضرورت تھی لامحالہ سپر سلسلہ کفر نش چلتا اور سپر پیدا ہونے والوں میں کافر بھی ہوتے ایسی
 صورت کیوں نہ اختیار کی جائے کہ مخلوق باقی رہے گراؤ کے لئے اسکی شرمین قبول ایمان کی صلاحیت آجائے
 اور نور رسالت اور مجبہ رحمت میں استعداد و درپیدا کر دیا جائے کہ عناصر اربعہ گہ بڑھنے لگیں جنکی ترکیب و ترتیب
 کی ہر مخلوق ممنون احسان اور قائل ہے، اسی لیے نورسین کو پیدا کیا اگر استعداد زود دار اور رحمۃ اللعالمین کو خلق
 کیا مگر اتنا بڑا ہمارا آشکدہ فارس نے زبان خموشی سے گواہی دی کہ غضب آتش ہے، دربارے سان نے فنا ہو کر نہاد
 دی کہ غضب آگ ہے، ہوائے بوسے رسالت کو تین تین دن مہمان رکھ کر ہوائے گواہی دی کہ غضب آدے اور فطر کر
 کے کنگڑوں اور ہنام عرب نے سجدہ کر کے شہادت دی کہ غضب خاک ہے، غرض کہ نور رسالت سے ہر شے نے فیضانِ حیات
 کی ہے، رحمت خدا کا فیض سب نے اٹھایا ہے اور تمام مخلوق کے اہل و عیال کی سرشت میں اسلام و ایمان اثر لگیا
 ہے اب ان چاروں کا کل اور مکمل شہادتوں کے بعد معاملہ کی شان و بالا ہو گئی اور معلوم ہو گیا کہ جنابِ قدس کی
 نے قبول حق کی صلاحیت ہر مخلوق میں رکھی ہے اور جو مخلوق اس پر بھی انتہا قبول حق نہ کرے تو مغموم و کسر ہے،
 انسان خدا کی نوا اقبال اور شامِ مخلوق ہے جسے سر پر تاج شرافتِ اول سے زیبے رہے بلکہ جائے
 انشرفیتِ اول سے سجا جائیگا، خلقت کی فضیلت نے اسکو پہلے ہی گل سرسبز جمیع مخلوقات بنادیا ہے اور جہاں

دنبات اور حیوانات ہی نہیں بلکہ لاکھ لاکھ اسکے سامنے جین زیادہ کم کر چکے ہیں اسی بنا پر جوت انسان پر تھا
اجاتی ہے وہ معمولی قوت نہیں ہوتی اور انسان پر تصرف کر لینا نہیں کہہ سکتے کہ کس طاقت کا کام ہے اگر قدرت
کو نور رسالت سے تمام عالم کی نظروں کو خیرہ کر دینا اور اپنے محبوب کے رعیت مخلوق کا سر جہکادینا منظور تھا تو لفظ اسرار
یہ تھا کہ رب اَدل اقبال جلال ذیہ انسان پر قائم کیا جاتا اور اسی سے اسکے نورانیت و جلالت کا اعتراف
اقرار کرایا جاتا یعنی اعجاز ولادت حبیب خدا ہے تمام کفہ بدیم ہو جاتے اور یوں کھڑے ہوتا مگر اسکے بظلال
انسانی دنیا تو مطمئن رہی اور تمام کی جان پر نیکی آشکدہ کے شعلہ دم پر گئے،، دیکھ سان کی روانی ختم ہوئی
حقیقت یہ ہے کہ یہ نور ایسا نور تھا کہ جسکو صرف اپنا اقرار کرنا اور اپنی جاہ و منزلت کی ترقی منظر نہ تھی بلکہ معبود
برحق کی طرف دعوت دینا بھی اور اسی کی توحید کا ڈھنگ بچانا تھا اور! اسے کہ جس ذات کی وجہ کا اسے یقین
دلایا تھا اسے خود بخود دھسکا و تار دنیا کی نظر و تخیل ہم کر دیا اب اگر یہ انسان کتنا ہی قوی اور زبردست سہی مگر
بھی بندہ ہے اور معبود کی طاقت ہمیشہ عید سے اس سے بالا رہتی ہے لہذا اس دلوں کے سب سے اگر صرف بندہ
ہی از پر تا قربت ہی کیا ہوتی لطف جب تھا کہ پیدا ہو بندہ اور ہلاک ہو جائیں دنیا کے معبود نابلل سب
جانتے ہیں کہ ہمسام کی پریش کیا تھی، و رہا سان کو دنیا پر جتنی بھی آشکدہ ان کا معبود تھا اگر یہ چیزیں برباد نہ ہو
جائیں تو اس نور کی توانیت کیونکر ثابت ہو سکتی تھی اور معبود حقیقی کی تحقیق کس طرح ہو سکتی تھی اسی لئے جب در شام
رسالت صدف غمت و جلالت سے برآمد ہوئے تو انہر کی آواز سے فضلے عالم گرج گئی اور تمام معبودانِ باطل
نہا ہو گئے اور سب کے باطل ہو جانے کے بعد قابل عبادت اور متقی پرستش رہ گیا تو وہی ایک معبود جو کہ جسکو اللہ سبحانہ
کھنے کا پورا حق حاصل ہے، یہی کہتے ہیں کہ نور کے کڑے میں جلی چمک دیکھ سے سارا جہان روشن ہے گرونی کی کساو
باداری نے انکو خدفت بنا کر ہمارے سامنے پیش کیا ہے اور یہی وہ آفتابِ ناز ہے جس پر تو سے معن عالم جگمگا
اٹھا مگر ہماری اندری سے انکی بلندی مبدل رہتی ہو گئی ہے یہی ہیں وہ سمندر موجِ تھپ تھپ جگمگا را احسان دینا
کے ہر رنگ شجر پر ہے مگر ہم نے انکو عرب کے ریگستان میں ڈال کر اپنی غفلت سے بالکل بے وجہ و بنا دیا ہے یہی
ہیں وہ بیش بہا موتی جسے گلوے عقیدت کو زینت دینا چاہیے مگر ہماری آنکھوں سے انکی آبرو بالکل گر گئی یہی
وہ عقیق لطیف ہیں جنہیں معرفت کے بڑے بڑے راہِ مضمر میں مگر ہماری ظاہر نظر نے انکو سطحی واقعہ بنا دیا ہے اور یہی
ہیں وہ نتیجہ خیز کے جن پر توحیدِ نبوت کے ہتم بالشان اسرار مشکف ہوتے ہیں مگر ہم نے محض معمولی فضائل
سمجھ کر انے اپنی قوت بزرگوں بالکل بے نیاز بنا لیا ہے،

سید محمد عتیٰ حسن (فقیر فاضل خیر)

(الصرافی)

مسئلہ طہنیت کا حل

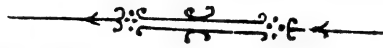
خجیٹا و طیب کا امتیاز

کتاب سنیت کی لطیف

علاءہ اہل اکرم رحمہ خباب الاناشیخ حسین صاحب سیدہ دست افادہ ہم نے مسألت طینت اودھ عیون
الجم اودھیں و تحقیق ادلی الامر کے متعلق تین مضمون ہمارے بعد اصرار پر ہمارے پاس دانہ کیے تھے
چونکہ تینوں مضمون عربی زبان میں تھے چنانچہ ترجمہ اردو میں پبلک کیے نہایت مفردی تھا اودھ خباب
مولانا نے ترجمہ کی فراش معدوم کے ضعف اودھ مضمون کی وجہ سے مناسب تھی لہذا خباب مٹو ہے
اجازت لیکر مضامین نوکرہ کا ترجمہ بطور حجاز کر کیا جالہ ہے، انوس کی بحفظ طول اصل عبارت عربیہ
اس ترجمہ کے ساتھ پوری پوری درج نہیں ہو سکتی و نہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ خباب الانا کی اصل عبارت
کتنی قریب ذاتی تھی اودھ اس کا ترجمہ کچھ قدر غوراً اہل تھا میں اس ترجمہ میں اگرچہ پتہیں مطالبہ کا
بہت خیال رکھا ہے لیکن پھر بھی بعض مقامات پر فہم مطلب میں کوتاہی کا دافع ہونا ناممکن نہیں ہو سکتا تھا
مگر اصطلاحات عربیہ کے لیے اردو میں الفاظ وضع نہیں ہوئے لہذا کسی مقام پر فہم مطلب کے لیے کچھ الفاظ کو الہیہ لکھا
نہیں بلکہ کسی جانب دلائل سے کچھ لینا ضروری ہو کر نہ کہ مسئلہ مسائل شکل سے ہو اودھ اس کا حکم مقام کے لیے لایا
ہو کر کسی مضمون یا کتاب اردو میں جایا یعنی نہیں لکھا کہ انہی فہم کے ضرورت نہیں ہو کر نہ کہ اردو میں لایا گیا
بہر حال مسئلہ طینت ان مسائل شکل سے ہے جس پر ہمارے علماء کہہ رہے ہیں مستقبل و زمر و کتب
در مسائل تحریر فرمائے میں کچھ خباب الانا سے جن مقدمات کو پیش نظر رکھا اس حدیث کو اصل فرمایا
ہے اودھ تحقیقات جدیدہ کا لحاظ فرماتے ہوئے جس جدید عنوان سے اس مسئلہ پر خاصہ فرمائی فرمائی ہو
و آپ ہی کی ذات والا صفات سے مخصوص ہو، آپ نے اس لائحہ میں مذہب جبر کے البطلان اودھ مذہب
عدل کے اثبات میں پوری کوشش فرما کر یہ بات اوج کر دی ہو کہ حدیث مذہب جبر کے مبنی نہیں
ہے بلکہ عدل باری تعالیٰ کے اسرار عمیقہ اودھ غوامض انبیکی قابل و مثبت ہو اودھ صفاء و جمال کا
خیال کہ جیسی ہماری طینت تھی دیے ہی افعال ہم سے مسدود ہوئے اجتناب مواجہی اودھ کتاب
محاسن ہمارے بس کی بات تھی بالکل غیر صمیم اودھ منی رحمانت و طینت کو ہمارے خیال میں کئی

دخل نہیں ہو چکے کرتے ہیں اپنے اختیار سے کرتے ہیں اور بغیر عدل اسی کے موافق جزا یا سزا نہیں دیتے، اس حدیث کے ظاہری مدلول یہ ہر دوسرے کے اعمال خیر کے ترک اور اعمال شر کے ارتکاب پر اقدام نہ کرنا چاہیے بلکہ اپنے کلمات و خواہش پر غور کر کے حقائق عدل باری تعالیٰ کو سمجھ دجہ کرادامروں اور ہی باری تعالیٰ کو ہر وقت پیش نظر رکھنا چاہیے اور اب ہم اصل ترجمہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کسی سے طالب توفیق ہیں

(انجیز میر)



والذین كفروا الى جهنم يحتمون هـ ليعز الله الخبيث من الطيب ويجعل الخبيث بعضهم على بعض
فبكم رحيمًا فيجعل في جهنم اولئك هو الخسران سورة الانفال آیت ۳۶ و ۳۷

اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ان میں سے جنہم کی طرف نہکا دیے جائیں گے اگر اللہ ناپاک کو پاک سے جدا کرے اور ناپاک لوگوں میں سے ایک دوسرے پر رکھ کر دہر لگائے پھر اس کے سر کو جہنم میں جڑائے لگیں گے انھیں دے گا اس کی کریمہ کی تفسیر اس امر کی معنی ہو کر ہے کہ ہم ایک ایسا حکام میں کریں جو چند مقدرات طبعیہ پر مبنی ہو جن سے وہ عظیم عین و از مختلف ہو جائے جو اس کی کریمہ میں ضم ہے اور جو ان کے معصومین صلاۃ اللہ و سلامہ علیہم جنین کے کوئی اس سے قطع نہیں ہوا اس لیے کہ وہی حضرات قرآن مطلقاً بحق ہیں اور انھیں پر ترکان ازل و ابد و وہی وحی خدا کے امین ہیں لہذا ان حضرات نے اس آیت شریفہ کی فرمائی ہے وہ خود ایسی شکل و درتوار و دقیق و عتیق و جس کی انتہا اور گہرائی تک بجز ان لوگوں کے جو لطیف و نورانی اور حقائق اشیاء میں ارتحال والی عقلوں کے مالک ہیں یا وہ کہ جنہیں رب لغت اپنی وحی و الہام سے مخصوص فرمائے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا اس لیے کہ اس سے علم لوگوں کی نظروں میں جن کی عقلیں ضعیف و علیل میں پہنچیں جن میں جبر و ردی کا دم ہوتا ہے اور شرح اس کی یہ ہو کہ ہم میں سے ہر شخص بالیقین جاننا ہے کہ وہ جو دوسرے سے مرکب ہے روح اور جسم اگرچہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی حقیقت بھی اس کو قطعاً یقین کے ساتھ معلوم نہیں ان کے اختلافات اور مشگافوں کو دیکھ کر جن کی وجہ سے حکما موجود ہیں خزاں و ان کے سابقین اور حکما و انانیین اور اسلام کے بڑے بڑے نامہر متکلمین مختلف شعبوں میں منتقم ہو گئے ہیں اپنے جسم فیزیکی کی حقیقت کو بھی نہیں جان سکتا کہ کیا ہو گا اس کے بعد بھی وہ بلاشبہ اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ اس کی روح کی حقیقت اس کے جسم کی حقیقت سے علاحدہ اور اس سے مختلف ہے پھر جب کہ یہ حال اس جسم کا ہو جو ہر دو نظر کے سامنے ہو ہمارے حواس سے محسوس ہوا ہے تو روح کی حقیقت کو ہم کیا سمجھ سکتے ہیں جو نہ ہمارے حواس سے محسوس ہو سکتی ہو نہ

ہم اس کو دیکھ سکتے ہیں
روح مجرد عن لمان و یا کوئی شے مادی ہو؟ حکما موجودین اور سابقین نے اس موضوع پر متقبل کیا ہیں ایف کی

مگر اب اس ہمدردی سے اب میری کسی بھی توجہ کم نہیں ہو رہی ہے اور میں چونکہ بذات خود غلط فہم و حدایت کا پابند اور
اس کا حامی ہوں بلکہ اکثر سڑی میں دوغورم رکھتے ہیں اور اس کے اثبات اور بیان کے لیے بیسے اپنی کتابت بہت عقل و تدبیر
تعمیر و ملائمت اس کے بعض حواشی میں طویل جملات فرمائی کی اور ذوق غلط فہم و حدایت میں کل اہل غور و فکر کے بعد
اس باب میں میری دل سے اس پر متفر ہو گئی ہے کہ کوئی شے کا ثبات و ممکنات میں سے با امکان خاص مجرد عن المكان
ہے اور مجرد ذات و حسب الوجود کے نامی موجودات حادث ہیں اور انہیں میں نفس انسانی بھی داخل و ملازمہ بھی ہے نزدیک
اور دور و گرامس کی حقیقت جسم کی حقیقت سے متماثل ہے اور یہ ہر سے قول کی اور صحیح ہماری رائے کی ایک کریمہ قابل التعمیر
من مامور ترقی ہو

مگر اس رائے پر ایک تشکال ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب ہم نے یہ اختیار کیا کہ روح اوقیل ذات ہو تو اسے کلیات
اور غیر کلیات یعنی اُن صلاحت و علوم کا ادراک کیونکر ہوتا ہے جو تعداد پر و کیا سے متماثل ہیں اس لیے کہ بظاہر تمام صلاحت
اور کل عام کی تحلیل و ترکیب کی طرف ہوتی ہے اور اس بنا پر پورا تشکال و ادراک کلیات نہیں ہو اور ہم میں سے ہر ایک تابع
ہے کہ ہم کلیات کا ادراک کرتے ہیں مادہ ہی اور اس کا مطلق فصل ہے جس سے انسان کی اہمیت استوار ہے بلکہ اہل
میزان و مطلق کے نزدیک ہی میں اہمیت انسان ہے، تو اگر ادراک ان کلیات کا نفس انسان کا انتزاعی فعل ہو تو قدر
ہے کہ یہ کلیات جو کہ نفس ادراک کرتا ہے یہ اپنے شخصیات ذاتیہ کی جہت سے بحسب حقیقت جزئیات ہیں نہ کلیات،

یہ تو قدر تشکال و اگر ہم کہتے ہیں کہ امر کلی بلاشبہ تمام افراد پر بولا جاتا ہے اور اس جہت سے نہ کل افراد سے شکل
و صورت اور جس و نوع میں مشابہ ہو اور اس صفت میں کوئی فرد اس سے جہت نہیں سکتی تو یہ امر کلی جو ان تمام افراد پر
بولا جاتا ہے اس جہت سے کوئی شے ہے اور اپنے شخص ذاتی کی جہت سے بلاشبہ جزئی ہے مگر ان میں سے کوئی حقیقی ہو اور نیز
نی حد ذاتہ کلی طبیعی ہو اور اہل میزان و اہل مطلق کے نزدیک شے کہ کلی طبیعی خارج میں موجود اور نہیں وجود افراد پر
محفوظ ہے اب ہاں ادراک و تعداد کلیات کا وہ جس طرح نفس انسانی کو بغیر صلاحت و حاصل ہوتا ہے اسی طرح بغیر ذات
بھی حاصل ہو سکتا ہے جیسا کہ اپنے مقام پر علم نفس اعظم انسان کی کتابوں میں قراہا چکا ہو اور ہم میں کسی عقلی خرابی عقل
کی راہ سے نہیں پاتے اور میرے گمان میں یہی رائے خبیثہ حکیم افلاطون الہی کی بھی اس موضوع میں تھی جو اس کی طرف
نسب کیا جاتا ہے یعنی نہ ہر رب النوع جیسے مثل افلاطون یہ کہے ہیں و افلاطون کے شاگرد و علم اولی و ساطع الیس نے
اس باب میں اپنے استاد کی مخالفت کی اور اس ساطع الیس کے بعین اور ان بعین کے اتباع یعنی مشائخ نے نقطہ
ہو جسے کہ نہ خارج میں وجود کلیات کو لازم جاتا تھا، پس طین و شیش کی ادراک سے عداوت باذہلی حالانکہ
ہمارے نزدیک یہ کوئی ایسے بات نہیں و جسکی جہت سے اس طین و شیش کی جائے، اور منجملہ عجائب یہ ہے کہ اس مسئلہ اعلیہ
حکیم نے انکشتان کے لوگوں میں بھی ایسے جگہ سے اور ذرا عین ڈلوادیں کہ بسا اوقات قرون وسطی میں جو اس زمانہ میں

قرونِ غلطہ کھلاتے ہیں خنزیری اور جنگ و جدال اور ہلاکت نفوس تک ذرت ہو چکی جیسا کہ مرنخ اور فیاض
 ”دردِ ادیشی“، والدِ ذرِ غلم، لاٹھ بیگنس فیلڈ، ”ذریعہ علم و دولتِ بھائی نے اپنی مشہور کتاب ”دیوہر یا
 ذبیحہ آف لڈیچہ“ میں اسکی طرف اشارہ کیا ہے مینے زانہ سابق میں اس کتاب کو دیکھا اور بڑا تھا اگر اب میرے
 پاس موجود نہیں ہو وجہ اس سب کی یہ تھی کہ بلاؤنگشتا میں دو گرن پیدا ہو گئے تھے ایک گرن مساریب النوع میں
 افلاطون کا جینیہ قابل تھا اور دوسرا گرن اسطاطالیر کا پیر تھا اور شل افلاطون کا نمبر تھا اور انکا بھی ایسا شہر جس نے
 ان زمانوں میں ان لواؤں اور جنگوں تک ذرت ہو چادی اور سیکے نزدیک اس باہل افلاطون ہی کا قول ٹھیک
 تھا اور ہی حق پر تھا اور اسطاطالیر غلیی پر تھا،

بہر حال اتنی بات یقینی ہے کہ روح کی حقیقت جسم سے مختلف ہو اور ہی جہانی عمل کا آلہ ہو کر میں قطع و تعین کے
 ساتھ نفس بدن کے علاقہ کی کیفیت معلوم نہیں اور یہ علم بھی صرف اجمالی ہے تفصیل سے کچھ نہیں کہہ سکتے اگرچہ عجوبہ
 حکمت ہے جسے حجابِ در پرین ہمارے سننے سے مٹا دیے جاساں مانے کے قبل ہمارے سامنے پڑے ہوئے تھے اور جسے امور
 و اسرار ہم پر درج ہو گئے اور بہت سے احادیث و اخبار و حضرات ائمہ اہلِ صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین سے منقول
 ہیں ہماری سمجھ میں آگئی اگر روح کی حقیقت اور اس کے جہانی علاقہ کی کیفیت کو ہم نہ سمجھ سکے اور جب یہ باہلِ پ پر وضع
 ہو گئیں تو اب ہم کھٹا چاہتے ہیں کہ ان ائمہ علیہم السلام نے جو ایسی حالاتِ عالمِ مبدعہ و مملوکہ کے متعلق حکمتِ باری ہیں
 ہمیں سے انکے بات یہ ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مسیحوں کی پیدائش سے بہت پیشتر حضرت بندوں کی روحوں
 کو پیدا کیا اور ان سے اسی عالمِ ارواح میں جبکہ عالمِ در سے تعبیر کرتے ہیں اپنی الوہیت و توحید اور اپنے انبیاء کی بو
 علیٰ الخصوص خیا خاتم النبیین کی رسالت اور ان کے بارہ خلفاء اور اوصیاء کی ولایت اور اس کے علان و دیگر مولوں
 اور معارفِ حقہ کا اقرار کیا جس نے ہمیں سے ان کو کہا اور کیا کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایمان داروں اور اطاعت کرنے
 والوں کی جماعت میں داخل کیا اور جس نے اس سے انکار کیا اور سلوک کا فردوں اور باغیوں اور طاغیوں کے زمرہ میں
 داخل فرمایا اگر ہمیں اسکی تفصیلی علم کی تکلیف نہیں دی کیونکہ اس عالم کے تفصیل کا علم حاصل کرنے کی ہمیں حاجت
 یہ بھی نہ ملتا ہمارا علم اجمالی ہی اسکی نزدیک کافی ہو گیا اگر مطاعت و محبت علمِ خدا کے وقائق اور حکمتِ علیہ کے
 مہمت میں سے ایک باریک و نازک مسئلہ ہو جب انسان اس میں بھی طرح سوچ بچار کرتے گا اور اسکی حقیقت میں بخوبی کام
 غور کرے گا تو غور و فکر ہو کہ چند مہداتِ قطعیہ اور مسائلِ یقینیہ تک پہنچا دیگی جبکہ انکار سے جائز نہ ہوگا اور جن میں شک
 کی گنجائش نہ ہو سکے گی اور ان میں پیش نظر رکھنے کے بعد جن باتوں کی طرف توجہ و دلاست کریں گے ان میں بھی شبہ
 نہ کر سکے گا، انھیں پر اس آیت کریمہ کے معنوں کا سمجھنا موقوف ہو گا جبکہ حل اور تفسیر کے لیے اپنے ابتدائے کلام
 کیا ہے اس لیے کہ یہ آیت کریمہ مدلل باری تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار کے عجائب اور اس کی حکمت اور بزرگوں کے انصاف

میں العباد کا عجیب ترین معبود اور ذیل کے چند مقدمات ہیں جنکے بیان کا ہم اراد کر رہے ہیں اور یہاں تک کہ جو شخص اُن میں اعتبار سے نظر کرے اُس کے قلب میں انہیں ثابت و مستقر کر دیں،

پیلا مقصد

ہم مطلع و یقین کے ساتھ جانتے نہیں کہ حق سجاد و تعالیٰ عوام کو اپنے بندوں کے اعمال و افعال سے اُن کی دلجو اور جموں کے پیدا کرنے کے عمل پہ علم ازلی سے باری تعالیٰ و افعال کا کیا تھا کہ اُن ایسے افعال کرینگے اور افعال وقت اور فضا زمانہ میں فضا دن کرینگے اور باری تعالیٰ کا یہ علم ان افعال کے واقع ہونے کی علت نہیں ہے باری تعالیٰ نہ کر ان افعال کے واقع کرنے پر اس جہت سے مجبور نہ تھا کہ اُن کا علم ازل و ازال میں پس سے ہو چکا ہے بلکہ جو کچھ انھوں نے کیا وہ اپنے اختیار سے کیا اور دونوں سمتوں میں سے جس ایک سمت کو اختیار کیا اُسے دیکھ بھال کر اختیار کیا اب یہ انتخاب اُن کا باری تعالیٰ چھوڑ دیا ہے کہ بندہ فاعل مختار ہے اور باری تعالیٰ کے علم کو اُن افعال کے صادر ہونے میں عقلی حجت اور برہانی نظر سے کچھ دخل نہیں و اور یہ (سلسلہ علم کلام) میں، طے ہو چکا ہے یہاں اُس کے بیان کی تصحیح نہیں ہو۔

دوست مقرب

جو معصیت انسان سے صادر ہوتی ہو اسکی دہی تمعین میں ایک دہ کہ جسکے ظہور و ص در کا باعث خواہش نفس اند اُس کی لذت یا بی کاشوق ہو اور انسان اُسکے غیر شہیدہ اور مہجان سے مغلوب ہو کر اُس گناہ کا مرتکب ہو دو سکر کہ جب کا ظہور نفس کی خواہشوں اور لذتوں سے نہ ہو بلکہ پاک پروردگار کے حکم کی مخالفت اور لہر لہی کی ضد مضامین نفس کی سرکشی طغیان سے جہاں بوجھ کر اُس گناہ کا ارتکاب کرے اور یہ گناہ بے لذت معصیت عظیمہ ہے جس میں خواہش نفس کا وہ نہیں بلکہ انبات و طغیان کے علان اور کوئی سبیل کے ظہور کا نہیں ہو

قسم اول چونکہ ایک محدود مصیبت ہے جو محدود زمانہ میں ہوتی ہے اور وہی محدود زمانہ خواہش کے پورا ہوجانے اور لذت کے فنا ہوجانے کا ہے اور یہ سب متنہای اور محدود چیزیں ہیں لہذا ضرور ہے کہ اس کے سزا اور عذاب بھی پُر وقت قیامت محدود وقت اور زمانہ میں ختم ہوجائے اور یہی عین مقتضایا باری تعالیٰ کے عدل کا اپنے بندوں میں ہے اور یہی دوسری قسم جو معلوم ہو کہ ایک ایسی شے ہے جو محدود زمانہ اور وقت یا لگتی کے چند دنوں سے متعلق نہیں ہے۔ لہذا عذاب بھی اس کا وقت اور زمانہ محدود سے متعلق نہ ہونا چاہیے بلکہ اس عذاب کے وقت اور زمانہ کا امتناہی اور اُلجھ ہونا ہی سزا و سب سے اس لئے کہ نفس مصیبت متنہای وقت میں نہ تھی، یہی حکم عقل کا ہے اور یہی عین مقتضایا عدل کا ہے۔

جس کی طرف اس نے جب جہنم سے متعلق ہوا اور ہمیں سے معلوم ہوا ہے کہ مخالفت خدا کے پاک و برتر کی عقائد
حقہ کا اعتقاد کرنے پر فی حقیقت کہانی ہوئی بغاوت اور خدا کے پاک کی طاقت سترائی اور اس کی جناب میں ناقابل
عفو تقصیر ہوا اور شخص ایسی مصیبت کا متکرب ہوا کہ حکم عقل ہی کا تحقق ہو کہ ہر شے آتش جہنم میں مبتلا ہے خدا کے اور ہم
و خدا کے آتش جہنم میں لیں عقل عقل ہو جبکہ خدا کے عزوجل سے متعلق ہو

تیسرے مقدمہ

اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ اگر خداوند عالم اپنے سب نیک و بد (عالم ذروا راجح میں قرار اور انکار کرنے والے)
بندوں کو ایک ہی مان سے پیدا کرتا جو خجانت اور پاکیزگی میں ایک ہی کیفیت کے ہوتے یعنی فقط خبیث
مان سے یا فقط پاکیزہ مان سے تو یہ اس کی عدالت نہ تھی جیسا کہ دلیل عقلی شہادت سے یہی ثابت کیونکہ یہ بات معلوم ہے
کہ مان خبیثہ برابر کے لائق نہیں ہوا اور مان پاکیزہ اس قابل نہیں ہو کہ اس سے اشتراک پیدا کیے جائیں اور ضرور ہر اکٹھے ہونے والے میں اشتراک
ان جیسے سے اور برابر و اختیار کی خلقت ان پاک و پاکیزہ سے ہو کیونکہ ہم ضرور دیکھ جانتے ہیں کہ اس عالم و جویں
پاک و پاکیزہ اور نورانی مان ہی ہیں و خبیث و بد و اور نجس مادہ بھی مگر عقل تجویز نہیں کرتی کہ پہلے مان سے کافر پیدا
کیے جائیں اور دوسرے سے ابراہیم و اخیار اور کسی کو تعارف معلوم کیا جاتا ہے جو بار تعالیٰ سے متعلق ہے اور ضرور ہے کہ یہ
موجود عالم جو زمین و حیث و پاکیزگی میں ایک ہی سبقت پر نہ ہو بلکہ بعض پاکیزہ و نورانی ہوں اور بعض خبیث
و نجس پہلے سے ابراہیم و اختیار پیدا کیے جائیں اور دوسرے سے اشتراک و کفار،

چوتھے مقدمہ

اور نیز اس میں بھی شک نہیں ہو کہ باری تعالیٰ کا اپنے بندوں کو دو مختلف یعنی پاک طہار اور خبیث و نجس
مادوں سے پیدا کرنا جبر اور زبردستی کے قول کو لازم نہیں قرار دیتا اس واسطے کہ تمام افعال ان کے صرف ان کے اختیار سے
صادر ہوتے ہیں نہ اضطرار و مجبوری سے خواہ ان اچھی بات اختیار کریں خواہ بری اور نفس ان کو اعمال صالحہ کے
اختیار کرنے کی خوبی یا اعمال قبیحہ کے اختیار کرنے کی بدی میں کوئی دخل نہیں ہو،

پانچواں مقدمہ

خدا کے پاک کی عدالت تھی کہ اس نے نفوس قدسیہ کو محض نورانی اور پاک مان سے پیدا کیا کیونکہ اگر خداوند
کیا جائے کہ اس پاکیزہ مادہ میں خبیث اور بد و اور تاریک ان شامل ہو گیا اور معلوم ہے کہ علم باری تعالیٰ میں کچھ

ہے کہ کن معصوم ہوں گے کوئی گناہ اُن سے صادر نہ ہوگا اور باوجود اس علم کے کوئی شے اُن حضرات سے اُس کے خلاف صادر ہو تو علم الہی جہل سے بدل جائے گا اور یہ باری تعالیٰ کے لیے مہذب ہو، لہذا معلوم ہوا کہ پیرائے اُن کا محض نورانی ادہ ہے عین اصل اور عین عدل تھا اور اسی طرح پیدا کرنا شریک کا محض کثیف و خبیث و تاریک ان سے عین اصل اور عین عدل باری تعالیٰ تھا،

چھٹا مسئلہ

اور اس میں بھی شک نہیں کہ نفوس قدسیہ کے علان میں کچھ اور نفوس بھی ہیں جنہیں جذبہ خیر بہ نسبت جذبہ شر کے زائد اور غالب ہے اور علم باری تعالیٰ میں گزر چکا ہے کہ ان نفوس سے اعمال غیر صالحہ مثل گناہن کبیرہ و مہلکہ و بعض گناہان صغیرہ کے صادر ہوں گے اگرچہ اعمال صالحہ اُن سے زین تر صادر ہوں گے لہذا باری تعالیٰ کی عدالت یہ تھی کہ اُن کے نورانی ان میں کچھ ایسے ان خبیث و تاریک ادہ کے بھی شامل کر دے تاکہ اصل کی مخالفت اور ترک عدالت اور فعل عیث لازم نہ آئے

ساتواں مسئلہ

ہمیں یقین ہے کہ روز قیامت روز جزا ہو تو جن کی بابت علم الہی میں گزر چکا ہے کہ اہل نجات اور اہل جنت میں سے ہیں اور ان کے اعمال بد سے دُور رکھا اور یہ بھی معلوم ہے کہ ان اُنکادہ جہنم سے مرکب ہے ایک خبیث و دوسرا طیب اور ان خبیثہ و اہل جنت نہیں ہو سکتا، لہذا ضرور ہے کہ کہ اس مان خبیثہ کو اُن سے الگ کر کے اُس مان طیبہ نورانی سے متماز کر دے اور اس طرح اہل جنت نورانیہ بالکیرہ کو بھی ان خبیثہ سے جدا کرے جو ان کا فوہل و در شر بدوں اور ناصیوں کے جسموں میں پایا جاتا ہے جن سے بسا اوقات نیک لوگوں کے افعال صادر ہو جاتے ہیں جیسا کہ شب و روز ہمارے تجربہ اور مشاہدہ میں آیا کرتا ہے اور دلیل ہماری اس دلائل کی صحت پر یہ ہو کہ ہم جب اس خبیث و بد و اوار تاریک مان کے حال میں غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر کچھ یقینی چیزیں ہیں جنکے انکار کی کسی میں قدرت نہیں ہو ادلیہ کہ مومنین کے بدن و تعلقات اودوں سے مرکب ہیں خبیثہ و طیبہ اور یہ نظریہ ناقابل انکار ہے دوسرے یہ کہ عطا ہوتا ہے مواد کا ابرا و اختیار کے جسموں کے حکم خدے و اجد عادل تمام ضرور ہے کیونکہ یہ نفوس ناجیہ جیسے اپنے جسموں کے داخل جنت ہوں گے تو اُس مان خبیثہ کا کیا حال ہوگا جو ان کے نورانی بدن میں مخلوط ہوں اُن ہوں کے ساتھ داخل جنت ہوگا یا نہیں؟ جو اس کا صورت اثبات میں ناممکن ہو اس لیے کہ یہ ان خبیثہ سے جو جنت میں داخل ہو چکا حقدار نہیں ہوا اور اگر

داخل جنت ہو جائے تو یہ وضع الشقی فی غیر محلہ ہے جو ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ سے محال و جو عدل اسکی جنت سے (معلق) واجب اسکی جنت کیونکہ جنت ایک طیب تمام اولیٰین کا مکان ہے اور جو کچھ امین عن سب طیب ہے لہذا میں نے خبیث کا داخل کرنا اگرچہ ان بخت ہو کہ جو حال جنت کے لائق ہوگا اور جب لائق حال جنت نہ ہو تو بالضرور وضع الشقی فی غیر محلہ ہوگا اور نہ بلاشبہ ظلم و بیع اور فعل عیب ہوگا لہذا ثابت ہوگا کہ تمام خبیث آدمیوں کے ساتھ آتش جہنم میں داخل کیا جائیگا اور یہی معنی ہیں قول باری تعالیٰ کے لیذا مللہ الخبیث من الطیب و یجعل الخبیث بعضہ فوق بعض الخ کے اور ملان اسکے ان خبیثہ خبیث ہی ان کے ساتھ ملا دیے جائیگا کاحق دارہ واسطے کہ اسکا ہم جنس ہے اور جب فطرۃ ہر جنس اپنی جنس کی طرف زیاں اٹھاتی ہے اور ان نور یہ اسکی جنس سے نہیں بلکہ انعام اسکی جنت میں ہوگا اور اسی مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نور یہ اسکی ضد سے جدا کر دینا واجب ہے اور مزید تشریح و توضیح آئندہ مقدمہ میں ملاحظہ ہو،

آٹھواں مقدمہ

جب ہم بندوں کے اعمال پر نظر کرتے ہیں اور غور کرتے ہیں کہ یہ اعمال ان سے کیونکر صادر ہوتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انسان اگرچہ بغیر فاعل مختار ہے اور ان اعمال کے صدور میں دراصل مجبور نہیں و مگر پھر بھی کلیۃً ایسا نہیں و اس معنی کہ ان خود پورا پورا مختار نہیں و بلکہ دیگر افراد انسان کو بھی اسکے اعمال کے صدور میں باہمی سبب و رد اور میل جول کی جہت سے بہت کچھ دخل ہے اس لیے کہ اکثر اوقات انسان اپنے ساتھیوں کے سے اعمال پر مجبور ہو جاتا ہے کبھی ان اعمال کو اچھا سمجھ کر کبھی ان کی پیروی کے ترک میں ملامت کا خوف کر کے کبھی اس خیال سے کہ اگر انکی پیروی نہ کرے گا تو ضرر پہنچ جائے گا، اور انکے ملان اور بھی بہت سے وجوہ انکی پیروی کے ہیں چکا حصر لجامہ حالات بسر بردار میل جول کے نہیں ہو سکتا اور یہ لوگوں کے حالات کے مشاہدہ اور تجربہ سے واضح ہے اور اس موضوع میں نظر کرنے کے لیے کئی وجوہ نہیں غور کرنے کی ضرورت ہے :-

پہلی وجہ یہی میل جول اور باہمی بسر بردار صحبت و جس کی طرف بہتے اشارہ کیا ہے جکا انکار و مذمہ کے مشاہدہ اور تجربہ سے کوئی شخص نہیں کر سکتا دوسری وجہ اثر و توارث اور باپ و داد کی تقلید و پیروی ہے اس لیے کہ انسان اکثر اوقات انکی تقلید میں ویسے ہی اعمال و رسوم بجالانے پر مجبور ہو جاتا ہے جکی دنیا و کون لوگ قائم کر گئے ہیں اور جنہیں ایجاد کر کے اپنی اولاد کو انہیں اور انہیں جیسے اعمال پر عمل کرنے کا عادی بنا گئے ہیں اب اگر یہ اعمال و رسوم برس اور قبیح ہیں تو ان کا گناہ اور پیروی کرنے والوں کا گناہ ان کے باپ و دادا پر ہے اور الّا چھ ہیں تو انکا ثواب اور جے انکا بھی انہیں کے لیے ہے اور یہی معنی ہیں قول آنحضرت صلوٰۃ اللہ علیہ وسلم من سبقکم الی الخ

سنہ فضلیہ اجر و اجر من عمل بہا لک یوم القیامہ فان کانت تملک لسنہا حسنہ تنفع بہا اھلہم
 وولہ وان کانت مسیئۃ تضر بہا لسنہا لانی احوالہم جو شخص اسلام نہ لے کرے اسکا اجر
 ابدی عمل کرنے والے کا اجر قیامت تک اسی شخص کے لئے ہے مگر اگر یہ طریقہ اچھا ہو گا تو اس سے اسکا خاندان اسکی
 اولاد نفع پائیگی اور اگر نہ طریقہ برا ہو گا تو اس کی نسل ختم نہ ہوگا اس سے نقصان اٹھاتی رہیگی اور یہ بھی انسان
 کے حالات اور ان فقرے کے کوائف میں جزیل و فیر موجد ہے میں مشاہدہ اور تجربہ میں آچکا ہے اور یہاں اوقات نیل
 ان اسلاف و ہمارے سیروی میں جنہوں نے ان بسط طریقوں اور کموں کو ایجاد و اختراع اور اپنے پیمانوں اور کتبہ کو
 کے لئے جاری کیا تھا ہلاک و فنا ہو جاتی ہے اور یہ بات بھی ناقابل انکار اور ناقابل شک ہے اور یہی راز باری تبارے
 کے اس قول کا ہے "من قتل نفسا کما تافلا لنت اس جمیعاً و من احیاھا فکما تافلا احیاً لنت اس جمیعاً" سورہ ۱۰۰ آیت ۲۷
 جس شخص نے ایک نفس کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا اور جس نے
 ایک نفس کو بچا یا تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچا لیا، اور وجہ اسکی یہ ہے کہ نوع انسان میں سے ایک فرد واحد اپنے
 عمل پر سب کے کل افراد کو فائدہ دے سکتا ہے یا ہر ایک کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے،

ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ انسان اگرچہ فاعل مختار ہے مگر خود پورا پورا مختار نہیں بلکہ دوسرے اعمال و افعال
 بھی کے اعمال و افعال میں داخل ہوا کرتے ہیں سو واضح ہوتا ہے راز اس حدیث صحیحہ کا جو حضرت معصومین صلوات اللہ
 علیہم اجمعین سے آیت ہے "لا جبر ولا تفویض بل موبین الامرین نہ جبر ہے نہ تفویض بلکہ ایک امران
 دونوں امور کے درمیان ہی

تیسری وجہ جس سے انسان اپنے اعمال و افعال میں متاثر ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کے اعمال کی تیسری
 وجہ ان سابق کی دونوں صورتوں کے علاوہ ہے اور ان صورت اشارت و تاثیرات روحانیہ کی ہے اور بیان
 اسکا اور شرح اسکی یہ ہے کہ جب ہم نے امر و احوال میں غور کیا جو مرنے کے بعد ہونے سے جدا ہو جاتی ہیں معلوم ہوا کہ
 امر و احوال بعد موت ابداً کے زندہ لوگوں کے نفوس میں تصرف و تاثیر کرتی ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ان لوگ بڑے بڑے
 اعمال و افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جو ان مردوں کی روحیں انکے دلوں میں ڈال دیتی ہیں خواہ وہ روحیں نیک
 ہوں خواہ بد، پاکیزہ ہوں یا نجس اور یہ بھی علم امر و احوال یا علم القادار و احوال میں جسے اگر غیری زبان میں تسلیم
 کھتے ہیں مشاہدہ اور تجربہ میں آچکا ہے، اس علم میں ہر ایک کے حکماء و موجدین نے ایجاد کیا ہے اور جو عجائبات
 علم میں مقرر ہیں وہ مشاہدہ اور تجربہ میں آچکے ہیں کوئی شخص انکا انکار یا انہیں شک نہیں کر سکتا اس لئے کہ وہ ہر
 اور ہر شب ہمارے مشاہدہ اور تجربہ میں آکر رہتے ہیں، اس علم کے علمائے ایک انہیں قائل ہیں کہ جس کی مسموم مشورہ
 معروف حکماء و مفسرین میں ہیں جو بعد موت بقا و روح کے منکر تھے جیسے "در الکبر لا ج اور "ویم کرو لسن و لسن"

دخیر و غیرہ یہ کمان عجائب روحانہ کو دیکھ کر اپنے ذہن و عقائد سابقہ سے لپٹ گئے اور مدت کے بعد روح کی بقا اور اسکے اعمال عجیبہ اور اسکی خارق عادت قوت اور اس سے ان افعال عجیبہ کے صدور کے قائل ہو گئے جبکہ عوام اور جمال کرامات سے تعبیر کرتے ہیں

میری رائے میں اگرچہ ایک جدید فن اور علم جدید اور حکمت جدیدہ اہل فرنگ کے اختراعات سے ہو گیا ہے
 یہ قرآن عزیز کے سورہٴ اس میں خصوصی دیکھنا بخیر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ۔

قلل عوذہ بریل لئس مللا لئس لئس
من اشرا الوسواس لئس لئس یوسوس فی
صدور الناس من الجنة والناس

کوہے رسول کہ پناہ انگنتا ہوں میں لوگوں کے پردہ مکار
لوگوں کے مالکے لوگوں کے معبود سے شریک و مواہب
خفا سے کہ جو سو سے ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں

اور اکو میوں میں سے

ان آیات کریمہ میں من الجند والناس لفظ و سواس سے متعلق ہے و سواس الناس سے متعلق نہیں جیسا کہ

بعض احمق مغربین نے گمان کیا ہے اور مطلب یہ کہ مکہ میں شیاطین جبرائیل انس کے دوسرے ڈولنے سے بڑا ہنگامہ اٹھائیں گے جو لوگوں کی سینوں میں گونج رہا ہے۔ یہ بیکر شیطان کے دوسرے ڈولنے سے بڑا ہنگامہ اٹھائے گا جس میں نبی جبرائیل انس کے دوسرے ڈولنے سے بڑا ہنگامہ اٹھائیں گے جو لوگوں کی سینوں میں گونج رہا ہے۔ یہ بیکر شیطان کے دوسرے ڈولنے سے بڑا ہنگامہ اٹھائے گا جس میں نبی جبرائیل انس کے دوسرے ڈولنے سے بڑا ہنگامہ اٹھائیں گے جو لوگوں کی سینوں میں گونج رہا ہے۔

اس واسطے کہ اس صورت میں اس یا صدف و اس کی دوستیں ہو جائیگی جن اور اس اور واضح ہے کہ اس کی ایک قسم جن اور دوسری قسم خود اس نہیں ہو سکتی کیونکہ کہ قسم اور قسم متحد نہیں ہو سکتے لہذا واضح ہو گیا کہ من الجنۃ والناس

وہ واسطہ الخناس سے متعلق ہوا اور معلوم ہے کہ دوسرا خناس ہی شیطان ہے اور جن جس طرح نوع جن میں پالیا جاتا ہے اسی طرح نوع انسان میں بھی ہوتا ہے اور جس طرح جن نوع جن کو بکھاتا اور گمراہ کرتا ہے اسی طرح انسان کو بھی بکھاتا

اور گمراہ کرنا اور لفظ یوسوس اس آیه کریمہ میں ایک خاص لفظ ہے جس میں نہایت غور و تأمل کی ضرورت ہے اسلوب لکھنے میں اس آیه کریمہ میں ایک خاص لفظ ہے جس میں نہایت غور و تأمل کی ضرورت ہے اسلوب لکھنے میں

شیاطین اس لوگوں کو ہیئت تک پہنچا سکے ہیں جو بت نہ کہ نہ قید حواء میں میں مگر دوسرے کے طور پر نہیں ہو سکتے۔

کرنے کے طریقے پر نہیں ہوتا! کثافت حکمت روحانیہ میں جسے انگریزی میں لسیہ بچوڈم کہتے ہیں قرار ہو چکا ہے کہ خبیث روہیں مرنے کے بعد زندوں کی روحوں اور بڑوں میں سیطرہ تصرف کرتی ہیں جس طرح حالِ جدۃ میں تصرف

رتی تھیں وہ سب کو نزدیک یاد کیا کہ یہ حکمت روحانیہ کی صحت پر نص میرے ہر علان اسکے کہ لفظ خناس اس کے ایک کلمہ میں ہے اور قول کی تاکید کرتا ہے اس واسطے کہ خناس کے معنی نظروں سے پوشیدہ نہ ہوئے ہیں اور معلوم ہے کہ زمرہ لوگ

جو ان کے پردوں سے جدا ہو کر اس دنیا ہے اس دنیا کی طرف منتقل ہو چکی ہیں مگر ہم کو بھی محال نہیں جانتے کہ عالم وجود میں ایسے زلفہ لوگ بھی ہیں جو دوسرے لوگوں کے دلوں اور سینوں میں حالِ جُلوۃ و نبادی میں تصرف کرتے ہوں جیسا کہ حکماء و موجودین کے بعض تجربہ اسکے شاہد ہیں اور جہاں تک محکو علم ہے حکیم قابل اور دھندل نے اپنی کتاب میں اسکی تصریح کی ہے اور جو کتابیں ان حکماء نے اس موضوع میں الیفت کی ہیں ان سے بھی شک و شبہ ہوتا ہے مگر بہت اذلیل اور شریفہ ثقیوں کے تحمل و اعمال شائد کہ زحمت کشی کا مقصد ہی ہے جو کہ انسان سمجھتے سے ادا نہیں کر سکتا بلکہ دشوار اعمال کا مقصد ہی ہے اور جب یہ امور واضح ہو چکے تو اب ہم یہ کہنے میں کہ یہ ایک کرمیہ سودا ہمارے کی جس سے ہمیں ہتھکڑیاں لگا دی گئیں خود ایک معجزہ و غیبیہ و مستغایہ حکیمہ اور عجائبات معجزات قرآن عزیز سے ہے اور عقل کی نعمت عطا کرنے والے کے لئے ہے اتنا ہم کہتے ہیں۔

یہی وہ ائمہ مقدسہ تھے جو کما بیان مقدمہ تھا جب یہ اذان و طلب میں مقرر و مستقر ہو گئے اور نہ قطع یقین ہو تو اب ہم پر باری تعالیٰ کے قول والذین کفروا الیٰی جعفر و یحییٰ و یونس کی تفسیر سہل ہو گئی بشرطیکہ ہم ان اولیاءِ عصمت کے احادیث میں جو وحیِ خدا کے این ہیں سرسریہ تلماش کریں کیونکہ ان حضرات نے اسکے بعض سرائے اس حدیث میں بیان کر دیا ہے جسے ہمارے علماء میں سے شیخ نقیہ امام محبت مولیٰ محمد بن رضی کا شانی رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب و ردائی شرح کافی میں بعض مشائخِ اعلام سے جو امامہ حدیث شعبان کرم سے تھے اس طرح نقل فرمایا ہے اور یہ سنکے الفاظ شریفہ ہیں جو بعینہ نقل کیے جاتے ہیں :-

وقد اطلعت علی حاثیت مبسوط فی لطیفنا اور میں حالات لطیف ادا بتلئے خلقت خلایق میں
وبداء الخلائق جامع (التر مقاصد ہائے تانی) ایک مفصل حدیث پر مطلع ہوا جو اسکے اکثر مقاصد
نفسی لا یراد فی ہذا، خانہ و ہو مدارواہ کی جامع ہے مسیکر جی نے نہ مانا کہ میں اسی میں تعلیم
بعض مشائخنا عن احمد بن محمد بن محمد الکوفی پڑھ کر کروں اور وہ روایت ہے جسے ہمارے بعض مشائخ
عن خان بن مدیر عن ابیہ مراد بن الصیر نے احمد بن محمد کوئی سے خان بن مدیر سے اُس نے اپنے
عن ابی اسحاق الابن قال قلت للامام باپ سے یہ صراحت سے ابو اسحاق لیشی سے روایت کیا کہ
الباقی محمد بن علی علیہما السلام ابان ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
رسول اللہ اخبرنی عن المومن من شیعتم سے عرض کیا کہ یا بن رسول اللہ مجھے شیعان میرے آئینہ
امید المومنین صلوا اللہ علیہم اجمعین صلوة اللہ علیہم اجمعین میں ایک مومن کے حال سے مطلع کیجیے
وگمنا فی المعرفہ ہل یزنی قال لا قلت کہ جب بن خدا رسید اور کابل المعرفہ ہو جائے تو
فی لوط قال لا قلت فی سیرت قال لا قلت کیاں نہ کرے گا فرمایا میں عرض کیا میں نے کہ لوط

فیثرب خمرًا قال لا ملت فیذنب ذنبًا
قال لا قال لراوی فقیرت من ذلك فی
ذلك وکثر تعبی من قلت یابن رسول الله
انی اجد من شیعة امیر المؤمنین علی
علیه السلام ومن موالیکم من یشرب
الخمر ویاکل الربوا ینفی وبلوط ویتهاون
بالصلوة والزکوة والصوم والحج والجهاد
وابواب البر حتی ان اتاه اخاه المؤمن
یا تیر فی حاجته سیدة فلا یقضهاله فکیف
هذا یابن رسول الله وانی اجد الناصب
الذی لا اشک فی کفره یتورع عن هذه
الاشیاء ولا یحتمل الخمر ولا یحتمل صومها
لمسلم ولا یتهاون بالصلوة والزکوة والصام
والحج والجهاد ویقوم بحوائج المؤمنین و
المسلمین لله وفی الله تعالی فکیف هذا او
لم هذا

کیونکہ جو

فقال علیہ السلام یا ابراہیم لهذا
الامر باطن وهو سر مکون و باب مغفی
مخزون وقد خفی علیک وعلی کثیر من
امثالک واصحابک وان الله عز وجل
لم یأذن ان یخرج سره وغیبہ الا الی من
یحتمله وهو اهل قلت یابن رسول الله
لمحتل من اسرارکم ولست بمعاند ولا ناصب
فقال علیہ السلام یا ابراہیم فمرانت لک
ولکن علمنا صعب مستصعب لا یحتمل الا

یہ سنکر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہے ابراہیم اس امر
ظاہر کے لئے ایک باطن ہے اور ایک پوشیدہ راز اور
ایک چھپا ہوا بند دروازہ ہے جو تم سے اور تمہارے
ایسے لوگوں سے اور تمہارے ساتھیوں سے خفی ہو اور
خدا نے عز وجل نے کسی سے اپنے راز اور غیب کے ظاہر کرنے
کی اجازت نہیں دی مجز ان لوگوں کے جو اس کے اہل ہوں
میں عرض کی کہ خدا کی قسم اسے فرزند رسول پر آپ کے انوکھا تحمل
ہوں درمیان اور ناصب نہیں ہوں یہ نہ کر کے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم
ابراہیم ان تم ایسے ہی ہو لیکن علم ہمارا سخت اور دشوار ہے

ملك مقرب ادبى مرسل ومن من
 امتحن الله قلبه للايمان وان النفية
 من ديننا ودين ابائنا ومن لا يقتل
 فلا دين له يا ابراهيم لو قلت ان تارك
 النفية كشارك الصلوة لكنت صادقا
 يا ابراهيم ان من حديثنا وسرنا وياطن
 علمنا ما لا يتعلم ملك مقرب ولا نبى مرسل
 ولا من متمن دلت ياسدى ومولاى
 فمن يتخذ اذن قال عليه السلام من شأ
 الله وشأ الامن اذا عسرنا الا الى اهل
 فليس مثلك الامن اذا عسرنا اذا
 الله حوالجديد ثم قال يا ابراهيم خذ ما
 سألنى علما باطنا محزونى فاعلم الله
 قهالى الذى حبب الله جل جلاله رهول
 صلوة الله عليه وحياهه رسول وصبه
 امير المؤمنين عليه السلام فمقرعه هذه
 الابه عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا
 الامن ارقصى من رسول ويحك يا ابراهيم
 انك قد سلتنى عن المؤمنين من شيعه
 مؤنا امير المؤمنين على بن ابي طالب
 صلوة الله عليه وعن زهاد الناصبه
 وعبادهم من ههنا قال الله عز وجل وقتنا
 الحى ما عملوا من عمل فنجعلناهم ممانئ
 ومن ههنا قال الله عز وجل فاعلمنا ناصبه
 حاميه فحق من عين امين وهذا الناصب

ملك مقرب ادبى مرسل يا اس مومن كى حيك دل كى
 خدائے ايمان كے بارے ميں آزمائش كرنى ہوا كوجى مصل
 نہیں ہو سكتا اؤر ہمارے ابا و اجداد كا اللعہ ہوا اور جو
 تقيہ نين كرتان مومن نہیں ہے بے ہر اسمہ ايجہ كچ كچ كچ
 تارك تقيہ مثل تارك صلوة كے ہے تو ميں سچ كوں كلك
 ابراهيم ہمارى حديث اور ہمارا علم ابلن دن كچ كچ ملك
 مقرب ادبى مرسل اور امتحان ديے ہوے مومن كے
 اور كوى اسكا تعقل نہیں ہو سكتا بنے عرض كيا كچ اسے ميرے
 سيد و مولا پر اپ كوں كا تعقل ہو كا فربا كچ جسے اشارہ
 ہم چاہيں آگاہ ہو كچ جو شخص ہمارے راز كو بجز ايكے ہل
 كے كسى اور بے بيان كرسے دن ہمارا شيعہ نہیں كى كچ كچ
 تين مرتبہ فرما آگاہ ہو كچ جو شخص ہمارے راز كو شائع كيا كچ
 ايكو حرات آہن كا مزا بلكے كا پزرا كچ ابراهيم جو مال
 تمہنے مجھے كيا كچ آگاہ كچ ليے دن جو اسے ہوا اللہ تعالى
 كے علم ميں محزون تھا اور جسے اللہ نے اپنے رسول كو اول
 اپنے دسى امير المؤمنين كو عطا كيا ہر حضرت نے يہ آيت تلاوت
 فرمايں در تونہ آگاہ كرسے گان اپنے غيب كسى كو كچ جسے
 دن پسند كرسے ليعنى اپنے رسول كو لے ابراهيم خدا پر رحم كرسے
 تم نے مجھ سے مومنين ليعنى شيعيان مولانا على بن طالب
 صلوة اللہ علیہ اذنا صني زار و جل اور عابدوں كا
 حال پوچھا ہوا ديكھو اسى مقام كے ليے خدائے عز و جل نے
 فرمايہ ہے اور ہم انكے اعمال كى طرف توجہ كرس گے تو
 انكو اڑتى ہوى خاك بنا كر بر بار كر ديگے فو زمانہ شيعہ
 اور مومنى مقام كے ليے خدائے عز و جل واپس در شقت كے ليے
 تھكائے كے ہوى اگل ميں ابل جوں كچ نہیں كچ كے ہر كچ

قد جبل علی بنضناور فضضنا و یطل
 خلافة ابن امیر المومنین علیہ السلام
 و ثبت خلافة معاویہ و بنی امیہ و یزعم
 انہم خلفاء اللہ فی ارضہ و یزعم ان من
 خرج علیہم وجب علیہ الفل و یروی
 فی ذلک کذباً و رذاً و یروی ان الصلوۃ
 جائزہ خلف من غلب و ان کان خارجاً
 ظالمًا و یروی ان الامامہ الحسن بن علی
 صلوۃ اللہ علیہما کان خارجاً خرج علی
 یزید بن معاویہ و یزعم انہ یحب علی کل
 مسلم ان یدفع عن کوفہ مالہ الی السلطان
 و ان کان ظالمًا یا ابراہیم ہذا اکلہ و رد
 علی اللہ عز و جل و علی رسولہ صلوۃ
 اللہ علیہ سبحان اللہ قد افتتہ اعنی
 اللہ الکذاب و تقولوا علی رسولہ الباطل
 و خالفوا اللہ و خالفوا رسولہ و خلفاہ
 یا ابراہیم لا تمرن لک من کتاب اللہ الذی
 لا ینطیعون انکارا و لا منہ فوارا و من
 رجع عن کتاب اللہ فقد کفر باللہ و موہلہ
 فقلت یا بن رسول اللہ ان الذی سئلک
 فی کتاب اللہ قال نعم ہذا الذی سئلنی
 فی امر شیعیہ امیر المومنین علیہ السلام
 وعدا وہ الناصب کتاب اللہ عز و جل
 قلت یا بن رسول اللہ ہذا عینہ قال
 نعم ہذا عینہ فی کتاب اللہ الذی لا

پانی بلا پایہ گاہ اور ہماری عداوت اور ہماری فضیلت کا
 انکار اس ابھی کی خلافت میں دخل یوں ہمارے پدر
 بزرگوار امیر المومنین کی خلافت کو باطل اور معاویہ اور بنی امیہ
 کی خلافت کو ثابت کرتا ہو اور سمجھتا ہے کہ وہی خدا کی زمین
 پر اس کے عظیم ہر دے کے زعم میں جو شخص نہر خراج کرسن
 واجب الفل کی یادوں اس بابیں جھوٹی اور گواہی ہوئی
 روایتیں بیان کرتا ہو اور روایت کرتا ہو جو غالب جبل
 اس کے پیچھے نماز جائز کر کے ظالم اور بدعت کرتا ہو
 کہ امام حسین (معاویہ) خارجی تھے جھوٹے نے یزید بن
 معاویہ پر خرچ کیا تھا اور اس کے نزدیک ہر مسلمان پر دھمکا
 کہ بواہ سپاہی الی سلطان قت کو بھیجے اگرچہ وہ ظالم ہو اس
 ابراہیم یہ سب باتیں خدا و رسول کے حکم کی رو سے سجان
 ان لوگوں نے خدا پر افترا کیا رسول کی طرف جھرتی
 باتوں کو منسوب کیا اور اس کے رسول اور خلفا رسول
 کی مخالفت کی اسے ابراہیم میں تمام نفع کے لئے
 خدا کی کتاب سے اس کی شرح کیے دیا ہوں وہ کتاب
 جس سے وہ انکار و فساد کی قدرت نہیں رکھتا وہ
 جو شخص خدا کی کتاب کے ایک حرف کا انکار کرے منہ
 خدا و رسول کا انکار کیا راوی کتاب ہے کہ یہ سکر بنیض
 کیا کہ سلفہ فرزند رسول جو کچھ مینے آپ سے پوچھا ہے وہ خدا
 کی کتاب میں موجود ہے فرما! اہاں بول کچھ تم نے شیطان
 امیر المومنین اور اس کے دشمنوں کے پاس میں مجھ سے
 پوچھا ہو یہ ضلالت و عروج کی کتاب میں جو بیض و
 کی ہے فرزند رسول یہ سب بعینہ فرما! اہاں یہ سب
 بعینہ ہے

جس کے سامنے ادب پس لیت باطل نہیں آسکتا خدا
 دانا اور قابل حمد نے ازل فرمائی ہے، اے ابراہیم پر
 اس آیت کو دین لوگ جو گناہان کبیرہ اور حد سے
 بڑی ہوی برائیوں سے باشتنا پاؤں اور زمین کی
 لغزش کی پرہیز کرتے ہیں یقیناً نیر المہدیہ والا برنجش
 کرنے والا وہ تھا جسے حال سے خوب واقف ہو سکتا کہ
 اسی نے تلو زمین سے پیدا کیا اور تم جلتے ہو کہ یہ کون ہیں جو
 بیٹے عرض کیا کہ انہیں میں میں جانتا فرما کہ خدا نے عرض
 ایک میں طیف طاهر کو پیدا کیا اور اسے آب شریں صاف
 خوشگوار کی سوت نکالی پر ہم اہل بیت کی ولایت کو اس
 زمین کے سامنے پیش کیا اور اسے اسے قبول کیا تو پھر پانی کو
 ساکن جاری رکھا پھر بارہ دن بعد پانی زمین کے
 جذب ہو گیا پھر اس میں سے عمدہ اور خالص مٹی الگ کر کے
 اس کو ابراہیم علیہ السلام کی طینت قرار دیا پھر اس مٹی کے نقل کو لکھو
 اس سے پہلے شیعوں و مجوس ہمارے بھی ہوی مٹی سے پیدا
 کیا تو اسے ابراہیم اگر تمھاری طینت ہمارے طینت کی طرح چھو
 و بجائی تو تم لوہہ ہم برابر ہوتے بیٹے عرض کی کہ لے فرزند رسول پر
 ہمارے طینت سے کیا کیا فرما اگر تمھاری طینت میں کس چیزش کو دی او
 جب مٹی میں کس چیزش نہیں کی بیٹے عرض کیا کہ فرزند رسول
 ہمارے طینت میں کس چیزش کی فرما اگر خدا نے غرض ایک
 زمین میں خیمت بنا کر کبھی پیدا کیا اور اسے اس سے کما لکھیں
 جو پانی کی نکالی پھر اس کے سامنے میرا زمین کی ولایت کو پیش کیا
 تو اسے قبول کیا پھر پانی اُسے سات دن جاری رکھا
 بعد اس کے پانی اس زمین کے اندر جذب ہو گیا پھر اس
 بدو خیمت مٹی کی سیاہی سے کام نہ رہا اور مٹی

یاتی الباطل من بین ید یدہ ولان خلفہ
 تنزیل من حکیم حید یا ابراہیم اقرعہ
 الایم الذین یحبون کبار الائم والقوا
 الا الممران ربک واسع المغفرہ و اعلم بکم
 اذا نشاء کم من الارض اتدري ما ہدہ
 الارض قلت لا قال علیہ السلام ان الله
 عز وجل خلق ارضا طیبہ طاہرہ و فجریہا
 ماء عذبا نزل الا فواتا سا لفا غرض علیہا
 ولا یتنا اهل بیت یقیناً ما جری علیہا ذات
 الماء سبعۃ ایام ثم نضب عنہا ذلک لما
 ہد السابغ فاخذ من صبغہ ذلک الطین
 طینا فعملہ طین الائم علیہم السلام ثم
 اخذ جل جلالہ نقل ذلک الطین فخلق
 منہ شیعینا و محبنا من فضل طیننا فلو
 ترک طینکم یا ابراہیم کما ترک طیننا لکنتم
 انتم و نحن سواء قلت یا ابن رسول الله ما
 صنع بطیننا قال خرج طینکم ولم یخرج طیننا
 قلت یا ابن رسول الله و بماذا مزج طیننا
 قال علیہ السلام خلق الله عز وجل ارضا
 ارضا یخفہ خبیثہ معتدہ و فجریہا
 ماء اجاحا ما لھا اسفا ثم عرض علیہا
 جلت عظمہ ولا یتلیر المؤمنین صلیوۃ اللہ علیہم
 فلم قبلہا و اجری ذلک المساء علیہا
 سبعۃ ایام ثم نضب ذلک الماء عنہا
 ثم اخذ من کد و فر ذلک الطین المثنی

فاجوز کے اندر کہلیکیا اپر اس مٹی کے بقیہ کی طرف
مترجم ہوا اور اس کو تھاری طینت میں ملا دیا اور اگر انکی
طینت بحال خود چھڑو بجاتی اور تھاری طینت میں نہ
ملائی نہ جاتی تو کبھی ن لگ کوئی عمل نیک کرتے اور نہ
کسی کی امانت واپس کرتے اور نہ کلمہ شہادتین پڑھتے اور نہ
نما پڑھتے نہ زکوٰۃ دیتے نہ حج کرتے اور تم سے صورتیں
بھی مشابہ نہ ہوتے مے ابراہیم مومن پر کوئی شے اس
زبان گراں نہیں دکنہ خدا کے عروص کے دشمنوں میں سے
کبھی اچھی صورت کو ملاحظہ کرے حالانکہ مومن کو ایک خبر کر
یہ صورت مومن کی ہٹی اور اسکی آمیزش کا نتیجہ ہے اس
ابراہیم پر دونوں طینتوں کو پیسے اور دوسرے پانی میں
ملا دیا تو ہمارے شیعوں اور دوستوں میں جو سود خواری
اور زنا اور لواط اور خیانت اور شراب خواری اور ترک
صوم و صلوٰۃ و حج و جہاد کو تم دیکھ رہے ہو یہ سب پہلے
دشمن نامصبی اور اسکی شوریہ طینت اور اسکی آمیزش کی
وجہ سے ہو چکی طینت میں ملا دی گئی ہے اور جو ہم
و عبادت اور نماز کی مراومت اور ادا زکوٰۃ اور
روزہ اور حج اور جہاد اور اعمال بر جو جسے تم ہماری
اس نامصبی دشمن میں دیکھ رہے ہو یہ سب طینت
مومن اسکی آمیزش کا نتیجہ ہے تو جب مومن او
نامصبی کے اعمال خدا کے سامنے پیش ہوں گے تو
خدا کے عروص جل ارشاد فرما لگا کہ میں عادل ہوں بخود
نکر دکن اور منصف ہوں ظلم نہ کروں گا شتم بھی
اپنی عزت و جلال اور تہمتہ بندی کی کہ میں کسی
ایمان دار پر ایسے گناہ کی وجہ سے ظلم نہ کروں گا

النجیث ونجانی منکم اثم الکفرۃ الطغافۃ
الفجرۃ ثم بعد الی قہیۃ ذلک الطین
فمن جہر بطینکم ولو ترک طینکم علی کما
ولہ تمزج بطینکم ما عملوا ابداً اعمالاً
صالحاً ولا اذقوا امانۃ الی احد ولا شہدا
شہادتین ولا صاموا ولا صلوا ولا
زکوا ولا جوا ولا شہدو کم فی نصیر الیضا
یا ابراہیم لیس شیء اعظم علی المؤمن
ان یرئی صورۃ حسنۃ فی عدو من اعداء
اللہ عز وجل والمؤمن لا یعلمون ذلک الصو
رۃ من طین المومن و مزاجہ یا ابراہیم ثم
مزج الطینتان بالماء الاول والماء الثاني
فما تراه من شیعنا و مجنبا من سربا و زنی
ولو اطهر و خیانۃ و شرب خمر و ترک صلوٰۃ
وصیام و زکوٰۃ و حج و جہاد فہی کلہا من
عدونا ونا الناصب و مستخبر و مزاجہ
التدی مزج بطیننا و ما رأینا من
ہذا العدو الناصب من الزہد العبادۃ
والمواظبۃ علی الصلوٰۃ و اداء الزکوٰۃ
و الصوم و الحج و الجہاد و اعمال البر
و الخیر فذلک کلہ من طین المومن
و مزاجہ ثم نحن فاذا عرض اعمال المؤمن
و اعمال لناصب علی اللہ یقول اللہ عز
وجل انا عدل لا اجور و منصف لا اظلم
و عزتی و جلالی و امرتہا مکی ما اظلمو

جبکہ اس کتاب نامی کی شریعت اور اسکی آئینہ نش کے سبب ہو اسلئے یہ تمام اعمال صالحہ مومن کی طینت اور اسکی آئینہ نش ہے ہیں اور ان اعمال بد جو مومن سے ہوسے نہ عدو نامی کی طینت کے سبب سے تھے اور اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر ایک بد کو ہی لازم کرے گا جو ان اصل اور جو ہر اور طینت کی وجہ سے ہوسے اور ان اپنے تمام بندوں کے حال سے خوب واقف ہے کہ اسے ابراہیم تمہیں اس مقام پر کوئی ظلم و جور نہ دے گی نظر آتی ہو؟ پہر حضرت نے یہ بات تلاوت فرمائی دو سنے کے کہ (معاذ اللہ) یہ کہہ کر ہو سکتا ہے کہ ہم نے جس کے پاس اپنی چیز پائی ہے اسے چھوڑ کر ہم کسی اور کو پر لیں اگر ہم ایسا کریں تو یقیناً ظالم دے انصاف نہیں گے۔

اے ابراہیم جب آفتاب نکلتا ہو تو اسکی شعاع تمام شہروں میں پھیل جاتی تھی لہذا کہہ کر نہ قرص آفتاب کے اگے یا اس سے منسلک؟ شعاع اسکی دنیا کے مشرق مغرب میں پہنچتی رہتی تھی لہذا کہہ کر جب غروب ہو جاتا ہے تو نہ شعاع اسی کی طرف پرت جاتی ہو کیا یہ امر اسی طرح نہیں ہے؟

میں نے عرض کیا کہ ان فرشتوں کو فرمایا کہ ہر اسی طرح ہوتے اپنے اصل جو ہر کی طرف پلٹ جاتے تو جب قیامت کا دن آگیا تو اللہ تعالیٰ عدو نامی میں سے مومن کی اصل در اس کے مزاج اور اسکی طینت در اس کے جوہر اور اس کے عنصر کو جمع فرمائی کہ تمام اعمال صالحہ کے نکال لے گا اور مومن کی طرف پلٹا دے گا اور مومن میں سے اسی کی اصل در اس کے مزاج اور اسکی طینت در اس کے جوہر اور اس کے عنصر کو جمع فرمائی کہ تمام اعمال صالحہ کے نکال لے گا اور اپنی اصل کی مانند اسی کی طرف پلٹا دے گا اور مومن

مومن بنانے میں متکب من منصف الناصب
وطینتہ ومزاجہ ہذا الاعمال لصالحہ
کلہا من طین المومن ومزاجہ والاعمال
الودیۃ اللہ کانت من المومن من طین
العدو والناصب ویلزم اللہ تعالیٰ کل واحد
منہم ما ہوا من اصلہ وجوہہ وطینتہ
وہو اعلم بعبادہ من الخلاق کلہم قوی
یا ابراہیم ہنہا ظلمات وجوراً وعدواً ثم
قرئ علیہ السلام "معاذ اللہ ان ناخذ
الامن وجدنا متاعنا عنده انا اذا انقلب
یا ابراہیم ان الشمس اذا طلعت ذابت من
قہا لبلدان کلہا ہو بان من القوسین
ام ہو منصل بہما شعاعہا یبلغ فی دنیا
فی المشرق والمغرب حتی اذا غابت یعود
الشعاع یرجع الیہا الیس ذلک کذلک
تات بالی یا بن رسول اللہ قال فکذلک
کل شیء یرجع الی اصلہ وجوہہ وعنصرہ
فاذا کان یوم القیامہ ینزع اللہ تعالیٰ
من العدو والناصب منہ المومن ومزاجہ
وطینتہ وجوہہ وعنصرہ مع جمیع اعمالہ
الصالحہ یردہ الی المومن ینزع اللہ تعالیٰ
من المومن منہ الناصب ومزاجہ وطینتہ
وجوہہ وعنصرہ مع جمیع احوالہ السیئہ
الودیۃ یردہ الی الناصب عدلا منہما
جل جلالہ وقد است اسمائہ ویقول

للتأصّب لا ظلم عليك هذه الأعمال
 الخبيثات من طينتك ومزاجك وانت
 ادنى بها هذه الأعمال لصالحنا من طين
 المؤمن ومزاجه وهو ادنى بها اليوم تجزى
 كل نفس بما كسبت لا ظلم اليوم ان الله يعر
 الحساب فترى ههنا ظلمنا وجورنا قلت
 لا يا ابن رسول الله بل رى حكمنا بالغفر
 فاضلنا وعدنا نبينا واهلنا ثم قال عانك
 بيا نافي هذه المعنى من القرآن قلت بلى
 يا ابن رسول الله قال عا ليرى الله عز وجل
 يقول الخبيثات للخبيثين والخبيثون للخبيثات
 والطيبات للطيبين والطيبون للطيبات
 اولئك مبرؤن مما يقولون لهم مغفرة
 ورزق كريم وقال عز وجل والذين كفروا
 الى جهنم يحضرون ليعر الله الخبيث من
 الطيب ويجعل الخبيث بعضه على بعض
 فيمكر جميعا فيجعل في جهنم اولئك هم
 الخاسرون قلت سبحان الله العظيم ما
 اوضح ذلك لمن فهمه وما اعلمى قلوب
 هذا الخلق المنكوس عن معرفته فقل
 عليه السلام يا ابراهيم من هذا قال
 الله تعالى ان هم الاكالا لغافل هم
 اضل سبيلا ما رضى الله تعالى ان يشبههم
 بالحمير والبقر والكلاب والذئاب
 حتى نراهم فقل بل هم اضل سبيلا

کہ تجھ پر کوئی ظلم نہیں ہو یہ اعمال خبیثہ تیری طینت اور
 تیرے مزاج کا نتیجہ اور تو ہی ان کا سزاوار ہے ادنیٰ
 اعمال صاحبہ مؤمن کی طینت اور اُس کے مزاج کا نتیجہ ہے
 اور وہی ان کا سزاوار ہے آج کے دن ہر نفس اپنے کئے
 کی جزا پائے گا آج کو ہی ظلم نہیں ہو شک اللہ علیہ حساب
 لینے والا ہے کیوں اس مقام پر کوئی ظلم جو ترکو نظر آتا
 ہے عرض کی مینے کہ میں اسے فرزند رحل بلکہ بھکھو تو
 حکمت اللہ فاضلہ اور عدل میں داخلہ نظر آ رہا ہے پھر
 حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میں اس طلب کو تو سزاوار مجھے
 اور زبان واضح کر دوں عرض کی مینے کہ ہاں اے فرزند رحل
 فرمایا اگر کیا خلیہ عروجل یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ خبیث ہیں
 خبیث لوگوں کے لیے ہیں اور خبیث لوگ خبیث باتوں کے لیے
 ہیں اصلاً پاکیزہ چیزیں پاکیزہ لوگوں کے لیے ہیں اور پاکیزہ
 لوگ پاکیزہ چیزوں کے لیے ہیں یہ لوگ ان باتوں سے
 بری ہیں جن لوگ انکی طرف متوجہ ہوتے ہیں ان کے
 لیے مغفرہ اور رزق گرامی ہے اور خدا عروجل ارشاد
 فرمایا جو اوجین لوگوں نے کفر اختیار کیا ان سب جہنم کی
 طرف ہنگامیہ جائیں گے تاکہ اللہ پاک کے پاکے عداوت
 اور باطل کوں میں ایک دوسرے پر کماؤں دھیر لگا دے کہ فرمایا
 جہنم میں ایک ہی لوگ گناہ اٹھانے والے ہیں بیٹے عرض کی کہ
 سبحان اللہ یہ بیان کہ خدا واضح ہو اس شخص کے لیے جو کہ کھجوا
 کہ قند بے بصیرت ہیں ان خلق نیکوں کے انکی معرفت سے نیک
 حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام خدا اور خدا کے
 لوگ پاؤں ہی کی طرح ہیں بلکہ بے زیادہ گمراہ خلیہ تعالیٰ نے
 انہیں گمراہ کر کے اور کھٹے اور کٹوں ورجاؤں سے تذبذب دیا انہیں

یا ابراہیم قال لله عزوجل ذکرہ فی
اعدائنا الناصبنا وقد منالنا ماعملنا
من عمل فجعلناہ ہباء منثورا وقال عزوجل
یحسبون انہم یحسبون صنعوا قال جل
جلالہ یحسبون انہم علی شئی الا انہم
ہم الکافرون وقال جل وعز والذین
کفروا اعمالہم کسراب قبیضۃ یحسب لظننا
مناع حتی اذا اجاءہ لم یجدہ شیئا کذلک
الناصر یحسب ما قدہ من عملہ نافع حتی
اذا اجاءہ لم یجدہ شیئا شوہرب مثلاً
اخر او کظلمات فی موج من فوقہ موج
من فوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق
بعض اذا خرجه یدہ لم یجد یراہا ومن لم
یجعل لله نور افمالہ من نور ثم قال
یا ابراہیم اذ یدک فی ہذا المعنی من الغن
قلت بلی یا بن رسولہ قال علیہ السلام
قال لله تعالی یدک الله سیئاتہم حسبات
وکان الله غفوراً رحیماً یدک الله سیئات
شیعنا حسبات حسبات اعدائنا سیئات
یفعل الله ما یشاء ویحکم ما یرید لا
معقب لحکمہ ولا راد لقضائہ لایسل
عنا یفعل وہم یسلون ہذا یا ابراہیم
من باطن علم الله المکنون ومن سرہ
المخزون الا یدک من ہذا الباطن
شیئاً فی الصداور قلت بلی یا بن رسول

لیکن ان سے بڑا دیا اور ارشاد فرمایا کہ ان سے بھی زبان
گراہ ہیں اے ابراہیم خدے عزوجل ہمارے اسی اعدا کے
بار میں ارشاد فرماتا ہے اور ہم ان کے کردار کی طرف متوجہ
ہوئے تو ہم نے انکو برباد کر دیا اور نیز خدے عزوجل نے ارشاد
فرمایا کہ ان لوگ سمجھتے ہیں کہ ان اچھا کام کر رہے ہیں اور نیز
خدے جلجل ارشاد فرماتا ہے کہ ان سمجھتے ہیں کہ ان کچھ ہیں
اگاہ ہو کہ ان سب فرہیں اور نیز غالب و جلجل ارشاد
فرماتا ہے اور ان لوگ جو کافر ہو گئے ان کے اعمال مثل
ریگ صحر کے ہیں جو کیا سا پانی سمجھتا ہے مگر جب اس کے
پاس آتا ہے تو انکو کچھ نہیں پاتا، اسطرح ہی اپنے عمل
گذشتہ کو نافرمان سمجھتا ہے مگر جب اس کے پاس آتا ہے تو اسے
کچھ نہیں پاتا پھر خدے ایک دوسری مثل بیان کی دیا
مثل موج والا موج کی تار کیوں کے جبے اوپر اور نیچے
ہیں جن میں سے ایک والا دیکر ہے جوت ان پاتا تھ
نکالنے تو انکو دیکر نہیں سکتا اور جس کے لیے خدا نے
نور نہ قرار دیا ہو تو اس کے لیے کوئی نور نہیں ہے پھر ارشاد فرمایا
کہ اے ابراہیم اس مطلب کو ان سے اور زبان وضع کر دوں
عرض کی بنے کہ ہاں اے فرزند رسول فرمایا کہ اللہ تعالی
ارشاد فرماتا ہے کہ بدل دے گا اللہ ان کے تمام برائیوں
سے اور اللہ بخشنے والا رحیم کرنے والا ہے بدل دے گا اللہ
ہمارے شیعوں کے گناہوں کو نیکیوں سے اور ہمارے شیعوں کی نیکیوں کو برائیوں
اللہ جانتا ہے کہ ان کو اور عواذ کرتا ہے اسکا حکم دیا ہے ان کے حکم کا
کوئی بدلنے والا اور انکی قضا کوئی پھرنے والا جو کچھ کہہ کر ان
انکی پیشتر ہوئی اور ان لوگوں کو پچھ گچھ ہو جانے کی اور
ابراہیم اللہ کا علم بطن پوشیدہ اور اسکا چھپا ہوا بھید ہو کیا میں

فَالَّذِينَ كَفَرُوا الَّذِينَ آمَنُوا
ابْتَغُوا سُبُلَنَا وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ
هَمَّ بِجَامِلِينَ مِنْ خَطَايَاهُمْ مِنْ شَيْءٍ
وَأَنَّهُمْ لَكَادِبُونَ وَلِيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ
وَأَنَّا لَمَعَ أَثْقَالُهُمْ وَلَيْسَ يَوْمَ الْفَيْضِ
عَمَّا كَانُوا يَقْتِرُونَ وَاللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ
إِلَّا هُوَ فَالْحَقُّ فَاطْرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
لَقَدْ أَخْبَرْنَاكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا نَكْتُبُكَ
وَاللَّهُ أَعْلَمُ وَأَحْكَمُ

کیا میں اس علم پہن کو تیرے لیے کچھ امر و افہام کر دوں
عرض کی بیشہ کہ ہاں اسے فرزند رسول فرمایا کہ جو لوگ کافر
ہو گئے انھوں نے اہل ایمان سے کہا کہ تم ہماری لہ کی
پیر دی کرو اور ہم تمہاری خطاؤں کی اٹھالیں گے حالانکہ
انہی خطاؤں کو کچھ بھی نہیں اٹھا سکتے اور بار بار کہتے ہیں اے لوگ
اپنے بوجھ ضرور اٹھائیں گے اور اپنے بوجھوں کے ساتھ کچھ اور بوجھ
بھی لوتو قیامت کے دن انہی فرار پڑاؤ کیوں کی بوجھ کچھ ہو جائی تو ہم اس
خدا کی جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہی وسیفہ معج کھانا کر کے
دالا اور آسمانوں اور زمینوں کا خلق کرنے والا ہے نیے ہم کو

نیک نیک خبر دی اور سچی باتیں آگاہ کر دیا اور اللہ بڑا عالم و حاکم ہے،

محقق کاشانی اس خیر شریف کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو صدوق طالب نراہ
نے بھی باحتمال الفاظ ملل شریف میں روایت کیا ہے جو مذاق اُن کا صارت حکیتہ میں ہے اُسکے موافق اس
حدیث شریف کے معانی کی شرح شروع کر دی مگر ہمیں اُن کی عبارت کے نقل کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ جو مقدمات
قطعیہ یقینیہ ہم اُسکے پہلے بیان کر چکے ہیں انشاء اللہ اُسکے معانی شریفہ کے حل کو وہ ہمنوں کے قریب کرنے اور
وضوح حق صواب کے ثابت کرنے کے لیے کافی ہو اور عقل عطا کرنے والے کے لیے بے انتہا حیر ہے،



مفت

السلام علیہ و آلہ و سلم اب تہ فروری سنہ ۱۳۳۷ میں جو مضمون جناب مولانا شیخ فدا حسین صاحب قبلہ کا امیر المؤمنین کی پرستش
شہادت کے عنوان سے شائع ہوا تھا اُسکے ایک نوٹ میں ایک غلطی ہو گئی تھی یہ کہ جناب مولانا نے اپنے شیخ الحدیث
مولوی حسن الزمان ترکمانی کی مدح و ثنا فرمائی ہے اور دکھایا ہے کہ کن بڑے اجلہ علماء و مشائخ حدیث سے تھے ہیں
غلطی سے جناب الامام کے دستِ شیعہ الحدیث کا نام اویض حالات درج ہو گئے ہیں گون بھی بڑے اجلہ علماء و مشائخ حدیث سے
تھے مگر پھر بھی ان دونوں میں بڑا فرق ہے ہم دونوں کا فرق ایسے دکھاتے ہیں کہ ناظرین کو ان دونوں عالموں کی
نسبت دہو کہ نہ اور ان دونوں کو ایک نہ سمجھیں مولوی حسن الزمان ترکمانی ایک نہایت فیہ منش محب اہل بیت تھا
امیر المؤمنین اور عزیز النصایف کثیر اللصفات خفی الذہب صوفی مشرب بزرگ تھے اور نظام حیدر آباد سابق کے پیر

طریقہ ہے اور خود حافظ محرم علیشاہ صاحب خیر آبادی شاگرد شاہ عبدالعزیز دہلوی کے مرید تھے حیدر آباد میں سکونت پذیر تھے ان کے کتابوں سے جناب فردوس کا طباب نرائے نے معقات الاذوار و استقصار الانعام میں جایا کتبہا و خروج فرمایا ہے اور انکی کتاب میں اکثر حیدر آبادی شائع ہوئی ہیں خصوصاً القول المستحسن فی تعارض الحسن ابی الحسن اور فتح البیت انھوں نے جایا تھا کہ ایک نسخہ البلاغہ سی کتاب اور ایک صحیفہ کابلہ سی کتاب سینوں کے لئے تیار کئے۔ اگر مشیخوں کو یہ فخر سینوں پر نہ ہے کہ سینوں کے پاس نسخہ البلاغہ سی اخت القرآن یا صحیفہ کابلہ سی ندوہ کال محمد نہیں ہے مگر ان کو کشش یزنا کام رہے انکا جام عمر لہریز ہو گیا اتنا بڑا محبت البیت عالیشان محدث و سند عزیز التصانیف دیکھنی میں نہیں آیا بالاصل جانب اہل حجر عقیقانی یا حافظ جلال الدین سیدوطی کے ہم پایہ عالم تھے جناب مولانا کے دوسرے نسخہ محدث جن کا ذکر غلطی سے آگیا ہے نسخہ حسن بن حسن المینی الھدی لھدی الانصاری الشافعی ہیں یہ یمن سے ہندوستان میں آئی ادھو بال میں قاضی القضاۃ ہونے یا بالکل عریض الص اور سخت دہائی تھے اور امام شوکانی سے بہ یک واسطہ روایت کرتے تھے اور یہ انھیں کے اجازہ کا اثر ہے کہ اس وقت جناب مولانا پوری کتابیں لکھتے تھے انھی سند سے جس میں سوائے اجلہ و اکابر الحدیث اہل سنت کے کوئی بھی شیعہ نہیں ہے اس وقت اسکے راوی میں و کھانا بذلت عنان و غیر انھیں وجہ سے جناب لانا کو ان کے اجازہ پر مجاہد ناز ہے تو اب صدیق حسن خان ام الواسعین ہوپالی نے اپنی کتابوں میں ان سے سند لی ہے اور اس پر فخر کرتے تھے ملاحظہ ہو انکی ایجاد العلوم تلح مکمل وغیرہ ان دونوں بزرگان اہل سنت کے علان اھ بھی شارح اہل سنت سے جناب مولانا کو اجازہ روایت حاصل و ادا غالباً اس وقت کوئی شخص بجز جناب لانا کے دنیا میں ایسا نہیں ہے جو شاہ عبدالعزیز دہلوی سے دو سطوں سے روایت کرنے کا حق رکھتا ہو۔ اس صدی کے آغاز میں تفصیل حدیث کا آپ کو شوق نہ تھا نہ آپ شاہ عبدالعزیز کو روایت سے بجا دو سطوں کے ایک اسطہ سے روایت کر سکتے تھے کیونکہ مولانا افضل الرحمن گنج مراد کلا دی ہے اجازہ لے سکتے تھے اور شاہ عبدالعزیز کے شاگرد تھے اور ان سے روایت کرتے تھے ایک برس سے زائد عمر پائی تھی یہی وجہ ہے کہ انھوں نے گیارہویں صدی کے آئینہ میں شاہ عبدالعزیز کو دیکھا تھا جبکہ نہ تحفہ انعام شریعت کی تصنیف میں مشغول تھے اس اعتبار سے سوا جناب لانا کے کوئی نظر نہیں آتا جو شاہ عبدالعزیز سے دو سطوں سے اس چودہویں صدی میں روایت کرتا ہو، اگر کوئی صاحب جناب مولانا کے لقیہ شیوخ و علماء اہل سنت کے ہم معلوم کرنا چاہے تو ہم جناب مولانا سے دریافت کر کے لکھ سکتے ہیں انکو شیوخ جناب لانا کو صرف حضور علیہ السلام ہی مندرجہ العراق خاتم المرسلین حاجی سبزواری الطبری رضوان اللہ علیہ سے اجازہ حاصل ہو یا جناب یہ اللہ فی العالمین سرکار صدر المتعین ابی الفضل نجم الدین اسحاق بن ابی الطغرہدی الموسوی النشاوری دست برکاتہ سے اجازت حاصل و کھانا بذلت عنان و غیر انھیں

کر دیا اسلئے کہ کلمہ ازلئہ خدا کا بتایا ہے اور اُنکی موت سے عدل الہی کا حق پورا ہو گیا،
 خدائے سجائے نے ایک کتاب عزیزیں کھا ہے کہ ہر گناہگار آدمی کو مار جہنم میں ابد
 کی موت مرنا پڑے گا اسلئے کہ اُس کا عدل اُس کی قدامت بے نہایت اور اُنکی گناہوں سے
 حدود جزا کی ایسے قصاص کو لازم قرار دیتی ہے لہذا ممکن نہیں کہ گناہگار کے قصاص
 سے چشم پوشی کر سکے اور خدائے اپنی رحمت اور اپنی محبت کو ظاہر کیا کہ کلمہ ازلئہ محسم بن گیا
 اور اُس نے لباس جہانی پہن لیا اور یہ بات ضروری تھی کہ فدیہ ہو تو الاطاعہ اور پاکیزہ ہو ہر
 نقصان سے منزہ ہو تاکہ عدل الہی کا پورا حق ادا کرے۔ پس مسیح نے ہمارے سزا دلگ اپنی
 سرے لیا اور عدل الہی کے حق کو پورا کر دیا،
 رفیق الدین۔ جناب! کلمہ ازلئہ جس نے جہانی لباس پہن لیا کون ہے؟ اور
 خدا کا بتایا کون ہے؟

مسیح کیونکر خدا ہو سکے تھے؟

پادری صاحب۔ رفیق الدین۔ ہمارے مذہب والے کہتے ہیں کہ مسیح ہی کلمہ ازلئہ ہیں اور
 کلمہ ازلئہ ہی خدا ہے، اور انجیل یوحنا کی ابتدا میں ہے،

وكانت الكلمة الله اور کلمہ ہی خدائے

ابراہیم ابن اللہ تو ان قوم خدا کا ہے اور ان خدا دونوں ایک ہیں
 رفیق الدین۔ جناب! اس کلام کا مقصود تو یہ ہے کہ مسیح کلمہ ازلئہ ہیں اور کلمہ ازلئہ خدا
 ہے اور ابن اللہ خدا کا اقنوم ہے اور وہی خدا ہے پس مسیح کلمہ ازلئہ ہیں جو مجسم ہے اور خدا
 دوز عالم ہے کہ جس نے جہانی لباس پہنا۔ کیوں جناب ایسا ہی ہے نہ؟

پادری صاحب۔ ہاں ایسا ہی ہے،

رفیق الدین۔ جناب! تو پہر اس وقت میں حاصل کلام یہ ہو گا کہ مار جہنم میں ابتداء سے کا

عذاب جس کے ہم سخت تھے خدا نے خود اپنے جسم میں لے لیا۔ کیا ایسا ہی ہے؟ جناب! کیا ممکن ہو کہ کوئی عامل اسکو سوچے یا اسکو زبان سے نکالے، پادریضاحب۔ اس کلام کے لئے یہی مناسب ہے کہ تم صرف اسکو سمجھ لو اگر اسکی تہفہ و تحقیق مت کرو۔ بلکہ واجب یہ ہے کہ تم اسکے ہر کثرت کو دیکھو لیکن اپنے نظر کو اُسکے مفرد کلمات کی طرف متوجہ مت کرو۔

رفیق الدین جناب عالی! اگر ہم اس کلام کے مفرد کلمات ہی پر بس کر لیں تو تو معاملہ آسان ہے لیکن عقل معقول پر تو بلا اسکے مجموعہ ہی کی طرف دیکھ کے نازل ہوتی ہے، جناب عالی! جناب اہلحدیث! جو امر کین مشن کی معرفت ہماری مقدس علامہ کی انجمن کی زیر نگرانی تالیف ہوئی کی سطر ۳ صفحہ ۲۸ جلد دوم میں لفظ بلفظ یہ عبارت ہے:-
ان المسیح، الازلی، هو اللہ کلمہ ازلیتہ ہی خدا ہے۔
اور صفحہ ۲۸ جلد چارم میں یہ عبارت لفظ بلفظ ہے:-
ان المسیح، هو اللہ بیشک مسیح ہی خدا ہے۔

اور صفحہ ۱۷ جلد ۳ میں ہے:-

المسیحون یعقلون بان الذات العلیٰ والکلمۃ الازلیۃ والروح القدس هو اللہ الواحد الاحد
المسیحیہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ذات علیہ (خدا) اور کلمہ ازلیہ اور روح القدس یہ سب اللہ واحد واحد ہیں

تو کیا جناب! یہ ساری باتیں مسیحیوں کے اعتقادات ہیں پادریضاحب۔ ہاں رفیق الدین اور میں نے تم سے کہا اور تم سے بیان کیا کہ انجیل یوحنا کے ابتدائی حصہ میں ہے

”اور کلمہ حرا تھا“

تو پھر تم دوبارہ کیوں پوچھتے ہو اور ایک بات کو بار بار کیوں کہلاتے ہو؟

معین الدین۔ جناب پادری صاحب! آپ نے اپنی پاکیزگی سے اپنے خادم بندہ زان رفیق الدین کو اجازت دی کہ وہ حقانیت پر پوری سجدہ ارہی کے ساتھ بحث کرے اور آپ ہی نے اُسکو تحقیق اور حریت ضمیر کی مشق کرائی اور موجودہ اہل میں لازم ہے کہ گھٹنے ٹیک دیئے جائیں اور میرا کیا ہے میں تو ایک جاہل آدمی ہوں میں تو یہ جانتا ہوں کہ اُن کے لئے زیبا نہیں کہ اُن اُسور پر سطحی نظر بھی ڈالے اور میں نے آپ کی پاکیزہ جناب میں جیسا حسن خل اور کشان دلی پائی دوسرے میں نہیں دیکھی لیکن جناب رفیق الدین کے سوال پر آپ کیوں لول ہوتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ اس مقام میں بڑی بڑی باتیں ہیں اور سمجھ رہا ہوں کہ جناب پادری صاحب اس مسئلہ میں پہلو تہی کرنا چاہ رہے ہیں لیکن جناب آپ نے تیسرے بیٹے رفیق الدین کے لئے دروازہ کھولا اور اُسکو بحث کرنے کی اجازت دی تو ہر آپ نتیجہ کے وقت آپ اُسکے منہ پر دروازہ کیسے بند کیے دیتے ہیں،

پادری صاحب معین الدین! بعض ایسے ایسے جن کے خیال میں بھی گزرنے سے میں مضطرب ہو جاتا ہوں تو بہلا بار بار اُن کی تکرار سے میں کیسے بچیں نہ ہو گا نیز میں اس تھکے ہونہار لڑکے رفیق الدین سے یہ امید بھی رکھتا ہوں کہ وہ مجھ کو اس چینی سے معاف رکھیگا۔

رفیق الدین۔ جناب! طبیب کے لئے یہ زیبا نہیں ہو کہ زخم میں عمل جراحی زمرحی کرنے یا زخم کی بو سے منہ پیرائے بلکہ واجب یہ ہے کہ اُسکے مان اور اُس کے خزانہ کی تلاش کرے اور اُسکو نکال باہر کرے اور زخم کو اُس سے بالکل صاف کر دے اگرچہ اپنی ہی ہاتھ پاؤں سے کرنا پڑے اور اگر اُن ایسے لوگوں میں ہے جن کا زخم سے مونہ پیر جاتا ہو تو وہ طبیب نہیں ہو اس کو ستریکٹ نہیں دیا جائے گا،

معین الدین۔ جناب! عالی قدر کاراز جیسا کہ مسیحی لکھتے ہیں اور روحانی لوگ اُنکی تشریح کرتے ہیں میرے دہیں گزرتا تھا تو مجھ کو اس بارہ میں شبہات پیدا ہو جاتے تھے جنکو میں سمجھتا

تھا کہ ملاؤنکے پاس اٹھنے بیٹھنے سے پیدا ہو جاتے ہیں لیکن جناب! جب میں دعاؤں کے پاس گیا کہن شبہ کا غبار میرے دل سے دور کر دیں تو میں نے ہمیشہ انکے پاس بھڑکے جواب کچھ نہ پایا،

چپ بے ایمان یا "یہ کھڑکا کلام ہے" یا بے سوچے سمجھے ایمان کے بغیر تو نجات نہیں پاسکتا اور فدیہ کی برکت حاصل نہیں کر سکتا، بیٹا! یہ درحقیقت عقل کے موافق ہے مگر ہماری عقلوں سے بالاتر ہے،

مگر اب ہم جناب کی پکی پکینگری اور روحانیت سے یہ امید رکھتے ہیں کہ آپ اس عقیدہ مہمہ کصاف صاف بیان فرمادیں کہ ہمارا ایمان اُس پر پختہ ہو جائے اور ہم کو اپنے معاملہ میں فی الجملہ بصیرت حاصل ہو جائے اسلئے کہ میں بھی اپنے بیٹے رفیق الدین کی طرح بے سمجھے ایمان لانا پسند نہیں کرتا ہوں،

پاور لیسا صاحب - مرجا! مجھ کو تم دونوں صاحبان کی ناراضی سے مسرت ہوئی اسلئے کہ اسکا باعث طلب حق اور اپنے احباب کی تقلید کرنے کا جذبہ ہے لہذا بیٹا رفیق الدین! تم اپنے سوالات کو جاری رکھو اور اچھی طرح پوچھ لو اور عزیز محسن الدین تم سنتے رہو رفیق الدین - جناب عالی! اعداد و نہ عالم کا کسی گناہ کو اپنی رحمت سے بخش دینا عدل کے خلاف کیوں ہے؟ کیا مہربانی کر کے گناہ بخش دینا ظلم ہے؟ اور گناہ کا بخش دینا ظلم کس کے لئے ہے؟

اگر نہیں تو ہر کہیں کہتے ہیں کہ عدل خدا اور جہنم میں ابدی موت کو لازم کرتا ہے کیا گناہ کا بخش دینا خدا کے لئے محال ہے؟

خدا کی بخشش اور رحمت

پادری صاحب - نہ - رفیق الدین! ہماری مقدس کتاب میں خدا کی تعریف و تحمید



يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْصُرُوا لِلْعَاقِبَةِ

سورہ آل عمران

الوَاضِعُ

نمبر ۱ | ابستمبر ۳۰ مطابق ماہ ربیع الآخری ۱۳۸۵ | جلد ۹

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
۱	شذرات	مدیر	۲
۲	تذکرہ ضمیمہ حافظ قرآن	جناب مولوی سید علی نقی صاحب قبلہ از نجف اشرف	۹
۳	شعائر الشراور انکی شبیہ	جناب مولوی سید محبتی حسن صاحب (فاضل فقہ)	۱۶
۴	سائنس اور قدرت	جناب ماسٹر سید محمد احمد صاحب مہر جنگ مہر جنگی رشتہ آ	۲۳
۵	فہرست قوم طاعت مدرسہ الواعظین	جناب شیداعاشق حسین صاحب ہڈ کلرک مدرسہ	۳۲
۶	اسرار عیسوی ضمیمہ الواظ	جناب مولوی سید مسعود حسین صاحب اعظ	۱۲۱

ہفت روزہ

جناب مولوی سید علی صاحب فاعظ صوبہ بنگال میں

درسۃ الواعظین کے سالانہ جلسہ کی اجمالی کارروائی اور نیز الواعظ نمبر ۸ جلد ۹ کے ملاحظہ سے آپ کو اجمالاً اتنا ضرور معلوم ہو گیا ہو گا کہ مولوی صاحب مدوح ایک سال چار ماہ کے عرصہ سے اس صوبہ میں فرائض تبلیغ ادا کر رہے ہیں اور ایک مدرسہ دینیہ آپ کے سماعی جمیلہ سے خاص گلہ میں اور ایک انجمن اور ایک مدرسہ موضع شکر پور متعل بشیراٹ ضلع چوہیں پرگنہ میں قائم ہو چکا ہے اور آٹھ دینی کتابیں بھی زبان بنگلہ میں ترجمہ ہو کر اشاعت پذیر ہو چکی ہیں، شکر پور علاقہ سندھ بن میں واقع ہے جہاں پچاس میل کے اندر ۲۰ ہزار نام نہاد شیعہ آباد ہیں جنکی اصلاح نہایت ضروری ہے اور ایسوجہ سے جناب مدوح اس علاقہ اور وہاں کے مدرسہ متعلق اپنی انتہائی کوشش صرف کر رہے ہیں چنانچہ ۱۹ اپریل ۱۳۰۷ء کو مدرسہ مذکورہ کے ششماہی امتحان کا جلسہ منعقد ہوا جس میں عاملہ داکا بر کلکتہ کی ایک مقبول تعداد رونق افروز جلسہ تھی، تینتا لیس طلبہ حاضر تھے جن کا باقاعدہ امتحان لیا گیا اور تقریباً سب کامیاب ثابت ہوئے شتم امتحان کے بعد ایک بجہ نے بنگلہ زبان میں ایک نظم پڑھی جس میں جناب واعظ کے خدمات کا اعتراف کیا گیا تھا اور ایک بجہ نے ایک اردو نوحہ پڑھا اور ان سب بچوں کو بعض شرکاء جلسہ کی جانب سے انعامات تقسیم ہوئے،

تقریر لپنڈیر جناب فاعظ کا خلاصہ

ختم امتحان کے بعد جناب واعظ نے بیان کے نام نہاد شیعوں کی تاریخی حالت اور انکے تشیع کی ابتدا اور ان کی جمالت و مضالت کے اسباب اور ضرورت اصلاح پر روشنی ڈالتے ہوئے اپنے قابل قدر خدمات کا تعارف کرا کے حاضرین سے عملی شرکت کی استدعا کی اور واضح کیا کہ یہ قوم چونکہ متفرق طور پر آباد ہے لہذا ضرورت ہے کہ ہر ایسے مقام پر جہاں مناسب تعداد میں طلبہ مل جائیں ایک مدرسہ دینیہ بغرض تعلیم و اصلاح کھول دیا جائے جسکے مصارف کم از کم تین سو روپیہ سالانہ ہونگے موجودہ مدرسہ میری محسن و مکرم دوست حاجی محمد جعفر شریف صاحب نے سمیری درخواست پر اپنے مصارف سے قائم کرایا ہے جسکا اثر آپ نے ملاحظہ فرمایا اگر اسی طرح دیگر مدارس مقامات مناسبہ پر آپ حضرات قائم کرا دیں تو کس قدر جلد اس قوم کے اطفال تعلیم یافتہ ہو سکتے ہیں،

مدرسۃ الواعظین اسوقت تک اس صوبہ کے تبلیغی ضروریات پر ایک ہزار پانچ سو پچتر روپیہ صرف کر چکا ہے ادباً وہ اس سے زیان مصارف کا تحمل نہیں جو سکتا کیونکہ اُسے کل صوبہ جات میں کام کرنا ہے اگر آپ حضرات پانچ ہزار روپیہ سے مدرسہ کی اعانت فرمادیں تو وہ اپنے انتظام سے ضروری مقامات پر درس جاری کر سکتا ہے مینے مدرسۃ الواعظین کے سرمایہ کی موجود حالت پر نظر کر کے بنگلہ زبان میں کتابوں کے ترجمہ شائع کرنے کا بار مدرسہ پر ڈالنا پسند نہ کر کے زنجبار کے اثناعشری خوجوں کی جماعت سے بذریعہ حاجی حسین شریف دیوچی درخواست کر کے امداد بہم پہونچائی اور انہیں حضرات کی اعانت سے چہ کتابیں ترجمہ ہو کر شائع ہو گئیں پھر دو کتابوں کے ترجمہ اور اشاعت کا بار جناب راجہ صاحب بہادر پنڈ راول دام اقبالہ نے برداشت کیا اور خاص اس کا ذخیرہ کے لئے مبلغ تیس سو روپیہ سے مدرسۃ الواعظین کی اعانت فرمائی،

میں ان تمام معاد میں کاتہ دل سے شکر گزار ہوں اور آپ حضرات کی زحمت کشی کا بیحد ممنون ہوں کہ آپ نے میرے درخواست کو قبول فرما کر اس موسم گرم میں اس زحمت کو برداشت کر کے اس جلسہ کی رونق میں چار چاند لگا دیے۔

تقریر جناب کیریٹریضہ انجن جعفریہ شکر پور

جناب واعظ کی تقریر ختم ہونے کے بعد جناب طرۃ اللہ منٹل سکریٹری انجن نے اپنی مختصر تقریر میں واضح کیا کہ آج سے سو ڈیڑھ سو برس پیشتر سید نثار علی صاحب نے ہمارے باپ دادا کو مسلمان اور شیعہ بنایا تھا اور سید اجاب علی صاحب نے ایک کتاب سنی بہ تحفۃ الاجاب مسئلہ خلافت پر لکھ کر ہمارے تشیع کو مستحکم کیا مگر چونکہ ہماری ملکی زبان میں کوئی عملی کتاب نہ تھی سوچ سے ہمارا نامزد روزہ ہمارے نکاح ہمارے اموات کا دفن و کفن سب بیقاعدہ تھا، سید اجاب علی نے ہمارے باریں یہ کہا تھا کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے جس میں مذہب حق ظاہر ہو گا ہمارے ائمہ کے اقوال چار کتابیں مندرج ہیں اور ہمارے بڑے بڑے علما گفتو شہر میں ہیں ہم اس دن کے منتظر تھے اور ہماری آنکھیں گفتو کی طرف نکلان تھیں کہ دفعۃً جناب مولانا سید علی صاحب واعظ منجانب مدرسۃ الواعظین گفتو یہاں پہونچ گئے اور جو نمایاں خدمتیں دیں وہ مذہب کی اپنے انجام دیں وہ محتاج بیان نہیں ہیں، عملی کتابیں بھی تیار ہو گئیں مدرسہ بھی جاری ہو گیا اور ہم اپنے

برادران وطن کی وطن شناسی سے بھی نجات پا گئے، مدرسہ کے مصارف حاجی محمد جعفر شریف مہاسہ نے ادا کئے ہیں اور مولوی مشتاق حسین صاحب نے مدرسہ کی چھت کے لئے تین دینے کا وعدہ کیا ہے اور چیس روپیہ نقد سے بھی اعانت کا وعدہ فرمایا ہے اور جناب الطاف نواب صاحب ٹالی گنج نے بھی پچیس روپیہ کا وعدہ فرمایا ہے،

اس تقریر کے بعد حاضرین کا شکریہ ادا کر کے جلسہ پر خوات ہو،

حیدر پور ضلع چوہیس پرگنہ علاقہ سدر بن کے نام نہاد شیعوں کے پیر و مرشد سید مظلوم علی صاحب یہیں سکونت پذیر ہیں، عشر و محرم کے بعد آپ ایک دعوت کرتے ہیں حسین اکو مہدی موعود اور آپ کے گھر کو خانہ کعبہ سے بالاتر ماننے والے مدعو ہوتے ہیں اس سال جناب واعظ اس موقع کو قیمت جابحران کے حالات کا اندازہ اور ان کے فاسد خیالات کی اصلاح کا اناوہ کر کے ۲۲ جون کو کلکتہ سے حیدر پور روانہ ہوئے اور وہاں پہونچ کر موعود کو سمجھا بھجا کر اس بات کا اقرار لیا کہ وہ جو انات کو بچھرخ فوج کرائیں گے اور اپنے مریدوں کو عقائد فاسدہ سے باز آنے کی ہدایت کریں گے مگر ۲۲ جون کو جب ان کے مریدوں کا گردہ فریب پانچ سو آدمیوں کے جمع ہوا تو پورب ہی کی طرف حیوانات فوج کئے گئے اور جناب واعظ کو بحر صبر کے کوئی چارہ نہ ہوا، وعظ و نصیحت کے قصد سے لوگوں کو جمع کیا تو وہ متفرق سوالات کرنے لگے تاکہ اصل عقائد کا کوئی ذکر نہ آنے پائے بالآخر جناب واعظ نے انکی غرض کو سمجھ کر جوابات کا سلسلہ بند کر کے پورب کی طرف جانوروں کے ذبح کرنے اور پورب ہی کی طرف سجدہ کرنے کی وجہ اور اس عمل کے صحیح ہونے کی دلیل کا استفسار کیا جسکو ان لوگوں نے بہت کچھ مانا چاہا مگر اصرار مبلغ کے بعد ایک صاحب نے یہ جواب دیا کہ ہم کو خواب میں آواز آئی ہے کہ ہم جانوروں کو پورب رخ فوج کریں اور جانور کا سونٹھ آسمان کی طرف کر دیں کیونکہ بیت المعمور آسمان پر ہے اور وہی حقیقی خانہ کعبہ ہے اب زمانہ شریعت باطنی کا ہے اور یہی مطلوب علی مہدی موعود دامام زمانہ ہیں۔

اس جواب کے بعد جو مکالمہ جناب واعظ اور ان لوگوں سے ہوا ان بعینہ حسب ذیل ہے :-

س اس خواب کو تم کیوں اور کس دلیل سے رویاے صادقہ جانتے ہو ممکن ہے کہ یہ خواب شیطانانی ہو اور شیطان نے تمہارے گمراہ کرنے کے لئے یہ آواز دی ہو،

ج چونکہ خدا ہر بندہ سے اسکی رگ کر دے ہے زیادہ قریب ہے اور ابجہ قریب خدا شیطان چاہے قریب نہیں آ سکتا ہمارا دل بوتا ہے کہ یہ خواب ہمارا سچا ہے آخر حضرت رسول پر جب جی

آتی تھی تو وہ بھی بے ہوش ہو جا یا کرتے تھے اور خواب کی حالت میں وحی کے الفاظ سنتے تھے تو جس طرح اُن پر خواب میں وحی آتی تھی ایسی طرح ہم پر بھی خواب میں وحی آتی ہے جس دلیل سے اُنکا خواب سچا ہو سکتا ہے اُسی دلیل سے ہمارا خواب بھی سچا ہو سکتا ہے۔ وہ بھی آدمی تھے ہم بھی آدمی ہیں خدا نے اپنے نور سے آنحضرت کو پیدا کیا اور حضرت کے نور سے ہم سب کو پیدا کیا تو کیا وجہ ہے کہ اُنکا خواب سچا اور ہمارا خواب جھوٹا ہو،

سوال (متبعانہ لعینہ میں مذکور آواز سے) تو کیا تم سب بنی ہو؟ وحی تو غیر بنی پر نہیں آتی تم بھاری اس دلیل سے لازم آتا ہے کہ تم میں کا ہر شخص نبی ہو حالانکہ اگر ہر آدمی میں وحی کی اہلیت ہوتی تو خدا ہر آدمی پر وحی بھیجتا رہتا ایک لاکھ چوبیس ہزار پچیس کیوں خلق فرماتا۔

ج سکو ت بخت،

س پورب کی طرف سجدہ کرنے کی اگر کوئی اور دلیل ہو تو بیان کرو۔

ج جب ملائکہ کو آدم کی طرف سجدہ کا حکم ہوا تو اُنکا منہ یورب کی طرف اور پشت کچھ کی طرف تھی، ہم بھی اُسی طرف سجدہ کرتے ہیں اور اُسی طرف حیوانات کو ذبح کرتے ہیں۔

س حضرت آدم کا منہ یورب رخ ہوئے کی کیا دلیل ہے ہم کہتے ہیں کہ حضرت آدم کا منہ کچھ کی طرف تھا اور ملائکہ نے اُسی طرف سجدہ بھی کیا تھا اگر ہم اپنے عوی گسی دلیل سے ثابت اور ہمارے دعوے کو کسی دلیل سے رد نہ کر سکو گے تو بھارا دعویٰ باطل ہے،

ج اس سوال کا جواب ہم پھر دینگے،

س اسکے علان اگر کوئی دلیل بھارے عقیدہ کی ہو تو بیان کرو،

ج حضرت رسول نے فرمایا ہے کہ ہماری آل کی پیروی کرو کیونکہ حال قرآن وہی ہے چونکہ سید مطلوب علی آل میں داخل ہیں لہذا ہم اُنکی اطاعت کرتے ہیں۔

س تو آل رسول ہم بھی ہیں ہماری اطاعت کیوں نہیں کرتے؟

ج سید مطلوب علی ہمارے پہلے پیر سید شاعر علی کے فرزند اور ہمارے ہمدے موعود ہیں اسلئے اُن کی اطاعت کرتے ہیں آپ کی اطاعت کیوں کریں۔

س اگر سید مطلوب علی ہمدی موعود ہیں تو کوئی معجزہ دکھائیں تاکہ ہم بھی اُن پر ایمان لائیں،
ج معجزہ اُن لوگوں کو دکھاتے ہیں جو اُن پر سچا ایمان لاتے ہیں آپ اُن پر سچا عقیدہ نہیں رکھتے،
س اچھا تم تو اُن پر سچے دل سے ایمان لائے ہو مگر کیا معجزہ دکھایا۔

جس گاؤں میں وہ حصار باندھ کر اپنا لکھا ہوا کاغذ لٹکا دیتے ہیں اُس گاؤں میں فصلی بیماری نہیں آتی جس بیمار پر اُس کا تعویذ باندھ دیا جاتا ہے وہ اچھا ہو جاتا ہے،
 اس یہ معجزہ نہیں ہیں بلکہ آیات قرآنہ کے تاثرات ہیں ہم بھی ایسا کر سکتے ہیں معجزہ یہ ہے کہ کسی مردہ کو زندہ کسی نابینا کو بینا بنا دیں اگر وہ ایسا دکھا دیں تو البتہ صاحب اعجاز ہیں،
 اس ایسا معجزہ ابھی نہیں دکھلا سکے کیونکہ ابھی خدا کا حکم نہیں ہے حیوت خراج کرینگے بقوت ایسا معجزہ بھی دکھا دیں کے حضرت رسول نے چالیس سال تک کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ جب حکم خدا ہوا تو دکھایا سید مطلوب علی کو بھی جب خدا خراج کا حکم دے گا اسوقت ایسا معجزہ دکھا دیں گے،

اس حضرت رسول کی ولادت کے بعد آتش کدہ فارس کی آگ جو صد ہا سال سے روشن تھی وہ گل ہو گئی سید مطلوب علی کی ولادت کے بعد کوئی ایسا ہی معجزہ ہوا ہو تو بیان کر دو؟
 ج سکوت و محنت،

اس مکالمہ کے بعد جناب واعظ نے اُن کی تمام دلیلوں کو رد کر کے ایک تنخواہی تقریر فرمائی جسکے اثر سے بعض لوگ آبدیدہ ہو گئے مگر سید مطلوب علی نے فوراً یہ تدبیر کی کہ اُس گروہ کے چند لوگوں کو فوراً بلالیا جسکے اٹھ جانے کے بعد مجمع متفرق ہو گیا صرف بارہ چودہ آدمی باقی رہ گئے جنہوں نے اپنے عقیدہ فاسدہ سے توبہ کی جناب واعظ نے اُن کے اسماء لکھ کر اُن کے دستخط لے لئے، ان لوگوں نے سید مطلوب علی سے کہہ دیا کہ ہم پورب کی طرف تفرق کئے ہوئے جانور کا گوشت نہیں کھا سکتے مدوح نے اُن کی تالیف قلب کے لئے ایک بکرا کچھ مرغ دج کر اُن کو کھانا کھلایا،
 مجمع متفرق ہو جانے کے بعد سید مطلوب علی نے جناب واعظ کے پاس آکر بہت کچھ اپنی صفائی اور برائت اس عقیدہ سے ظاہر کی اور کہا کہ نہ یہ میرا عقیدہ ہے نہ میں نے یہ تعلیم دی ہے ان لوگوں کا یہ عقیدہ ایک خواب کی وجہ سے قائم ہوا ہے میں لکھے دیتا ہوں کہ یہ لوگ آپ کی کتابوں پر عمل کریں اور ایک تحریر بھی بنگلہ زبان میں اپنی دستخطی ویدی مگر اس عقیدہ کو باطل اور کفر محض کہنے سے انکار کیا اور رفتہ رفتہ سمجھانے کا وقفہ کیا،

اس فاسد عقیدہ کے لوگوں کی تعداد پانچ سو ہے باقی لوگ ایسے فاسد عقیدہ نہیں ہیں ہاں اگر مدرسۃ الواعظین اس طرف متوجہ نہ ہو جاتا تو تمام قوم کا متحد الخیال ہو جاتا ناممکن نہ تھا دورہ اول میں جناب واعظ نے ایک پمفلٹ شائع کر دیا تھا جسکے اثر سے یہ دائرہ وسیع نہ ہو سکا اور اب بنگلہ زبان میں

کتبوں کی اشاعت اور ایک بنگلہ زباں جاننے والے شخص کا دورہ اور بھی سونے میں سہاگہ کا کام دے رہا ہے، مدرسہ شکر پور کے علاوہ اگر تین مدرسہ بھی ان اطراف میں صرف دو سال کے لئے قائم کر دیے جائیں تو یہاں کے تمام اطفال اور انہیں کی وجہ سے ان کے والدین کی بھی اصلاح ہو جائے مگر چونکہ جناب واعظ بنگلہ زباں کتبوں کی اشاعت کے لئے بمبئی اور بنجارا اور ممبہ سے ایک کافی رقم بارہ فیروزہ سود پیسہ کی ہم پونچا چکے ہیں لہذا آئندہ انہیں کی کوشش سے بنار مدارس کا چندہ فراہم کرنا دشواری سے خالی نہیں ہے، اگر اس علاقہ کے نام نہاد شیعوں کو مذہب جعفری کا سچا اور کامل پیرو بنانا ہے تو یہ فریضہ تمام قوم سے متعلق ہونا چاہئے ان مدارس کے قائم ہو جانے سے میں ہزار نفوس کا قوم شیعہ میں اضافہ ہو جائے گا۔

یہ جو کچھ ان چند صفحات میں لکھا گیا ہے اُس کی تصدیق کے لئے اخبار ”جبل المتین“ کلکتہ کا شمارہ ۲۹ - ۳۰ صفحہ ۱۷۱ ملاحظہ طلب ہے حسین ایک مختصر مضمون بعنوان ”تبلیغ“ جناب آقا سید محمد طحسم شیرازی دام علاہ نے سپرد قلم فرمایا ہے۔

جناب مولوی سید سرور حسین صاحب اعظا شملہ میں کے لئے سیرت کبھی شملہ کی طرف جناب مولوی فضل علی صاحب واعظ مدعو ہوئے تھے مگر چونکہ وہ اپنی بیماری کی وجہ سے معذور تھے لہذا اچھا اُن کے مدرسہ نے جناب مولوی سرور حسین صاحب واعظ کو منتخب کیا مگر مروج کا انتخاب ایسے تنگ وقت میں ہوا کہ وہ باوجود چوبیس گھنٹہ سوا ٹریل اور موٹر پر قطع مسافت کرنے کے بھی رات کے آخری اجلاس میں بمشکل تمام شریک ہو سکے اور زحمت سفر کا مطلقاً خیال نہ کر کے ساڑھے دس بجے شب کو جلسہ گاہ میں پہنچ گئے اور سر عبد المجید صاحب قرشی بانی تحریک یوم البنی کی تقریر کے بعد ساڑھے گیارہ بجے جناب واعظ کو تقریر کا موقع ملا بعد از خدا بزرگ تو فی قصہ مختصر عنوان تقریر قرار دیا گیا تھا جسکو مروج نے اس خوبی سے بیان کیا کہ تمام مجمع پر ایک وجدانی حالت طاری ہو گئی، قبل بعثت اور بعد بعثت کے حالات کا مقابلہ کر کے جناب ختمی مرتبت کی پاک سیرت سے اجمالی طور پر اخذ نتائج کرتے ہوئے آیات کلام مجید اور حدیث نور کے ضمیمہ سے ایک نورانی منظر سامعین کے پیش نظر کر دیا اور اسی مختصر تقریر سے لوگوں کو اندازہ ہو گیا کہ مدرسہ الواعظین دنیائے اسلام میں کیسا ادارہ ہے اور اُس کے مبلغین و واعظین دین مبین کی خدمت کس خوش اسلوبی سے ادا کر سکتے ہیں،

دوسرے روز شب کو میلار کیٹی گورنمنٹ آف انڈیا پریس شملہ کی طرف سے مسجد قطب خانہ مان میں ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں جناب واعظ بھی مدعو ہوئے، مجمع بہت کافی تھا، مسٹر محمد امین صاحب بیرسٹر کی تقریر کے بعد ساڑھے گیارہ بجے جناب واعظ کو تقریر کا موقع ملا جو نہایت مفید و موثر ثابت ہوئی اور تعلیم یافتہ طبقہ نے بالخصوص بہت اچھا اثر لیا اور ہر طرف مدرسۃ الواظین زندہ باد کی صدائیں بلند ہو گئیں،

اس سلسلہ کے ختم ہونے کے بعد اراکین انجمن حیدریہ شملہ کے اصرار سے ایک ہفتہ تک اور قیام کرنا پڑا آئندہ اتوار کو انعقاد جلسہ کی تاریخ معین ہوئی جس کے درمیان میں کچھ مجلسیں بھی ہوتی رہیں، اتوار کے روز جناب راجہ رفیق حسین صاحب بن جناب راجہ نوکل حسین صاحب کی صدارت میں جلسہ منعقد ہوا، بنا مسجد کا مسئلہ جو اس انجمن کے اغراض و مقاصد کی روح رواں ہے بہت کچھ ٹھنڈا ہو چکا تھا بلکہ بعض لوگ بجائے تائیدی کوششوں کے مخالفت کر رہے تھے اُس کی بھی تجدید ہو گئی اور جس مقصد سے یہ جلسہ منعقد ہوا تھا وہ بھی کافی طریقہ سے حاصل ہو گیا مسجد کے مسئلہ میں مخالفت جماعت کے لوگ بھی شریک ہو گئے اور ماہواری چندہ کے علاوہ ایک سو چھ بتیس روپیہ نقد فوراً جمع ہو گیا اور دوسویا اس سے کچھ زائد کے وعدہ ہوئے اور جلسہ نہایت کامیاب رہا، (ناچیز مرید)

انگریزی ترجمہ صحیفہ کلام

کلام الامام امام الکلام

علی بن ابی ہاشم ثالث امام چہارم حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کدہ کلام بلاغت نظام جو تحت کلام الخاق و فوق کلام الخلق اور مافوق تصور انسانی علوم و کمالات کا معدن اور راہلہ وحدیت و معبودیت کے صحیح معانی کا مخزن اور دعا و مناجات کے اعلیٰ ترین طرق کا معلم مدرسۃ الواظین کے کافی وقت و روپیہ کے صرف سے انگریزی میں ترجمہ ہو کر طبع ہو رہا ہے اور شائقین کے سخت تقاضہ سے پہلا حصہ جو ۳۸ دعاؤں پر مشتمل ہے، اور ۹۷ صفحہ پر ختم ہوا ہے شائع بھی کر دیا گیا ایک صفحہ پر اصل عبارت عربی ہے اور دوسرے صفحہ پر ترجمہ ہے جلد نہایت عمدہ انگریز فیشن قیمت جلد شلایسے یا ساٹھ روپے دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا

مَفَالَات

تذکرہ پیشہ حفاظِ قرآن

نسل

پہلا تبصرہ

حِفْظُ الْفَاطِ اَوْ حِفْظُ مَعَانِی

الفاظ و معانی کا ارتباط بجائے خود ایک غامض مسئلہ ہے جسکے متعلق انکار و عقول نے بہت کچھ ہو کر کیں کہا ہے۔ یہاں بن مباد کا دعویٰ تو یہ تھا کہ لفظ ذاتاً معنی کے ساتھ ارتباط رکھتی ہے یعنی قبل اسکے کہ کوئی واضح لغت پائی کی لفظ کو اس مخصوص سیال آباد یا طبعِ عنصر کے لئے وضع کرے۔ پانی، لکے حردت اور انکی ہیئت اجتماعیہ اس معنی کی طالب تھی اسکا خیال ہے کہ معانی کے خصوصیات الفاظ میں نمایاں طور پر پائے جاتے ہیں پانی چونکہ شلال جسم ہے اسکے لئے جو لفظ عربی میں "ماء" پایا جاتا ہے خود اسکی آواز میں بھی ایک نیلا رنگیت موجو ہے اور پھر چونکہ جامد ہے اسکی جنسی لفظیں ہیں انکی آواز میں ایک نرم کا ایجاد پایا جاتا ہے شیر کے جتنے نام تھے انکی آواز ڈردنی اور بارغ و بہار کی جتنے الفاظ ہیں انمیں کچھ نہ کچھ شگفتگی لازمی ہے۔

محققین کے نزدیک یہ خیال بالکل باور ہوا ہے، اگر الفاظ کے ساتھ معانی کا ارتباط ذاتی ہو نیسکے ب کہی واضح کا ممنون احسان نہ تو اترو چاہیے تھا کہ کسی مخصوص معانی کے لئے الفاظ سے ہر شخص کا ذہن معینی کی طرف منتقل ہو جائے اور کسی لغوی تصریح اور وضع واضح پر اطلاع کی حاجت نہ ہوتی ایسی صورت میں افراد بشر کے درمیان زبان کا اختلاف معنی نہیں رکھتا، بلکہ ایک عربی لفظ سے کسی جاہل و بیانی ہندوستان میں بسنے والے انسان کے اسی طرح معنی سمجھ میں آتے جس طرح ایک عربی زبان کے قابل متوجہ کی سمجھ میں آتے ہیں کیونکہ ان خیال کے مطابق خود زبان سے منتقلی ہوئی آوازیں ذاتی طور پر ایک متناظر طبیعتی جذب مخصوص معانی کی طرف موجو ہے جو بروہتی ذہن کو انکی طرف منتقل کر دیتا ہے، الفاظ اور معانی کے خصوصیات میں جو یکہمتی و کمالی گئی ہے ان معنی خطابی حیثیت سے زمین و وقت نہیں رکھتی، اسکی لفظ میں کہیں ڈرونی آواز ہے جو فرس بفر وغیرہ میں نہیں ہے اور جب ایک لفظ کے متعدد معنی ہوں کہ جسکے خصوصیات میں زمین آسمان کا تفرق ہو

تو ایک واحد لفظ کی آوازیں کم از کم نہ ہم خصوصیت محفوظ رہ سکتے ہیں خصوصاً جبکہ معانی ایک دوسرے کی ضد یا عقیض ہوں، مشترک الفاظ کا عموماً اور لغات احمد انکا وجود خصوصاً اس خیال کی کمر دہی کو طبعاً ازہم کو نیس کے لئے کافی ہے

حقیقۃً الفاظ اپنے ذاتی اعتبار سے تمام معانی کے ساتھ مساوی مناسبت رکھتے ہیں، انکار تباہ و محض معنی مانی کے ساتھ واضح کار ہیں منت ہی ہے بلکہ جبکہ کسی متضاد واضح نے لفظ کو ایک معنی کے لئے مقرر کر دیا تو اس کے سبب سے لفظ اور معنی کے درمیان ایک خاص علاقہ اثر و متواتر و اختصاص پیدا ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جب لفظ کا وزن میں پہنچے معانی کی طرف سے متعلق ہو جائیگا،

معانی و عقلی مفہام ہیں جو خارجی یا غیر خارجی اعتبار کے لئے ذہن میں موجود ہیں، ان اس قابل میں کہ زبان پر لائے جائیں اور مخاطب کے کانوں تک پہنچائے جائیں، اس طرف توجہ اور باہمی معاشرت کا اقتضایہ ہے کہ ایک اپنے اپنی اخص کو دے کر ایک ہو جائے اور اس معنی پر جو اس کے ذہن میں ہیں غلطی کا گاہ کر سکے، ہاتھوں کے اشارے سے تمام مقاصد کو سمجھا دینے میں نا کافی ہیں، اسی ضرورت کے پورا کرنے کے لئے الفاظ کی وضع ہوئی ہے جب کسی غرض کو مخاطب تک پہنچانا ہو تو وہ لفظیں جو اس معنی کے لئے کسی واضح نے مقرر کر دی ہیں زبان پر لائی جائیں، اگرچہ براہ راست ان چیز جو مخاطب تک پہنچانے کی غرض ہیں لیکن حاصل ذہن کی توجہ معنی کی طرف ہوتی اور ان مفہوم جس کا پہنچانا مقصود ہو جو دوسرے طور پر واضح ہو جائیگا لفظ کی حیثیت معنی کے ساتھ ویسی ہی ہے جیسے عین کے مال کسی کتاب کے مطالعہ کے وقت کہ براہ راست جلیلیہ (راکھ کے پرے سے ٹھکر جو شعلہ منطبق ہوتی ہے نہ عینک کے مال پر پہلے پڑتی ہے لیکن توجہ کا مرکز اصل وہ نقوش ہوتے ہیں جو صفحہ کا غرض پر بنے ہوئے ہیں، اسی طرح آئینہ میں صورت دیکھنے وقت اس کا صاف و شفاف شیشہ اصل منظور نظر نہیں ہوتا، دیکھ ساری چہرہ کے خط وخال پر ہوتی ہے باوجودیکہ اکھ کے سامنے براہ راست شیشہ ہوا کرتا ہے، بالکل یہی مثال الفاظ کی ہے یعنی جو شے مخاطب کے کانوں تک پہنچتی اور اس کے ذہن میں داخل ہوتی ہے نہ الفاظ ہیں لیکن توجہ ذہن کو ہوتی ہے نہ اس معنی کی طرف جبکہ الفاظ بتلا رہے ہیں مگر الفاظ اپنے معانی کے اندر فنا کا مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں کہ انکی ہست و بود بالکل خالی ہو کر عدم کی صورت اختیار کر لیتی ہے اگرچہ حقیقۃً نہ موجود ہیں، لفظ اور معنی کے یہی ارتباط کا نتیجہ ہے کہ معانی کے خصوصیات کا پتہ لفظ پر پڑتا ہے انہوں نے وہ شے یا اس وقت و لغت و انگلی و شغل کی یا فہرست کی و غیر مروجی جو معانی کے اندر پائی جاتی ہے اللہ میں ہی ان پر پیدا ہو جاتا ہے جس کا سبب صرف حروف کی ترکیب اور انکی آواز کا انارچہ ہوا نہیں بلکہ ان معانی ہیں کہ جو ان الفاظ سے پیدا ہوتے ہیں اور انکی ہست ہے الفاظ کی عزت و وقت اور زندگی ان معانی کے سبب ہوتی ہے جو

انکے تحت میں ضم ہیں،

وہن سے نکلتی ہوئی اکوار اور زبان پر کتنے ہمسے الفاظ اگر اپنے تحت میں کسی معنی کو نہیں رکھتے تو وہ اصل ہیں جو کسی عزت کے لائق نہیں بلکہ جس شخص سے عداوتوں ن محزون و غمیدہ کلمات جاری کیا جاتا ہے کلام اسی وقت تک کلام ہے کہ اس میں الفاظ کے ساتھ ساتھ معانی کا جذبہ بھی محفوظ ہو۔

قرآن مجید انسانی کلام نہیں بلکہ خالقِ مطلق کلام ہے اس میں صفوں کا جوہر موجود ہے الفاظ اور معنی کا تعلق نہیں ہے ہر ایک کے ساتھ ہو سکتا ہے الفاظ محفوظ ہوں اور معانی کی خبر نہیں۔ اسلامی پدیہی اطلاق ہو لیکن الفاظ از بر یاد نہیں، دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ان ولولہ جہتوں میں اسلامی نقطہ نظر اور عقلی و فہمی اصول کی بنا پر کون زیادہ اہم اور کارآمد قابلِ فہم و عزت ہے کیا صرف الفاظ کو رکھ لینا اور انکو از بر یاد کرنا اور صدیکہ معانی کی خبر نہ ہونا خبر تو کونین غور و قائل اور نتائج کے استخراج میں فضیلت شہادی سے کام لیا جائے کوئی قابلِ فہم اور اہم صفت ہے یا کہ معانی میں پورا غور و فکر کر کے نئے نتائج و آثار پر عبور حاصل کرنا اگرچہ الفاظ از بر یاد نہیں قابلِ فہم اور زبانِ سخن بہت عام ہے،

قرآن مجید میں جا بجا تہ نبی القرآن کا حکم دیا گیا ہے،

کتاب انزلناہ الیک مبارک لیدبروا بیلہ یہ وہ بابرکت کتاب ہے جس نے تم پر رلے رسول بھیجے اور

(پ ۳۲ سورہ صافات)

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیب اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا (پ ۳۷ سورہ زمر)

یہ لوگ قرآن میں غور نہیں کرتے اگر یہ فیض خدا کی طرف سے جو تلاوت کو انہیں بڑا اختلاف نظر آتا،

یہ لوگ قرآن میں فکر و قائل سے کام کیوں نہیں لیتے

یا انکے دلوں پر دیکھو کچھ عقل ہی ملے گی نہیں

(پ ۳۷ سورہ صافات)

تلك الامثال نضرہم جال الناس وما یعقلها الا العالمون (پ ۳۷ سورہ بقرہ)

کذا لک بیان اللہ لکم ایا قدرہ لکم یتفکرون (پ ۲ سورہ بقرہ)

یہ طرح طرح کی مثالیں تم لوگوں کے لیے ہمیشہ کرتے ہیں اور انکا سمجھنا عقل کرنا صوف باخبر افراد کا کام ہے،

خدا انہیں اپنے آیات کو تمہارے لیے بیان کرتا ہے تاکہ تم لوگ فکر و قائل کرو۔

(پ ۲ سورہ بقرہ)

کذا لک بیان اللہ آياته للناس لعلہم یتفکرون (پ ۲ سورہ آل عمران)

خدا انہیں اپنے آیات لوگوں کے لیے بیان کرتا ہے تاکہ ان لوگ غور و فکر کریں،

ایسی ہی بہت سی آیتیں ہیں جن میں غور و فکر و قائل کا حکم دیا گیا ہے جبکہ عقل معانی سے ہرگز تار ہے لیکن

آیت بھی تفران مجید میں ایسی نہ ملے گی جہاں حفظ الفاظ کی طرف توجہ دلائی گئی ہو،

اسی سے معلوم ہو جاتا ہے کہ حفظ الفاظ و حفظ معانی میں کون زبان اہم ہے؛ لہذا معانی کا حفظ حضرت
باری کی نظر میں پوری اہمیت رکھتا ہے کہ اس پر مختلف الفاظ میں ترفیع دلائی گئی ہے لیکن حفظ الفاظ کی
طرف توجہ نہ ملے گی۔

حفظ الفاظ کو اگر کوئی فضیلت ہو سکتی ہے تو ان اسی چیزیں سے کہ اسکے ذریعہ سے معانی کا اختصار زبان ہو سکتا
یہ غرض اُمت بالکل منتفی ہو جاتی ہے کہ جب الفاظ نے ذہن کو بالکل منحرف کر لیا ہو اس طرح کہ معانی کی باطل
خبر ہو اور اگر خبر ہے بھی تو تعبیر انکی طرف نہ پائی جائے،

الفاظ از بردار معانی کی طرف سے چشم پوشی کسی طرح قرآن و حدیث کی رو سے قابل امتحان نہیں ہو
قرآن مجید ہمیشہ اپنے نقطہ نظر کو مثال کے ذریعہ سے واضح کرتا ہے ”و لھد ضربنا للناس فی القرآن
من کل شئ“ (ہم نے لوگوں کے سمجھانے کے لیے قرآن میں ہر قسم کی مثال ذکر کر دی ہے)
اُس نے اپنے اسی مخصوص رنگ میں ارشاد کیا ہے۔

مثال لذین حملوا التورۃ ثم لم یحملوها مثال اُن لوگوں کی جنکو توریت کا حامل بنا دیا گیا پھر
کمال لحدود و حیل سفاراد پ ۲۸ سورہ جمہ) ن اُسکو برداشت نہ کر سکے اُس کو بھٹکے کی سچی جگہ بتا دیا
کہ اپنی پر لائے ہوئے ہر عمل کے معانی و بیان سے دریافت کر دے کہ وجہ مشابہت اس آیت میں کیا ہے،
حقیق تقارانی مطلق میں لکھتے ہیں:-

العقل من وجہ الشبہ، حکومان المتعلق ما عقلی وجہ شبہ کی مثال ہے منہائے نفی رساں شے
بالبغیہ نافعہ مع تحمل القیاس متصہاب فی کی منفعت سے محروم رہنا؛ وجود برداشت و رحمت کے
تو لہ تعالیٰ مثلاً لذین حملوا التورۃ نہ شہ اسکے ساتھ رکھنے میں اسل ارشاد باری تعالیٰ میں کہ
لحمیلو لھا کمال الحداد بحیل سفاراد جمہ نہیں مثال اُن لوگوں کی جو توریت کے حامل بنائے گئے
بکسر السین و هو الکتاب و الاشکال وجہ پھر نہ سکون اٹھانے کے مثال طار کی ہے جو سفاراد کو مٹا دیا
الشبہ فی احوال الیہود بالحداد امر عقلی ہوئے ہوئے سفاراد چ سفر کی ہے جسکے معنی کتاب ہیں
منتزع من علی امور لا نہر و علی من الحداد اور اس میں شک نہیں کہ وجہ مشابہت یہودی حداد
فعل مخصوص ہوا الحمل وان یكون الحمل کے ساتھ امر عقلی ہے جو چند امور سے منتزع ہے ایسے
شیئاً مخصوصاً و هو الاسفار اللقی علی رعبہ کہ طار میں ایک فعل مخصوص یعنی اٹھانے کا اعتبار کیا گیا
العلوم وان الحداد جاحل بانہ یملک کذافی ہے اور اس بات کا گمان ہے کہ نہ شے جس کو طار نے

جاہل بما فیہا و کذا فی جانبک المشرق
اٹھایا ہے کتابیں ہیں کہ جو ولایت دار علم ہوا کرتی ہیں
اور پھر کہ گدھا جاہل ان مطالب کے جو ان کتابوں میں

ہیں اور یہی صورت مشتبہ رہی اور اصل توریث میں بھی ہے

آیات قرآن جمیعاً قائم کر دیں انہیں تغیر و تبدل کی گنجائش نہیں، وجہ تشریف آوری میں جب منع ہو
تو کیا ایک ایسا شخص جو الفاظ قرآن کے حفظ میں پوری کوشش صرف کرے اور اس میں جانفشانی
و عرق ریزی کرے، اول و دماغ کو زحمت و تکلیف پہنچائے گا اس کے مطالب کے نفع یا ہنرمانی کی طرف
توجہ سے قاصر اور اس کے حقائق و وقائع کے اور اکتا محروم رہے ہنرمندوں کی ایک بکلی بصدائق نہ ہو گا حالانکہ
مذکورہ بالا وجہ شبہ نہیں بلکہ وجہ اتم موجود ہے

اس قسم کا حفظ قرآن کوئی مدد و حوصف نہیں ہے بلکہ مستند احادیث صحیحہ میں تورات کے موقر پرورش کیا گیا

ہے ملاحظہ ہو صحیح بخاری صفحہ ۵۶، مطبوعہ کوزن پریس لاہور،

عن ابی سعید الخدری ان قال سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
یخرج منکم قوم یحقر دن صلوٰتکم مع
صلاوتہم و صیامکم مع صیامہم و عسلکم
مع عملہم و قیراؤن القرآن لا یجاوز
خاجرہم یرقون من الدین کما یرق الخبث
من الرمیۃ ینظر فی النصل فلا یرى شیئاً
و ینظر فی القدح فلا یرى شیئاً و ینظر فی
الربیع فلا یرى شیئاً و یتامری فی الفوق

تو شکار کے خون کا کچھ اثر نہ دکھائی دے، تیر کی لٹھی

میں دیکھو تو بھی کچھ اثر نظر نہ آئیگا، تیر کے پردوں پر نظر کر دتب بھی کچھ اثر نہ معلوم ہوا در سونار میں بھی شاک
ہو کہ کچھ اثر ہے یا نہیں اسی طرح ان لوگوں کے قرآن پڑھنے کی یہ شان ہوگی کہ ان پر کوئی اثر اسکا ہو گا ان کے
دلی پر چھو پر دیکر اعضا پر ملا دت قرآن کی تاثیر نہ ہوگی،

معلوم ہوا کہ ایسا حفظ قرآن جو صرف الفاظ تک محدود ہو اور ایسا قرأت قرآن کرنا جو معانی سے
چشم پوشی کے ساتھ ہو متوجہ بخش نہیں و چنانچہ علامہ قسطلانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا و

یعنی نقد السهم المرہی بحیث لم يتعلق
بشرقی لم یظہر اثرہ فیہ فیکذلک قواہم
لا یحصل لہم منها فائدہ
کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا،

دوسری حدیث عن عبد اللہ بن مسعود
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یخیر فی آخر الزمان قوم احداث الانسان
سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول المنا
یقرآن القرآن لا یجاوز تراقیہ الخ

صحیح ابن ابی شیبہ، ص ۳۰، طبع مصر

تیسری حدیث عن ابی ذر قال قال رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بعدی من
استی قومًا یقرؤن القرآن لا یجاوز جلوہم
الخ

چوتھی حدیث عن جابر بن عبد اللہ قال
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالبحرین
وهو یقسم التبر والغنائم وهو فی حجر بلال
فقال رجل اعدل یا محمد فانک لم تعدل
فقال ویلک ومن یعدل بعدی اذالو
اعدل فقال عمر وعفی یا رسول اللہ حق
اضرب عنق ہذا المنافق فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذا افی اصحاب
لہ یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہ الخ

مراد حضرت کی یہ ہے کہ تیرا نشانہ سے اس طرح گزر گیا
ہو کہ نہ خون سے بالکل آلودہ نہ اس پر کچھ بھی
اثر ظاہر نہ ہو اسی طرح ان لوگوں کی قرأت سے ان کو

ابن مسعود سے نقل ہے کہ حضرت رسول نے فرمایا ان
کے آخری دور میں ایک ایسی جماعت ظاہر ہوگی جسکی
عمر کم عقلیں انہیں ہونگی، زبانی انکے دعوے
بڑے اچھے ہوں گے، ان قرآن کو رتے ہوں گے
لیکن اس طرح کہ گلوں سے آگے بڑھنے نہ پاتا ہوں،

یعنی

ابو ذر غفاری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے
فرمایا کہ میرے بعد میری امت میں ضرور ایسی جماعت آئے
والی ہے جو قرآن کو رتے ہوں گے اس طرح کہ حق سے
تجاوہ نہ کرے،

جابر انصاری کی زبانی منقول ہے کہ جناب سالک
مقام جبرائیل میں فروکش تھے، بلال کے دامن میں
مال غنیمت کا طلا، دلقرہ تھا اور حضرت اسکو تقسیم
فرما رہے تھے ایک شخص نے حضرت کو نام لیکر آواز دی
اور کہا کہ عدالت سے کام لو تم نے عدالت و انصاف
سے کام نہیں لیا حضرت نے فرمایا دے، ہو تجھ پر بیعت
نہیں کی تو میرے سوا کون ہو سکتا ہے جو عدالت
کے عمل پر عرض کیا کہ مجھ کو اجازت دیجیئے اسکو قتل
کر دو اور حضرت نے فرمایا نہیں، یہ ایک ایسی جماعت
کے ساتھ کہ بلا جو قرآن کا رد و کریمین گئے اس طرح کہ

گلوں سے نیچے نہ اترے،

یا نحو میں حدیث عن ابن عمرو ان رسول اللہ ﷺ
 صَدَقَ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ قَوْلٌ يَنْتَازِشُوهُ يَوْمَئِذٍ لَمْ يَكُنْ
 لِيَجْعَلُوا مِنْ تَرَاثِيمِهِ لَوْ

پچھٹی حدیث عن انس بن مالک قال قال رسول
 ﷺ علي بن عبد الله و سلم يخرج قوم في آخر
 الزمان ادنى هذه الامة في وقت القنات
 لا يجاوزون تراقيهم او حلقهم (ابن ابراهيم ۳)

اس قسم کے احادیث کا نقل اگرچہ خوارج نہروان کے ساتھ ہے اور انہی کے اوصاف کو قتل پیلوں
 میں بیان کیا گیا ہے لیکن ہم اس بات کو دیکھنا چاہتے تھے کہ قرآن کا حفظ اس طرح سے کہ ان الفاظ تک مؤثر
 ہے اور معانی کا اثر نفس پر نہ پڑے نہ یہی نقطہ نظر سے کوئی قابل مدح صفت نہیں ہے بلکہ مذمت کے مرتب
 پڑ کر کا متحق ہے اور یہ امر مذکورہ بالا احادیث سے صاف ظاہر ہے

(علی نقی القنوی رضی عنہ)

رپورٹ وقف منصبیہ میرٹھ

وقف مذکور اپنی انتہائی شہرت اور فیض رسانی سے کسی مزید تعارف کا محتاج نہیں ہو اور جو دینی اور
 مذہبی شہد اس وقف سے متعلق ہیں مثلاً کہ بلائے منصبیہ، غزوانہ منصبیہ، اور سہ منصبیہ، کتب خانہ منصبیہ
 وہ سب نہایت اہم و ضروری ہیں، فائز داناں واقف سے اسکی تولیت نکل جانے کے بعد جناب خان بہادر
 سید محمد حسین صاحب ثبوت و ذہنی کلکٹر بنشروام عزو گیارہ برس تک جس خوش و خلوص سے فرائض تولیت
 کو از سریری طور پر ادا کرتے رہے وہ جناب ممدوح کو نہایت پر جوش و پر زور شکر یہ کا مستحق ثابت کر رہے اور
 ممدوح کے مستغنی ہو جانے کے بعد جناب حاجی سید جمال الدین حیدر صاحب لیم اے اور جناب سید محمد حسن صاحب
 پیر شرنوئی حال کے اسماء گرامی بھی خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں جنہوں نے انتہائی سہروردی سے
 اس حمد کے فرائض کو انجام دیا گو ہم دیکھتے ہیں کہ جناب خان بہادر ممدوح باوجود مستغنی ہو جانے کے بھی
 جو شغف وقف مذکور کے ساتھ رکھتے ہیں وہ بہت کچھ قابل شکر یہ ہے چنانچہ زیر ترمیم رپورٹ بابت
 سال سہروردی نظم جدید بھی آپ ہی کی مرتب کی ہوئی ہے جو ہماری نظر میں طرح پر مضابطہ و مکمل اور قابل اطمینان
 ہے اب ہے وہ اعتراضات و مباحث جو وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہوتے رہے اہل آئندہ بھی جکا
 اسناد نامکین ہے وہ محض لائقہ تمکارتوں کے ذریعہ کا نتیجہ اور ذاتیات کا ثمرہ ہیں سچے اور خالص کام

سے فاضل کا ایسا اعتراضات کی تردید کرنا چاہیے اور چاہے وہ سب خط و فکر میں جاب میرٹھ کے اندر لکھا گیا ہو یا اخبارات میں شائع ہو گیا ہو (ناجیتر میرٹھ)

شعائر اللہ اور ان کی تشبیہ

حق کے سینہ پر ہمیشہ ناحق کے تیرون کی لگاتار بارش رہی۔ اور حق کی بارگاہ میں باطل نے ہر عہد میں نغمہ زد زبیاں کیں عصر حاضر بھی انھیں کا نشانہ دار آماجگاہ ہے لیکن حق کا پشت پناہ خدا ہے اس لئے فتح کا سہرا بھی ہمیشہ حق ہی کے سر رہتا ہے الا ان خرب اللہ ہم الطالبین «تقریہ واری» کے خلاف باطل کو شو نیکا عرصہ سے پردہ پگینہ اجاڑی ہے۔ اس طرف ایک مصدقہ خبر منظر ہے کہ بعض مقامات پر نئے اجزائے اعتراضات کی «بارود تیار کی گئی ہے۔ میں پہلے اعتراضات کو نقل کرتا ہوں مختصر جواب کو مقدم کرونگا اسکے بعد تفصیلی جوابات کی جانب غمان خیال کو منقطع کر دوں گا۔

اعتراضات کا خلاصہ مفاد واد غیرہ شعائر اللہ میں داخل ہیں یا نہیں انکی نقل بنا، کیسا؟ روضہ حسین شعائر اللہ میں داخل ہے یا نہیں۔ تقریہ تابوت وغیرہ کا اللہ نے حکم دیا یا نہیں اگر حکم نہیں دیا تو ان کا رواج خلاف شریعت کیوں نہیں ہے اور اگر حکم دیا تو وہ احکام کیا ہیں۔ مختصر جوابات شعائر اللہ کے متعلق قرآن میں چار مقام پر حسب ذیل تذکرہ ہے۔

(۱) ان الصفا والمرحۃ من شعائر اللہ فمن جج البیت اور عمر بن الخطاب ان یطوف بہما الا یہ (یٰۤاَیُّہا البقرہ ۵) بشک صفا اور مردہ داخل شعائر اللہ ہیں تو جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجالاے تو سہرے اں دونوں کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے اسی ایماندار و شعائر اللہ کی بے توقیری اور محترم مہینہ کی بے حرمتی نہ کرو۔

(۲) یا ایُّہا الدین امنوا لا تحبوا شعائر اللہ ولا الشہر الحرام الا یہ (یٰۤاَیُّہا المائدہ ۵) (۳) ومن یعظم شعائر اللہ فانہ من تقوی القلوب ۵ (یٰۤاَیُّہا الحج) اور جس شخص نے شعائر اللہ کی تعظیم کی تو بیشک یہ دونوں کی پرہیزگاری کا نتیجہ ہے۔ (۴) والبدن جلناہا لکم من شعائر اللہ لکم فیہا خیر (یٰۤاَیُّہا الحج) اور قربانی کے اونٹ کو ہم نے تمہارے لئے شعائر اللہ سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے۔

ان آیات میں مفاد واد غیرہ کے شعائر اللہ ہونے کا ذکر ہے انکی نقل بنا کیجئے متعلق قرآن

کڑی مخالفت نہیں ہو،

شعار کے معنی الفاظ ذیل میں بیان کیے جاتے ہیں،

الأصل في شعار الله الأعلام التي بها يعرف
الشعبي (مجالس مخبوضہ صفحہ ۶ تفسیر کبریج صفحہ ۲۳)

ان معانی کی بنا پر صاف ظاہر ہے کہ رد و نہ بلکہ تعزیه وغیرہ سب شعار اسد میں انکی نقل بنانے کے متعلق
قرآن و حدیث کسی میں کوئی مخالفت نہیں ہو بلکہ چون محصوم اور صحابہ نے ثبوت کے متعلق مل اور حکم و دنوں سے
رہنمائی فرمائی ہے،

تفصیلی جوابات انسانی افعال و اعمال جن سے شارع کا احتساب متعلق ہے اور جن کے فعل و ترک کا حکم یا
گیاہے و د طرح کے ہیں،

۱۔ ایک ن ہیں جنس بمذون خاص ارشاد فرمایا ہے اور ان کے واسطے دلیل مخصوص وارد ہوئی ہے جیسے
تعداد و صلوات عدد و رکعات۔ مقدار و صیام واجبہ و تحدید اوقات وغیرہ، یا شراب خواری، قمار بازی وغیرہ کی ممانعت
ان امور کے متعلق خاص طور سے اولہ وارد ہوئے ہیں، جسے مذکورہ اشیاء اولہ ان کے امتثال کا جو بوجھ
بخصوص مستفاد ہے، اور نام بنام ان چیزوں پر حکم لگایا ہے،

۲۔ دوسری قسم اولہ عامۃ کی ہے مثلاً حرمت غنا کا حکم عام ہے، لہذا جس مورد میں غنا کا حصول ہو گا اسکا ارتکاب
اجازت سمجھا جائیگا، خواہ زبان انسان پر غنا کا حصول ہو یا کسی باجہ یا فوٹو گراف میں تحقق ہو بہر طور نام مقامات
اس حکم کے تحت سمجھائیں گے،

ذکر الکی کا حکم عام ہے، اور اسکو شارع نے عبارت کا مرتبہ بغض سے لہذا بطرح ذکر الکی بل میں آئے اور جو ذکر
یا وضو کا مصداق ہوں انکی حکم عام میں شامل ہوگا، اسی بنا پر جس طرح اسماء الکی کا ورد و عبادت ہے اس طرح خدا
کے نزل اور اوصیلہ نزل کا ذکر بھی عبادت ہے، مختصر یہ ہے کہ جو چیز ذکر الکی کی باعث ہو بشرطیکہ خارج سے کسی
اور منافقت شرعیہ کی مورد نہ ہو اسکا امتثال ختم مطلوب خدا ہوگا اور نہ شے یقیناً ذکر الکی میں داخل ہوگی اور تعلیقہ
ذکر خدا کے عام رجحان سے ہرگز خارج نہوں گے، اس طرح حدیث

من جلس مجلساً یحیی قیامنا لمنا الخ یا
من تذکر مصائبنا و یکتلمنا الخ
جو اس مجلس میں بیٹھے جہاں ہمارا امر زندہ کیا جائے الخ
جو ہمارے مصائب کو یاد کرے اور جو ظلم ہم پر ہوے میں اپنی بے بسی

مجالس مخبوضہ صفحہ ۲۵۴ بحار صفحہ ۱۷۲

کے امتثال سے مستفاد ہو رہے کہ اہمیت کے مصائب کی یاد آوری جس عنوان سے ہو مطلوب خدا ہے،

لہذا اس کے نظریہ کے تحت ہر اس امر کا بیان جو ان حضرات کی یاد کا باعث ہو متوجہ اور راجع ہو گا خواہ تعزیر کے آئینہ میں تبریط کی تصویر دیکھ کر دنا یا علم کے ذریعہ ہے لشکر حسین کے نشانوں کو یاد کر کے انہیں مانا یا بدلے نکال کے یا اللہ کے حکم کو درک کی یاد دہانہ کرنا اور ان ذرائع سے امام مظلوم پر خشک نشانی کرنا یا سب افعال حکم من تذکرہ وغیرہ میں داخل ہوں گے۔ امید تحریر میں بتایا گیا ہے کہ جتنی چیزیں موجبات ذکر میں شامل ہیں ان سب پر ذکر کا ثواب مرتب ہو گا لہذا اگلے چیزیں جو ذکر حسین میں معین ہوں یقیناً ذکر خدا میں موصول ہوں گے اس لئے عباداری کے سادہ سامان کا فحش ذکر خدا میں شامل ہو گا، کئی احکام ایسے ہی ہوتے ہیں حاکم جزئیات کا نام نہیں لیتا لیکن کئی کے سب افراد معنی حکم میں داخل ہوتے ہیں مثلاً اگر کوئی سلطان کسی فسر کو کسی مقام پر جنگ کا حکم دے۔ اس وقت وہ اسود اسود ہاں جائز ہو اس لئے یا تو ہے۔ یا بندوق سے پھینک گن لگائے یہ سب ہمہ گیر فسر کے واسطے حاکم کی اطاعت کے ضمن میں شمار ہوں گے اور پوچھنے والا اس سوال کا حقدار نہ ہو گا کہ مشین گن لگانے کا حکم سلطان نے کب دیا تھا اس ایراد کا موقع ایسے نہیں ہو کہ سلطان نے فتح جنگ کی عنان مطلق حاکم کے سپرد کر دی تھی۔ اور مطلوب سلطان صرف دشمن پر تسلط اور غلبہ تھا لہذا دشمن جس صورت سے بھی زیر ہو مضر صلی سلطانی کے موافق ہو گا بلکہ عین اطاعت ہوگی یہی حال عزائے حسین کے ادارہ کا ہے کہ اس کے متعلق شریعت میں حادثہ و روایات عامہ وارد ہوئے ہیں ان کے تحت جتنے افراد ہیں سب حکم عام میں داخل ہوں گے اور جزئی افراد کے نام لینے کی ضرورت نہ ہوگی، ہر موجب بجا کا بجا لا مستحب ہو گا خواہ ”شبیبوں“ کا اٹھانا ہو۔ یا تعزیر کا رکھنا۔ یا ضیغ کا نکالنا کوئی چیز بھی ہو جب تک کہ کسی دوسرے حکم شرعی سے نہ ٹکرائے احتیاج کی ذمہ دار دار ضامن ہوگی دنیا عالم اسباب کی کوئی شے بغیر سب کے موجود نہیں ہوتی، اولے ناز کے لیے مسئلہ ذمہ یا تیمم کی احتیاج غسل و وضو یا تیمم کے واسطے پانی یا خاک کی ضرورت اور ان کی تحصیل مسافت طے کرنے یا ان کے امید گاہ تک پہنچنے پر موقوف

ذمیرہ وغیرہ،

یکل اسباب فعل صلوات کے غیر منفک اور نہ جدا ہوئے ہوں گے۔

جس طرح نماز کا بجا لا واجب استحب اس طرح ان کل اسباب کا بجا لا بھی واجب استحب ہو گا ان کو واسطے اولہ شرعیہ کی ضرورت نہیں ہو اس طرح جب بجائے حسین متحب تر ان اسباب کا فراہم کرنا جگہ ذریعہ آپ پر گریہ و توجہ ہو گا اور تیمم اور اسباب غم میں داخل ہوں گے جگہ رجحان کے لیے صرف ایک بجائے حسین کا رجحان کافی ہے جگہ اسے میں خصوصاً خاصہ اردہیں،

اگر شارع جزئی چیزوں کی واسطے احکام نافذ فرماتا تو اس کے یہ معنی ہوتے کہ جب تک اسلام کی قانونی کتا نامکمل ہی رہتی اور کسا شہزادہ ہمیشہ پریشان ہی رہتا جزئیات غیر متناہی ہیں انکی پیداوار کا سلسلہ کسی فصل

میں نہیں رکنا لیکن یہ بالکل حق ہے کہ ہر جہزی کا حکم کتاب شد سے بعنوان عموم مستفاد ہوتا ہے اسی قاعدہ پر اب تک اسلامی دنیا کا رہندہ ہے دیکھئے دوسری صدی میں اس کو بنیاد کا خیال پیدا ہوا اور تیسری صدی میں خانقاہ کی داغ بیل ڈالی گئی اور خود کتاب شد عہد صحابہ ذابین تک غیر معرب تھی اور بعد میں اعراب لگا سکے،

دیکھو رسالہ از انہ الادلہ مولوی عبدالواحد خاں ابن الابن مولوی عبدالعلی بحر العلوم
کتاب اللہ اور احادیث کے کشکول مذکورہ واقعات اور اسی طرح ان کے لیے کثیرا مثال کے متعلق کوئی
مخصوص در نظر رکھی حکم پیش کرنے سے انکار کرنا کنگہ لڑان کے جواز یا انتخاب میں کوئی مشکل و دلت نہیں ہو سکتا
اور نہ کسی نے اس کتاب کوئی مشکل کہا،

وجہ یہ ہے کہ یہ تمام نیتیں یا مقدمہ یا ذوالمقدمہ کی ملازمت یا حکم مخصوص العلة یا اصل البحت کے تحت
آتی ہیں یا عام او مطلق کے باب یا حکم میں سمجھی ہوئی ہیں،

دان مباحث کے لیے دیکھو لہجہ رائق، المداہ، اسعادت الما مول صفحہ ۸۸، ۸۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴

پیمانہ پر لجا سکے، زانہ عنہ سے چنداں فاصلہ نہ تھا، تلو بہ خود متاثر تھے۔ ادنیٰ سبب کی وجہ سے حصول مقصد ممکن تھا، ایسے اُس وقت تکثیر اسباب کی زیان احتیاج تھی بھی نہیں

اور سبب زیان اہم اور قابل ذکر بات تو یہ ہے کہ زانہ اتنی آزاد ہی کا نہ تھا کہ اس سے ترقی کے نتائج درگاہ حوصلہ کی نگاہ بند نہ ہوتی وہاں اس ہی کا تحفظ و شمار اور بس سے باہر تھا، آل رسول کے دشمن اپید یا مفلوج نہ تھے انکا تسلط زیارت اہل قبر حسین کا نفع تھا چہ جائیکہ انکی شبیہ درست کی جاتی۔ اس زانہ کے دشمن کی انتہائی کاسبان صبر و اہل مرہن منہ خیر تھی کہ مظلوم کو بلا لاجیم شریف زیر خاک پوشیدہ رکھے مخفیہ کہ اہل قبر کی زیارت ناممکن ہو رہی تھی نقل بنائے جانے اور انکی اشاعت کا ذکر ہی کیا ہے، اس وقت کی اشاعت کا سوال اُس وقت کے قلعہ تعجب خیز معلوم ہو گا جب اس امر کا حادق تصور کر لیا جائے کہ صرف اُن حضرات کے نام لینے کے الزام میں سرگردن کی جدائی اور صلیب و دار کی پاداش فیصلہ میں مٹائی جاتی تھی،

وہ بھوکہ تہذیب الکمال فی اسما و الرجال جمال الدین یوسف مرہی۔ حاشیہ تہذیب صغی الدین خزرجی

مذہب المرادی شرح تقریب المنودی علامہ سیوطی وغیرہ

امیر المؤمنین کی قبر ایک طویل عہد تک انھیں خطر سے بے نشان رہی اور ان کے قوسے اُس کے نفارت کرانیکا ایک زمانہ تک موقع نہ پایا۔ اور بے اعتنائی اور غفلت کی دسی کو ڈھیل ہی دینے میں انتہائی کامیابی سمجھی گئی جب امام جعفر صادق نے امیر المؤمنین کی قبر پر خط لکھ چاہے اُس وقت صفوان جمال بھی ہمراہ رکا تھے ذیل کے الفاظ میں صفوان اور امام میں سوال و جواب ہوتا ہے،

صفوان۔ یا ابن رسول اللہ صانع الابرار فرزند رسول امیر المؤمنین کے شہد کے اطہار میں بیت من اہل بیت من اطہار مشہدہ کو کیا اُٹھا تھا،

امام۔ قال حدثنا من بنی امیر المؤمنین صفوان بن امیہ بن خوارج کی حید سازی کا دھڑکا ان تحتال فی اذاہ (بخاری ج ۲۲ صفحہ ۳۴) تھا،

خود امام حسین کی قبر کے انہدام اور سپا کرنے کے متعلق جو تہذیبی عمل میرا میں نے اس قدر رد و ذاک ہیں کہ انکا اجمالی تصور ہی دل کو دہلا دیتا ہے،

تاریخی تفصیل سے میری قاصر نظر اور ناقص دست گاہ نے جہاں تک مجھے ہو چکا ہے کم از کم تین مذہب و سلطنت امیہ یعنی بنی امیہ کا سارا زور نشان قبر کے مٹانے میں صرف ہو گیا۔

(۱) خلیفہ رشید عباسی۔ (۲) موسیٰ بن عیسیٰ لمبھی (۳) مشہور بابی

دیکھو مالی شیخ طوسی و صدوق و تاسع و مناقب بن شمر آثوب

تقریب فہم کے لئے ہم اس محل پر ایک عبارت نقل کیے دیتے ہیں

فی سنیست و ثلثین و مائتین اموات و کل
 ہمد و قابر الحسین بن علی و ہمد و ماحولہ
 من المنازل والد و سران و یبذرا موضع
 قبرہ و ان یمنع الناس من ایثارہ فنادی
 بالناس فی تلك الناحیہ من وجدناہ
 عند قبرہ جنسہا فہربا للناس و توکلو ہرانیہ
 کہ آہ کارزار سے ہاتھ دھو بیٹھے ،

زائجہ کامل بن اشیر

ان صرحتی حوالوں کے بعد زمین الہ میں آزادانہ اور تفصیلی محرکات غم اور اسباب تعزیت کا مطالعہ
 ایجاد اور ظلم بالائ ظلم نہیں تو اور کیا ہے مگر با وحسین کی غفلت و جلالت اور کمال حرمیت کی اہمیت کوئی
 حد و انتہا نہیں ہوتی جب ہم ان شہداء اور کوہ شکن موانع کے باوجود اور اہل زمانہ کے اُن آئندہ کو مٹانے
 کی سب سے بڑے اور بہیم جد و جہد کو بوسے غور و خوض سے دیکھتے ہیں تو اسلام کی ایک نازدہ معجز نائی اور
 یادگار برطاعت ہونیکا اہمیت ہوتا ہے۔ اگر کاتبہ سر میں آنھیں اور آنھوں میں بینائی اور بینائی میں
 نور علم ہو تو تعزیر واری کے متعلق خاص احکام بلکہ عمل رسول کے شواہد ہی خاص طور سے نظر آئیں گے ،
 عہد رسول میں شیشہ کا تعزیر یہ جبکہ شہادت حسین کا زمانہ برسوں دور تھا اور آپ مادرِ ممتی کے دامن میں بنیں
 بلکہ کنار رسول میں جلوہ افروز تھے اور زمین حجاب آنھیں نہ تھی اور آج کی طرح آپ کی آرا مگاہ کے لئے قبر کا کوئی ایک
 گوشہ معین نہ تھا بلکہ آپ کی قدس سوسے کے لئے زمین کا ہر ذرہ چشم براہ تھا اور اسی آرزو تھی کہ حسین کا نقش قدم مجھ پر
 بن جائے سو قت جبریل امین خباب رسالت کو خاک کر بلا لاکے دیتے ہیں اور رسول اُسے ایک شیشہ میں
 محفوظ کر کے ام سلمہ اور حبش دیگر مخصوص حضرات کو محبت فرماتے ہیں اگر روضۂ مکہ نہ ہو بیٹھنے والے افراد
 اس شیشہ کے تعزیر سے جذبہ غم و الم کو متحرک کریں بلکہ خود امام حسین نے اپنی نانی ام سلمہ سے ہی طریق عقل پر
 کیا اسکے معنی یہ ہیں کہ رسول اور حسین نے خود تعزیر سازی کی ۔

راہب سعد ، طبرانی ، ابن داؤد ، نحوی ، ابی حاتم ، سیہقی ، ابوالنعمین وغیرہ اس روایت کو نقل

کرتے ہیں دیکھو مسند احمد ابن حبیل ج ۸ صفحہ ۸۲ غنیۃ الطالبین مصری ج ۲ صفحہ ۶۱ و ۶۲

مسند الشاہدین کامل زیارۃ تاسخ - ارشاد کشف الغمۃ ثامۃ الاحوال تہلی صفحہ ۴۹

صحابہ میں شبیہ سازی کا تصور مبداء انصاری کے متعلق ذیل کی عبارت ملاحظہ ہو،

فلما بلغ ستم الحسن وسوتر مثل فی منزله جیٹا حسن کی زہر خورانی اور شہادت کی خبر ہو چکی
قبول و حلالہ بالجوہر والحدید بالجم وکان یسدا تو اپنے گھر میں ایک قبر بنائی اور اسکو حریر دیوالی پوش
الحسن ویرا شبہ صبا حاتمساء چنائی اور صبح اور شام امام حسن پر مرثیہ خوانی
راکبیر العبادات مجلس ۲۸ صفحہ ۴۹۸ کرتے تھے،

شبیہ بنانی کے متعلق ائمہ کے ارشادات -

- (۱) تحول و جھک نحو قبر الحسن مضجعه
وتمثل لنفسك مصرعه نشان اپنے سلبے بنا،
(۲) تحول و جھک نحو قبر ابی عبد اللہ
وتمثل بین ید ید مصرعه اپنا موتہ قبر ابی عبد اللہ کی طرف پیٹھے اور اپنے سائبے
انکی قبر کا نشان بنائے،
(۳) فتمثل بین ید ید شبہ القبر و الکنب
علیہ اسمہ المہر اپنے سائبے قبر کی شبیہ بنا اور اسپر حضرت کا نام
لکھے،

فزار بھارج ۲۲ و مصلح الزاری سید ابن طاوس، و اقبال ابن طاوس کامل الزیارة، زاوالمعاد
زیارت لود، حیات القلب فصل فی مہتم زیان و بھکوزو انجلح اور سبیل و غیرہ کے متعلق
۲۲ نجاری بیدائش انبیاء صفحہ ۱۱۴ و جامع الاصول و صباح الزیت فی فضائل آل بیت
صفحہ ۲۴۲ و مدارج النبوة و سنن ابی داؤد شرح مشکوٰۃ عبدالحق صفحہ ۵۵ غینۃ الطالبین صفحہ ۵۹
ارشاد النعم صفحہ ۱۱۱، امارۃ الاخوان صفحہ ۱۲،

باقی آئندہ

اپنی پختی حسن

سائنس اور قدر

نمبر جلد ۹ صفحہ ۱۲ خط ۱۰

ہیں

فرمایا جبکہ تلوکعبہ جانیسے روک دیا جائیگا اور سورج اور چاند ایک ہو جائیں گے اور تارے انکے گرد اکٹھا ہوجا
میں اطلبہ بیان صرف یہ کہ سورج اور چاند ایک جالچ ہو سکتے ہیں اور چاند میں گن لگتا ہے جبوقت
سورج اور چاند ایک جالچ ہو جائیں گے اور تارے انکے گرد جمع ہو جائیں گے،
توحقیقتاً یہ ایک عجیب قدرتی نظارہ ہوگا، سائنس دان اسکو لکھ لیں اور منتظر رہیں مگر انوس اوقت ان
چیزوں کے سمجھنے کے لئے انکے حواس بچانہ دہیں گے اور دوسری وغیرہ سب بیکار ہونگی، یہ سب قیامت برپا
ہونیکے وقت ہوگا،

(۱۸) آباؤ کی سائنس دان صاحب بتا سکتے ہیں کہ سورج پہلے پیدا کیا گیا کہ چاند۔ ن کیا بنائیں گے قرآن
مجید بتاتا ہے، سورہ یسین میں فرماتا ہے سورج کی یہ مجال ہے کہ چاند کو کچڑ پلے اور نہ رات ہی کی یہ
قدرت ہے کہ دن سے آگے بڑھ جائے حالانکہ یہ سب کسی نہ کسی آسمان میں پسٹہ رہتے ہیں تھیں تھی میں
امام محمد باقر علیہ السلام اس پوری آیت کا مطلب یہ منقول ہے کہ سورج اور چاند ہر ایک اپنے راستہ پر اپنے
اپنے آسمانوں میں چل رہے ہیں، ظاہر ہے جیسا پہلے بیان ہوا کہ سورج جو آسمان پر چاند پہلے آسمان
پر ایہ دونوں اپنے مقدرہ راستہ پر چل رہے ہیں اور تفسیر مجمع البیان میں بحوالہ تفسیر عیاشی امام رضا علیہ
منقول ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا گیا، جیسا کہ خدا نے فرمایا کہ رات کی یہ مجال نہیں کہ دن کے
آگے بڑھ جائے احتجاج طبری میں امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ دن رات سے پہلے پیدا کیا گیا،
سورج چاند سے پہلے، زمین آسمان سے پہلے اور نور ظلمت سے پہلے،

(۱۹) سورہ یسین۔ منفرہ ہے ذات جنہ زمین سے اگے والی چیزوں کے جوڑے جوڑے پیدا کئے
اور ان منکرین کے ذات کے بھی اور ان چیزوں کے بھی جنکو یہ نہیں جانتے "اس سے ثابت ہوا
کہ خدائے پاک نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے اور نباتات کا خاص طور سے ذکر فرمایا اور آدمیوں کے
جوڑے یعنی عورتیں پیدا کیں اور انکے بھی جنکو دنیا والے نہیں جانتے علم نباتات کا معرکہ آثار مسئلہ جواب
ثابت ہوا ہے قرآن مجید تیسرہ سو برس پہلے بتا دیا تھا، یعنی یہی کہ ہر قسم کے درختوں اور پودوں وغیرہ
کے جوڑے ہوتے ہیں انکے باہمی تعلقات سے حکما طریقہ عجیب وغریب سے نئے پودے وغیرہ پیدا ہوتے

ہیں، مگر ایک سوال یہ ہے کہ ان چیزوں کے بھی جوڑے پیدا کیے لکھو دنیا دلے نہیں جانتے نہ چیزیں کیا ہیں کوئی سائنس دان صاحب بتائیں، اگر انکوں جانتے ہی نہیں تو بتائیے کیا سائنس دانوں کو سر جگانا پڑیگا اس قادر مطلق کے آگے اور کتنا پستے گا کہ بیشک پروردگار ہم جاہل ہر لحاظ میں ہے ہر بات اسی کے آگے فرما ہے کہ سورج بھی پیدا کیا جو بڑی حرکت کرتا چلا جا رہا ہے، اور چاند بھی جیسی تین منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ نہ پلٹ کر پرانی شاخ کی قوسی صورت اختیار کر لیتا ہے، "تفسیر مجمع البیان میں کہ امام جعفر صادق، امام محمد باقر، بجائے مسخرفا کے لامسخر ہلا پڑتے تھے جبکہ معنی یہ ہوئے کہ سورج کو سکون و قرار نہیں برابر حرکت کر رہا ہے زمانہ حال کے ہلکتے والے زمین کی ایک قسمی حرکت بھی ثابت کرتے ہیں یعنی اس فصلے وسیع میں کتب مع اپنے تمام نظام کے کسی طرف چلا جا رہا ہے یا کسی دوسرے آفتاب کے گرد گوم رہا ہے، اس خیال کی تائید لامسخر ہلا ہے ہوتی ہے جبکہ ایک معنی یہ بھی ہیں کہ اسکے لئے کوئی مقرر جگہ نہیں،

(۲۰) سورہ لقمان - فرماتا ہے کہ دکھائیے یہ نہیں دکھا کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں - اور سورج اور چاند کو مطلع کر لیتا ہے اور ہر ایک ایک مدت مقررہ تاکہ کے لئے چلے جائے اور تفسیر فی میں ہے کہ "ہذا یہ مطالبہ ہے کہ موسم گرما میں رات کا جو حصہ گھٹ جائے وہ دن میں داخل ہو جائے اور موسم سرما میں دن میں سے جو کچھ کم ہوتا ہے وہ رات میں داخل ہو جاتا ہے، اس سے موسم ثابت ہوتے ہیں کہ آگے فرماتا ہے سورج اور چاند برابر چل رہے ہیں اور اس کے قبل زمین کے چلنے کے متعلق بھی فرما چکا ہے، ایک بات اور ثابت ہوئی کہ یہ سب کچھ ایک مدت مقررہ ہی تاکہ کے لئے ہیں یعنی قیامت کے آتے ہی یہ سب کا ایلیٹ ہو جائیگا، سائنس دان صاحب! اسکو غور سے نوٹ کر لیں وہ قیامت کے قائل نہیں اور ان کے فنا ہونے کے بھی قائل نہیں، اُنکے ان اقوال کی اس سے زد ہوتی ہے،

(۲۱) سورہ کوہ - فرماتا ہے کہ درجہ سمندر والے دریاؤں میں آگ لگ جائیگی، کوئی سائنس دان صاحب کو سمجھائیں کہ پانی کیسے آگ بن سکتا ہے و آگ کی ضد ہے تفسیر فی میں کہ وہ دنیا کے گرد اگر جتنے سمندر ہیں وہ سب آگ ہو جائیے،

(۲۲) سورہ دھر میں فرماتا ہے کہ بچے انسان کو (دن و رات) سے ہر نطفہ سے پیدا کیا، یقیناً انسان پر ایک ایسا وقت آیا ہے کہ نہ کوئی چیز بنے نہ تھا اور پہر پیدا کرنے کی شان بھی ملاحظہ ہو یہ کہ پہلے نطفہ پیدا کیا پہر مشکوٰۃ بوند قرار دیا پہر اس سے لوہہ بنا لیا پہر مٹی پیدا کی پہر گوشت، سپرچر یا ادا

ہر مختلف اعضا تک کان وغیرہ بنائے ہر صورت خوبصورت مٹا، دہلا، لمبا، ٹنگا، جیسا
منظور ہوا بنایا، یہ سب کارروائیاں ایک انزہیری کوٹھری میں ہوتی ہیں، ان کارروائیوں کا پتہ
منزل بہ منزل لگاتار ہے سائنس دان عاجز ہیں ہر جگہ کی غذا کا انتظام اور پیدائش کی کیفیت
عجیب غریب قدرت کے کرتے ہیں، اب ہر ہی ڈارون صاحب فرماتے ہیں کہ انسان کا مورثا اعلیٰ بند ہے
ہیلا اب ان کے دماغ کا کوئی کیا علاج کرے، خدا تو صاف صاف انسان کی پیدائش کے ہر جے
کو تفصیلاً بیان فرما رہا ہے، اور کوئی صاحب زبانی جس کے دوسرے سے خدا ہی کا انکار کر دیا۔ ان کے احوال
کی یہ آیات رو کرتی ہیں،

مشرق و مغرب

(۲۳) سورۃ الصافات۔ خدا مشرق کی مالک ہے۔ سورہ رحمن میں ذکر کہ مشرقوں و مغربوں کی مالک ہے
اور سورۃ المعارج میں ذکر کہ مشرقوں و مغربوں کے پروردگار کی قسم، معانی الاخبار میں حضرت ہیر سے منقول
ہو کہ سورج کے لیے ۳۶۰ مشرق اور ۳۶۰ مغرب ہیں جس دن کسی مشرق سے طلوع کرتا ہے تو آئندہ سال
کے اسی دن سے پہلے نہ پر اس سے طلوع نہیں کر سکتا۔ اسی طرح غروب کا حال بھی،

جدید سائنس نے بھی دنیا کو ۳۶۰ درجوں میں تقسیم کیا ہے زبان بحث کی ضرورت نہیں یہ مسئلہ
تحقیقات میں جو کچھ ہے وہی فکر ان مجھنے کا ہے، مگر یہ واضح رہے کہ یہ تیرہ سو سال قبل بتایا،
(۲۴) سورۃ الصافات میں ہر فرما ہے کہ یقیناً تجھے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے مزین کیا ہے
اور ہر سرکش شیطان کے لیے انکو نگہیاں بنایا ہے اب ان ملا را اعلیٰ کی کنوئیاں نہیں لے سکتے یعنی
وہاں کی باتوں کا پتہ نہیں لگا سکتے اور ہر طرف سے انکو بہکاتے کے لیے مار پڑتی ہے اور یہ ان کے لیے
پامدار عذاب ہے سو ان کے کہ کوئی ارڈی ہوئی بات لے بہا گا تو ایک ستارہ ٹوٹ کر اُسکا بھی پچھا لیتا
ہے، اس سے ثابت ہوا کہ ستارے آسمان کی زینت کے لیے پیدا کیے گئے اور انزہیری میں
سافروں کو راستہ بتانے کے لیے اور سرکش شیطاں کے گمراہی کرنے کے لیے یعنی جب کوئی شیطان
ملا را اعلیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے تو اس پر ایک ستارہ ٹوٹ کر پچھا لیتا ہے یہی مار ہیر
پڑتی ہے جو زبردست عذاب ہے اور اس سے شیطان کا وجود ثابت ہوا جس کے سائنس دان
منکر ہیں اور ان ٹوٹے ولہتے تاروں کی وجہ تمیہ بھی معلوم ہو گئی نہ یہ کہ ان خرافات اور بے بنیاد
باتیں جو سائنس دان ان ٹوٹنے ولہتے تاروں کے بابت بتاتے ہیں،

ہوا کی مہتر

(۲۵) سورہ بکھر۔ فرمایا ہے کہ پہر پہنے پانی ہے بھری ہوئی ہوائیں بھیجیں، تفسیر عیاشی میں حضرت ہیر سے منقول ہے کہ تم ہواؤں کو برا نہ کہو، خوشخبری پہنچانے والی۔ قدانوالی اور پانی کو لا دکر لایوالی ہیں حضرت کے کلام سے معلوم ہوا کہ خوشخبری پہنچانوالی ہوا کو یا نسیم سحری ہے یا ہندی ہوا جس سے معلوم ہو چلا کہ پانی برسے گا، اور درانیوالی ہوا کو یا آندی یا گرم ہوا ہے اور پانی سے لدی ہوئی ہوا برسات دالی ہے جس سے پانی برتلا ہے، اس سے سائنس کے مسئلہ کی مطابقت ہوتی ہے نہ بھی ہی کہتے ہیں کہ ہوا میں پانی کی بہا پ کثرت سے ہوتی ہے جو ٹنڈک پانے سے پانی کی شکل میں ہو جاتی ہے اور یہی برسے والا پانی ہے بعض ہوائیں زخمتیں پہل پھولاتی ہیں اور بعض پھولوں کو خراب کر دیتی ہیں۔

(۲۶) سورہ جاثیہ۔ میں بھی فرمایا ہے کہ زمین کو اُس کے موت کے بعد پہر زندہ کر دیا میں اور ہواؤں کے چلنے میں عقل مندوں کے لئے نشانیاں ہیں تفسیر تہی میں ہواؤں کی قمیص وہی بیان ہوئی ہیں جس کا ذکر مذہبہ میں کیا گیا

(۲۷) سورہ زمر فرمایا ہے: اُسے آسمان اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا۔ رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور ذکور رات پر۔ اور اُسے سورج اور چاند کو کام میں لگلا دیتا ہے ہر ایک وقت معین تاکہ کے لئے بھقار تہنہ ہے۔ خوار ہوں سب پر والہ اور بڑا بخشے والا ہے اسی نے تم کو ایک ذات سے پیدا کر دیا ہر اسی سے اکھاڑا بنادیا اور تمھارے واسطے چوڑوں کے اٹھ جوڑے آتا ہے۔ نہ تم کو تمھاری ماؤں کے پیٹ میں تین اندھیروں میں سے ہر طرح پیدا کرتا ہے کہ ایک حالت کے بعد دوسری حالت بدلتی رہتی ہے وہی اللہ تمھارا معبود ہے اسی کو ہر طرح کا اختیار ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں پہر تم کہ ہر ایک چلے جاتے ہو۔

اس سورہ مبارکہ کے ان آیات سے بہت سی باتیں معلوم ہوئیں، اول یعنی زمین کی اپنے محور پر گردش جس سے دن رات پیدا ہوتے ہیں اُس کے متعلق اس کے قبل مفصل عرض کر چکا ہوں دوسرے یہ کہ سورج اور چاند اپنی اپنی قضائیں حرکت کر رہے ہیں اور ہر ایک کا ایک کارخاص ہے سورج کا کام دنیا کو روشنی اور گرمی دینا اور مکی اسی روشنی اور گرمی سے انسان کے لئے بھی فوائد میں اور جانوروں نباتات اور جمادات کے لئے بھی، کوئی دخت یا پودا بڑھ ہی نہیں سکتا جب تک کہ سورج کی گرمی اور روشنی نہ ہو۔ جو اس بات کو سورج ہی مختلف رنگوں میں رنگ دیتا ہے۔ چاند نے فائدہ یہ ہے کہ اس کے طلوع وغروب سے ماہ و سال کا حساب ممکن ہوا۔ اور رات کی تاریکی کو ایک خوشگوار

دشمنی دیکر دکر رہا ہے، یہ بھی معلوم ہوا کہ انہیں سے ہر ایک ایک مقربہ مدت کے لیے حرکت کرے
ہیں اُسکے بعد فنا ہو جائینگے یعنی جو وقت قیامت آئے گی اس وقت تمام کائنات کے ساتھ یہ بھی فنا
ہو جائینگے معلوم ہوا کہ آسمانوں زمینوں اور ان سب کا پیدا کر نوالا اللہ پاک ہے جس نے اُنکو جس طرح چاہا
پیدا کیا اور جو کام چاہا ان سے لیا نہ یہ کہ بقول مادیں سب کچھ آپ ہی آپ ہے، تیسرے یہ کہ انسان کی
نسل حضرت آدم و حوا سے برہی، چوتھی بات یہ کہ خلقت انسان کی توضیح فرمائی نہ یہ کہ مادیں
کے قول کے بموجب سب کچھ آپ ہی آپ ہوتا رہتا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی کام آپ ہی آپ ہو
ہاں کوئی قادر ایسا ہو کہ کسی چیز کو اس طرح ترتیب دے کہ بعد اس ترتیب کے ن سب منازل کام
کی طے ہوتی رہیں، پہلے کی پیدائش کے متعلق میں طرح کی اندہیراں فرماتا ہے، تفسیر حافی میں
اسکا مطلب یہ ہے کہ لفظ کے بعد لبتہ بوند کے بعد لوتھر اُسکے بعد ہڈیاں اور اُنکو گوشت دپوست سے
منڈھہ یا مجمع البیان اور تفسیر فی میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ پہلی اندہیری پیٹ کی ہے، دوسری
رحم کی۔ تیسری حکم اندر مشیمہ کی۔ التوحید میں امام جعفر صادق سے یہی مضمون منقول ہے اور یہ بھی کہ
اس مقام پر نہ اُسکو غدا طلب کر نیکی زیر آتی نہ ایزاد فرغ کر نیکی تجویز، خون حیض سے اسکو غذا ملتی ہے
جیسے پانی نباتات کو۔ اور جب اسکی خلقت کامل بدن مضبوط اور جلد پائیدار ہو جاتی ہے کہ ہوا کی برداشت
کرسکے تو پھر پیدا ہو جاتا ہے، دنیا ہمارے اللہ کے علم کو دنیا کے ہر شعبہ کے متعلق دیکھے اور اُنکے آگے
سرسلمیم خم کرے، مگر تعصب کبھی۔ یہ نہ ہونے دیکھا، ان تمام امور کی منتظم ہی ذات قادر و کلامی ہو کہ
یہ تمام باتیں آپ ہی آپ ہو سکیں، ہرگز بھی عقل قبول نہیں کرتی کوئی چیز زیر نیلے منتی ہی
نہیں دنیا میں کوئی شخص ایسا ہے جو یہ دکھلا سکتا ہو کوئی نہیں مذکورہ بالا مسائل کی تحقیق جدید سائنس
داں اسی طرح کر چکے ہیں،

۲۸ سورہ انفال۔ اُسے آسمان سے نیر پانی آمارا کہ تم اپنے کو پاک کر دو اور تاکہ شیطان کی نجات کو
جیسے دور کرے، معلوم ہوا کہ اسی کے حکم سے تجفیر اور انجاء کے بعد پانی برسا ہے اور بارش کے
پانی کے فوائد جو سائنس دانوں کو نہ معلوم ہوں یہ ہیں کہ بن کو پاک کر لے اور امراض کو
دور کرتا ہے،

۲۹ سورہ انبیاء۔ جو لوگ کافر ہو گئے ہیں کیا انکی سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ آسمان اور زمین دونوں بندھے پھر
پھنچے دونوں کو کھول دیا اور ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندہ بنا دیا، اور زمین میں پہنچے بہاری بہاری بہار
قائم کر دیے کہ نہ اُنکو کینہ کیسٹوٹ جھک نہ جانے اور انہیں اُنکے لیے چوڑے چوڑے راستے بنائے

اور آسمان کو ایک محفوظیت قرار دیا ہی نہ تھا، وہ سورج چاند کو پیدا کیا اور سورج اور چاند آسمان میں پھر رہے ہیں، ان آیات سے معلوم ہوا کہ آسمان ہے پانی برتا ہے اور زمین ہے اسی کی مدد سے غلہ اگتا ہے جیسا کہ کافی بیان ہم باقرے منقول ہو۔ پھر معلوم ہوا کہ پہلے یہ سب کچھ نہ ہوتا تھا یعنی آسمانی زمین بند تھے جب اُس قادر مطلق نے انسان کو پیدا کیا تو اُس کے اسباب زندگی بھی فراہم فرمائے یعنی پانی پیرا غلہ اگایا۔ انسان کی خلقت سے قبل ہی آسمان زمین پہاڑ وغیرہ پیدا ہو گئے تھے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر ذرہ چیز کی ابتداء لینے پہل پانی ہی ہے..... یہ بہت بڑا مسئلہ حل ہوا، یا یہ مراد ہو کہ پانی نہایت عظیم شے ہے جبکہ بغیر زندگی محال ہے، اسکے علان اور جہاتیں اس آیت میں بیان فرمائیں ہیں انکے متعلق میں اس کے پہلے لکھ چکا ہوں، ان سب باتوں سے معلوم ہوا کہ الٰہیت قادر مطلق الٰہی ہے جو تمام امور کو انجام دیتی ہے نہ کہ سب کچھ آپ ہی آپ ہو جاتا ہے، مگر یہ خداوند عالم ان نشاۃ الاولیاء کو غور سے دیکھیں دیکھیں

(۳۰) سورہ فرقان: وہی ہے جسے تمہارا سببے رات کو پرہن مقرر کیا اور نیند کو راحت اور دن کو چلنے پھرنیکا اور کام کا ذریعہ بنایا، اور وہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجتا ہے اور جسے آسمان پانی کی آواز کے ذریعے مردہ شجر کو زندہ کر دیا اور اپنے مخلوقات میں جو پادشہ اور بے ادبوں کو اس سے سیراب کر دیا اور وہی ہے جس نے دو دیا اور ایک ایک مینہاد و سراٹھاری یا کڑوا اور اُن دونوں کے درمیان میں ایک فاصلہ ادا کر دیا اور آواز کا دیا اور وہی ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا یا خداوند عالم نے بے عقل اور سرکش بندوں کے سمجھانیکے لئے بار بار اپنی قدرت کی نشانیاں بیان فرمائی ہیں مگر اس پر بھی نہیں سمجھتے اور یہ کہ نہیں مانتے، ان تمام نشاۃ الاولیاء جو اوپر ذکر کی گئیں کو بھی عقل مند دیکھ کر اس ذات و احد و قادر پر کیا ایمان نہ لائیں گا ضرور لائیں گا مگر براہوسا نہیں دانا اور میں کا کہ وہ سمجھتے ہی نہیں دیکھتے یہ ہیں یعنی رات و دن کا پیدا کرنا بند کا انا مہندی ہواؤں کا چلانا جو بارش کی خبر دیتی ہیں، پانی کا آسمان سے برسا اور اُس سے مرنے لگ جی خشک زمین اور بھٹی کر زندہ کرنا یعنی شاداب کرنا جو اُن کو انسان ہی کی راحت کے لئے پیدا کرتا، اور دودیا ایسے پیدا کرنا کہ ایک اُنہیں سے چٹھا ہو اور دوسرا کڑوا اور دونوں کو ملا کر بننے دینا اور اپنی قدرت سے ایک کو دوسرا کرنا۔ کیلانِ اعلا مات و لغات قدرت کو آدمی نہیں سمجھتا۔ افسوس۔

(۳۱) سورہ ق: فرماتے ہیں، "کیا اُنہوں نے اپنی اوپر آسمان کو غور سے نہیں دیکھا کہ جس نے اس کو کیا بنایا،

اور اُس کو کبیا مزین کیا ہے اور اُس میں ایک بھی شکاف نہیں اور زمین کو پہنچے چلا دیا ہے اور اُس میں بڑے بڑے پہاڑ ٹنڈو دیے ہیں اور پہنچے ان میں ہر قسم کے لہلہاتے پھلے نباتات پیدا کر دیے ہیں اور آسمان سے ہم نے برکت والا پانی اتارا، ہر اُسی کے ذریعہ سے بندوں کے لیے باغات اور اناج کے حکیت اور کجور کے پلے درخت جیسے درخت بہت بہت ہوتے ہیں پیدا کیے اور اُسی پانی کے ذریعہ سے پہنچے مرنے والے زمین کو زندہ کر دیا۔ قیامت کے دن نکلتا بھی ایسا ہی ہوگا، دھڑوں اور رادین کی روکھڑی صاف ثابت ہوتی ہے، آسمان کا بنا بنالہ اور مڑی کرنے والا وہی خدا ہے، اُسی نے زمین کو پھیلا دیا اور پُنا قائم کیے اور اُسی نے اُس پر سے برکت والا پانی جس نے خشک حکیت زمین اور نباتات اور باغات پر سے ہو گئے پیدا کیا۔ اُسی طرح نفاذ ہے کہ قیامت کے دن مردوں کو بھی چلا دے جیسا کہ اُس نے خود فرمایا ہے۔

سورہ نحل - فرماتا ہے: "وہی ہے جسے آسمان سے تمہارے لیے پانی اتارا جس سے تم پیتے بھی ہو اور اُسی سے درخت بھی پیدا ہوئے ہیں جن میں تم مویشی وغیرہ چراتے ہو، اُسی پانی سے تمہارا پلے کھیتی پیدا کرتا ہے اور زیتون اور کھجور کے درخت اور انگور اور ہر طرح کے پھل اور اُسے رات کو اور ذکو سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور تارے اُسی کے حکم کے تابع ہیں اور جو کچھ اُس نے تمہارے نفع کے لیے زمین میں پیدا کیا ان رنگ برنگ ہیں وہی ہے جسے سمندر کو تمہارا مطیع کر دیا ہے کہ تم اُس سے تازہ گوشت کھاؤ اور زبور کی چیزیں نکال کر پناؤ تم دیکھتے ہو کہ جہاز اُس کو چرتے ہوئے چلے جاتے ہیں، اور زمین میں اُس نے بڑے بڑے پہاڑ قائم کر دیے اور ندیاں اور رستے بنا دیے کہ تم راہ پاؤ اور علامتیں مقرر کر دیں اور ایک مقررہ ستارے کے ذریعہ سے لوگ راہ پالتے ہیں ایسا پہلے کہ تم غور و فکر کرو ان نشانیوں کو دیکھ کر اُس کو پہچانو خدا کے فضل کے خواستگار ہو اور شکر گزار ہو اس مملکت اور طوبی آیت سے ہزار باتیں معلوم ہوئیں یہ کہ پانی کا برسانے والا وہی جس نے زمین کو رادینہ ہر جگہ ہے جسے چھیننے کے کام میں بھی آتا ہے اور جس سے درخت پھل مختلف قسم کے آگتے ہیں اگر پانی نہ برساتا تو یہ سب کچھ نہ ہوتا، سورج اور چاند کو جس سے سیکڑوں فائدہ ہیں جیسا کہ ذکر پہلے ہو چکا ہے بندوں ہی کے لیے کام میں لگا دیا ہے جو سورج پرست ہیں ان کو سمجھنا چاہیے اور ان کے خالق کی عبادت کرنا چاہیے، ستارے اُسی کے تابع ہیں، انہیں کی تکذیب ہمیں سے ثابت ہوتی اور رادین کی بھی ان کی تو پوری آیت تکذیب کر رہی ہے، اور اُس نے زمین میں ہزار ہا چیزیں مخلوق کے نفع کے لیے پیدا کر دی ہیں جیسا کہ شمار ممکن نہیں ہندو کو انسان کا مطیع کر دیا نہ ایک ذرا سی ہستی،

ہو اس آجاتی ہے تو ساری عقل ذنگ ہو جاتی ہے ایک مٹی بہر مٹیوں کا انسان کی یہ مجال کہ
 اس عظیم خلق سے اس طرح فائدہ اٹھائے، ہمارا اسی کے حکم سے چلتے ہیں اور اسی سمندر میں سے مچھلیاں
 وغیرہ انساں کپڑے کتا ہے اور ان سے ہزاروں فائدہ حاصل کرتا ہے، زیورات موتی مونگا وغیرہ
 اُن کے کاکر بنتا ہے، ہمارا اسی نے قائم کر دیے دریا نہی نہا لے اسی نے نکلے اور راستے بنا دیے اور
 قطب تارہ ہدا نعم باجہ کی سی نے، بنایا جو ایک ہی مقام پر رہتا ہے تاکہ قبلہ کی پہچان ہو اور راستے چلنے
 والے راہ پائیں، تمام دنیا کے جہازی سفر کا دار مدار اسی ستارہ پر ہے قطب نما نہ ہو تو ایک قدم جہاد
 نہیں چل سکتا، سائنس داں اور ادیین دیکھیں کہ نالک حقیقی کس طرح بندوں کو اپنی قدرت کی
 نشانیاں دکھاتا ہے اور ان کو کس طرح لسنے ہی نہیں، کتنے اہم مسئلے جواب سائنس دانوں نے
 تحقیق کیے ہیں انکی خبر خداوند عالم قرآن میں دیدی ہے، انہیں سے ہر ایک ایک مستقبل بحث ہے
 طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں صرف اشارہ کرتا ہوں تفصیل کا عمل نہیں :- کہ صلاباں عقل
 غور کریں اور اس خالق مالک حقیقی قادر مطلق کو پہچان لیں اور مادیین اپنے دھم فاسد سے باز
 آئیں بکی ابتدا اسی سے ہے وہی ہر چیز کا خالق اور دبر ہے،

روح

۳۲ سورج جس پر چرب میں اسے بنا چکوں اور اپنی (پیدا کی ہوئی) روح انہیں ہونک چکوں تو تم لکے
 لیے سجدہ میں گر پڑا۔ یہ آیت خلقت جاسکدام اور ملائکہ کے سجدہ کرنے کے متعلق ہے، کافی میں ہے
 کہ جناب امام محمد باقر سے دریافت کیا گیا تھا کہ یہ روح کا ہونا کیسے ہوا تھا فرمایا کہ روح قبل روح
 یعنی ہوا کے ایک ٹھوک جیسے اور اس کو روح کہتے ہیں اس لیے کہ اسکا نام لفظ روح سے مشتق ہوا ہے اور
 روح سے ہم جن میں اور خدا نے اپنی ذات کی طرف جو مٹی اضافت فرمائی یعنی فرمایا
 میری روح تو اچھی وجہ یہ ہے کہ اور روحوں میں سے اسے برگزین کر لیا تھا جیسا کہ اور مکانوں میں
 سے ایک مکان کو برگزین کر لیا اور فرمایا بقی رکھو (کعبہ) اسی طرح اور رسولوں میں سے ایک رسول کو برگزیدہ
 کر لیا اور فرمایا جیسی پس اس قسم کی جتنی چیزیں ہیں سب اسکی پیدا کی ہوئی ہیں۔ اسکی بنائی ہوئی اسکی
 ایجاد کی ہوئی ہیں وہی اُنکی تربیت کرتا ہے اور وہی اُنکی تدبیر فرماتا ہے،

بقول جناب امیر المومنین روح کی پانچ قسمیں ہیں (۱) روح القدس، (۲) روح الامان، (۳) روح القوة (۴) روح الشهوة (۵) روح البدن، اور سب آدمی تین قسم کے ہیں (۱) السالقولون

(۳۰) صاحب الیقین (۳) اصحاب الثمال، پہلی قسم میں انبیاء اور اوصیاء داخل ہیں، ان کو پانچوں روحیں ملتی ہیں دو کثر قسم میں مؤمنین، ان کو روح القدس کے سوا سب روحیں ملتی ہیں، تیسری قسم میں کفلاء و منافقین، ان کو آخری تین روحیں یعنی ۲، ۳، ۵، ملتی ہیں، کیل ابن زیاد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر سے عرض کی کہ وہ امیر انفس کیا چیز ہے انکو پہچان دے، فرمایا اسے کیل کو اپنے نفس کو چھو ادا دل انفس جابر میں (۱) امیر برضا متہ (۲) حسیتہ جو انہ (۳) ناطقہ قدسیہ (۴) کلئہ اکہیہ، اور انہیں سے ہر ایک کی بات چیت توتیں اور دو خاصیتیں ہیں، پس ممبر کی توتیں یہ ہیں اس کے اجازتہ (باضمتہ، وادفہ، مریبہ اور خاصیتیں یہ ہیں زیادت اور نقصان، یعنی جسم کا کھٹنا، بڑھنا، انکی پیدا ہونے کی جگہ جگہ سے ممبر کی توتیں سننا، دیکھنا چکنا، بھڑکانا، سونگنا، خاصیتیں غذا و غضب، یعنی راضی ہونا، اور ناراض ہونا، انکی پیدا ہونے کی جگہ دل ہے، ممبر ۳ کی توتیں، فکر، ذکر، علم، حکم، نباہت خاصیتیں، نزاہت اور حکمت یعنی بری چیزوں سے الگ تھا اور دنا می، اس کے پیدا ہونے کی کوئی جگہ نہیں، بلکہ یہ فرشتوں کے نفس سے زیادہ مشابہ ہے، ممبر ۴ کی توتیں، اذنا کی حالت میں باقی رہنا، کچھ نہ ملنے کو نفبت سمجھا، حالت ولت کو عزت سمجھا، باوجود غنی ہونے کے فقیر رہنا، ہر لباس میں صبر کرنا، خاصیتیں (رضاء و تسلیم) یہی دن ہے جس کا مبادی اذنا کی طرف سے ہوا۔ اور اس کا عاویضی خدائی طرف ہوگا اور اسی کے متعلق خدا نے فرمایا ہے ففقت فیہ من مادی اور اسی سے خطاب ہوگا، یا ایہا النفس المطہنتہ ارجعی لی، بلکہ مراضیہ مروضیہ اور عقل نہیں سے ہر ایک کا واسطہ ہے، خدا ہوتا رہتی ہیں اس باب مدینہ علم پر کہ نفس کا فلسفہ کیا بیان فرمادیا، سائنس دان اور ملحد میں غور سے قوالا اہم کو دیکھیں اور سمجھیں، اگرچہ فلسفہ جدیدہ کسی حد تک اس سے متفق ہے مگر جو کچھ کہی ہے وہ پورا کرنا نہیں اور امام پر ایمان لائیں، حدیث اول سے روح کی حقیقت اور دوم سے اسکی تفصیلات معلوم ہو گئے،

(۳۱) سورہ بنی اسرائیل - فرماتا ہے "وہم نے دگ روح کی بابت سوال کرنے میں کدو کہ روح میرے بڑے کا علم ہے اور تمکو اس کے بارے میں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے، لیجئے اب آگے قدم بڑھائیے گناہ بخش ہی نہیں، قدرت خود ہی نہیں بتاتی اور ہر ممبر طہیف یہ کہ فرمایا کہ تمکو اس کے بارے میں بہت کم علم دیا گیا ہے، ہر بھی میں عرض کروں گا کہ روح کے متعلق جو کچھ بھی بتایا ہے وہ اسلام ہی نے بتایا ہے سائنس دان اب تک ناپ رہے ہیں اذنا پتے رہیں گے، اس کے متعلق سائنس دانوں کے مختلف اقوال ہیں جنہیں کاجل پکاتا ہے، لکھا انکا تصنیع آت ہے ہر حال میں جسے سکھیں

فہرست قویم اعانت مستر اعظمین تاجکستان

ستقل

عالمی نایاب لوی لال محمد صاحب متولی دقعب

صحت بی بی سرماں ضلع شاہ آباد

۱۰۰

مالِ جناب محمد جمال صاحب مدراس

عالم الغیب محمد محمود صاحب بنیر شاہ کسپی لکھنؤ

عالمیغائب الہیہ محمد رضا صاحب چمک لکھنو

عالمی اخبار برائے صاحبِ سب خبر رانچی

عالمجانبہ مظفر حسین صاحب دکنی سٹیپارٹر

[Handwritten signature]

غیر متقل

عالمجانب ڈاکٹر عزیز الرحمن صاحب پانچویں

عالمینائے کرم حسین کھنڈی ضلع مانجی عار

عالمیغاب محمد ابراہیم صاحب کوٹھی ضلع رانچی عار

عالمی جناب محمد عباس صاحب صفوی شمس آباد ضلع لودھیانہ

تحریر

انجمن اثناعشری پشاور

عالمی عجائب و غریبوں کی شہرہ آفاق گورکھ پور

ع ۱۰۰

عہدہ : ماہیجناب اکرم حسین صاحب گورکھپور

عالمی نصاب احمد حسن صاحب گورکھپو

الغیاثیہ کریم بخش صاحب کبریٰ انجمن حسینیہ مدینہ

لی پو ضلع منطفر گرد م۔

الغیاب کرٹری پنجن حسینہ حسنہ ضلع گوداں

14

ہمسفرانِ گل

الحمد لله

۱۰
رشد مائش محسن بنید ملک در سنه ۱۳۱۰

اور مہربانی اور بخشش کیساتھ کرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ خدا رحمت والا اور مہربان ہے
گناہ معصیت اور خطا کا بخشنے والا ہے کتاب خروج باب ۶ آیت ۶ دے کتاب عدد باب ۱۲
آیت ۱۸،

اور بہت بخشنے والا اور بڑی رحمت کرنے والا ہے ان تمام لوگوں کے لیے جو اُنہیں پکاریں
زبور، مزمور ۸۶ آیت ۵

وہ تیس سب گناہوں کو بخشنے کا زبور۔ مزمور ۱۰۳ آیت ۳،
تیس کے مثل خدا کو نہ ہے کہ گناہوں کی بخشش اور خطاؤں سے درگزر کرتا ہے
اور اپنے غضب کی ہمیشہ تک باقی نہ رکھتا کیونکہ وہ رحمت سے خوش ہوتا ہے بالآخر ہم پر رحمت
کے گا اور ہمارے گناہوں کو بخشنے کا، کتاب بنیاباب، آیت ۱۸ (۱۹)
میں میں ہوں جو فقط اپنی ذات کی خاطر تیری گناہوں کو معفو کروں گا اور تیری
خطاؤں کا کبھی ذکر بھی نہ کروں گا، کتاب اشعیا باب ۴۰ آیت ۲۵

اسی قسم کے بیانات ہماری کتب مقدسہ میں بہت ہیں
رفیق الدین جناب! ہم جانتے ہیں کہ خدا قدوس و طاہر ہے گناہ سے بہت سخت ناراض
ہوتا ہے، لیکن جناب! اسکی پاکیزگی اور خطا سے ناراضگی کے لئے لازم نقطہ یہ ہے کہ خطا کو
پسند نہ کرے اور خود کبھی اسکی طرف منظر نہ ہو، مگر اسکی پاکیزگی کو یہ لازم نہیں ہے کہ ایک توبہ
کر نیو لے اور اپنے رب کی اطاعت کی طرف رج کر نیو لے کو نہ بخشنے اور بندہ اگر جلتے کہاں؟
اسکے لئے اسکی رحمت ہوا کے پھولوں کو ہی پناہ ہے تو پھر کیسے ممکن نہیں کہ گناہگار کو عذاب
کرنے سے چشم پوشی کرے جب کہ وہ تائب ہو اور اسکی طرف رجوع کرے، کیا خدا اسے قبل شاد
توبہ کرنے والے کو عذاب کر کے اپنی تشفی اور اپنا دل ٹھنڈا کرنا چاہتا ہے؟ جناب عالی
ہم تو انسان سے بھی جو ذاتی تشفی اور اپنا دل ٹھنڈا کرنے کا محتاج ہو غصہ کو پسندیدہ سمجھتے
ہیں تو پھر خدا کے غنی قدوس سے توبہ کرنے والے کو معاف کر دینا، کیونکہ ممکن نہیں،

پادری صاحب۔ رفیق الدین! درست کھتے ہو یہی ہماری مقدس کتابیں ہی بول رہی ہیں
چنانچہ باب ۴ کتاب خرقیال میں خداوند عالم فرماتا ہے

پس جب شریر اپنی تمام خطاؤں سے جنگوں کر چکا ہے باز آئے اور یہ
تمام فرائض کا پابند ہو جائے اور حق اور عدل پر عمل کرے نفع زندہ جاوید
ہوگا کبھی نہ مرے گا اُس کے سارے گناہ جو کر چکا ہے اُسکے منہ پر نہ
لائے جائیں گے کیا کوئی خوشی ہے کہ میں شریر کی موت سے خوش ہوں
خداوند خدا کہتا ہے مگر یہ کہ شریر اپنے حرکات سے باز آکر زندہ ہو جائے
اور باب ۳۳ میں خرقیال ہے خدا کا ارشاد نقل ہے:-

اور تو نے آدم زاد بنی اسرئیل سے کلام کر اور کہہ کہ تم یہ کہتے ہوے جوتے
ہو کہ ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں ہم پر ہیں رخصتیں کے ساتھ ہم فنا
ہو جائیں گے پس ہم کو نہ زندہ ہو سکتے ہیں اُن سے کہہ کہ میں زندہ ہوں
خداوند خدا کہتا ہے کہ میں شریر کی موت سے خوش نہیں ہوں بلکہ اس سے
کہ اُن کی کارستانیوں سے باز آئے اور زندہ ہو جائے، اپنے برے
حرکات سے باز آؤ باز آؤ پس تم کیوں مرے جاتے ہو،

اور پطرس کے پیغام مانی باب ۳ میں ہے:-

خدا یہ نہیں چاہتا کہ لوگ ہلاک ہو جائیں بلکہ یہ چاہتا ہے کہ سب کو
توبہ کی راہ لگائے،

اور اسی طرح کے بیانات ہماری کتابوں بہت ہیں

قرآن اور توبہ و غفران

رفیق الدین۔ جناب! معاف فرمائیگا، میں آپ کے ایک علی مسئلہ پوچھتا ہوں لیکن آپ کو

میں سوال ہے کچھ اور گمان نہ ہو،

کیا قرآن میں توبہ اور بخشش کا بھی کوئی ذکر ہے؟

پادر ایضا صاحب - رفیق الدین، قرآن تو آئیات کا ایک خزانہ ہے اور مغفرت اور توبہ کا آئین بہت ذکر ہے سب کو چھوڑ کر سورہ طہ کیتہ آیت ۴۲ میں قرآن کا ایک ہی ارشاد کافی ہو،

و انی لغفار لمن تاب و آمن و عمل اور میں بہت بخشنے والا ہوں اُس شخص کا جو توبہ

صالحا تم اہتدی کرے اور ایمان لائے اور عمل صالح کرے پھر رہے

پر لگ جائے،

معین الدین - جناب عالی! میں دیکھتا ہوں کہ آپ قرآن کی بہت زبان تعریف تو صاف کرتے ہیں اور ایک اندیشہ ناک بات ہے،

پادر ایضا صاحب - معین الدین! تم نے مجھ سے اپنے بیٹے کو حقائق کا درس دینے کی فرمائش کی اور کیا تم مجھ سے یہی چاہتے ہو کہ جب حقیقت کا ذکر آجائے تو میں حقیقت پر ظلم بھی کروں اور قصب کی روئیسے ملوث بن جاؤں پس اگر تم حق بات کھنا اندیشہ ناک سمجھتے ہو تو میں آج ہی تمہارے پاس سے رخصت ہوا ہوں غور سے سنو! تم میں جو تیز کاٹاں ہیں میں اس سے بہت خوش ہوں بس تم قرآن کو لو اور اُسکو اول سے آخر تک پڑھ جاؤ دیکھنا کہ تم انہیں کوئی ایک چیز بھی ایسی پاتے ہو جو عقل کے خلاف ہو یا کوئی بات بھی اسطرح کی ملتی ہے جس سے تم نے اور تمہارے بیٹے رفیق الدین نے توریت پر اعتراض دہرائنا،

معین الدین - جناب! معاف کیجیے، میں نے غلطی کی معاف کیجیے یہ میری بہت کامرضی جس نے مجھے ن بات کہنا وہی جو آپ نے سنی بہلا آپ کے سطح اُس سے رغبت ہو سکتے ہیں حالانکہ آپ مرض جبل کے طبیب اور اس مرض ذلیل کے حکموں سے تائب

ہیں جناب! معاف کیجئے اور میں خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھ کو خدا شکر آری کی کبریت سے محروم نہ کیجئے اور یہ کہ اگر کہ میں تم سے رخصت ہوا ہوں ہمارے دلوں کو پارہ پارہ نہ کیجئے رفیق الدین۔ جناب عالی! آبا جان کو ملامت نہ کیجئے اسلئے کہ سنی ہوئی بات انسان کے ذہن کچھ نہ کچھ پریشان کر دیتی ہے اور ہمارے بہائی نصاریٰ تو خدا انکی ہدایت کرے بتلاتے ہی ہیں کہ قرآن پاک ان پڑھ وحشی معارف و کمال سے بے ہوش کلام جو جوت پتی کی بوم عرب کی کرختگی وحشیوں کی دہشت اور تاریخی عرفانی اور تمدنی غلطیوں سے لبریز ہے

جناب عالی! جب قرآن کی یہ مذمت سنے ہوئے ہیں! اس ہمہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ توریت خدا کے قدس کا کلام ہے اور ہرگز شے سوائے پروردگار پر جو گرا بنا را اعتراضات کیے گئے اس میں بھی ہمارے شریک رہے ہیں تو ہر آپ ان کو اس بات پر کہ انھوں نے قرآن سے بدگمانی کی اور اسکی تعریف و توصیف سے تعجب کیا تھے یہ سن کر ملامت کریں بلکہ جناب، پادری صاحب کے الطاف پر لازم ہے کہ آبا جان کے راستہ سے لغزش کے اسباب کو صاف کر دیں،

آبا جان! کیا آپ نے ہمارے پادری صاحب کو نہیں دیکھا کہ جب ہم نے توریت پر سنی شروع کی اور ہم بات بات پر مخالفت عقل ہوسنے کا اعتراض کرتے گئے تو کس طرح وہ جلد جواب دینے سے پہلو تہی کرتے رہے اور ہماری قوت فکر کو امید دلا کر ریاضتیں لے رہے۔ یہ سب کچھ تعصب کے ہیجان میں آجانیکی خوراک کیا، اور ابھی تک وہ ہمارے معاملہ میں اپنے غصہ کو پیتے ہی چلے جا رہے ہیں، اور آبا جان آپ ہیں کہ ہمارے پادری صاحب کے افادات میں ہے فقط ایک کلمہ ہی شکر اندیشہ میں پڑ گئے، ہر چہ حقائق انکے دماغ میں میرا ب آپ اُنسے کہیں بکراں کے بیان کر دینے کی امید رکھ سکتے ہیں؟

فدیہ کے راز کا دوبارہ ذکر

پادری صاحب۔ بیاضی الدین تم فدیہ کے راز کے متعلق اپنے سوال کو دوبارہ شروع

کرد اور عزیز معین الدین سنتے رہیں۔

رفیق الدین۔ جناب مالی! ہماری قوم کہتی ہے کہ خداوند قدوس ہے ممکن نہیں کہ گناہگار کو نار جہنم میں ابدی موت کا عذاب کرنے سے چشم پوشی کرے لہذا ہم اس کلام پر اپنی سابقہ اعتراضات سے تو چشم پوشی کیے لیتے ہیں لیکن اُن سے صرف اتنا کھتے ہیں گناہ کے ذریعہ کھنڈے خدا کے قدوس نے گناہگار کے عذاب کرنے سے کیوں کر چشم پوشی کی؟ اور فدیہ کی طرف رخ کر کے اُسی سے اپنے عدل اور انصاف کی کوئی نگرانی کر لیا ہے؟ جیسا کہ تمہارا بیان ہوا کہ کیونکر اس کا عدل سارے جہان کے گناہگاروں کے گرد ہون ہے فقط ایک شخص کے ایک دن اور ایک رات کی موت پر اور ترکا؟ اور اپنے اُوپر سے اتنے کچھ نیچے اُتر آئے کی ضرورت ہی کیا پڑی تھی؟

کیا خدا دیوالیہ ہو گیا تھا؟ ہم نے تو یہ سنا ہے کہ کوئی سوداگر حب دیوالیہ ہو جاتا ہو اور چاہتا ہے کہ مال تجارت میں سے کچھ کما جائے اور چرا ڈالے تو چپکے سے مال تجارت کی کچھ قیمت گرا دیتا ہے اور سستا بیچ دیتا ہے لیکن اگر کوئی تاجر بے عقل اور بالکل بے حیثیت بھی ہو تو بھی نہ اپنا کمال اور سجدہ بے انتہا گناہ نہیں اُٹھاتا،

جناب! اور فرض بھی کر لیجئے کہ فدیہ ہونیوالے مسیح مر بھی گئے اور جہنم میں اُسے بھی جیسا کہ پرنسٹن کی نماز کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے لیکن یہ پھر بھی گناہگار ان عالم کے قصاص اور انکو نار جہنم میں موت ابدی کا عذاب دیے جانے کے برابر نہیں ہوتا، اور عدل الہی نے اتنا بڑا دھوکہ کیسے کمالیا۔ جیسا کہ بلا گم یا آسمان کے لشکروں میں کوئی بھی حساب اور علم القیاس کا جاننے والا نہ تھا کہ عدل الہی کو اتنا تباہ دیتا اور کہہ دیتا اس قدر گھٹ کر معاملہ کرنے کی تو کوئی حد ہی نہیں اور نہ یہ عقل کے نزدیک پسندیدہ ہے لہذا تو اس دھوکے میں مت پڑو ورنہ سانپ کہاں چلا گیا تھا جو تورت موجود کو خیالات کی بنا پر راست گو طبیعت کیشل دردناک ہے وہی خواہاں سانپ،

جناب آپ تو عدل الہی کی حمایت کے لئے وکیل بن جائیے اور میں رحمت الہی کی طرف سے وکالت کرتا ہوں اور بتلائیے کہ آپ مجھ کو عقل و فطرت کے اجلاس میں کیا جواب دینے کے جب میں آپ سے کہوں کہ رحمت الہیہ کھتی ہے کہ اے خدا کے عدل جو گنہگار کو ناراہنم میں ابہری موت کا عذاب دینے کو لازم قرار دیتا ہے اور اُس کے لئے اس حتم پوشی کرنا ممکن نہیں

مسن :-

ان کہ میں کچھ تیسرے وظیفہ میں دخل اندازی نہیں کرتی اور تجھ پر یہ اعتراض بھی نہیں کرتی کہ تو نے اپنے قانون کی نحو مخالفت کی اور تجھ سے یہ بھی نہیں کہتی کہ گنہگار کو ناراہنم میں ابتک عذاب دینے کے لئے تیری پابندی کا پھندا کیسے کسل گیا اور یہ بھی نہیں کہتی کہ وہ ن تھا او کیا تھا جس نے پھندے کو توڑا اور اُسکی گرہ کو لدی اور میں تجھ سے یہ بھی نہیں کہتی کہ تو نے اس درجہ گھٹ کر معاملہ کیوں کیا کہ سارا حساب ہی غارت ہوا اور اے خدا نے قدموں کے عدل میں تجھ سے یہ بھی نہیں کہتی کہ تو نے گنہگار کے عذاب کا بار نیکو کار پر کیسے ڈال دیا یہ تو خدا کی قدسیت تجھ سے خود ہی پوچھ بگی لیکن میرا مطالبہ تجھ سے رحمت الہیہ کے فرائض منصبی کی بابت ہو اور میں تجھ سے کہتی ہوں مسیح جسکو تو نے فدیہ کے لئے منتخب کیا اور اُس نے ہٹا کا بار اٹھایا ان غلین ہوا اور رویا اور دل لول اور چین اور عاجز ہوا اور اس قصاص سے اُس نے استغفا دیا اور خدا سے یہ چاہا کہ موت کا کاسہ اور اُسکی گھڑی مجھ سے مالہ اور مٹی بجا جت سے اُس کے لئے دعا میں اکتھا رہا اور کہا کہ میرے خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا اور میری شاہد اس بات میں مقدس انجیلوں کی صرحت موجود ہو جیسا کہ انجیل متی باب ۲۷ آیت ۳۰ اور انجیل مرقس باب ۱۵ آیت ۲۶ اور انجیل لوقا باب ۲۲ آیت ۴۱ ۴۲ ۴۳ میں موجود ہو اے عدل الہی اگر تو نے اپنے فرض منصبی کی مخالفت کی اور تو اپنی جگہ سے نیچے لوٹا تو میں رحمت الہیہ تو اپنے مقدس وظیفہ سے نیچے نہیں اتر سکتی نہ تو نیچے ہی اتر رہی گی اور غاس بارہ میں باز پرس کا بار ہی اپنے اوپر لوں گی، پس اگر میں جو رحمت الہی ہوں مسیح

نیکو کار کی فریاد کو اُس کے رنج و گریہ اور فدیہ کے قصاص ہے استغفا دینے کے موقع پر پہنچوں
تو پرتنا کہ میں نے منصب کے فرائض کیا ہیں؟

معین الدین - جناب پادری صاحب اور میں اپنے کو عدل الہی کی جانب سے وکالت کے
لیے پیش کرنا ہوں اور روحانیوں (علماء) سے کہتا ہوں کہ تم عدل الہی کی پاکیزگی پر
انسان کے وحشیانہ ظلم کے روایات کو کیوں چسپاں کرتے ہو ہم نے تمہارے تقدس کو منہ
کیا کہ تم نے عقل اور ضمیر کی روشن باتوں سے غفلت کی انہیں میں میرے بیٹے فریق الدین کے گذشتہ سوالات
بھی ہیں انہیں منہ سے تمہاری ہی طرف سے تمہارے اس قول کی مخالفت بھی ہو
جبکہ تم عدل الہی کے معنی اور اس کی حقیقت کے متعلق بیان کرتے ہو اور انہیں میں تمہارے
اقوال کا قدر میں جلالت و استغفار الہی سے متناقض ہونا یہی ہے لیکن کنایہ ہے کہ جو بات
تم کہتے ہو گناہ کے دوست رکھنے والے کو اور جبری بنادینے والی ہو اور اعلان کرتی
ہے کہ گناہ بگاڑ کھلے گناہوں میں بھی بالکل آزاد ہیں اور یہ تبلا کہ اُن کے قصاص کا بازو بچاؤ
پر ڈال دیا گیا ہے اُن کو بالکل بے خوف کر دیتی ہے اور اپنی آواز خواہشات نفسانی کے ساتھ
لاکر بکاڑے چھتی ہو۔

دلے گناہ کے دوست رکھنے والو تم کو فدیہ مبارک باو ادب میں

نفس اور ظلم جو چاہے کر گذرو

لیکن ملے روحانیوں ہم تم کو معاف نہیں کر سکتے کہ تمہارے تقدس نے اُس بات
سے بھی غفلت کی جو ہماری کتب مقدسہ میں بار بار بہت تکرار کے ساتھ موجود ہے

کتاب حزقیال باب ۱۷ آیت ۲۲ ہے آخر باب تک بالترتیب یہ صراحت نہیں ہو کہ
گناہ گار آدمی ہی مقرر ہے نیکو کار کی نیکی نیکو کار پر اور بکاری کی بری

بدکار پر

ایسا ہی زبور مزمو ر ۶۲ کتاب ارمیا باب ۱۷ اور کتاب حزقیال باب ۱۷

د باب ۳ اور نبیل متی باب ۱ اور رومیہ باب ۱ اور کدوتوس اول باب اور کدوتوس ۲

باب اور افسیس باب اور کدوتوسی باب ۳ اور بطرس باب میں ہی ہو

پادر ایصاحب تمہاری معرفت پر مر حبا!! اور تمہاری کتب مقدسہ کی معلومات پر مر حبا!!

مگر اور تلاش حقیقت میں نرمی ہی ہے چلے چلو خدا تو نفع دینے والا ہے

رفیق الدین۔ جناب! مجھے ایک بات کہنی رہ گئی مجھے اجازت دیجیے کہ کہہ لوں اگرچہ اگر ہوگی اور اگرچہ جناب پادر ایصاحب کو اس قسم کی باتوں کے تصور میں لانے سے بھی لذت ہوتی ہے لیکن حق تک پہنچنے کے لیے اُن مشفقوں کو برداشت کرنا ہی پڑتا ہے جو ہستہ

سے اسباب لغزش کے دور کرنے میں پیش آتی ہیں

جناب! ابھی اپنے فرمایا ہے کہ مسیحی روحانیں کہتے ہیں کہ ”مسیح عیسیٰ ہی کلمہ ازلیہ

ہیں اور کلمہ ازلیہ ہی خدا ہے اور مسیح خدا کے بیٹے اور خدا کے وہی اقوام ہیں جو خود خدا

ہے اور مسیح ہی کلمہ ازلیہ ہیں جو مجسم بنا اور وہی خدا ہیں جس نے یہ لباس جسم پہنا“

جناب! تو پھر فدیہ کے معاملہ کا حاصل یہ ہوا کہ گناہ کے دشمن رکھنے والے خدا کے تقدس

عادل نے گناہگاروں کے قصاص میں اذیت و جہنم میں ابدی موت کا حکم دیا لیکن گناہگار کے ساتھ

بغض رکھنے اور اپنی بے نہایت پاکیزگی کی وجہ سے غضبناک ہو کر کچھ دیر میں دن تک گناہگاروں

کا قصاص دینے ہی جسم میں مٹا دیا،

خدا باری! اگر کسی شخص سے اس کے غلام سرکشی پر کمر بستہ ہو جائیں اور ظلم اور بدکاری میں

اور ان کو مضر دینے پر قادر ہو لیکن ان لوگوں میں جھگڑا آئے اور زور سے آواز لگائے کہ

میں مقدس عادل ہوں اور میرا عدل گناہگار کو سخت ترین سزا دینا ضروری قرار دیتا ہے

اور لیکن نہیں کہ میں اس سے چشم پوشی کر سکوں کر کیسے لوں میں تو مقدس عادل ہوں پھر

ہاتھ بڑھا کر اپنے بیٹے یا اپنے آپ ہی کو مارنے لگے اور کہے کہ اب میرے عدل نے

انہما حق پورا کر لیا اور گناہگاروں پرست میں نے اپنا قرضہ پورا دیا لیا۔ اب میرے محرترو

الحجۃ الموعودہ دارالافتاء اسلام آباد کے مفید و قابل قدر نمونہ

نور انکسائے قیمتیوں زبردست عایت

الغبوة و الخلافہ تصنیف حضرت شمس العلماء نجم الملة مظلہ
صدرہن مسئلہ خلافت پر تنقیدی اور تحقیقانہ نظر قابل
دیدہ سالہ ہوا اگر نیری ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے ۳۰
الموحدہ شمعہ قلم شمس العلماء نجم الملة مظلہ صدرہن
مسئلہ توحید کو نہایت متقن دلائل سے ثابت کیا گیا
ہو غفرریہا اگر نیری ترجمہ بھی طبع ہو جائیگا۔ ۳۰
خطاب فاضل اردو ترجمہ میزان عادل ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا الیت سبط حسن صاحب قلیاب صہ
انجمن اسلام اودھیہ اسکے اصول کا مقابلہ ۳۰
مسائل الحکما اردو ترجمہ منارچ انکسار ترجمہ جناب
شمس العلماء مولانا الیت سبط حسن صاحب یادہ پڑونکے
مذہب کی تفصیل اور انکے خیالات کا رد ۳۰
یدرہضیا و ریت کی مشکوکوں سے جناب سالک کی
رسالت کا ثبوت از جناب لوی سید علی غنفر صاحب
نیمو جناب سلطان العلماء علی اللہ مقامہا ۳۰
رد و مناقح مصنفہ جناب لانا محمد اردن صاحب قبلہ
مرحوم شامہ تناجہ پر کیا نہ لیکن عام فہم بحث روح و
ادہ کی قدامت کا ابطال آریوں کی بایہ اذکارا
کاسکت جواب ۱۲
انسانی قربانی دیدوں کے زمانہ میں انسانی قربانی
از جناب خواجہ غلام امین صاحب ۲۰
ویدرست قربانی ویدرست قربانی کا جوار احق

خواجہ غلام امین صاحب
تصدیق رسالت گوتم بدہ کی مشکوکوں سے جناب
نعتی مرتب کی سالانہ ویتا از جناب مولوی سید احمد علی
صاحب مرانی بی اس ۲۰
اسلام اینڈری لائٹ آف شیعہ مر اگر نیری ترجمہ
شرعیۃ الاسلام حصہ اول ترجمہ بادشاہ حسین صاحب
بی اسے اصول و دعا اسلام کی حقیقت و دیگر مذاہب
مقابلہ میں زبردست دلائل سے ثابت کی گئی و عطلہ کثرت
دی پرافٹ شپل نیڈ دی تکلیف انگریزی ترجمہ
مخلافہ ترجمہ جناب لوی لقابلیہ صاحب اعظم جلد کثرت
دی ٹریجڈی آف کرملہ غلامی را اگر نیری ترجمہ
تبصرہ از جناب میرعلیہ صاحب لکھنؤ نوٹری
الاعجاز معجزہ کی حقیقت کا انکشاف و درہبات کا
از جناب لانا محمد اردن صاحب قبلہ مرحوم ۱۰
المعراج دلائل عطلہ تعلیہ سے معراج کا ثبوت از جناب
مولانا الیت محمد اردن صاحب قبلہ مرحوم
اسلام مغرب کی نظر میں از جناب شہناشہ حسین صاحب
شرعیۃ الاسلام حصہ اول اصول عقائد مذہب کا دلائل
مذکرہ از جناب لانا الیت محمد صاحب بن مسکار نجم الملة مظلہ ۳۰
شرعیۃ الاسلام حصہ دوم طہارت و صلوٰۃ کے مسائل
مصنفہ جناب مسکار نجم الملة مظلہ ۲۰
شرعیۃ الاسلام حصہ سوم متور کے متعلق نثری حکام اور دیگر

سیاستِ سلو

حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ کے عہد خلافت ظاہرہ میں آپ کے مخالفین کی تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ اس پر نظر کر کے اکثر ناواقف و کوتاہ نظر لوگ اس شبہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں کہ حضرت کی ذات لائق صفت میں سیاست ملک نظم حکومت کا وہ اودہ موجود نہ تھا جو ایک بر حکمران میں ہونا چاہیے اس خلاف واقع خیال کو دفع کرنے کے لیے فاضل جلیل جناب مولوی سید محمد رضی صاحب نے پوری پوری لکھ کر حضرت قدس القالین مولانا ابوالحسن محمد ارون صاحب کے حرم و مغفوزہ نگاری پوری نے اس کے انعقاد سالہ کی ترتیب و ایف میں تحقیق و جد فرمائی ہے اور بے شبہ اس موضوع خاص میں یہ سالہ کم نظیر بلکہ عظیم النظیر و فاضل مدد و روح نے دین و دنیا اور انجلی سیاست کے اہمی تعلق اور اہل دنیا کی سیاستوں کے حقیقی اغراض و مقاصد سے دست نظر کے ساتھ بحث کرتے ہوئے واضح کیا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین صلوات اللہ علیہ نے نظام حکومت کی بنیاد جن اصول پر قائم فرمائی تھی ان سے ہر کسی انصاف پیشہ وعدالت شعار و ہر دماغ میں نہیں آسکتی اور ان اصول میں بن و بنیادوں کی فلاح و ترقی کا راز مضمر تھا نیز یہ بھی ثابت کیا ہے کہ آپ کے عہد میں اختلاف و افتراق رونما ہونے کے حقیقی اسباب کیا تھے غرض اس سالہ کے خصوصیات کا تفصیلی بیان ہو کہ اہل ذوق کو اس کے مطالبہ سے دستیغ نہ کرنا چاہیے قیمت مجلہ ملا وصول ثابا و انہ

ملفوظات امیر المؤمنین امیر المؤمنین

